پہلی بار اُفقِ اشاعت پر ضیا بار

کلیاتِ حسن

مولانا محمد حسن رضا خان بریلوی

محمد افروز قادری چریاکوٹی
محمد ثاقب رضا قادری

کلیاتِ حسن

نتیجہ فکر

تاجدارِ فکر وفن، شہنشاہِ سخن، اُستاذِ زمن حضرت

مولانا محمد حسن رضا خان حسنؔ بریلوی علیہ الرحمہ

تفصیلات

کتاب : کلیاتِ حسن ....

[ذوقِ نعت ، وسائلِ بخشش ، صمصامِ حسن ،
قندِ پارسی ، ثمرِ فصاحت ، قطعات و اشعارِ حسن]

مرتبین : محمد ثاقب رضا قادری ضیائی ، لاہور
saqib1126@hotmail.com
محمد افروز قادری چریاکوٹی ، انڈیا
afrozqadri@gmail.com

غرض و غایت : تحفظ و ترویج آثارِ علمائے اہلِ سنت و جماعت

صفحات : سات سو نوے (790)

اشاعت : ۲۰۱۲ء - ۱۴۳۳ھ

قیمت : روپے

طباعت :

{عرضِ ناشر}

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم اور مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ عنایت سے ہمارا ہمیشہ سے یہی نصب العین رہا ہے کہ سلف صالحین کے علمی نوادرات کو عصر حاضر کے طباعتی تقاضوں سے ہم آہنگ کرکے قارئین با تمکین کے ذوقِ مطالعہ کی نذر کیا جائے، اور ہم اپنے اس مقصد میں کہاں تک کامیاب ہیں اس کا کچھ اندازہ ادارۂ ہذا کی فہرستِ مطبوعات بنام 'کاوش' سے کیا جا سکتا ہے۔

اسی سلسلۂ زریں کی ایک درخشندہ کڑی برادرِ اعلیٰ حضرت شہنشاہِ سخن استاذِ زمن حضرت مولانا حسن رضا حسن بریلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی علمی وفکری نگارشات کی جمع وتدوین بھی ہے۔ مولانا حسن رضا پر اس قدر دلکش پیرائے پر جامع، منظم اور مربوط علمی وتحقیقی کام اب تک سامنے نہیں آیا تھا۔ اور شاید ہماری اسی غفلت کے باعث آج عوام تو کجا خواص بھی مولانا حسن رضا بریلوی کی تصنیفی خدمات سے نابلد ہیں۔

اللہ عزوجل جزائے خیر عطا فرمائے برادرم محمد ثاقب رضا قادری (لاہور، پاکستان) اور محترمی علامہ مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی (بعدہ رسا ساؤتھ افریقہ) کو کہ انھوں نے اس معرکۃ الآرا کام کو انتہائی محنت و تندہی کے ساتھ کئی ماہ کی شبانہ روز محنت سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا، اور مولانا کی جملہ تصنیفات کو دو ضخیم جلدوں میں ترتیب دے کر جماعت کے کاندھے سے بوجھ ہلکا کیا۔ اسمائے کتب مع مشمولات حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ کلیاتِ حسن: ذوقِ نعت معروف بہ صلۂ آخرت...... وسائلِ بخشش...... صمصامِ حسن بردابرفتن...... قندِ پارسی...... ثمرِ فصاحت...... قطعات واشعارِ حسن۔

۲۔ رسائلِ حسن: دینِ حسن...... نگارستانِ لطافت...... آئینۂ قیامت...... تزکِ مرتضوی...... بے موقع فریاد کے مہذب جواب...... سوالاتِ حقائق نما بروؤس ندوۃ العلما...... فتاویٰ القدوۃ لکشف دفین الندوۃ...... ندوہ کا تیجہ دو دا دسوم کا نتیجہ...... اظہارِ رودا د...... کوائفِ اخراجات...... باقیاتِ حسن۔

سرِدست مولانا حسن رضا بریلوی کا نعتیہ وبہاریہ کلام 'کلیات' کی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔ مطالعے کے دوران آپ پر واضح ہوگا کہ مرتبین نے اس میں کتنی عرق ریزی سے کام لیا ہے اور کتنے نایاب کلام دریافت کرکے کلیات میں شامل کیے ہیں، ان کی کچھ تفصیلات آپ آغازِ سخن میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

دوسری جلد ان شاء اللہ عزوجل جلد ہی شائع ہوگی۔ اس کے علاوہ مولانا حسن رضا کی سیرت وسوانح اور ہمہ جہت خدمات کے متعلق مقالات کا مجموعہ 'جہانِ حسن' بھی زیرِ ترتیب ہے۔

اللہ عزوجل اس علمی وتحقیقی کام کو اپنی بلند بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔ اور مصنف، مرتبین، معاونین، اور ناشر سب کے لیے وسیلۂ بخشش بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری

خادم مکتبۂ اعلیٰ حضرت ...... مرکز الاولیاء پاکستان

سنگِ میل

شرفِ انتساب

فصیح الملک، بلبلِ ہندوستان

جنابِ نواب مرزا خان صاحب

داغؔ دہلوی

.... : کے نام : ....

جن کی نگہِ دل نواز سے مولانا حسنؔ بریلوی

کی بہارِ شاعری رشکِ باغ و بہار ہوئی.

عقیدت کیش:

محمد ثاقب رضا قادری ضیائی

محمد افروز قادری چریاکوٹی

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع

آغازِ سخن

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ
رحمۃ للعلمین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

میں کہ مری نوا میں ہے آتشِ رفتہ کا سراغ
میری تمام سرگزشت کھوئے ہوؤں کی جستجو

ماہر علم وفن، ناخدائے سخن، اُستاذِ زمن حضرت مولانا محمد حسن رضا محقق بریلوی کی شخصیت کے تعارف کے کئی پہلو ہیں، اور ہر پہلو کئی حیثیتوں سے رخشندہ وتابندہ ہے۔ شعروسخن کی کہکشاؤں میں اُن کے نام کی وہی حیثیت ہے جو ستاروں کی جھرمٹ میں ماہِ تمام کی۔ سیرت وتذکرہ نگاری میں اُن کے زبان وبیان کی جامعیت کا کوئی ہم پلہ نظر نہیں آتا۔ ردِّ باطل اور احقاقِ حق میں اُن کی مہارت و حذاقت اور صلابت وپختگی اپنی نظیر آپ ہے۔ علم وتحقیق کے میدان میں اُن کی نادرہ کاری اور دقیقہ سنجی اُن کے قدِ علمی کی اونچائی کا پتا دیتی ہے۔ اگر مختصر سے جملے میں مولانا کو "نظم ونثر کا بے تاج بادشاہ" کہہ لیا جائے تو یقیناً کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

اس ایک شخص میں پنہاں تھیں خوبیاں کیا کیا
ہزار لوگ ملیں گے مگر کہاں وہ شخص!

لیکن سکّے کا ایک رخ جتنا روشن ودل آویز ہے، ہماری بدقسمتی نے اس کے دوسرے رخ کو اتنا ہی غبار آلود اور روح فرسا بنا دیا۔ اندازہ فرمائیں کہ جماعت کی ایک ایسی ہشت پہلو شخصیت اور ہمہ جہت ہستی کی زندگی کے کسی ایک پہلو کو بھی تو ہم ڈھنگ سے دنیا کے سامنے پیش نہ کر سکے۔

مولانا ہم میں آج فقط ایک شاعر و سخن وری کی حیثیت سے متعارف و مشہور ہیں، اور ہماری تمام تر طبع آزمائیاں اسی پہلو کو اُجاگر کرنے میں ہوئی ہیں؛ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ مولانا کے نثری شہ پارے تعداد و وزن دونوں اعتبارات سے اُن کے شعری سرمائے سے کہیں زیادہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی اُثاثوں اور تحقیقی کارنامے تو بہت حد تک منظر عام پر آبھی گئے؛ تاہم اُن کے برادرِ گرامی، قوتِ بازوے رضا، حضرت مولانا حسن رضا کی کاوشوں سے زمانے کو کما حقہ متعارف کرانے کا قرض ابھی تک ہمارے اوپر چڑھا ہوا تھا۔

لہٰذا اپنی مجرمانہ کوتاہیوں سے کسی حد تک عہدہ برآری اور وقت کے شدید ترین تقاضے کے تحت ہم نے محض مولانا حسن رضا محقق بریلوی کی مظلوم شخصیت کے گراں مایہ علمی و فکری اُثاثہ جات کی شیرازہ بندی کا اِرادہ کیا، اور انھیں قارئین کے اِستفادے کی میز تک لے آنے کا خواب دیکھا، تو پھر کیا ہوا کہ رحمت خداوندی اور عنایت رسالت پناہی ہمارے شاملِ حال ہوگئی، اور وہ سارا خواب حقیقت کا روپ دھارتا چلا گیا، جسے آج آپ کے روبرو پیش کرتے ہوئے ہمیں بھرپور قلبی مسرت کا اِحساس ہو رہا ہے؛ تاہم اس ہفت اقلیم کو سر کرنے، اور اس کی تلاش و جستجو نے ہم سے کیا کچھ جتن کروائے، اور کہاں کہاں تک کی خاک چھنوائی، اس کی کچھ تفصیلات سوانح مصنف کے ساتھ رسائلِ حسنؔ کے اِبتدائی صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

آج جب کبھی امام احمد رضا کی تعدادِ تصانیف کی بات چھڑتی ہے تو ہمارا سارا زور اُن کی تعداد ہی کے پر پیچ مسئلے کو حل کرنے پر صرف ہو جاتا ہے، پھر آگے اُن کتابوں کی تلاش کے لیے ہم میں ایک ذرا قوت و ہمت نہیں ہوتی؛ لیکن میرا وجدان کہتا ہے کہ جس طرح مولانا حسن رضا محقق بریلوی کے علمی و فکری اُثاثوں کی دیوانہ وار تلاش نے ہمیں ساحلِ مقصود سے ہمکنار کر دیا، اسی طرح محدث بریلوی کی بعض کتب و تحقیقات کی مخلصانہ تلاش و جستجو بھی ہمیں یقیناً مراد آشنا کر دے گی۔ مردِ سیالکوٹی نے صحیح کہہ گیا ہے۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لاتخف

رسائلِ حسن، کلیاتِ حسن اور جہانِ حسن میں مولانا محمد حسن کی کل کائنات کو ہم نے سمیٹ دینے کی کوشش کی؛ مگر بوئے حسن مٹھیوں کی قید میں آنے سے رہی، یعنی زلفِ یار دراز ہوتی چلی گئی، اور ہمارے قابو کے ہاتھوں سے باہر نکل گئی: لہٰذا جہانِ حسن کی جلد کو ہم نے مزید استیعابی بنانے کی غرض سے وقتی طور پر معرضِ التوا میں ڈال کر اپنی ساری کوشش رسائل و کلیاتِ حسن پر مرکوز کر دی۔ کرم خوردہ رسائل، قدیم طرزِ طباعت، اور مخطوطوں کی زبان کے تھکا دینے والے معرکے سر کرتے ہوئے ۔ بحمد اللہ ۔ ہم اپنے نصب العین کو پانے میں کامیاب ہو گئے۔ ذٰلک من فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ بقولِ مصنف علام۔

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

یہ کلیاتِ حسن ہے۔ اس میں چھ منظوم شہ پارے شامل ہیں۔ ذوقِ نعت ، وسائلِ بخشش ، صمصامِ حسن ، قندِ پارسی ، ثمرِ فصاحت ، اور قطعات و اشعارِ حسن۔ موخر الذکر مولانا کی کوئی مستقل تصنیف نہیں بلکہ اُن کے منتشر و متفرق قصائد و قطعات کا ایک اضافی مجموعہ ہے، سہولت کی غرض سے ہم نے انھیں ایک الگ رسالے کی شکل دے دی ہے۔ ذیل میں ان کتابوں کی کچھ جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں :

ذوقِ نعت: یہ مولانا کی دل آویز نعتوں کا حسین انتخاب ہے۔ اس کی ترتیب میں عام اساتذہ کے دیوانوں کی طرح حروفِ تہجی کی ترتیب کا التزام کیا گیا ہے، اور ہر ردیف میں نعتیں کہی گئی ہیں، بلکہ بعض ایسی سنگلاخ زمینوں میں بھی جن میں نعتیہ مضامین کی تخم ریزی مشکل ہوتی ہے مولانا کامیاب نعتیں کہنے میں ظفریاب ہو گئے ہیں۔

ذوقِ نعت کی خشت تو نعتوں ہی پر رکھی گئی ہے؛ تاہم نعت و قصیدۂ خیرِ ابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خلفائے راشدین اور اہلِ بیتِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں بھی قصائد نظم کیے گئے ہیں۔ نیز شیخ سیدنا عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ، سلطان الہند خواجہ غریب نواز سیدنا

معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ الشریف، حضور اچھے میاں مارہروی قدس سرہ العزیز، اور حضرت مولانا فضل رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی کی بارگاہ میں منقبتوں کی سوغات بھی پیش کی گئی ہیں۔

مولانا نے معراجِ سیدِ کونین کا نقشہ بھی خوب کھینچا ہے، اور شہادتِ امام حسین کی داستان کا رنگ بھی خوب جمایا ہے۔ 'کشفِ رازِ نجدیت' کے تحت معاندینِ اہلِ سنت و جماعت کی جو درگت بنائی ہے وہ پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اور پھر اختتام پر بانیِ نیچریت سرسید احمد خان کے چہیتے مقلد مسٹر نذیر احمد خان دہلوی کی جو گوشمالی کی ہے اور ان کی نابکاریوں کی جو تصویر کھینچی ہے وہ بڑے خاصے کی چیز ہے۔

وسائلِ بخشش: یہ دراصل سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبتوں پر مشتمل ایک گنجینۂ بے بہا ہے۔ اس میں نظم کا سہارا لے کر مولانا نے معتبر و مستند حوالوں سے پیرانِ پیر دستگیر کے کوائف و احوال بیان کیے ہیں، اور قدم بہ قدم اُن سے وقوع پذیر ہونے والی معروف کراموں کا خوبصورت پیرائے میں نذرانہ پیش کیا ہے۔ زبان اتنی رواں اور شگفتہ ہے کہ نثر فصیح کا مزا دیتی ہے۔ اس کتاب میں مولانا کا اِستغاثانی رنگ بہت گہرا ہے، جو سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مولانا کے قلبی کھنچاؤ اور جذباتی لگاؤ کی غمازی کرتا ہے۔ اخیر میں دو تاریخی قصیدے 'نفحۂ روح' اور 'نظمِ معطر' (۱۳۰۹ھ) بھی شامل ہیں۔

صمصامِ حسن بر دابرِ فتن: یہ مولانا کی رَدِّ بدمذہباں خصوصاً تردیدِ ندوہ میں بے نظیر فارسی مثنوی ہے۔ اس کا آغاز حمد و نعت کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر بدمذہبوں کے کچھ گھناؤنے عقائد کی قلعی کھولی جاتی ہے، اور ان کے سرکردہ لیڈروں کے چہرے بے نقاب کیے جاتے ہیں ــــ رافضیوں کے نظریات بیان کر کے اُن کا ترکی بہ ترکی جواب دیا جاتا ہے...... نیچریوں کی تھیوری پیش کر کے شد و مد کے ساتھ اُن کا رَدّ و اِبطال کیا جاتا ہے ــــ بیچ میں پھر آقائے گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں مصنف دل گیر ہو کر اِستغاثانی نظم پیش کرتے ہیں۔

اس کے بعد تفصیل سے ندوہ اور اہلِ ندوہ کے اغراض و مقاصد کی پوتھی کھولی جاتی ہے، اور ان کی ضلالت و غوایت واشگاف کر کے پھر انھیں آئینۂ صداقت و ہدایت دکھایا جاتا ہے۔ پھر اخیر میں

مجلس علمائے اہل سنت کی مدح طرازی ہوتی ہے، اور فرداً فرداً اُن تمام ارباب علم وفضل کی شان میں مدحیہ وسپاسیہ اشعار پیش کیے جاتے ہیں جنھوں نے تحریک ندوہ کی تخریب وتردید میں دامے، درمے، قدمے، سخنے، قلمے حصہ لیا۔

قند پارسی: یہ مولانا کی فارسی غزلوں کا دل فریب مجموعہ ہے۔ اس میں مکمل غزلوں کے ساتھ متفرق اشعار، قطعات اور رباعیات وتواریخ بھی ہیں۔ نیز مولانا نے حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ العزیز کی شان میں مختصر مگر بڑی جامع منقبت رقم فرمائی ہے، اور اُن کے روحانی فیوض وبرکات سے بہرہ ور ہونے کی عرضی پیش کی ہے۔

پھر چند متفرق اشعار تابدار کے بعد طوطی ہند حضرت مولانا امیر خسرو قدس سرہ کی کتاب مستطاب ہشت بہشت پر تقریظ ثبت فرمائی ہے، جس میں پہلے مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات، اور استغاثہ دربارگاہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کرنے کے بعد بیانِ شب معراج کا خوب رنگ جماتے ہیں، اور عروج صاحب تاج کی بھرپور کیفیات رقم فرماتے ہیں۔ پھر اخیر میں بہت سے اکابر اہل سنت اور احباب واعوان کی شان میں قطعاتِ تواریخ لکھے ہیں۔

ثمر فصاحت: یہ مولانا کی سحر طراز غزلوں کا روح پرور اِنتخاب ہے۔ اس لاجواب کتاب کا آغاز حمد باری اور نعت رسالت پناہی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کی ترتیب میں بھی حروفِ تہجی کی ترتیب کا اِلتزام کیا گیا ہے، اور ہر ردیف میں کثرت سے مجازی غزلیں کہی گئی ہیں۔ ثمر فصاحت کا عمومی مزاج تو مجازی غزلوں سے خمیر ہوا ہے؛ تاہم مولانا نے حسب ضرورت اس میں دو ایک خوبصورت سہرے، معراجی شریف، اور رقعہ تسمیہ خوانی بھی لکھ ڈالی ہیں۔

پھر اخیر میں قند پارسی کی طرح اکابر اہلسنت کی بارگاہ میں قطعاتِ تواریخ، نیز تواریخ مساجد اور تواریخ کتب کا گلدستہ پیش کیا ہے۔ اس دیوان فصیح البیان کو پڑھنے سے پہلے سید تجمل چشتی فخری جلال پوری، اور مولانا کے شاگرد مولانا حکیم نظامی کے یہ اشعار ضرور ذہن نشیں رکھیے گا۔

پردۂ اَلفاظ میں ہے شاہدِ معنیٰ نہاں
ہے مجازی میں عیاں رنگِ حقیقت دیکھنا

مجازی رنگ میں رمزِ حقیقت	○	کمال ظاہری و باطنی ہے
وہ دیکھیں شاہدِ معنی کا جلوہ	○	جنھیں چشمِ بصیرت حق نے دی ہے
ہیں ظاہر میں تو شعرِ عاشقانہ	○	مگر باطن میں مطلب اور ہی ہے

شاید اسی لیے مرزا اسد اللہ خان غالب کو کہنا پڑا تھا۔

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

قطعات و اشعارِ حسن: یہ مولانا کی کوئی مستقل تصنیف نہیں؛ بلکہ مختلف کتابوں کے اواخر میں ضمیمے کے طور اُن کے یادگار قطعاتِ تواریخ، رقعات، رباعیات اور متفرق بکھرے ہوئے اشعار وغیرہ کو یکجا کر کے ایک حسین گلدستے کی شکل میں پیش کر دیا گیا ہے؛ تا کہ اہلِ ذوق کے لیے ایک ہی جگہ سے تشنگیِ شوق کی سیرابی کا سامان میسر آ سکے۔

کلیات کی ترتیب و تہذیب میں کوئی فنی و اصطلاحی سقم نہ رہ جانے کا پورا اہتمام کیا گیا ہے، اور پروف ریڈنگ میں بھی ژرف نگاہی سے کام لیا گیا ہے؛ تاہم انسان ہونے کے باعث غلطیوں کا امکان باقی ہے؛ لہٰذا کسی بھی قسم کی کمی و کوتاہی کتاب کے اندر نظر آئے تو پہلی فرصت میں ہمیں مطلع فرما کر ممنونیت کا موقع فراہم فرمائیں۔

ہم اُن جملہ اربابِ علم و دانش کے تہِ دل سے شکر گزار ہیں جنھوں نے ہماری اس سعی و کاوش کو کامیاب بنانے میں کسی طور پر حصہ لیا، اور اُن کے لیے صمیم قلب سے دعا گو بھی۔ ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر مندرجہ ذیل شخصیات کا ممنونِ کرم نہ ہوا جائے:

☆ مواد کی دستیابی میں حضرت علامہ اُسید الحق عاصم قادری بدایونی الازہری (خانقاہ قادریہ، بدایوں شریف، ہند) کا کلیدی رول رہا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اگر اُن کا دستِ تعاون دراز نہ ہوتا تو شاید ہمارا یہ خواب اِس قدر جلد شرمندۂ تعبیر نہ ہو پاتا۔ علامہ نے ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اکثر رسائل نہ صرف فراہم کیے، بلکہ مخدوش عبارات پر نظرِ ثانی فرما کر اُن کی تصحیح کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ قحط الرجال کے اِس دور میں ایسے سچے علم نواز، نفع بخش اور بے ضرر دوست نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔

محب گرامی محترم محمد ابرار عطاری، جناب محترم ہیثم عباس رضوی صاحب، محترم مولانا مرید احمد چشتی صاحب، ممتاز محقق جناب مختار عالم حق صاحب، محترم عبدالرحمٰن صاحب، محترم خلیل احمد رانا صاحب (پاکستان)۔

مفتی ذوالفقار صاحب نعیمی ککرالوی بدایونی (ہند)۔ جناب حامد رضا صاحب [جو سردست مولانا حسن رضا پر پی ایچ ڈی کر رہے ہیں]۔ اور محترم زبیر رضا قادری صاحب (بمبئی، ہند)۔

☆ مشاورت کے لیے مصلح قوم وملت حضرت علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری (چریاکوٹ، ہند) ، جناب مفتی محمد کاشف رضوی صاحب (بنگلور، ہند)۔ مکرمی جناب محمد عثمان قادری (کویت)۔ محترم جناب ریاض شاہد صاحب (اوکاڑہ، پاکستان)۔ اور محترم جناب مفتی محمد سعید صابر ضیائی نعیمی (لاہور، پاکستان) جنھوں نے فارسی کلام کی تصحیح میں تعاون فرمایا۔ مکرمی منیر شاہ صاحب۔ نیز یادگار اسلاف حضرت علامہ مولانا قاری محمد سلیمان سیالوی صاحب (لاہور، پاکستان)۔

☆ اشاعت کے لیے محب گرامی جناب مولانا محمد اجمل عطاری (مکتبۂ اعلیٰ حضرت، پاکستان)

یہ وہ چند شخصیات ہیں جن کے مفید مشوروں، بے پایاں شفقتوں اور قدم بہ قدم تعاون کے باعث یہ سب کچھ ممکن ہو سکا ہے۔ خدائے قدیر انھیں اس کا بہتر اجر عطا فرمائے، ان کے دونوں جہان اچھے کرے، اور انھیں اپنی رضا کے کاموں میں لگائے رکھے۔ آمین۔

اُمید ہے کہ ہماری یہ کاوش قارئین باتمکین کو بھائے گی، اور اِس سے اِستفادے کے وقت وہ مصنف کے حق میں دعائے رحمت ومغفرت اور مرتبین کے لیے دعائے خیر وبرکت کرنا نہ بھولیں گے۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو، اور فلاح دارین کے کام کرنے کی توفیق ہمارے رفیق حال کر دے۔

:- طالبینِ دعا و کرم -:

محمد ثاقب رضا قادری۔ پاکستان + محمد افروز قادری چریاکوٹی۔ انڈیا

بروز منگل ۲۴ر جولائی ۲۰۱۲ء

۴ر رمضان شریف ۱۴۳۳ھ

ذوقِ نعت

{1326ھ}

{نعتیہ کلام}

مولانا محمد حسن رضا خان قادری برکاتی ابوالحسینی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

[حزب الاحناف لاہور سے شائع شدہ نسخے کا سرورق]

فہرست

{ردیف بائے تازی}

{ردیف تائے منقوطہ}

{ردیف ثائے مثلثہ}

{ردیف جیم تازی}

{ردیف حائے حطی}

{ ردیف خاے معجمہ }

{ ردیف دال مہملہ }

{ ردیف ذال معجمہ }

{ ردیف راے مہملہ }

{ ردیف زاے معجمہ }

{ ردیف سین مہملہ }

{ ردیف شین معجمہ }

{ ردیف صاد معجمہ }

{ردیف ضاد معجمہ}

{ردیف طائے مہملہ}

{ردیف ظاد معجمہ}

{ردیف عین مہملہ}

{ردیف غین معجمہ}

{ردیف فا}

{ردیف قاف}

{ردیف کاف}

{ردیف لام}

{ردیف میم}

{ردیف نون}

{ردیف واؤ}

{ردیف ہائے ہوز}

{ردیف یائے تحتانی}

{مسدسات}

ہے پاک رُتبہ فکر سے اُس بے نیاز کا

ہے پاک رُتبہ فکر سے اُس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام اِمتیاز کا

شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے کیوں حجاب
کیا کام اس جگہ خردِ ہرزہ تاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
اللہ رے جگر ترے آگاہ راز کا

غش آ گیا کلیم سے مشتاقِ دید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اُس بے نیاز کا

ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اس بے کسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شُہرہ سنا جو رحمتِ بے کس نواز کا

مانندِ شمع تیری طرف لَو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

بندہ پہ تیرے نفسِ لعیں ہو گیا محیط
اللہ کر علاج مری حرص و آز کا

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کار ساز کا

فکر اسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا

فکر اسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا
وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا

طور پر ہی نہیں موقوف اُجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

ہر جگہ ذکر ہے اے واحد و یکتا تیرا
کون سی بزم میں روشن نہیں اِکّا تیرا

پھر نمایاں جو سرِ طور ہو جلوہ تیرا
آگ لینے کو چلے عاشقِ شیدا تیرا

خیرہ کرتا ہے نگاہوں کو اُجالا تیرا
کیجیے کون سی آنکھوں سے نظارہ تیرا

جلوۂ یار نرالا ہے یہ پردہ تیرا
کہ گلے مل کے بھی کھلتا نہیں ملنا تیرا

کیا خبر ہے کہ عَلَی الْعَرْش کے معنی کیا ہیں
کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جویا تیرا

لَنْ تَرَانِیْ کوئے سرِ طور سے پوچھے کوئی
کس طرح غش میں گراتا ہے تجلا تیرا

پار اُترتا ہے کوئی، غرق کوئی ہوتا ہے
کہیں پایاب کہیں جوش میں دریا تیرا

باغ میں پھول ہوا، شمع بنا محفل میں
جوشِ نیرنگ در آغوش ہے جلوہ تیرا

نئے انداز کی خلوت ہے یہ اے پردہ نشیں
آنکھیں مشتاق رہیں دل میں ہو جلوہ تیرا

شیشیں ٹوٹے ہوئے دل کو بنایا اُس نے
آہ اے دیدۂ مشتاق یہ لکھا تیرا

سات پردوں میں نظر اور نظر میں عالم
کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ معمّا تیرا

طور کا ڈھیر ہوا غش میں پڑے ہیں موسیٰ
کیوں نہ ہو یار کہ جلوہ ہے یہ جلوہ تیرا

چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے
ناخنِ عقل سے کھلتا نہیں عقدہ تیرا

وشبِ ایمن میں مجھے خاک نظر آئے گا
مجھ میں ہو کر نظر آتا نہیں جلوہ تیرا

ہر سحر نغمۂ مرغانِ نواسنج کا شور
گونجتا ہے ترے اوصاف سے صحرا تیرا

وحشیِ عشق سے کھلتا ہے تو اے پردۂ یار
کچھ نہ کچھ چاکِ گریباں سے ہے رشتہ تیرا

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے
آپ کو کھو کے تجھے پائے گا جویا تیرا

ہیں ترے نام سے آبادی و صحرا آباد
شہر میں ذکر ترا، دشت میں چرچا تیرا

برقِ دیدار ہی نے تو یہ قیامت توڑی
سب سے ہے اور کسی سے نہیں پردہ تیرا

آمدِ حشر سے اک عید ہے مشتاقوں کی
اسی پردے میں تو ہے جلوۂ زیبا تیرا

سارے عالم کو تو مشتاقِ تجلی پایا
پوچھنے جایئے اب کس سے ٹھکانا تیرا

طور پہ جلوہ دکھایا ہے تمنائی کو
کون کہتا ہے کہ اپنوں سے ہے پردہ تیرا

کام دیتی ہیں یہاں دیکھیے کس کی آنکھیں
دیکھنے کو تو ہے مشتاق زمانہ تیرا

مے کدہ میں ہے ترانہ تو اذاں مسجد میں
وصف ہوتا ہے نئے رنگ سے ہر جا تیرا

چاک ہوجائیں گے دل جیب و گریباں کس کے
دے نہ چھپنے کی جگہ راز کو پردہ تیرا

ہے تو مفلس و محتاج و گدا کون کہ میں
صاحبِ جود و کرم، وصف ہے کس کا تیرا

آفریں اہلِ محبت کے دلوں کو اے دوست
ایک کوزے میں لیے بیٹھے ہیں دریا تیرا

اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے
تو مرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا

انگلیاں کانوں میں دے دے کے سنا کرتے ہیں
خلوتِ دل میں عجب شور ہے برپا تیرا

اب جماتا ہے حسنؔ اس کی گلی میں بستر
خوب رویوں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

جن و انسان و ملک کو ہے بھروسا تیرا

جن و انسان و ملک کو ہے بھروسا تیرا
سرورا مرجعِ کل ہے درِ والا تیرا

واہ اے عطرِ خدا ساز مہکنا تیرا
خوب رو ملتے ہیں کپڑوں میں پسینہ تیرا

دہر میں آٹھ پہر بٹتا ہے باڑا تیرا
وقف ہے مانگنے والوں پہ خزانہ تیرا

لا مکاں میں نظر آتا ہے اُجالا تیرا
دور پہنچایا ترے حسن نے شہرہ تیرا

جلوۂ یار اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا
حسرتیں آٹھ پہر تکتی ہیں رستہ تیرا

یہ نہیں ہے کہ فقط ہے یہ مدینہ تیرا
تو ہے مختار، دو عالم پہ ہے قبضہ تیرا

کیا کہے وصف کوئی دشتِ مدینہ تیرا
پھول کی جان نزاکت میں ہے کانٹا تیرا

کس کے دامن میں چھپے کس کے قدم پر لوٹے
تیرا سگ جائے کہاں چھوڑ کے ٹکڑا تیرا

خسروِ کون و مکاں اور تواضع ایسی
ہاتھ تکیہ ہے ترا، خاک بچھونا تیرا

خوب رویانِ جہاں تجھ پہ فدا ہوتے ہیں
وہ ہے اے ماہِ عرب حُسنِ دل آرا تیرا

دشتِ پُر ہول میں گھیرا ہے درندوں نے مجھے
اے مرے خضر اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا

بادشاہانِ جہاں بہرِ گدائی آئیں
دینے پر آئے اگر مانگنے والا تیرا

دشمن و دوست کے منہ پر ہے کشادہ یکساں
روئے آئینہ ہے مولیٰ در والا تیرا

پاؤں مجروح ہیں منزل ہے کڑی بوجھ بہت
آہ اگر ایسے میں پایا نہ سہارا تیرا

نیک اچھے ہیں کہ اعمال ہیں اُن کے اچھے
ہم بدوں کے لیے کافی ہے بھروسا تیرا

آفتوں میں ہے گرفتار غلامِ عاجز
اے عرب والے اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا

اُونچے اُونچوں کو ترے سامنے ساجد پایا
کس طرح سمجھے کوئی رتبۂ اعلیٰ تیرا

خارِ صحرائے نبی پاؤں سے کیا کام تجھے
آ مری جان مرے دل میں ہے رستہ تیرا

کیوں نہ ہو ناز مجھے اپنے مقدر پہ کہ ہوں
سگ ترا، بندہ ترا، مانگنے والا تیرا

اچھے اچھے ہیں ترے در کی گدائی کرتے
اُونچے اُونچوں میں بٹا کرتا ہے صدقہ تیرا

بھیک بے مانگے فقیروں کو جہاں ملتی ہو
دونوں عالم میں وہ دروازہ ہے کس کا تیرا

کیوں تمنّا مری مایوس ہو اے ابرِ کرم
سُوکھے دھانوں کا مددگار ہے چھینٹا تیرا

ہائے پھر خندۂ بے جا مرے لب پر آیا
ہائے پھر بھول گیا راتوں کا رونا تیرا

حشر کی پیاس سے کیا خوف گنہ گاروں کو
تشنہ کاموں کا خریدار ہے دریا تیرا

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے
شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

صدق نے تجھ میں یہاں تک تو جگہ پائی ہے
کہہ نہیں سکتے اُلش کو بھی تو جھوٹا تیرا

خاص بندوں کے تصدّق میں رہائی پائے
آخر اس کام کا تو ہے یہ نکما تیرا

بندِ غم کاٹ دیا کرتے ہیں تیرے اَبرو
پھیر دیتا ہے بلاؤں کو اشارہ تیرا

حشر کے روز ہنسائے گا خطاکاروں کو
میرے غمخوار دلِ شب میں یہ رونا تیرا

عملِ نیک کہاں نامۂ بدکاراں میں
ہے غلاموں کو بھروسا مرے آقا تیرا

بہرِ دیدار جھک آئے ہیں زمیں پر تارے
واہ اے جلوۂ دل دار چمکنا تیرا

اونچی ہو کر نظر آتی ہے ہر اک شے چھوٹی
جا کے خورشید بنا چرخ پہ ذرّہ تیرا

اے مدینے کی ہوا دل مرا افسردہ ہے
سوکھی کلیوں کو کھلا جاتا ہے جھونکا تیرا

میرے آقا تو ہیں وہ ابرِ کرم، سوزِ الم
ایک چھینٹے کا بھی ہو گا نہ یہ ڈہرا تیرا

اب حسن منقبتِ خواجۂ اجمیر سنا
طبع پر جوش ہے رُکتا نہیں خامہ تیرا

منقبت حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

مے سر جوش در آغوش ہے شیشہ تیرا
بے خودی چھائے نہ کیوں پی کے پیالہ تیرا

خفتگانِ شبِ غفلت کو جگا دیتا ہے
سالہا سال وہ راتوں کا نہ سونا تیرا

ہے تری ذات عجب بحرِ حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا

جورِ پامالیِ عالم سے اُسے کیا مطلب
خاک میں مل نہیں سکتا کبھی ذرہ تیرا

کس قدر جوشِ تحیر کے عیاں ہیں آثار
نظر آیا مگر آئینے کو تلوا تیرا

گلشنِ ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابرِ کرم زور برسنا تیرا

کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغِ عالم
تختۂ گلشنِ فردوس ہے روضہ تیرا

تیرے ذرہ پہ معاصی کی گھٹا چھائی ہے
اس طرف بھی کبھی اے مہر ہو جلوہ تیرا

تجھ میں ہیں تربیتِ خضر کے پیدا آثار
بحر و بَر میں ہمیں ملتا ہے سہارا تیرا

پھر مجھے اپنا درِ پاک دکھا دے پیارے
آنکھیں پُر نور ہوں پھر دیکھ کے جلوہ تیرا

ظلِّ حق غوث پہ ہے غوث کا سایہ تجھ پر
سایہ گستر سرِ خدام پہ سایہ تیرا

تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شانِ رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کے رُتبہ تیرا

کیوں نہ بغداد میں جاری ہو ترا چشمۂ فیض
حَر بغداد ہی کی نہر ہے دریا تیرا

کرسی ڈالی تری تختِ شہِ جیلاں کے حضور
کتنا اُونچا کیا اللہ نے پایا تیرا

رشک ہوتا ہے غلاموں کو کہیں آقا سے
کیوں کہوں رشک دو بدر ہے تلوا تیرا

بشر افضل ہیں ملک سے تری یوں مدح کروں
نہ ملک خاص بشر کرتے ہیں مُجرا تیرا

جب سے تو نے قدمِ غوث لیا ہے سر پر
اولیا سر پہ قدم لیتے ہیں شاہا تیرا

محی دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدیں ہے
اے حسن کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

آسماں گر ترے تلووں کا نظارہ کرتا

آسماں گر ترے تلووں کا نظارہ کرتا ❁ روز اک چاند تصدق میں اُتارا کرتا
طوفِ روضہ ہی پہ چکرائے تھے کچھ ناواقف ❁ میں تو آپے میں نہ تھا اور جو سجدہ کرتا
صَرصَرِ دشتِ مدینہ جو کرم فرماتی ❁ کیوں میں افسردگیِ بخت کی پرواہ کرتا
چھپ گیا چاند نہ آئی ترے دیدار کی تاب ❁ اور اگر سامنے رہتا بھی تو سجدہ کرتا
یہ وہی ہیں کہ گرو آپ اور ان پر مچلو ❁ اُلٹی باتوں پہ کہو کون نہ سیدھا کرتا
ہم سے ذرّوں کی تو تقدیر ہی چمکا جاتا ❁ مہر فرما کے وہ جس راہ سے نکلا کرتا
دھوم ذرّوں میں اناالشمس کی پڑ جاتی ہے ❁ جس طرف سے ہے گزر چاند ہمارا کرتا
آہ کیا خوب تھا گر حاضرِ در رہتا میں ❁ اُن کے سایہ کے تلے چین سے سویا کرتا
شوق و آداب بہم گرمِ کشاکش رہتے ❁ عشق گم کردہ تواں عقل سے اُلجھا کرتا
آنکھ اُٹھتی تو میں جھنجلا کے پلک سی لیتا ❁ دل بگڑتا تو میں گھبرا کے سنبھالا کرتا
بے خودانہ کبھی سجدہ میں سوے در گرتا ❁ جانبِ قبلہ کبھی چونک کے پلٹا کرتا
بام تک دل کو کبھی بالِ کبوتر دیتا ❁ خاک پر گر کے کبھی ہائے خدایا کرتا
گاہ مرہم نہیِ زخمِ جگر میں رہتا ❁ گاہ نشتر زنیِ خونِ تمنا کرتا
ہمرہِ مہر کبھی گردِ حظیرہ پھرتا ❁ سایہ کے ساتھ کبھی خاک پہ لوٹا کرتا
صحبتِ داغِ جگر سے کبھی جی بہلاتا ❁ اُلفتِ دست و گریباں کا تماشا کرتا
دلِ حیراں کو کبھی ذوقِ تپش پر لاتا ❁ تپشِ دل کو کبھی حوصلہ فرسا کرتا
کبھی خود اپنے تحیر پہ میں حیراں رہتا ❁ کبھی خود اپنے سمجھنے کو نہ سمجھا کرتا

کبھی کہتا کہ یہ کیا بزم ہے کیسی ہے بہار ❁ کبھی انداز تجاہل سے میں توبہ کرتا

کبھی کہتا کہ یہ کیا جوشِ جنوں ہے ظالم ❁ کبھی پھر گر کے تڑپنے کی تمنا کرتا

ستھری ستھری وہ فضا دیکھ کے میں غرقِ گناہ ❁ اپنی آنکھوں میں خود اُس بزم میں کھٹکا کرتا

کبھی رحمت کے تصور میں ہنسی آجاتی ❁ پاسِ آداب کبھی ہونٹوں کو بخیہ کرتا

دل اگر رنجِ معاصی سے بگڑنے لگتا ❁ عفو کا ذکر سنا کر میں سنبھالا کرتا

یہ مزے خوبیٔ قسمت سے جو پائے ہوتے ❁ سخت دیوانہ تھا گر خلد کی پروا کرتا

موت اس دن کو جو پھر نام وطن کا لیتا ❁ خاک اس سر پہ جو اس در سے کنارا کرتا

اے حسنؔ قصدِ مدینہ نہیں رونا ہے یہی
اور میں آپ سے کس بات کا شکوہ کرتا

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا ❁ بے ٹھکانوں کو ٹھکانا مل گیا
فضلِ رب سے پھر کمی کس بات کی ❁ مل گیا سب کچھ جو طیبہ مل گیا
کشفِ رازِ مَنْ رَّاٰنِیْ (۱) یوں ہوا ❁ تم ملے تو حق تعالیٰ مل گیا
بے خودی ہے باعثِ کشفِ حجاب ❁ مل گیا ملنے کا رستہ مل گیا
اُن کے در نے سب سے مستغنی کیا ❁ بے طلب بے خواہش اتنا مل گیا
ناخدائی کے لیے آئے حضور ❁ ڈوبتو نکلو سہارا مل گیا
دونوں عالم سے مجھے کیوں کھو دیا ❁ نفسِ خود مطلب تجھے کیا مل گیا
خلد کیسا کیا چمن کس کا وطن ❁ مجھ کو صحرائے مدینہ مل گیا
آنکھیں پُرنم ہو گئیں سر جھک گیا ❁ جب ترا نقشِ کفِ پا مل گیا
ہے محبت کس قدر نامِ خدا ❁ نامِ حق سے نامِ والا مل گیا
اُن کے طالب نے جو چاہا پا لیا ❁ اُن کے سائل نے جو مانگا مل گیا
تیرے در کے ٹکڑے ہیں اور میں غریب ❁ مجھ کو روزی کا ٹھکانا مل گیا
اے حسنؔ فردوس میں جائیں جناب ❁ ہم کو صحرائے مدینہ مل گیا

---

(۱) اس شعر میں حدیث مبارکہ کا عند الصوفیہ مشہور مضمون پیش کیا گیا ہے: مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ یعنی جس نے میری زیارت کی تحقیق اس نے حق تعالیٰ کی زیارت کی۔

دل مرا دنیا پہ شیدا ہو گیا

دل مرا دنیا پہ شیدا ہو گیا ❁ اے مرے اللہ یہ کیا ہو گیا
کچھ مرے بچنے کی صورت کیجیے ❁ اب تو جو ہونا تھا مولیٰ ہو گیا
عیب پوشِ خلق دامن سے ترے ❁ سب گنہ گاروں کا پردہ ہو گیا
رکھ دیا جب اُس نے پتھر پر قدم ❁ صاف اک آئینہ پیدا ہو گیا
دُور ہو مجھ سے جو اُن سے دُور ہے ❁ اُس پہ میں صدقے جو اُن کا ہو گیا
گرمیِ بازار مولیٰ بڑھ چلی ❁ نرخِ رحمت خوب سستا ہو گیا
دیکھ کر اُن کا فروغِ حسنِ پا ❁ مہر ذرّہ ، چاند تارا ہو گیا
رَبِّ سَلِّم وہ اِدھر کہنے لگے ❁ اُس طرف پار اپنا بیڑا ہو گیا
اُن کے جلووں میں ہیں یہ دلچسپیاں ❁ جو وہاں پہنچا وہیں کا ہو گیا
تیرے ٹکڑوں سے پلے دونوں جہاں ❁ سب کا اُس در سے گزارا ہو گیا
السلام اے ساکنانِ کوے دوست ❁ ہم بھی آتے ہیں جو ایما ہو گیا
اُن کے صدقے میں عذابوں سے چھٹے ❁ کام اپنا نام اُن کا ہو گیا
سر وہی جو اُن کے قدموں سے لگا ❁ دل وہی جو اُن پہ شیدا ہو گیا
حسنِ یوسف پر زلیخا مٹ گئیں ❁ آپ پر اللہ پیارا ہو گیا
اُس کو شیروں پر شرف حاصل ہوا ❁ آپ کے در کا جو کتّا ہو گیا
زاہدوں کی خلد پر کیا دھوم تھی ❁ کوئی جانے گھر یہ اُن کا ہو گیا
غول اُن کے عاصیوں کے آئے جب ❁ چھنٹ گئی سب بھیڑ رستہ ہو گیا
جا پڑا جو دشتِ طیبہ میں حسنؔ ❁ گلشنِ جنت گھر اُس کا ہو گیا

کہوں کیا حال زاہد گلشنِ طیبہ کی نزہت کا

کہوں کیا حال زاہد، گلشنِ طیبہ کی نزہت کا
کہ ہے خلدِ بریں چھوٹا سا ٹکڑا میری جنت کا

تعالیٰ اللہ شوکت تیرے نامِ پاک کی آقا
کہ اب تک عرشِ اعلیٰ کو ہے سکتہ تیری ہیبت کا

وکیل اپنا کیا ہے احمدِ مختار کو میں نے
نہ کیوں کر پھر رہائی میری منشا ہو عدالت کا

بلاتے ہیں اُسی کو جس کی بگڑی وہ بناتے ہیں
کمر بندھنا دیارِ طیبہ کو کھلنا ہے قسمت کا

کھلیں اسلام کی آنکھیں ہوا سارا جہاں روشن
عرب کے چاند صدقے کیا ہی کہنا تیری طلعت کا

نہ کر رُسوائے محشر، واسطہ محبوب کا یا ربّ
یہ مجرم دُور سے آیا ہے سن کر نام رحمت کا

مرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینہ میں
ہجومِ جود نے روکا ہے بڑھنا دستِ حاجت کا

شبِ اسریٰ ترے جلووں نے کچھ ایسا سماں باندھا
کہ اب تک عرشِ اعظم منتظر ہے تیری رُخصت کا

یہاں کے ڈوبتے دم میں اُدھر جا کر اُبھرتے ہیں
کنارا ایک ہے بحرِ ندامت بحرِ رحمت کا

غنی ہے دل، بھرا ہے نعمتِ کونین سے دامن
گدا ہوں میں فقیرِ آستانِ خود بدولت کا

طوافِ روضۂ مولیٰ پہ ناواقف بگڑتے ہیں
عقیدہ اَور ہی کچھ ہے اَدب دانِ محبت کا

خزانِ غم سے رکھنا دُور مجھ کو اس کے صدقے میں
جو گل اے باغباں ہے عطر تیرے باغِ صنعت کا

الٰہی بعد مردن پردہ ہائے حائل اُٹھ جائیں
اُجالا میرے مرقد میں ہو اُن کی شمعِ تربت کا

سنا ہے روزِ محشر آپ ہی کا منہ تکیں گے سب
یہاں پورا ہوا مطلب دلِ مشتاقِ رؤیت کا

وجودِ پاک باعث خِلقتِ مخلوق کا ٹھہرا
تمہاری شانِ وحدت سے ہوا اِظہار کثرت کا

ہمیں بھی یاد رکھنا ساکنانِ کوچۂ جاناں
سلامِ شوق پہنچے بے کسانِ دشتِ غربت کا

حسنؔ سرکارِ طیبہ کا عجب دربارِ عالی ہے
درِ دولت پہ اک میلہ لگا ہے اہلِ حاجت کا

تصور لطف دیتا ہے دہانِ پاک سرور کا

تصور لطف دیتا ہے دہانِ پاک سرور کا
بھرا آتا ہے پانی میرے منہ میں حوضِ کوثر کا

جو کچھ بھی وصف ہو ان کے جمالِ ذرہ پرور کا
مرے دیوان کا مطلع ہو مطلع مہرِ محشر کا

مجھے بھی دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا
لیے جاؤں گا چھوٹا سا کوئی ذرہ ترے در کا

جو اک گوشہ چمک جائے تمہارے ذرۂ در کا
ابھی منہ دیکھتا رہ جائے آئینہ سکندر کا

اگر جلوہ نظر آئے کفِ پائے منور کا
ذرا سا منہ نکل آئے ابھی خورشید محشر کا

اگر دم بھر تصور کیجیے شانِ پیمبر کا
زباں پر شور ہو بے ساختہ اللہ اکبر کا

اُجالا طور کا دیکھیں جمالِ جاں فزا دیکھیں
کلیم آ کر اٹھا دیکھیں ذرا پردہ ترے در کا

دو عالم میہماں، تو میزباں، خوانِ کرم جاری
اِدھر بھی کوئی ٹکڑا میں بھی کتا ہوں ترے در کا

نہ گھر بیٹھے ملے جوہر صفا و خاکساری کے
مرید ذرۂ طیبہ ہے آئینہ سکندر کا

اگر اُس خندۂ دنداں نما کا وصف موزوں ہو
ابھی لہرا چلے بحرِ سخن سے چشمہ گوہر کا

ترے دامن کا سایہ اور دامن کتنے پیارے ہیں
وہ سایہ دشتِ محشر کا یہ حامی دیدۂ تر کا

تمہارے کوچہ و مرقد کے زائر کو میسر ہے
نظارہ باغِ جنت کا ، تماشا عرشِ اکبر کا

گنہگارانِ اُمت اُن کے دامن پر مچلتے ہوں
الٰہی چاک ہو جس دم گریباں صبحِ محشر کا

ملائک جن و انساں سب اسی در کے سلامی ہیں
دو عالم میں ہے اک شہرہ مرے محتاج پرور کا

الٰہی تشنہ کامِ ہجر دیکھے دشتِ محشر میں
برستا ابرِ رحمت کا ، چھلکنا حوضِ کوثر کا

زیارت میں کروں اور وہ شفاعت میری فرمائیں
مجھے ہنگامۂ عیدین یا رب دن ہو محشر کا

نصیب دوستاں اُن کی گلی میں گر سکونت ہو
مجھے ہو مغفرت کا سلسلہ ہر تار بستر کا

وہ گریۂ اُستُنِ حنّانہ کا آنکھوں میں پھرتا ہے
حضوری نے بڑھایا تھا جو پایہ اُوج منبر کا

ہمیشہ رہروانِ طیبہ کے زیرِ قدم آئے
الٰہی کچھ تو ہو اعزاز میرے کاسۂ سر کا

سہارا کچھ نہ کچھ رکھتا ہے ہر فردِ بشر اپنا
کسی کو نیک کاموں کا حسنؔ کو اپنے یاور کا

مجرم ہیبت زدہ جب فردِ عصیاں لے چلا

مجرمِ ہیبت زدہ جب فردِ عصیاں لے چلا
لطفِ شہ تسکین دیتا پیشِ یزداں لے چلا

دل کے آئینہ میں جو تصویرِ جاناں لے چلا
محفلِ جنت کی آرائش کا ساماں لے چلا

رہروِ جنت کو طیبہ کا بیاباں لے چلا
دامنِ دل کھینچتا خارِ مغیلاں لے چلا

گل نہ ہو جائے چراغِ زینتِ گلشن کہیں
اپنے سر میں مَیں ہوائے دشتِ جاناں لے چلا

روئے عالم تاب نے بانٹا جو باڑا نور کا
ماہِ نو کشتی میں پیالا مہرِ تاباں لے چلا

گو نہیں رکھتے زمانے کی وہ دولت اپنے پاس
پَر زمانہ نعمتوں سے بھر کے داماں لے چلا

تیری ہیبت سے ملا تاجِ سلاطیں خاک میں
تیری رحمت سے گدا تختِ سلیماں لے چلا

ایسی شوکت پر کہ اُڑتا ہے پھریرا عرش پر
جس گدا نے آرزو کی اُن کو مہماں لے چلا

دبدبہ کس سے بیاں ہو اُن کے نامِ پاک کا
شیر کے منہ سے سلامت جانِ سلماں لے چلا

صدقے اُس رحمت کے اُن کو روزِ محشر ہر طرف
ناشکیبا شورِ فریادِ اَسیراں لے چلا

ساز و سامانِ گدائے کوے سرور کیا کہوں
اُس کا منگتا سروری کے ساز و ساماں لے چلا

دو قدم بھی چل نہ سکتے ہم سرِ شمشیرِ تیز
ہاتھ پکڑے رَبِّ سَلِّمْ کا نگہباں لے چلا

دستگیرِ خستہ حالاں دست گیری کیجیے
پاؤں میں رعشہ ہے سر پر بارِ عصیاں لے چلا

وقتِ آخر نااُمیدی میں وہ صورت دیکھ کر
دل شکستہ دل کے ہر پارہ میں قرآں لے چلا

قیدیوں کی جنبشِ اَبرو سے بیڑی کاٹ دو
ورنہ جُرموں کا تسلسل سوے زنداں لے چلا

روزِ محشر شاد ہوں عاصی کہ قوسِ کبریا
رحم اُن کو اُمّتی گویاں و گِریاں لے چلا

مثلِ شبنم راتوں کا رونا ترا ابرِ کرم
صبحِ محشر صورتِ گل ہم کو خنداں لے چلا

کشتگانِ ناز کی قسمت کے صدقے جائیے
ان کو مقتل میں تماشائے شہیداں لے چلا

اخترِ اسلام چمکا، کفر کی ظلمت چھٹی
بدر میں جب وہ ہلالِ تیغِ بُرّاں لے چلا

بزمِ خوباں کو خدا نے پہلے دی آرائشیں
پھر مرے دُولہا کو سوئے بزمِ خوباں لے چلا

اللہ اللہ صرصرِ طیبہ کی رنگ آمیزیاں
ہر بگولا نزہتِ سروِ گلستاں لے چلا

قطرہ قطرہ اُن کے گھر سے بحرِ عرفاں ہو گیا
ذرّہ ذرّہ اُن کے دَر سے مہرِ تاباں لے چلا

صبحِ محشر ہر اداے عارضِ روشن ہیں وہ
شمعِ نور افشاں پئے شامِ غریباں لے چلا

شافعِ روزِ قیامت کا ہوں ادنیٰ امتی
پھر حسنؔ کیا غم اگر میں بارِ عصیاں لے چلا

قبلہ کا بھی کعبہ رُخِ نیکو نظر آیا

قبلہ کا بھی کعبہ رُخِ نیکو نظر آیا
کعبہ کا بھی قبلہ خمِ ابرو نظر آیا

محشر میں کسی نے بھی مری بات نہ پوچھی
حامی نظر آیا تو بس اِک تو نظر آیا

پھر بند کشاکش میں گرفتار نہ دیکھے
جب معجزۂ جنبشِ ابرو نظر آیا

اُس دل کے فدا جو ہے تری دید کا طالب
اُن آنکھوں کے قربان جنھیں تو نظر آیا

سلطان و گدا سب ہیں ترے در کے بھکاری
ہر ہاتھ میں دروازے کا بازو نظر آیا

سجدہ کو جھکا جائے براہیم میں کعبہ
جب قبلۂ کونین کا ابرو نظر آیا

بازارِ قیامت میں جنھیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا خریدار ہمیں تو نظر آیا

محشر میں گنہ گار کا پلّہ ہوا بھاری
پلّہ پہ جو وہ قربِ ترازو نظر آیا

یا دیکھنے والا تھا ترا یا ترا جویا
جو ہم کو خدا بین و خدا جُو نظر آیا

شل ہاتھ سلاطیں کے اُٹھے بہرِ گدائی
دروازہ ترا قوتِ بازو نظر آیا

یوسف سے حسیں اور تمنائے نظارہ
عالم میں نہ تم سا کوئی خوش رُو نظر آیا

فریادِ غریباں سے ہے محشر میں وہ بے چین
کوثر پہ تھا یا قربِ ترازو نظر آیا

تکلیف اُٹھا کر بھی دعا مانگی عدو کی
خوش خُلق نہ ایسا کوئی خوش خو نظر آیا

ظاہر ہیں حسنؔ احمدِ مختار کے معنی
کونین پہ سرکار کا قابو نظر آیا

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا
یوسف کو ترا طالبِ دیدار بنایا

طلعت سے زمانے کو پُر انوار بنایا
نکہت سے گلی کوچوں کو گلزار بنایا

دیواروں کو آئینہ بناتے ہیں وہ جلوے
آئینوں کو جن جلووں نے دیوار بنایا

وہ جنس کیا جس نے جسے کوئی نہ پوچھے
اس نے ہی مرا تجھ کو خریدار بنایا

اے نظمِ رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع
تو نے ہی اُسے مطلعِ انوار بنایا

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمھیں سرکار بنایا

کنجی تمھیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

اللہ کی رحمت ہے کہ ایسے کی یہ قسمت
عاصی کا تمھیں حامی و غم خوار بنایا

آئینۂ ذاتِ احدیٰ آپ ہی ٹھہرے
وہ حسن دیا ایسا طرح دار بنایا

انوار تجلّی سے وہ کچھ حیرتیں چھائیں
سب آئینوں کو پشت بدیوار بنایا

عالم کے سلاطین بھکاری ہیں بھکاری
سرکار بنایا تمھیں سرکار بنایا

گلزار کو آئینہ کیا منہ کی چمک نے
آئینہ کو رُخسار نے گل زار بنایا

یہ لذتِ پابوس کہ پتھر نے جگر میں
نقشِ قدمِ سیدِ ابرار بنایا

خدام تو بندے ہیں ترے حسنِ خلق نے
پیارے تجھے بدخواہ کا غم خوار بنایا

بے پردہ وہ جب خاک نشینوں میں نکل آئے
ہر ذرّہ کو خورشیدِ پُر انوار بنایا

اے ماہِ عرب مہرِ عجم میں ترے صدقے
ظلمت نے مرے دن کو شبِ تار بنایا

للہ کرم میرے بھی ویرانۂ دل پر
صحرا کو ترے حسن نے گلزار بنایا

اللہ تعالیٰ بھی ہوا اُس کا طرف دار
سرکار تمھیں جس نے طرفدار بنایا

گلزارِ جناں تیرے لیے حق نے بنائے
اپنے لیے تیرا گل رُخسار بنایا

بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا

ہر بات بداعمالیوں سے میں نے بگاڑی
اور تم نے مری بگڑی کو ہر بار بنایا

ان کے دُرِّ دنداں کا وہ صدقہ تھا کہ جس نے
ہر قطرۂ نیساں دُرِ شہوار بنایا

اس جلوۂ رنگیں کا تصدق تھا کہ جس نے
فردوس کے ہر تختہ کو گلزار بنایا

اس رُوح مجسم کے تبرک نے مسیحا
جاں بخش تمہیں یوں دمِ گفتار بنایا

اُس چہرۂ پُر نور کی وہ بھیک تھی جس نے
مہر و مہ و انجم کو پُر انوار بنایا

اُن ہاتھوں کا جلوہ تھا یہ اے حضرتِ موسیٰ
جس نے یدِ بیضا کو ضیا بار بنایا

اُن کے لبِ رنگیں کی نچھاور تھی وہ جس نے
پتھر میں حسنؔ لعلِ پُر انوار بنایا

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہوگا

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہو گا ❁ ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہو گا

گناہگار پہ جب لطف آپ کا ہو گا ❁ کیا بغیر کیا ، بے کیا کیا ہو گا

خدا کا لطف ہوا ہو گا دستگیر ضرور ❁ جو گرتے گرتے ترا نام لے لیا ہو گا

دکھائی جائے گی محشر میں شانِ محبوبی ❁ کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہو گا

خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی ❁ خدائے پاک خوشی اُن کی چاہتا ہو گا

کسی کے پاؤں کی بیڑی یہ کاٹتے ہوں گے ❁ کوئی اسیرِ غم اُن کو پکارتا ہو گا

کسی طرف سے صدا آئے گی حضور آؤ ❁ نہیں تو دَم میں غریبوں کا فیصلہ ہو گا

کسی کے پلّہ پہ یہ ہوں گے وقتِ وزنِ عمل ❁ کوئی اُمید سے منہ اُن کا تک رہا ہو گا

کوئی کہے گا دہائی ہے یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ❁ تو کوئی تھام کے دامن مچل گیا ہو گا

کسی کو لے کے چلیں گے فرشتے سوئے جحیم ❁ وہ اُن کا راستہ پھر پھر کے دیکھتا ہو گا

شکستہ پا ہوں مرے حال کی خبر کر دو ❁ کوئی کسی سے یہ رو رو کے کہہ رہا ہو گا

خدا کے واسطے جلد اُن سے عرضِ حال کرو ❁ کسے خبر ہے کہ دَم بھر میں ہائے کیا ہو گیا

پکڑ کے ہاتھ کوئی حالِ دل سنائے گا ❁ تو رو کے قدموں سے کوئی لپٹ گیا ہو گا

زبان سُوکھی دکھا کر کوئی لبِ کوثر ❁ جنابِ پاک کے قدموں پہ گر گیا ہو گا

نشانِ خسروِ دیں دُور کے غلاموں کو ❁ لوائے حمد کا پرچم بتا رہا ہو گا

کوئی قریبِ ترازو کوئی لبِ کوثر ❁ کوئی صراط پہ اُن کو پکارتا ہو گا

یہ بے قرار کرے گی صدا غریبوں کی ❁ مقدس آنکھوں سے تار اشک کا بندھا ہو گا

وہ پاک دل کہ نہیں جس کو اپنا اندیشہ ❁ ہجومِ فکر و تردد میں گھر گیا ہو گا

ہزار جان فدا نرم نرم پاؤں سے ❁ پکار سن کے اسیروں کی دوڑتا ہو گا

عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے ❁ خدا گواہ یہی حال آپ کا ہو گا

خدائی بھر اِنہیں ہاتھوں کو دیکھتی ہو گی ❁ زمانہ بھر اِنہیں قدموں پہ لوٹتا ہو گا

بنی ہے دم پہ دہائی ہے تاج والے کی ❁ یہ غل، یہ شور، یہ ہنگامہ، جابجا ہو گا

مقام فاصلوں پہ کام مختلف اِتنے ❁ وہ دن ظہورِ کمالِ حضور کا ہو گا

کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوا اِلٰی غَیرِی ❁ مرے حضور کے لب پر اَنَا لَهَا ہو گا

دُعائے اُمتِ بدکار وردِ لب ہو گی ❁ خدا کے سامنے سجدہ میں سر جھکا ہو گا

غلام اُن کی عنایت سے چین میں ہوں گے ❁ عدو حضور کا آفت میں مبتلا ہو گا

میں اُن کے در کا بھکاری ہوں فضلِ مولیٰ سے ❁ حسنؔ فقیر کا جنت میں بسترا ہو گا

یہ اکرام ہے مصطفےٰ پر خدا کا

یہ اکرام ہے مصطفےٰ پر خدا کا ❁ کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفےٰ کا
یہ بیٹھا ہے سکہ تمہاری عطا کا ❁ کبھی ہاتھ اُٹھنے نہ پایا گدا کا
چمکتا ہوا چاند ثور و حرا کا ❁ اُجالا ہوا بُرج عرشِ خدا کا
لحد میں عمل ہو نہ دیوِ بلا کا ❁ جو تعویذ میں نقش ہو نقشِ پا کا
جو بندہ خدا کا وہ بندہ تمہارا ❁ جو بندہ تمہارا وہ بندہ خدا کا
مرے گیسوؤں والے میں تیرے صدقے ❁ کہ سر پر ہجومِ بلا ہے بلا کا
ترے زیرِ پا مسندِ ملکِ یزداں ❁ ترے فرق پر تاجِ مُلکِ خدا کا
سہارا دیا جب مرے ناخدا نے ❁ ہوئی ناؤ سیدھی پھرا رُخ ہوا کا
کیا ایسا قادر قضا و قدر نے ❁ کہ قدرت میں ہے پھیر دینا قضا کا
اگر زیرِ دیوارِ سرکار بیٹھوں ❁ مرے سر پہ سایہ ہو فضلِ خدا کا
ادب سے لیا تاجِ شاہی نے سر پر ❁ یہ پایا ہے سرکار کے نقشِ پا کا
خدا کرتا ہوتا جو تحتِ مشیت ❁ خدا ہو کر آتا یہ بندہ خدا کا
اَذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو ❁ پسِ ذکرِ حق ذکر ہے مصطفےٰ کا
کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہو لے ❁ تو پھر نام لے وہ حبیبِ خدا کا
یہ ہے تیرے ایماے اَبرو کا صدقہ ❁ ہدف ہے اثر اپنے تیرِ دُعا کا

ترا نام لے کر جو مانگے وہ پائے ❁ ترا نام لیوا ہے پیارا خدا کا
نہ کیوں کر ہو اُس ہاتھ میں سب خدائی ❁ کہ یہ ہاتھ تو ہاتھ ہے کبریا کا
جو صحرائے طیبہ کا صدقہ نہ ملتا ❁ کھلاتا ہی تو پھول جھونکا صبا کا
عجب کیا نہیں گر سراپا کا سایہ ❁ سراپا سراپا ہے سایہ خدا کا
خدا مدح خواں ہے خدا مدح خواں ہے ❁ مرے مصطفےٰ کا مرے مصطفےٰ کا
خدا کا وہ طالب خدا اُس کا طالب ❁ خدا اُس کا پیارا وہ پیارا خدا کا
جہاں ہاتھ پھیلا دے منگتا بھکاری ❁ وہی در ہے داتا کی دولت سرا کا
ترے رتبہ میں جس نے چون و چرا کی ❁ نہ سمجھا وہ بدبخت رُتبہ خدا کا
ترے پاؤں نے سربلندی وہ پائی ❁ بنا تاج سر عرشِ ربِّ عُلا کا
کسی کے جگر میں تو سر پر کسی کے ❁ عجب مرتبہ ہے ترے نقشِ پا کا
ترا دردِ الفت جو دل کی دوا ہو ❁ وہ بے درد ہے نام لے جو دوا کا
ترے بابِ عالی کے قربان جاؤں ❁ یہ ہے دوسرا نام عرشِ خدا کا
چلے آؤ مجھ جاں بلب کے سرہانے ❁ کہ سب دیکھ لیں پھر کے جانا قضا کا
بھلا ہے حسنؔ کا جنابِ رضا سے ❁ بھلا ہو الٰہی جنابِ رضا کا

سرِ صبحِ سعادت نے گریباں سے نکالا

سرِ صبحِ سعادت نے گریباں سے نکالا
ظلمت کو مِلا عالمِ اِمکاں سے نکالا

پیدائشِ محبوب کی شادی میں خدا نے
مدت کے گرفتاروں کو زنداں سے نکالا

رحمت کا خزانہ پئے تقسیمِ گدایاں
اللہ نے تہ خانۂ پنہاں سے نکالا

خوشبو نے عنادِل سے چھڑائے چمن و گل
جلوے نے پتنگوں کو شبستاں سے نکالا

ہے حسنِ گلوے مہ بطحا سے یہ روشن
اب مہر نے سر اُن کے گریباں سے نکالا

پردہ جو ترے جلوۂ رنگیں نے اُٹھایا
صرصر کا عمل صحنِ گلستاں سے نکالا

اُس ماہ نے جب مہرے کی جلوہ نمائی
تاریکیوں کو شامِ غریباں سے نکالا

اے مہرِ کرم تیری تجلی کی ادا نے
ذرّوں کو بلاے شبِ ہجراں سے نکالا

صدقے ترے اے مردمکِ دیدۂ یعقوب
یوسؑف کو تری چاہ نے کنعاں سے نکالا

ہم ڈوبنے ہی کو تھے کہ آقا کی مدد نے
گرداب سے کھینچا ہمیں طوفاں سے نکالا

اُمت کے کلیجے کی خلش تم نے مٹائی
ٹوٹے ہوئے نشتر کو رگِ جاں سے نکالا

ان ہاتھوں کے قرباں کہ ان ہاتھوں سے تم نے
خارِ رہِ غم پائے غریباں سے نکالا

ارمان زدوں کی ہیں تمنائیں بھی پیاری
ارمان نکالا تو کس ارماں سے نکالا

یہ گردنِ پُر نور کا پھیلا ہے اُجالا
یا صبح نے سر اُن کے گریباں سے نکالا

گلزارِ براہیم کیا نار کو جس نے
اُس نے ہی ہمیں آتشِ سوزاں سے نکالا

دیتی تھی جو عالم کے حسینوں کو ملاحت
تھوڑا سا نمک اُن کے نمکداں سے نکالا

قرآں کے حواشی پہ بخط لکھی ہے
مضموں یہ خطِ عارضِ جاناں سے نکالا

قرباں ہوا بندگی پہ لطفِ ربانی
یوں بندہ بنا کر ہمیں زنداں سے نکالا

اے آہ مرے دل کی لگی اور نہ بجھتی
کیوں تو نے دُھواں سینۂ سوزاں سے نکالا

مدفن نہیں پھینک آئیں گے اَحباب گڑھے میں
تابوت اگر کوچۂ جاناں سے نکالا

کیوں شور ہے، کیا حشر کا ہنگامہ بپا ہے
یا تم نے قدم گورِ غریباں سے نکالا

لاکھوں ترے صدقے میں کہیں گے دمِ محشر
زنداں سے نکالا ہمیں زنداں سے نکالا

جو بات لبِ حضرتِ عیسیٰ نے دکھائی
وہ کام یہاں جنبشِ داماں سے نکالا

منہ مانگی مرادوں سے بھری جیب دو عالم
جب دستِ کرم آپ نے داماں سے نکالا

کانٹا غمِ عقبیٰ کا حسنؔ اپنے جگر سے
اُمت نے خیالِ سرِ مژگاں سے نکالا

اگر قسمت سے میں اُن کی گلی میں خاک ہو جاتا

اگر قسمت سے میں اُن کی گلی میں خاک ہو جاتا
غمِ کونین کا سارا بکھیڑا پاک ہو جاتا

جو اے گل جامۂ ہستی تری پوشاک ہو جاتا
تو خارِ نیستی سے کیوں اُلجھ کر چاک ہو جاتا

جو وہ قبۂ کرم پھر آبروے خاک ہو جاتا
تو اُس کے دو ہی چھینٹوں میں زمانہ پاک ہو جاتا

ہواے دامنِ رنگیں جو ویرانے میں آ جاتی
لباسِ گل میں ظاہر ہر خس و خاشاک ہو جاتا

لبِ جاں بخش کی قربت حیاتِ جاوداں دیتی
اگر ڈورا نفس کا ریشۂ مسواک ہو جاتا

ہوا دل سوختوں کو چاہیے تھی ان کے دامن کی
الٰہی صبحِ محشر کا گریباں چاک ہو جاتا

اگر دو بوند پانی چشمۂ رحمت سے مل جاتا
مری ناپاکیوں کے میل دھلتے پاک ہو جاتا

اگر پیوند ملبوسِ پیمبر کے نظر آتے
ترا اے خلعۂ شاہی کلیجہ چاک ہو جاتا

جو وہ گل سُونگھ لیتا پھول مرجھایا ہوا بلبل
بہارِ تازگی میں سب چمن کی ناک ہو جاتا

چمک جاتا مقدر جب دُرِ دنداں کی طلعت سے
نہ کیوں رشتہ گہر کا ریشۂ مسواک ہو جاتا

عدو کی آنکھ بھی محشر میں حسرت سے نہ منہ تکتی
اگر تیرا کرم کچھ اے نگاہِ پاک ہو جاتا

بہارِ تازہ رہتیں کیوں خزاں میں دھجیاں اُڑتیں
لباسِ گل جو اُن کی ملگجی پوشاک ہو جاتا

کماندارِ نبوت قادر اندازی میں یکتا ہیں
دو عالم کیوں نہ اُن کا بستۂ فتراک ہو جاتا

نہ ہوتی شاق گر دُوری کی جدائی تیرے ذرّہ کو
قمر اِک اَور بھی روشن سرِ افلاک ہو جاتا

تری رحمت کے قبضہ میں ہے پیارے قلب ماہیت
مرے حق میں نہ کیوں زہرِ گنہ تریاک ہو جاتا

خدا تارِ رگِ جاں کی اگر عزت بڑھا دیتا
شراکِ نعلِ پاکِ سیدِ لولاک ہو جاتا

تجلّی گاہِ جاناں تک اُجالے سے پہنچ جاتے
جو تو اے توسنِ عمرِ رواں چالاک ہو جاتا

اگر تیری بھرن اے ابرِ رحمت کچھ کرم کرتی
ہمارا چشمۂ ہستی اُبل کر پاک ہو جاتا

حسنؔ اہلِ نظر عزت سے آنکھوں میں جگہ دیتے
اگر یہ مُشتِ خاک اُن کی گلی کی خاک ہو جاتا

دشمن ہے گلے کا ہار آقا

دشمن ہے گلے کا ہار آقا ❁ لٹتی ہے مری بہار آقا

تم دل کے لیے قرار آقا ❁ تم راحتِ جانِ زار آقا

تم عرش کے تاجدار مولیٰ ❁ تم فرش کے باوقار آقا

دامن دامن ہوائے دامن ❁ گلشن گلشن بہار آقا

بندے ہیں گنہگار بندے ❁ آقا ہیں کرم شعار آقا

اس شان کے ہم نے کیا کسی نے ❁ دیکھے نہیں زینہار آقا

بندوں کا الم نے دل دُکھایا ❁ اور ہو گئے بے قرار آقا

آرام سے سوئیں ہم کمینے ❁ جاگا کریں باوقار آقا

ایسا تو کہیں سنا نہ دیکھا ❁ بندوں کا اُٹھائیں بار آقا

جن کی کوئی بات تک نہ پوچھے ❁ اُن پر تمھیں آئے پیار آقا

پاکیزہ دلوں کی زینت ایمان ❁ ایمان کے تم سنگار آقا

صدقہ جو بٹے کہیں سلاطیں ❁ ہم بھی ہیں اُمیدوار آقا

چکرا گئی ناؤ بے کسوں کی! ❁ آ آ مرے غمگسار آقا

اللہ نے تم کو دے دیا ہے ❁ ہر چیز کا اختیار آقا

ہے خاک پہ نقشِ پا تمہارا ❁ آئینہ بے غبار آقا

عالم میں ہیں سب بنی کے ساتھی ❁ بگڑی کے تمھیں ہو یار آقا

سرکار کے تاجدار بندے ❁ سرکار ہیں تاجدار آقا

دے بھیک اگر جمالِ رنگیں ❁ جنت ہو مرا مزار آقا

آنکھوں کے کھنڈر بھی اب بسا دو ❁ دل کا تو ہوا وقار آقا

ایماں کی تاک میں ہے دشمن ❁ آؤ دمِ احتضار آقا

ہو شمعِ شبِ سیاہ بختاں ❁ تیرا رُخِ نور بار آقا

تُو رحمتِ بے حساب کو دیکھ ❁ جُرموں کا نہ لے شمار آقا

دیدار کی بھیک کب بٹے گی ❁ منگتا ہے اُمیدوار آقا

بندوں کی ہنسی خوشی میں گزرے ❁ اِس غم میں ہوں اشکبار آقا

آتی ہے مدد بلا سے پہلے ❁ کرتے نہیں انتظار آقا

سایہ میں تمہارے دونوں عالم ❁ تم سایۂ کردگار آقا

جب فوجِ اَلم کرے چڑھائی ❁ ہو اَوجِ کرم حصار آقا

ہر ملکِ خدا کے سچے مالک ❁ ہر ملک کے شہر یار آقا

مانا کہ میں ہوں ذلیل بندہ ❁ آقا تُو ہے باوقار آقا

ٹوٹے ہوئے دل کو دو سہارا ❁ اَب غم کی نہیں سہار آقا

ملتی ہے تمہیں سے داد دل کی ❁ سنتے ہو تمہیں پکار آقا

تیری عظمت وہ ہے کہ تیرا ❁ اللہ کرے وقار آقا

اللہ کے لاکھوں کارخانے ❁ سب کا تمہیں اختیار آقا

کیا بات تمہارے نقشِ پا کی ❁ ہے تاجِ سرِ وقار آقا

خود بھیک دو خود کہو بھلا ہو ❁ اس دین کے میں نثار آقا

وہ شکل ہے واہ وا تمہاری ❁ اللہ کو آئے پیار آقا

جو مجھ سے مجھے چھپائے رکھے ❁ وہ جلوہ کر آشکار آقا

جو کہتے ہیں بے زباں تمہارے ❁ گونگوں کی سنو پکار آقا

وہ دیکھ لے کربلا میں جس نے ❁ دیکھے نہ ہو جاں نثار آقا

آرام سے حسنؔ جنت میں گزرے ❁ غم دل سے نہ ہو دو چار آقا

ہو جانِ حسنؔ نثار تجھ پر ❁ ہو جاؤں ترے نثار آقا

واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا

واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا ❁ تو خدا کا خدا ہوا تیرا

تاج والے ہوں اِس میں یا محتاج ❁ سب نے پایا دیا ہوا تیرا

ہاتھ خالی کوئی پھرا نہ پھرے ❁ ہے خزانہ بھرا ہوا تیرا

آج سنتے ہیں سننے والے کل ❁ دیکھ لیں گے کہا ہوا تیرا

اسے تو جانے یا خدا جانے ❁ پیش حق رتبہ کیا ہوا تیرا

گھر ہیں سب بند در ہیں سب تیغ ❁ ایک در ہے کھلا ہوا تیرا

کام توہین سے ہے نجدی کو ❁ تو ہوا یا خدا ہوا تیرا

تاجداروں کا تاجدار بنا ❁ بن گیا جو گدا ہوا تیرا

اور میں کیا لکھوں خدا کی حمد ❁ حمد اُسے وہ خدا ہوا تیرا

جو ترا ہو گیا خدا کا ہوا ❁ جو خدا کا ہوا ہوا تیرا

حوصلے کیوں گھٹیں غریبوں کے ❁ ہے ارادہ بڑھا ہوا تیرا

ذات بھی تیری انتخاب ہوئی ❁ نام بھی مصطفےٰ ہوا تیرا

جسے تو نے دیا خدا نے دیا ❁ دین رب کا دیا ہوا تیرا

ایک عالم خدا کا طالب ہے ❁ اور طالب خدا ہوا تیرا

بزمِ اِمکاں ترے نصیب کھلے ❁ کہ وہ دولھا بنا ہوا تیرا

میری طاعت سے میرے جرم فزوں ❁ لطف سب سے بڑھا ہوا تیرا

خوفِ وزنِ عمل کسے ہو کہ ہے ٭ دل عدد پر تُلا ہوا تیرا

کام بگڑے ہوئے بنا دینا ٭ کام کس کا ہوا ہوا تیرا

ہر ادا دل نشیں بنی تیری ٭ ہر سخن جاں فزا ہوا تیرا

آشکارا کمالِ شانِ حضور ٭ پھر بھی جلوہ چھپا ہوا تیرا

پردہ دارِ ادا ہزار حجاب ٭ پھر بھی پردہ اُٹھا ہوا تیرا

بزمِ دنیا میں بزمِ محشر میں ٭ نام کس کا ہوا ہوا تیرا

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقّ ٭ حُسن یہ حق نما ہوا تیرا

بارِ عصیاں سروں سے پھینکے گا ٭ پیشِ حق سر جھکا ہوا تیرا

یمِ جودِ حضور پیاسا ہوں ٭ یم گھٹا سے بڑھا ہوا تیرا

وصلِ وحدت پھر اُس پہ یہ خلوت ٭ تجھ سے سایہ جدا ہوا تیرا

صنعِ خالق کے جتنے خاکے ہیں ٭ رنگ سب میں بھرا ہوا تیرا

ارضِ طیبہ قدومِ والا سے ٭ ذرّہ ذرّہ سما ہوا تیرا

اے جناں میرے گل کے صدقے میں ٭ تختہ تختہ بسا ہوا تیرا

اے فلک مہرِ حق کے باڑے سے ٭ کاسہ کاسہ بھرا ہوا تیرا

اے چمن بھیک ہے تبسم کی ٭ غنچہ غنچہ کھلا ہوا تیرا

ایسی شوکت کے تاجدار کہاں ٭ تخت تختِ خدا ہوا تیرا

اس جلالت کے شہریار کہاں ٭ مُلک مُلکِ خدا ہوا تیرا

اس وجاہت کے بادشاہ کہاں ٭ حکم حکمِ خدا ہوا تیرا

خلق کہتی ہے لامکاں جس کو ٭ شہ نشیں ہے سجا ہوا تیرا

زیست وہ ہے کہ حُسنِ یار رہے ٭ دل میں عالم بسا ہوا تیرا

موت وہ ہے کہ ذکرِ دوست رہے ٭ لب پہ نقشہ جما ہوا تیرا

ہوں زمیں والے یا فلک والے ٭ سب کو صدقہ عطا ہوا تیرا

ہر گھڑی گھر سے بھیک کی تقسیم ❁ رات دن دَر کھلا ہوا تیرا

نہ کوئی دوسرا میں تجھ سا ہے ❁ نہ کوئی دُوسرا ہوا تیرا

سوکھے گھاٹوں مرا اُتار ہو کیوں ❁ کہ ہے دریا چڑھا ہوا تیرا

سوکھے دھانوں کی بھی خبر لے لے ❁ کہ ہے بادل گھرا ہوا تیرا

مجھ سے کیا لے سکے عدو ایماں ❁ اور وہ بھی دیا ہوا تیرا

لے خبر ہم تباہ کاروں کی ❁ قافلہ ہے لٹا ہوا تیرا

مجھے وہ درد دے خدا کہ رہے ❁ ہاتھ دل پہ دھرا ہوا تیرا

تیرے سر کو ترا خدا جانے ❁ تاج سر نقشِ پا ہوا تیرا

بگڑی باتوں کی فکر کر نہ حسنؔ
کام سب ہے بنا ہوا تیرا

معطیِ مطلب تمہارا ہر اشارہ ہو گیا

معطیِ مطلب تمہارا ہر اِشارہ ہو گیا
جب اِشارہ ہو گیا مطلب ہمارا ہو گیا

ڈوبتوں کا یا نبی کہتے ہی بیڑا پار تھا
غم کنارے ہو گئے پیدا کنارا ہو گیا

تیری طلعت سے زمیں کے ذرّے مہ پارے بنے
تیری ہیبت سے فلک کا مہ دوپارا ہو گیا

اللہ اللہ محو حُسنِ روئے جاناں کے نصیب
بند کر لیں جس گھڑی آنکھیں نظارا ہو گیا

یوں تو سب پیدا ہوئے ہیں آپ ہی کے واسطے
قسمت اُس کی ہے جسے کہہ دو ہمارا ہو گیا

تیرگیِ باطل کی چھائی تھی جہاں تاریک تھا
اُٹھ گیا پردہ ترا حق آشکارا ہو گیا

کیوں نہ دم دیں مرنے والے مرگِ عشقِ پاک پر
جان دی اور زندگانی کا سہارا ہو گیا

نام تیرا، ذکر تیرا، تو، ترا پیارا خیال
ناتوانوں بے سہاروں کا سہارا ہو گیا

ذرّۂ کوئے حبیبؐ اللہ رے تیرے نصیب
پاؤں پڑ کر عرش کی آنکھوں کا تارا ہو گیا

تیرے صانع سے کوئی پوچھے ترا حُسن و جمال
خود بنایا اور بنا کر خود ہی پیارا ہو گیا

ہم کمینوں کا اُنھیں آرام تھا اِتنا پسند
غم خوشی سے دُکھ تہِ دل سے گوارا ہو گیا

کیوں نہ ہو تم مالکِ مُلکِ خدا مِلکِ خدا
سب تمہارا ہے خدا ہی جب تمہارا ہو گیا

روزِ محشر کے اَلم کا دشمنوں کو خوف ہو
دُکھ ہمارا آپ کو کس دن گوارا ہو گیا

جو ازل میں تھی وہی طلعت وہی تنویر ہے
آئینہ سے یہ ہوا جلوہ دوبارا ہو گیا

تو نے ہی تو مصر میں یوسف کو یوسف کر دیا
تو ہی تو یعقوب کی آنکھوں کا تارا ہو گیا

ہم بھکاری کیا ہماری بھیک کس گنتی میں ہے
تیرے دَر سے بادشاہوں کا گزارا ہو گیا

اے حسنؔ قربان جاؤں اُس جمالِ پاک پر
سیکڑوں پردوں میں رہ کر عالم آرا ہو گیا

منقبت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

الٰہی رحم فرما خادمِ صدیق اکبر ہوں
تری رحمت کے صدقے واسطہ صدیق اکبر کا

رُسل اور انبیا کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

گدا صدیق اکبر کا خدا سے فضل پاتا ہے
خدا کے فضل سے میں ہوں گدا صدیق اکبر کا

نبی کا اور خدا کا مدح گو صدیق اکبر ہے
نبی صدیق اکبر کا خدا صدیق اکبر کا

ضیا میں مہر عالم تاب کا یوں نام کب ہوتا
نہ ہوتا نام گر وجہِ ضیا صدیق اکبر کا

ضعیفی میں یہ قوت ہے ضعیفوں کو قوی کر دیں
سہارا لیں ضعیف و اقویا صدیق اکبر کا

خدا اِکرام فرماتا ہے ''اَتْقٰی'' کہہ کے قرآں میں
کریں پھر کیوں نہ اِکرام اتقیا صدیق اکبر کا

صفا وہ کچھ ملی خاکِ سرِ کوئے پیمبر سے
مصفّٰی آئینہ ہے نقشِ پا صدیق اکبر کا

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخلِ بیعت
بنا فخرِ سلاسل سلسلہ صدیق اکبر کا

مقامِ خوابِ راحت چین سے آرام کرنے کو
بنا پہلوئے محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

علی ہیں اس کے دشمن اور وہ دشمن علی کا ہے
جو دشمن عقل کا دشمن ہوا صدیق اکبر کا

لٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لٹ لٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صدیق اکبر کا

منقبت خلیفۂ دوم رضی اللہ عنہ

نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا
ملا تقدیر سے حاجت روا فاروقِ اعظم سا

ترا رشتہ بنا شیرازۂ جمعیتِ خاطر
پڑا تھا دفترِ دینِ کتابُ اللہ برہم سا

مراد آئی مرادیں ملنے کی پیاری گھڑی آئی
ملا حاجت روا ہم کو در سلطانِ عالم سا

ترے جود و کرم کا کوئی اندازہ کرے کیوں کر
ترا اِک اِک گدا فیض و سخاوت میں ہے حاتم سا

خدارا مہر کر اے ذرہ پرور مہر نورانی
سیہ بختی سے ہے روزِ سیہ میرا شبِ غم سا

تمہارے در سے جھولی بھر مرادیں لے کے اُٹھیں گے
نہ کوئی بادشاہ تم سا نہ کوئی بے نوا ہم سا

فدا اے اُمِّ کلثوم آپ کی تقدیر یاوَر کے
علی بابا ہوا ، دولہا ہوا فاروق اکرم سا

غضب میں دشمنوں کی جان ہے تیغِ سر افگن سے
خروج و رفض کے گھر میں نہ کیوں برپا ہو ماتم سا

شیاطیں مضمحل ہیں تیرے نامِ پاک کے ڈر سے
نکل جائے نہ کیوں رفاض بد اطوار کا دم سا

منائیں عید جو ذی الحجہ میں تیری شہادت کی
الٰہی روز و ماہ و سن انھیں گزرے محرم سا

حسنؔ در عالمِ پستی سرِ رفعت اگر داری
بیا فرقِ ارادت بر درِ فاروقِ اعظم سا

منقبت خلیفۂ سوم رضی اللہ عنہ

اللہ سے کیا پیار ہے عثمانِ غنی کا
محبوبِ خدا یار ہے عثمانِ غنی کا

رنگین وہ رُخسار ہے عثمانِ غنی کا
بلبل گلِ گلزار ہے عثمانِ غنی کا

گرمی پہ یہ بازار ہے عثمانِ غنی کا
اللہ خریدار ہے عثمانِ غنی کا

کیا لعل شکر بار ہے عثمانِ غنی کا
قند ایک نمک خوار ہے عثمانِ غنی کا

سرکار عطا پاش ہے عثمانِ غنی کا
دربار دُرر بار ہے عثمانِ غنی کا

دل سوختو ہمت جگر اب ہوتے ہیں ٹھنڈے
وہ سایۂ دیوار ہے عثمانِ غنی کا

جو دل کو ضیا دے جو مقدر کو جلا دے
وہ جلوۂ دیدار ہے عثمانِ غنی کا

جس آئینہ میں نورِ الٰہی نظر آئے
وہ آئینہ رُخسار ہے عثمانِ غنی کا

سرکار سے پائیں گے مرادوں پہ مرادیں
دربار یہ دُر بار ہے عثمانِ غنی کا

آزاد، گرفتار بلاے دو جہاں ہے
آزاد، گرفتار ہے عثمانِ غنی کا

بیمار ہے جس کو نہیں آزارِ محبت
اچھا ہے جو بیمار ہے عثمانِ غنی کا

اللہ غنی حد نہیں انعام و عطا کی
وہ فیض پہ دربار ہے عثمانِ غنی کا

رُک جائیں مرے کام حسنؔ ہو نہیں سکتا
فیضان مددگار ہے عثمانِ غنی کا

منقبت خلیفۂ چہارم کرم اللہ وجہہ

اے حبِ وطن ساتھ نہ یوں سوے نجف جا
ہم اور طرف جاتے ہیں تو اور طرف جا

چل ہند سے چل ہند سے چل ہند سے غافل!
اُٹھ سوے نجف سوے نجف سوے نجف جا

پھنستا ہے وبالوں میں عبث اخترِ طالع
سرکار سے پائے گا شرف بہرِ شرف جا

آنکھوں کو بھی محروم نہ رکھ حُسنِ ضیا سے
کی دل میں اگر اے مہِ بے داغ و کلف جا

اے کُلفتِ غم بندۂ مولیٰ سے نہ رکھ کام
بے فائدہ ہوتی ہے تری عمر تلف جا

اے طلعتِ شہ آ تجھے مولیٰ کی قسم آ
اے ظلمتِ دل جا تجھے اُس رُخ کا خلف جا

ہو جلوہ فزا صاحبِ قوسین کا نائب
ہاں تیرِ دعا بہرِ خدا سُوے ہدف جا

کیوں غرقِ اَلم ہے دُرِ مقصود سے منہ بھر
نیسانِ کرم کی طرف اے تشنہ صدف جا

جیلاں کے شرف حضرتِ موسیٰ کے خلف ہیں
اے نا خلف اُٹھ جانبِ تعظیمِ خلف جا

تفضیل کا جویا نہ ہو مولیٰ کی ولا میں
یوں چھوڑ کے گوہر کو نہ تو بہرِ خزف جا

مولیٰ کی امامت سے محبت ہے تو غافل
اربابِ جماعت کی نہ تو چھوڑ کے صف جا

کہہ دے کوئی گھیرا ہے بلاؤں نے حسنؔ کو
اے شیرِ خدا بہرِ مدد تیغ بکف جا

{ردیف باے تازی}

دردِ دل کر مجھے عطا یا رب

درد دل کر مجھے عطا یا رب ۞ دے مرے درد کی دوا یا رب
لاج رکھ لے گناہ گاروں کی ۞ نام رحمٰن ہے ترا یا رب
عیب میرے نہ کھول محشر میں ۞ نام ستار ہے ترا یا رب
بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل ۞ نام غفار ہے ترا یا رب
زخم گہرا سا تیغ اُلفت کا ۞ مرے دل کو بھی کر عطا یا رب
یوں گموں میں کہ تجھ سے مل جاؤں ۞ یوں گما اِس طرح ملا یا رب
بھول کر بھی نہ آئے یاد اپنی ۞ میرے دل سے مجھے بھلا یا رب
خاک کر اپنے آستانے کی ۞ یوں ہمیں خاک میں ملا یا رب
میری آنکھیں مرے لیے ترسیں ۞ مجھ سے ایسا مجھے چھپا یا رب
ٹیس کم ہو نہ دردِ اُلفت کی ۞ دل تڑپتا رہے مرا یا رب
نہ بھریں زخم دل ہرے ہو کر ۞ رہے گلشن ہرا بھرا یا رب
تیری جانب یہ مُشتِ خاک اُڑے ۞ بھیج ایسی کوئی ہوا یا رب
سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ ۞ تو نے جب سے سنا دیا یا رب
آسرا ہم گناہ گاروں کا ۞ اور مضبوط ہو گیا یا رب
ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ ۞ میرے ہر درد کی دوا یا رب

تو نے میرے ذلیل ہاتھوں میں ❁ دامنِ مصطفےٰ دیا یا رب
تو نے دی مجھ کو نعمتِ اسلام ❁ پھر جماعت میں لے لیا یا رب
کر دیا تو نے قادری مجھ کو ❁ تیری قدرت کے میں فدا یا رب
دولتیں ایسی نعمتیں اتنی ❁ بے غرض تو نے کیں عطا یا رب
دے کر لیتے نہیں کریم کبھی ❁ جو دیا جس کو دے دیا یا رب
تو کریم اور کریم بھی ایسا ❁ کہ نہیں جس کا دوسرا یا رب
ظن نہیں بلکہ ہے یقین مجھے ❁ وہ بھی تیرا دیا ہوا یا رب
ہوگا دنیا میں قبر و محشر میں ❁ مجھ سے اچھا معاملہ یا رب
اس نکمّے سے کام لے ایسے ❁ یہ نکما ہو کام کا یا رب
مجھے ایسے عمل کی دے توفیق ❁ کہ ہو راضی تری رضا یا رب
جس نے اپنے لیے بُرائی کی ❁ ہے یہ نادان وہ بُرا یا رب
ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ ❁ اس بُرے کو بھی کر بھلا یا رب
میں نے فتح ہوئی بگاڑی بات ❁ بات بگڑی ہوئی بنا یا رب
میں نے سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ❁ خاک پر رکھ کے سر کہا یا رب
صدقہ اس دی ہوئی بلندی کا ❁ پستیوں سے مجھے بچا یا رب
بونے والے جو بوئیں وہ کاٹیں ❁ یہ ہوا تو میں مر مٹا یا رب
آہ جو بو چکا ہوں وقتِ درو ❁ ہو گا حسرت کا سامنا یا رب
صدقہ ماہِ ربیع الاوّل کا ❁ گیہوں اس کھیت سے اُگا یا رب
پاک ہے دُرد و دَرد سے جو مے ❁ جام اُس کا مجھے پلا یا رب
کرے مسرور وہ خوانِ اَلطَّهُوْرُ ❁ تو نے بندوں کو دی صلا یا رب
آستاں پر ترے ترا منگتا ❁ سن کر آیا ہے یہ صدا یا رب
نعمتِ اَسْتَجِبْ سے پائے بھیک ❁ ہاتھ پھیلا ہوا مرا یا رب

تجھ سے وہ مانگوں میں جو بہتر ہو ❁ مدعی ہو نہ مدعا یا رب
مجھے دونوں جہاں کے غم سے بچا ❁ شاد رکھ شاد دائما یا رب
مجھ پر اور میرے دونوں بھائیوں پر ❁ سایہ ہو تیرے فضل کا یا رب
بخش تینوں گھروں کے تینوں کو ❁ اپنی رحمت سے کر عطا یا رب
میرے فاروق و حامد و حسنین (☆) ❁ درد و غم سے رہیں جدا یا رب
نخبِ دل مصطفےٰ، حسین، رضا (☆) ❁ ہر جگہ پائیں مرتبہ یا رب
سایۂ پنجتن ہوں پانچوں پر ❁ دائما ہو تری عطا یا رب
علم و عمر و عمل فراخ معاش ❁ مجتبیٰ (☆) کو بھی کر عطا یا رب
دونوں عالم کی نعمتیں پائے ❁ مرتضیٰ ہر مصطفےٰ یا رب
کر دے فضل و نعم سے مالا مال ❁ غم اَلم سے اِنھیں بچا یا رب
اِن کے دشمن ذلیل و خوار رہیں ❁ رد رہے اِن کی ہر بلا یا رب
بال بیکا کبھی نہ ہو اِن کا ❁ پھول پالا ہو دائما یا رب
میری ماں میری بہنیں بھانجے سب ❁ پائیں آرام دو سرا یا رب
اور بھی جتنے میرے پیارے ہیں ❁ حاجتیں سب کی ہوں روا یا رب
میرے احباب پر بھی فضل رہے ❁ تیرا تیرے حبیب کا یا رب
اہلِ سنت کی ہر جماعت پر ❁ ہر جگہ ہو تری عطا یا رب
دشمنوں کے لیے ہدایت کی ❁ تجھ سے کرتا ہوں اِلتجا یا رب

تو حسنؔ کو اُٹھا حسن کر کے
ہو مع الخیر خاتمہ یا رب

(☆) مولانا حسن رضا کے صاحبزادے (فاروق رضا خان، حسین رضا خان و حسنین رضا خان)۔ شہزادگان اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حامد رضا خان و مصطفیٰ رضا خان نوری۔۔۔۔۔۔۔ برادر اصغر اعلیٰ حضرت مولانا رضا علی خان۔ مجتبیٰ رضا خان و مرتضیٰ رضا خان غالباً مولانا حسن کے پوتوں کے نام ہیں۔

سر سے پا تک ہر ادا ہے لاجواب

سر سے پا تک ہر ادا ہے لاجواب
خوبرویوں میں نہیں تیرا جواب

حُسن ہے بے مثل صورت لاجواب
میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

پوچھے جاتے ہیں عمل میں کیا کہوں
تم سکھا جاؤ مرے مولیٰ جواب

میری حامی ہے تری شانِ کریم
پُرسشِ روزِ قیامت کا جواب

ہے دعائیں سنگِ دشمن کا عوض
اس قدر نرم ایسے پتھر کا جواب

چلتے ہیں ہم سے کئے بے شمار
ہیں کہیں اُس آستانہ کا جواب

روزِ محشر ایک تیرا آسرا
سب سوالوں کا جواب لاجواب

میں یدِ بیضا کے صدقے اے کلیم
پر کہاں اُن کی کفِ پا کا جواب

کیا عمل تو نے کیے اِس کا سوال
تیری رحمت چاہیے میرا جواب

مہر و مہ ذرّے ہیں اُن کی راہ کے
کون دے نقشِ کفِ پا کا جواب

تم سے اُس بیمار کو صحت ملے
جس کو دے دیں حضرت عیسیٰ جواب

دیکھ رضواں دشتِ طیبہ کی بہار
میری جنت کا نہ پائے گا جواب

شور ہے لطف و عطا کا شور ہے
مانگنے والا نہیں سنتا جواب

جرم کی پاداش پاتے اہلِ جرم
اُلٹی باتوں کا نہ ہو سیدھا جواب

پر تمہارے لطف آڑے آ گئے
دے دیا محشر میں پرسش کا جواب

ہے حسنؔ محوِ جمالِ روئے دوست
اے نکیرین اِس سے پھر لینا جواب

جانبِ مغرب وہ چمکا آفتاب

جانبِ مغرب وہ چمکا آفتاب
بھیک کو مشرق سے نکلا آفتاب

جلوہ فرما ہو جو میرا آفتاب
ذرّہ ذرّہ سے ہو پیدا آفتاب

عارضِ پُر نور کا صاف آئینہ
جلوۂ حق کا چمکتا آفتاب

یہ تجلّی گاہِ ذاتِ بحت ہے
زلفِ انور ہے شب آسا آفتاب

دیکھنے والوں کے دل ٹھنڈے کیے
عارضِ انور ہے ٹھنڈا آفتاب

ہے شبِ دیجور طیبہ نور سے
ہم سیہ کاروں کا کالا آفتاب

بخت چمکا دے اگر شانِ جمال
ہو مری آنکھوں کا تارا آفتاب

نور کے سانچے میں ڈھالا ہے تجھے
کیوں ترے جلووں کا ڈھلتا آفتاب

ناخدائی سے نکالا آپ نے
چشمۂ مغرب سے ڈوبا آفتاب

ذرّہ کی تابش ہے اُن کی راہ میں
یا ہوا ہے گر کے ٹھنڈا آفتاب

گرمیوں پر ہے وہ حُسنِ بے زوال
ڈھونڈتا پھرتا ہے سایہ آفتاب

اُن کے در کے ذرّہ سے کہتا ہے مہر
ہے تمہارے در کا ذرّہ آفتاب

شامِ طیبہ کی تجلی دیکھ کر
ہو تری تابش کا تڑکا آفتاب

روے مولیٰ سے اگر اٹھتا نقاب
چرخ کھا کر غش میں گرتا آفتاب

کہہ رہی ہے صبحِ مولد کی ضیا
آج اندھیرے سے ہے نکلا آفتاب

وہ اگر دیں نکہت و طلعت کی بھیک
ذرّہ ذرّہ ہو مہکتا آفتاب

تلوے اور تلوے کے جلوے پر نثار
پیارا پیارا نور پیارا آفتاب

اے خدا ہم ذرّوں کے بھی دن پھریں
جلوہ فرما ہو ہمارا آفتاب

اُن کے ذرّہ کے نہ سر چڑھ حشر میں
دیکھ اب بھی ہے سویرا آفتاب

جس سے گزرے اے حسنؔ وہ مہرِ حسن
اُس گلی کا ہو اندھیرا آفتاب

{ردیف تاے منقوطہ}

پُرنور ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت

پُر نور ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت
پردہ اُٹھا ہے کس کا صبحِ شبِ ولادت

جلوہ ہے حق کا جلوہ صبحِ شبِ ولادت
سایہ خدا کا سایہ صبحِ شبِ ولادت

فصلِ بہار آئی شکلِ نگار آئی
گلزار ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت

پھولوں سے باغ مہکے شاخوں پہ مرغ چہکے
عہدِ بہار آیا صبحِ شبِ ولادت

پژمردہ حسرتوں کے سب کھیت لہلہائے
جاری ہوا وہ دریا صبحِ شبِ ولادت

گل ہے چراغِ صرصر گل سے چمن معطر
آیا کچھ ایسا جھونکا صبحِ شبِ ولادت

قطرہ میں لاکھ دریا گل میں ہزار گلشن
نشوونما ہے کیا کیا صبحِ شبِ ولادت

جنت کے ہر مکاں کی آئینہ بندیاں ہیں
آراستہ ہے دنیا صبحِ شبِ ولادت

دل جگمگا رہے ہیں قسمت چمک اُٹھی ہے
پھیلا نیا اُجالا صبحِ شبِ ولادت

چٹکے ہوئے دلوں کے مدت کے میل چھوٹے
اَبرِ کرم وہ برسا صبحِ شبِ ولادت

بلبل کا آشیانہ چھایا گیا گلوں سے
قسمت نے رنگ بدلا صبحِ شبِ ولادت

اَرض و سما سے منگتا دوڑے ہیں بھیک لینے
بانٹے گا کون باڑا صبحِ شبِ ولادت

انوار کی ضیائیں پھیلی ہیں شام ہی سے
رکھتی ہے مہر کیسا صبحِ شبِ ولادت

مکہ میں شام کے گھر روشن ہیں ہر نگہ پر
چمکا ہے وہ اُجالا صبحِ شبِ ولادت

شوکت کا دبدبہ ہے ہیبت کا زلزلہ ہے
شق ہے مکانِ کسریٰ صبحِ شبِ ولادت

خطبہ ہوا زمیں پر سکہ پڑا فلک پر
پایا جہاں نے آقا صبحِ شبِ ولادت

آئی نئی حکومت سکہ نیا چلے گا
عالم نے رنگ بدلا صبحِ شبِ ولادت

رُوح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پہ جھنڈا
تا عرش اُڑا پھریرا صبحِ شبِ ولادت

دونوں جہاں کی شاہی ناکتخدا دُلہن تھی
پایا دُلہن نے دُولہا صبحِ شبِ ولادت

پڑھتے ہیں عرش والے سنتے ہیں فرش والے
سلطانِ نو کا خطبہ صبحِ شبِ ولادت

چاندی ہے مفلسوں کی باندی ہے خوش نصیبی
آیا کرم کا داتا صبحِ شبِ ولادت

عالم کے دفتروں میں ترمیم ہو رہی ہے
بدلا ہے رنگِ دنیا صبحِ شبِ ولادت

ظلمت کے سب رجسٹر حرفِ غلط ہوئے ہیں
کاٹا گیا سیاہا صبحِ شبِ ولادت

ملکِ ازل کا سرور سب سروروں کا افسر
تختِ ابد پہ بیٹھا صبحِ شبِ ولادت

سُوکھا پڑا ہے ساوا دریا ہوا سماوا
ہے خشک و تر پہ قبضہ صبحِ شبِ ولادت

نوابیاں سدھاریں جاری ہیں شاہی آئیں
کچا ہوا علاقہ صبحِ شبِ ولادت

دن پھر گئے ہمارے سوتے نصیب جاگے
خورشید ہی وہ چمکا صبحِ شبِ ولادت

قربان اے دو شنبے تجھ پر ہزار جمعے
وہ فضل تو نے پایا صبحِ شبِ ولادت

پیارے ربیع الاوّل تیری جھلک کے صدقے
چمکا دیا نصیبہ صبحِ شبِ ولادت

وہ مہر مہر فرما وہ ماہِ عالم آرا
تاروں کی چھاؤں آیا صبحِ شبِ ولادت

نوشہ بناؤ اُن کو دولھا بناؤ اُن کو
ہے عرش تک یہ شُہرہ صبحِ شبِ ولادت

شادی رچی ہوئی ہے بجتے ہیں شادیانے
دُولھا بنا وہ دُولھا صبحِ شبِ ولادت

محروم رہ نہ جائیں دن رات برکتوں سے
اس واسطے وہ آیا صبحِ شبِ ولادت

عرشِ عظیم جھومے کعبہ زمین چومے
آتا ہے عرش والا صبحِ شبِ ولادت

ہشیار ہوں بھکاری نزدیک ہے سواری
یہ کہہ رہا ہے ڈنکا صبحِ شبِ ولادت

بندوں کو عیشِ شادی اَعدا کو نامرادی
کڑکیت کا ہے کڑکا صبحِ شبِ ولادت

تارے ڈھلک کر آئے کاسے کٹورے لائے
یعنی بٹے گا صدقہ صبحِ شبِ ولادت

آمد کا شور سن کر گھر آئے ہیں بھکاری
گھیرے کھڑے ہیں رستہ صبحِ شبِ ولادت

ہر جان منتظر ہے ہر دیدہ رہ نگر ہے
غوغا ہے مرحبا کا صبحِ شبِ ولادت

جبریل سر جھکائے قدسی پرے جمائے
ہیں سرو قد ستادہ صبحِ شبِ ولادت

کس داب کس ادب سے کس جوش کس طرب سے
پڑھتے ہیں اُن کا کلمہ صبحِ شبِ ولادت

ہاں دین والو اُٹھو تعظیم والوں اُٹھو
آیا تمہارا مولیٰ صبحِ شبِ ولادت

اُٹھو حضور آئے شاہِ غیور آئے
سلطانِ دین و دنیا صبحِ شبِ ولادت

اُٹھو ملک اُٹھے ہیں عرش و فلک اُٹھے ہیں
کرتے ہیں اُن کو سجدہ صبحِ شبِ ولادت

آؤ فقیرو آؤ منہ مانگی آس پاؤ
بابِ کریم ہے وا صبحِ شبِ ولادت

سوکھی زبانوں آؤ اے جلتی جانوں آؤ
لہرا رہا ہے دریا صبحِ شبِ ولادت

مُرجھائی کلیوں آؤ کمہلائے پھولوں آؤ
برسا کرم کا جھالا صبحِ شبِ ولادت

تیری چمک دمک سے عالم جھلک رہا ہے
میرے بھی بخت چمکا صبحِ شبِ ولادت

تاریک رات غم کی لائی بلا ستم کی
صدقہ تجلیوں کا صبحِ شبِ ولادت

لایا ہے مہر تیرا نورِ خدا کا جلوہ
دل کر دے دودھ دھویا صبحِ شبِ ولادت

بانٹا ہے دو جہاں میں تو نے ضیا کا باڑا
دے دے حسنؔ کا حصہ صبحِ شبِ ولادت

ذکرِ شہادت

باغ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلِ بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلِ بیت

کس زباں سے ہو بیانِ عزّ و شانِ اہلِ بیت
مدح گوئے مصطفےٰ ہے مدح خوانِ اہلِ بیت

اُن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلِ بیت

مصطفےٰ عزت بڑھانے کے لیے تعظیم دیں
ہے بلند اقبال تیرا دودمانِ اہلِ بیت

اُن کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلِ بیت

مصطفےٰ بائع خریدار اُس کا اللہ اشتری (۱)
خوب چاندی کر رہا ہے کاروانِ اہلِ بیت

رزم کا میداں بنا ہے جلوہ گاہِ حسن و عشق
کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہلِ بیت

پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستانِ اہلِ بیت

---

(۱) اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ (پارہ ۱۱، التوبہ ۱۱۱)

حوریں کرتی ہے عروسانِ شہادت کا سنگار
خوبرو دولہا بنا ہے ہر جوانِ اہلِ بیت

ہو گئی تحقیق عہدِ دید آپ تیغ سے
اپنے روزے کھولتے ہیں صائمانِ اہلِ بیت

جمعہ کا دن ہے کتابیں زیست کی طے کرکے آج
کھیلتے ہیں جان پر شہزادگانِ اہلِ بیت

اے شبابِ فصلِ گل یہ چل گئی کیسی ہوا
کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستانِ اہلِ بیت

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہلِ بیت

خشک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات
خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبانِ اہلِ بیت

خاک پر عباس و عثمانِ علم بردار ہیں
بے کسی اب کون اُٹھائے گا نشانِ اہلِ بیت

تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہوں
پیاس کی شدت میں تڑپے بے زبانِ اہلِ بیت

قافلہ سالار منزل کو چلے ہیں سونپ کر
وارثِ بے وارثاں کو کاروانِ اہلِ بیت

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میانِ اہلِ بیت

وقتِ رُخصت کہہ رہا ہے خاک میں ملتا سہاگ
لو سلامِ آخری اے بیوگانِ اہلِ بیت

ابرِ فوجِ دشمناں میں اے فلک یوں ڈوب جائے
فاطمہ کا چاند مہرِ آسمانِ اہلِ بیت

کس مزے کی لذتیں ہیں آبِ تیغِ یار میں
خاک و خوں میں لوٹتے ہیں تشنگانِ اہلِ بیت

باغِ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوبِ خدا
اے زہے قسمت تمہاری کشتگانِ اہلِ بیت

حوریں بے پردہ نکل آئی ہیں سر کھولے ہوئے
آج کیسا حشر ہے برپا میانِ اہلِ بیت

کوئی کیوں پوچھے کسی کو کیا غرض اے بے کسی
آج کیسا ہے مریضِ نیم جانِ اہلِ بیت

گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
جانِ عالم ہو فدا اے خاندانِ اہلِ بیت

سر شہیدانِ محبت کے ہیں نیزوں پر بلند
اور اونچی کی خدا نے قدر و شانِ اہلِ بیت

دولتِ دیدار پائی پاک جانیں بیچ کر
کربلا میں خوب ہی چمکی دوکانِ اہلِ بیت

زخم کھانے کو تو آبِ تیغ پینے کو دیا
خوب دعوت کی بلا کر دشمنانِ اہلِ بیت

اپنا سودا بیچ کر بازار سونا کر گئے
کون سی بستی بسائی تاجرانِ اہلِ بیت

اہلِ بیتِ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ دشمنانِ اہلِ بیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسنؔ
یوں کہا کرتے ہیں سنّی داستانِ اہلِ بیت

{ردیف ثائے مثلثہ}

جاں بلب ہوں آ مری جاں الغیاث

جاں بلب ہوں آ مری جاں الغیاث ❁ ہوتے ہیں کچھ اور ساماں الغیاث
درد مندوں کو دوا ملتی نہیں ❁ اے دوائے درد منداں الغیاث
جاں سے جاتے ہیں بے چارے غریب ❁ چارہ فرمائے غریباں الغیاث
حد سے گزریں درد کی بے دردیاں ❁ درد سے بے حد ہوں نالاں الغیاث
بے قراری چین لیتی ہی نہیں ❁ اے قرارِ بے قراراں الغیاث
حسرتیں دل میں بہت بے چین ہیں ❁ گھر ہوا جاتا ہے زنداں الغیاث
خاک ہے پامال میری کو بہ کو ❁ اے ہوائے کوئے جاناں الغیاث
المدد اے زلفِ سرور المدد ❁ ہوں بلاؤں میں پریشاں الغیاث
دل کی الجھن دور کر گیسوئے پاک ❁ اے کرم کے سنبلستاں الغیاث
اے سحر کے نور اے سرِّ خدا ❁ ہوں سراسیمہ پریشاں الغیاث
غمزدوں کی شام ہے تاریک رات ❁ اے جبیں اے ماہِ تاباں الغیاث
ابروئے شہ کاٹ دے زنجیرِ غم ❁ تیرے صدقے تیرے قرباں الغیاث
دل کے ہر پہلو میں غم کی پھانس ہے ❁ میں فدا مژگانِ جاناں الغیاث
چشمِ رحمت آ گیا آنکھوں میں دم ❁ دیکھ حالِ خستہ حالاں الغیاث

مردمک اے مہرِ نورِ ذاتِ حق ❁ ہیں سیہ بختی کے ساماں الغیاث
تیرِ غم کے دل میں چھد کر رہ گئے ❁ اے نگاہِ مہرِ جاناں الغیاث
اے کرم کی کان اے گوشِ حضور ❁ سُن لے فریادِ غریباں الغیاث
عارضِ رنگیں خزاں کو دُور کر ❁ اے جہاں آرا گلستاں الغیاث
بینیِ بُرنور حالِ ما بہ بیں ❁ ناک میں دم ہے مری جاں الغیاث
جاں بلب ہوں جاں بلب پر رحم کر ❁ اے لب اے عیسائے دوراں الغیاث
اے تبسم غنچہ ہائے دل کی جاں ❁ کھل چلیں مُرجھائی کلیاں الغیاث
اے دہن اے چشمۂ آبِ حیات ❁ مر مٹے دے آبِ حیواں الغیاث
دُرِّ مقصد کے لیے ہوں غرقِ غم ❁ گوہرِ شادابِ دنداں الغیاث
اے زبانِ پاک کچھ کہہ دے کہ ہو ❁ رد بلائے بے زباناں الغیاث
اے کلام اے راحتِ جانِ کلیم ❁ کلمہ گو ہے غم سے نالاں الغیاث
کامِ شہ اے کام بخشِ کامِ دل ❁ ہوں میں ناکامی سے گریاں الغیاث
چاہِ غم میں ہوں گرفتارِ الم ❁ چاہِ یوسف اے زنخداں الغیاث
ریشِ اطہر سنبلِ گلزارِ خلد ❁ ریشِ غم سے ہوں پریشاں الغیاث
اے گلو اے صبحِ جنت شمعِ نور ❁ تیرہ ہے شامِ غریباں الغیاث
غم سے ہوں ہمدوش اے دوشِ الصمد ❁ دوش پر ہے بارِ عصیاں الغیاث
اے بغل اے صبحِ کافورِ بہشت ❁ مہر بر شامِ غریباں الغیاث
طبلۂ گل عطر دانِ عطرِ خلد ❁ بوئے غم سے ہوں پریشاں الغیاث
بازوے شہ دست گیری کر مری ❁ اے توانِ ناتواناں الغیاث
دستِ اقدس اے مرے نیسانِ جود ❁ غم کے ہاتھوں سے ہوں گریاں الغیاث
اے کفِ دست اے یدِ بیضا کی جاں ❁ تیرہ دل ہوں نور افشاں الغیاث
ہم سیہ ناموں کو اے تحریرِ دست ❁ تو ہو دستاویزِ غفراں الغیاث

پھر بہائیں انگلیاں انہارِ فیض ٭ پیاس سے ہونٹوں پہ ہے جاں الغیاث

بہرِ حق اے ناخن اے عقدہ کشا ٭ مشکلیں ہو جائیں آساں الغیاث

سینۂ پُر نور صدقہ نور کا ٭ بے ضیا سینہ ہے ویراں الغیاث

قلبِ انور تجھ کو سب کی فکر ہے ٭ کر دے بے فکری کے ساماں الغیاث

اے جگر تجھ کو غلاموں کا ہے درد ٭ میرے دُکھ کا بھی ہو درماں الغیاث

اے شکم بھر پیٹ صدقہ نور کا ٭ پیٹ بھر اے کانِ احساں الغیاث

پشت والا میری پشتی پہ ہو تو ٭ رُوبرو ہیں غم کے ساماں الغیاث

تیرے صدقے اے کمر بستہ کمر ٭ ٹوٹی کمروں کا ہو درماں الغیاث

مُہرِ پشتِ پاک میں تجھ پہ فدا ٭ دے دے آزادی کا فرماں الغیاث

پائے انور اے سرافرازی کی جاں ٭ میں شکستہ پا ہوں جاناں الغیاث

نقشِ پا اے نو گُلِ گلزارِ خلد ٭ ہو یہ اُجڑا مَن گلستاں الغیاث

اے سراپا اے سراپا لطفِ حق ٭ ہوں سراپا جرم و عصیاں الغیاث

اے عمامہ دَورِ گردش دُور کر ٭ گِرد پھر پھر کر ہوں قرباں الغیاث

نیچے نیچے دامنوں والی عبا ٭ خوار ہے خاکِ غریباں الغیاث

چڑھ گئی شامِ اَلم میرے گلے ٭ جلوۂ صبحِ گریباں الغیاث

کھول مشکل کی گرہ بندِ قبا ٭ بندِ غم میں ہوں پریشاں الغیاث

آستیں کیسۂ عطا در آستیں ٭ بے نوا ہیں اشک ریزاں الغیاث

چاک اے چاکِ جگر کے بخیہ گر ٭ دل ہے غم سے چاک جاناں الغیاث

عیب کھلتے ہیں گدا کے روزِ حشر ٭ دامنِ سلطانِ خوباں الغیاث

دور دامن دور دورہ ہے تیرا ٭ دُور کر دُوری کا دوراں الغیاث

ہوں فسردہ خاطر اے گلگوں قبا ٭ دل کھلا دیں تیری کلیاں الغیاث

دل ہے ٹکڑے ٹکڑے پیوندِ لباس ٭ اے پناہِ خستہ حالاں الغیاث

ہے پھٹے حالوں مرا رختِ عمل ❁ اے لباسِ پاک جاناں الغیاث
نعل شہ عزت ہے میری تیرے ہاتھ ❁ اے وقارِ تاجِ شاہاں الغیاث
اے شراکِ نعلِ پاکِ مصطفیٰ ❁ زیرِ نشتر ہے رگِ جاں الغیاث
شانۂ شہ دل ہے غم سے چاک چاک ❁ اے انیسِ سینہ چاکاں الغیاث
سُرمہ اے چشم و چراغِ کوہِ طور ❁ ہے سیہ شامِ غریباں الغیاث
ٹوٹتا ہے دم میں ڈورا سانس کا ❁ ریزۂ مسواکِ جاناں الغیاث
آئینہ اے مظہرِ انوارِ قدس ❁ تیرہ بختی سے ہوں حیراں الغیاث

سخت دشمن ہے حسنؔ کی تاک میں
المدد محبوبِ یزداں الغیاث

استغاثہ بجنابِ غوثیت

پڑے مجھ پر نہ کچھ اُفتاد یا غوث ❁ مدد پر ہو تیری اِمداد یا غوث
اُڑے تیری طرف بعد فنا خاک ❁ نہ ہو مٹی مری برباد یا غوث
مرے دل میں بسیں جلوے تمہارے ❁ یہ ویرانہ بنے بغداد یا غوث
نہ بھولوں بھول کر بھی یاد تیری ❁ نہ یاد آئے کسی کی یاد یا غوث
مُریدی لَاتَخَف فرماتے آؤ ❁ بلاؤں میں ہے یہ ناشاد یا غوث
گلے تک آ گیا سیلاب غم کا ❁ چلا میں آئیے فریاد یا غوث
نشیمن سے اُڑا کر بھی نہ چھوڑا ❁ ابھی ہے گھات میں صیاد یا غوث
خمیدہ سر گرفتارِ قضا ہے ❁ کشیدہ خنجرِ جلاد یا غوث
اندھیری رات جنگل میں اکیلا ❁ مدد کا وقت ہے فریاد یا غوث
کھلا دو غنچۂ خاطر کہ تم ہو ❁ بہارِ گلشنِ ایجاد یا غوث
مرے غم کی کہانی آپ سن لیں ❁ کہوں میں کس سے یہ رُوداد یا غوث
رہوں آزادِ قیدِ عشق کب تک ❁ کرو اِس قید سے آزاد یا غوث
کرو گے کب تک اچھا مجھ بُرے کو ❁ مرے حق میں ہے کیا اِرشاد یا غوث
غمِ دنیا غمِ قبر و غمِ حشر ❁ خدارا کر دے مجھ کو شاد یا غوث

حسنؔ منگتا ہے دے دے بھیک داتا
رہے یہ راج پاٹ آباد یا غوث

{ ردیف جیم تازی }

کیا مژدۂ جاں بخش سنائے گا قلم آج

کیا مژدۂ جاں بخش سنائے گا قلم آج
کاغذ پہ جو سو ناز سے رکھتا ہے قدم آج

آمد ہے یہ کس بادشہِ عرش مکاں کی
آتے ہیں فلک سے جو حسینانِ ارم آج

کس گل کی ہے آمد کہ خزاں دیدہ چمن میں
آتا ہے نظر نقشۂ گلزارِ ارم آج

نذرانہ میں سر دینے کو حاضر ہے زمانہ
اُس بزم میں کس شاہ کے آتے ہیں قدم آج

بادل سے جو رحمت کے سرِ شام گھرے ہیں
برسے گا مگر صبح کو بارانِ کرم آج

کس چاند کی پھیلی ہے ضیا کیا یہ سماں ہے
ہر بام پہ ہے جلوہ نما نورِ قدم آج

کھلتا نہیں کس جانِ مسیحا کی ہے آمد
بت بولتے ہیں قالبِ بے جاں میں ہے دَم آج

بُت خانوں میں وہ قہر کا کہرام پڑا ہے
مل مل کے گلے روتے ہیں کفار و صنم آج

کعبہ کا ہے نعرہ کہ ہوا لوث سے میں پاک
بُت نکلے کہ آئے مرے مالک کے قدم آج

تسلیم میں سر وجد میں دل منتظر آنکھیں
کس پھول کے مشتاق ہیں مُرغانِ حرم آج

اے کفر جھکا سر وہ شہِ بُت شکن آیا
گردن ہے تری دم میں تہِ تیغِ دو دم آج

کچھ رُعبِ شہنشاہ ہے کچھ ولولۂ شوق
ہے طرفہ کشاکش میں دلِ بیت و حرم آج

پُر نور جو ظلمت کدۂ دہر ہوا ہے
روشن ہے کہ آتا ہے وہ مہتابِ کرم آج

ظاہر ہے کہ سلطانِ دو عالم کی ہے آمد
کعبہ پہ ہوا نصب جو یہ سبز علم آج

گر عالمِ ہستی میں وہ مہ جلوہ فگن ہے
تو سایہ کے جلوہ پہ فدا اہلِ عدم آج

ہاں مفلسو خوش ہو کہ ملا دامنِ دولت
تر دامنو مژدہ وہ اٹھا ابرِ کرم آج

تعظیم کو اٹھے ہیں ملک تم بھی کھڑے ہو
پیدا ہوئے سلطانِ عرب شاہِ عجم آج

کل نارِ جہنم سے حسنؔ امن و اماں ہو
اس مالکِ فردوس پہ صدقے ہوں جو ہم آج

{ردیف حائے حطّی}

دشتِ مدینہ کی ہے عجب پُر بہار صبح

دشتِ مدینہ کی ہے عجب پُر بہار صبح
ہر ذرّہ کی چمک سے عیاں ہیں ہزار صبح

منہ دھو کے جوے شیر میں آئے ہزار صبح
شامِ حرم کی پائے نہ ہرگز بہار صبح

اللہ اپنے جلوۂ عارض کی بھیک دے
کر دے سیاہ بخت کی شب ہاے تار صبح

روشن ہے اُن کے جلوۂ رنگیں کی تابشیں
بلبل ہیں جمع ایک چمن میں ہزار صبح

رکھتی ہے شامِ طیبہ کچھ ایسی تجلیاں
سو جان سے ہو جس کی ادا پر نثار صبح

نسبت نہیں سحر کو گریبانِ پاک سے
جوشِ فروغ سے ہے یہاں تار تار صبح

آتے ہیں پاسبانیِ درشہ فلک سے روز
ستر ہزار شام تو ستر ہزار صبح

اے ذرّۂ مدینہ خدارا نگاہِ مہر
تڑکے سے دیکھتی ہے ترا انتظار صبح

زلفِ حضور و عارضِ پُر نور پر نثار
کیا نور بار شام ہے کیا جلوہ بار صبح

نورِ ولادتِ مہِ بطحا کا فیض ہے
رہتی ہے جنتوں میں جو لیل و نہار صبح

ہر ذرّۂ حرم سے نمایاں ہزار مہر
ہر مہر سے طلوع کناں بے شمار صبح

گیسو کے بعد یاد ہو رُخسارِ پاک کی
ہو مشک بار شام کی کافور بار صبح

کیا نور دل کو نجدیِ تیرہ دروں سے کام
تا حشر شام سے نہ ملے زینہار صبح

حسنِ شبابِ ذرّۂ طیبہ کچھ اور ہے
کیا کور باطن آئینہ کیا شیر خوار صبح

بس چل سکے تو شام سے پہلے سفر کرے
طیبہ کی حاضری کے لیے بے قرار صبح

مایوس کیوں ہو خاک نشیں حسنِ یار سے
آخر ضیائے ذرہ کی ہے وقفہ دار صبح

کیا دشتِ پاکِ طیبہ سے آئی ہے اے حسنؔ
لائی جو اپنی جیب میں نقدِ بہار صبح

جو نور بار ہوا آفتاب حسن ملیح

جو نور بار ہوا آفتابِ حسنِ ملیح
ہوئے زمین و زماں کامیابِ حُسنِ ملیح

زوالِ مہر کو ہو ماہ کا جمال گھٹے
مگر ہے اَوجِ ابد پر شبابِ حُسنِ ملیح

زمیں کے پھول گریباں دریدۂ غمِ عشق
فلک پہ بدر دل افگار تابِ حُسنِ ملیح

دلوں کی جان ہے لطفِ صباحتِ یوسف
مگر ہوا ہے نہ ہوگا جوابِ حُسنِ ملیح

الٰہی موت سے یوں آئے مجھ کو میٹھی نیند
رہے خیال کی راحت ہو خوابِ حُسنِ ملیح

جمال والوں میں ہے شورِ عشق اور ابھی
ہزار پردوں میں ہے آب و تابِ حُسنِ ملیح

زمینِ شور بنے تختۂ گل و سنبل
عرق فشاں ہو اگر آب و تابِ حُسنِ ملیح

نثار دولتِ بیدار و طالعِ ازواج
نہ دیکھی چشمِ زلیخا نے خوابِ حُسنِ ملیح

تجلیوں نے نمک بھر دیا ہے آنکھوں میں
ملاحت آپ ہوئی ہے حجابِ حُسنِ ملیح

نمک کا خاصہ ہے اپنے کیف پر لاتا
ہر ایک شے نہ ہو کیوں بہرہ یابِ حُسنِ ملیح

عسل ہو آپ بنیں کوزہائے قند حباب
جو بحرِ شور میں ہو عکسِ آبِ حُسنِ ملیح

دلِ صباحتِ یوسف میں سوزِ عشق ضرور
نبات و قند ہوئے ہیں کبابِ حُسنِ ملیح

صبیح ہوں کہ صباحت جمیل ہوں کہ جمال
غرض سبھی ہیں نمک خوارِ بابِ حُسنِ ملیح

کھلے جب آنکھ نظر آئے وہ ملاحت پاک
بیاضِ صبح ہو یا رب کتابِ حُسنِ ملیح

حیاتِ بے مزہ ہو بختِ تیرہ میدارم
بتاب اے مہِ گردوں جنابِ حُسنِ ملیح

حسنؔ کی پیاس بجھا کر نصیب چمکا دے
ترے نثار میں اے آب و تابِ حُسنِ ملیح

{ ردیفِ خاے معجمہ }

سحابِ رحمتِ باری ہے بارھویں تاریخ

سحابِ رحمتِ باری ہے بارھویں تاریخ
کرم کا چشمۂ جاری ہے بارھویں تاریخ

ہمیں تو جان سے پیاری ہے بارھویں تاریخ
عدو کے دل کو کٹاری ہے بارھویں تاریخ

اسی نے موسمِ گل کو کیا ہے موسمِ گل
بہارِ فصلِ بہاری ہے بارھویں تاریخ

بنی ہے سرمۂ چشمِ بصیرت و ایماں
اُٹھی جو گردِ سواری ہے بارھویں تاریخ

ہزار عید ہوں ایک ایک لحظہ پر قرباں
خوشی دلوں پہ وہ طاری ہے بارھویں تاریخ

فلک پہ عرشِ بریں کا گمان ہوتا ہے
زمینِ خلد کی کیاری ہے بارھویں تاریخ

تمام ہو گئی میلادِ انبیا کی خوشی
ہمیشہ اب تری باری ہے بارھویں تاریخ

دلوں کے میل دُھلے گل کھلے سُرور ملے
عجیب چشمہ جاری ہے بارھویں تاریخ

چڑھی ہے اَوج پہ تقدیر خاکساروں کی
خدا نے جب سے اُتاری ہے بارھویں تاریخ

خدا کے فضل سے ایمان میں ہیں ہم پورے
کہ اپنی رُوح میں ساری ہے بارھویں تاریخ

ولادتِ شہِ دیں ہر خوشی کی باعث ہے
ہزار عید سے بھاری ہے بارھویں تاریخ

ہمیشہ تو نے غلاموں کے دل کیے ٹھنڈے
جلے جو تجھ سے وہ ناری ہے بارھویں تاریخ

خوشی ہے اہلِ سنن میں مگر عدو کے یہاں
فغان و شیون و زاری ہے بارھویں تاریخ

جدھر گیا ، سنی آوازِ یَارَسُوْلَ اللہ
ہر اِک جگہ اُسے خواری ہے بارھویں تاریخ

عدو ولادتِ شیطاں کے دن منائے خوشی
کہ عید عید ہماری ہے بارھویں تاریخ

حسنؔ ولادتِ سرکار سے ہوا روشن
مرے خدا کو بھی پیاری ہے بارھویں تاریخ

{ردیف دال مہملہ}

ذاتِ والا پہ بار بار درود

ذاتِ والا پہ بار بار درود ❁ بار بار اور بے شمار درود
رُوئے انور پہ نور بار سلام ❁ زُلفِ اطہر پہ مشکبار درود
اُس مہک پر شمیم بیز سلام ❁ اُس چمک پہ فروغ بار درود
اُن کے ہر جلوہ پہ ہزار سلام ❁ اُن کے ہر لمحہ پہ ہزار درود
اُن کی طلعت پہ جلوہ ریز سلام ❁ اُن کی نکہت پہ عطر بار درود
جس کی خوشبو بہارِ خلد بسائے ❁ ہے وہ محبوبِ گلعذار درود
سر سے پا تک کرور بار سلام ❁ اور سراپا پہ بے شمار درود
دل کے ہمراہ ہوں سلام فدا ❁ جان کے ساتھ ہو نثار درود
چارۂ جانِ دردمند سلام ❁ مرہمِ سینۂ فگار درود
بے عدد اور بے عدد تسلیم ❁ بے شمار اور بے شمار درود
بیٹھتے اُٹھتے جاگتے سوتے ❁ ہو الٰہی مرا شعار درود
شہرِ یارِ رُسل کی نذر کروں ❁ سب درودوں کی تاجدار درود
کورِ بیکس کو شمع سے کیا کام ❁ ہو چراغِ سرِ مزار درود
قبر میں خوب کام آتی ہے ❁ بیکسوں کی ہے یارِ غار درود
اُنھیں کس کے درود کی پروا ❁ بھیجے جب اُن کا کردگار درود
ہے کرم ہی کرم کہ سنتے ہیں ❁ آپ خوش ہو کے بار بار درود
جان نکلے تو اِس طرح نکلے ❁ تجھ پہ اے غمزدوں کے یار درود
دل میں جلوے بسے ہوئے تیرے ❁ لب سے جاری ہو بار بار درود
اے حسنؔ خارِ غم کو دل سے نکال ❁ غمزدوں کی ہے غمگسار درود

رنگِ چمن پسند نہ پھولوں کی بو پسند

رنگِ چمن پسند نہ پھولوں کی بُو پسند
صحرائے طیبہ ہے دلِ بلبل کو تو پسند

اپنا عزیز وہ ہے جسے تُو عزیز ہے
ہم کو ہے وہ پسند جسے آئے تُو پسند

مایوس ہو کے سب سے میں آیا ہوں تیرے پاس
اے جان کر لے ٹوٹے ہوئے دل کو تو پسند

ہیں خانہ زاد بندۂ احساں تو کیا عجب
تیری وہ خُو ہے کرتے ہیں جس کو عدو پسند

کیوں کر نہ چاہیں تیری گلی میں ہوں مٹ کے خاک
دنیا میں آج کس کو نہیں آبرو پسند

ہے خاکسار پر کرمِ خاص کی نظر
عاجز نواز ہے تیری خُو اے خوبرو پسند

قُلْ کہہ کر اپنی بات بھی لب سے ترے سنی
اللہ کو ہے اتنی تری گفتگو پسند

حُور و فرشتہ جن و بشر سب نثار ہیں
ہے دو جہاں میں قبضہ کیے چار سُو پسند

اُن کے گناہگار کی اُمیدِ عفو کو
پہلے کرے گی آیۂ لَا تَقْنَطُوْا پسند

طیبہ میں سر جھکاتے ہیں خاکِ نیاز پر
کونین کے بڑے سے بڑے آبرو پسند

ہے خواہشِ وصالِ درِ یار اے حسنؔ
آئے نہ کیوں اثر کو مری آرزو پسند

{ردیف ذال معجمہ}

ہو اگر مدحِ کفِ پا سے منور کاغذ

ہو اگر مدحِ کفِ پا سے منور کاغذ
عارضِ حور کی زینت ہو سراسر کاغذ

صفتِ خارِ مدینہ میں کروں گل کاری
دفترِ گل کا عنادل سے منگا کر کاغذ

عارضِ پاک کی تعریف ہو جس پرچے میں
سو سیہ نامہ اُجالے وہ منور کاغذ

شامِ طیبہ کی تجلی کا کچھ احوال لکھوں
دے بیاضِ سحر اک ایسا منور کاغذ

یادِ محبوب میں کاغذ سے تو دل کم نہ رہے
کہ جدا نقش سے ہوتا نہیں دم بھر کاغذ

ورقِ مہر اُسے خطِ غلامی لکھ دے
ہو جو وصفِ رُخِ پُرنور سے انور کاغذ

تیرے بندے ہیں طلبگار تری رحمت کے
سن گناہوں کے نہ اے داورِ محشر کاغذ

لبِ جاں بخش کی تعریف اگر ہو تجھ میں
ہو مجھے تارِ نفس ہر خطِ مسطر کاغذ

مدحِ رُخسار کے پھولوں میں بسا لوں جو حسنؔ
حشر میں ہو مرے نامہ کا معطر کاغذ

{ردیف راے مہملہ}

اگر چمکا مقدر خاک پاے رہرواں ہو کر

اگر چمکا مقدر خاک پاے رہرواں ہو کر
چلیں گے بیٹھتے اُٹھتے غبارِ کارواں ہو کر

شبِ معراج وہ دم بھر میں پلٹے لامکاں ہو کر
بہارِ ہشت جنت دیکھ کر ہفت آسماں ہو کر

چمن کی سیر سے جلتا ہے جی طیبہ کی فرقت میں
مجھے گلزار کا سبزہ رُلاتا ہے دُھواں ہو کر

تصور اُس لبِ جاں بخش کا کس شان سے آیا
دلوں کا چین ہو کر جان کا آرامِ جاں ہو کر

کریں تعظیم میری سنگِ اسود کی طرح مومن
تمہارے دَر پہ رہ جاؤں جو سنگِ آستاں ہو کر

دکھا دے یا خدا گلزارِ طیبہ کا سماں مجھ کو
پھروں کب تک پریشاں بلبلِ بے آشیاں ہو کر

ہوے یُمنِ قدم سے فرش و عرش و لامکاں زندہ
خلاصہ یہ کہ سرکار آئے ہیں جانِ جہاں ہو کر

ترے دستِ عطا نے دولتیں دیں دل کیے ٹھنڈے
کہیں گوہر فشاں ہو کر کہیں آبِ رواں ہو کر

فدا ہو جائے اُمت اِس حمایت اِس محبت پر
ہزاروں غم لیے ہیں ایک دل پُر شادماں ہو کر

جو رکھتے ہیں سلاطیں شاہیِ جاوید کی خواہش
نشاں قائم کریں اُن کی گلی میں بے نشاں ہو کر

وہ جس رہ سے گزرتے ہیں بسی رہتی ہے مدت تک
نصیب اس گھر کے جس گھر میں وہ ٹھہریں میہماں ہو کر

حسنؔ کیوں پاؤں توڑے بیٹھے ہو طیبہ کا رستہ لو
زمینِ ہند سرگرداں رکھے گی آسماں ہو کر

مرحبا عزت و کمالِ حضور

مرحبا عزت و کمالِ حضور ❁ ہے جلالِ خدا جلالِ حضور
اُن کے قدموں کی یاد میں مریے ❁ کیجیے دل کو پائمالِ حضور
دشتِ ایمن ہے سینۂ مومن ❁ دل میں ہے جلوۂ خیالِ حضور
آفرینش کو ناز ہے جس پر ❁ ہے وہ انداز بے مثالِ حضور
ماہ کی جان مہر کا ایماں ❁ جلوۂ حُسنِ بے زوالِ حضور
حُسنِ یوسف کرے زلیخائی ❁ خواب میں دیکھ کر جمالِ حضور
وقفِ انجاحِ مقصدِ خدام ❁ ہر شب و روز و ماہ و سالِ حضور
سکہ رائج ہے حکم جاری ہے ❁ دونوں عالم ہیں مُلک و مالِ حضور
تابِ دیدار ہو سکے جو نہ ہو ❁ پردۂ غیب میں جمالِ حضور
جو نہ آئی نظر نہ آئے نظر ❁ ہر نظر میں ہے وہ مثالِ حضور
اُنھیں نقصان دے نہیں سکتا ❁ دشمن اپنا ہے بد سگالِ حضور
ذرۂ التاج فرقِ شاہی ہے ❁ ذرۂ شوکتِ نعالِ حضور
حال سے کشفِ رازِ قال نہ ہو ❁ قال سے کیا عیاں ہو حالِ حضور
منزلِ رُشد کے نجوم اصحاب ❁ کشتیِ خیر و امن آلِ حضور

ہے مسِ قلب کے لیے اکسیر
اے حسنؔ خاکِ پائمالِ حضور

سیر گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر

سیر گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

سر گزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بے لقائے یار ان کو چین آ جاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

کون کہتا ہے دلِ بے مدعا ہے خوب چیز
میں تو کوڑی کو نہ لوں ان کی تمنا چھوڑ کر

مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قربِ مسیحا چھوڑ کر

کس تمنا پر جئیں یا رب اسیرانِ قفس
آ چکی بادِ صبا باغِ مدینہ چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

غلط کیسا نفسِ سرکش جاؤں گا طیبہ کو میں
بدچلن ہٹ کر کھڑا ہو مجھ سے رستہ چھوڑ کر

ایسے جلوے پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر

حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے اُن کا سہارا چھوڑ کر

مر کے جیتے ہیں جو اُن کے دَر پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

{ردیف زائے معجمہ}

جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز

جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز ❁ کونین میں کسی کو نہ ہو گا کوئی عزیز

خاکِ مدینہ پر مجھے اللہ موت دے ❁ وہ مردہ دل ہے جس کو نہ ہو زندگی عزیز

کیوں جائیں ہم کہیں کہ غنی تم نے کر دیا ❁ اب تو یہ گھر پسند، یہ در، یہ گلی عزیز

جو کچھ تری رضا ہے خدا کی وہی خوشی ❁ جو کچھ تری خوشی ہے خدا کو وہی عزیز

گو ہم نمک حرام نکمے غلام ہیں ❁ قربان پھر بھی رکھتی ہے رحمت تری عزیز

شانِ کرم کو اچھے بُرے سے غرض نہیں ❁ اُس کو سبھی پسند ہیں اُس کو سبھی عزیز

منگتا کا ہاتھ اُٹھا تو مدینہ ہی کی طرف ❁ تیرا ہی در پسند، تری ہی گلی عزیز

اُس در کی خاک پر مجھے مرنا پسند ہے ❁ تختِ شہی پہ کس کو نہیں زندگی عزیز

کونین دے دیے ہیں ترے اختیار میں ❁ اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تری عزیز

محشر میں دو جہاں کو خدا کی خوشی کی چاہ ❁ میرے حضور کی ہے خدا کو خوشی عزیز

قرآن کھا رہا ہے اسی خاک کی قسم ❁ ہم کون ہیں خدا کو ہے تیری گلی عزیز

طیبہ کی خاک ہو کہ حیاتِ ابد ملے ❁ اے جاں بلب تجھے ہے اگر زندگی عزیز

سنگِ ستم کے بعد دُعائے فلاح کی ❁ بندے تو بندے ہیں تمھیں ہیں مدعی عزیز

دل سے ذرا یہ کہہ دے کہ اُن کا غلام ہوں ❁ ہر دشمنِ خدا ہو خدا کو ابھی عزیز

طیبہ کے ہوتے خلد بریں کیا کروں حسنؔ
مجھ کو یہی پسند ہے، مجھ کو یہی عزیز

{ردیف سین مہملہ}

ہوں جو یادِ رُخِ پُر نور میں مرغانِ قفس

ہوں جو یادِ رُخِ پُر نور میں مرغانِ قفس
چمک اُٹھے چہ یوسف کی طرح شانِ قفس

کس بَلا میں ہیں گرفتار اسیرانِ قفس
کل تھے مہمانِ چمن آج ہیں مہمانِ قفس

حیف در چشمِ زدن صحبتِ یار آخر شد
اب کہاں طیبہ وہی ہم وہی زندانِ قفس

روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد
ہائے کیا قہر کیا اُلفتِ یارانِ قفس

نوحہ گر کیوں نہ رہے مُرغِ خوش اِلحانِ چمن
باغ سے دام ملا دام سے زندانِ قفس

پائیں صحراے مدینہ تو گلستاں مل جائے
ہند ہے ہم کو قفس ہم ہیں اسیرانِ قفس

زخمِ دل پھول بنے آہ کی چلتی ہے نسیم
روز افزوں ہے بہارِ چمنستانِ قفس

قافلہ دیکھتے ہیں جب سوئے طیبہ جاتے
کیسی حسرت سے تڑپتے ہیں اسیرانِ قفس

تھا چمن ہی ہمیں زنداں کہ نہ تھا وہ گلِ تر
قید پر قید ہوا اور یہ زندانِ قفس

دشتِ طیبہ میں ہمیں شکلِ وطن یاد آئی
بد نصیبی سے ہوا باغ میں ارمانِ قفس

اب نہ آئیں گے اگر کھل گئی قسمت کی گرہ
اب گرہ باندھ لیا ہم نے یہ پیمانِ قفس

ہند کو کون مدینہ سے پلٹنا چاہے
عیشِ گلزار بھلا دے جو نہ دورانِ قفس

چہچے کس گلِ خوبی کی ثنا میں ہیں حسنؔ
نکہتِ خلد سے مہکا ہے جو زندانِ قفس

{ ردیف شین معجمہ }

جنابِ مصطفےٰ ہوں جس سے ناخوش

جنابِ مصطفےٰ ہوں جس سے ناخوش ❁ نہیں ممکن ہو کہ اُس سے خدا خوش
شہِ کونین نے جب صدقہ بانٹا ❁ زمانے بھر کو دَم میں کر دیا خوش
سلاطیں مانگتے ہیں بھیک اُس سے ❁ یہ اپنے گھر سے ہے اُن کا گدا خوش
پسندِ حق تعالیٰ تیری ہر بات ❁ ترے انداز خوش تیری ادا خوش
مٹیں سب ظاہر و باطن کے امراض ❁ مدینہ کی ہے یہ آب و ہوا خوش
فقیرِ خفی کی محبت کے تقاضے ❁ کہ جس سے آپ خوش اُس سے خدا خوش
ہزاروں جرم کرتا ہوں شب و روز ❁ خوشا قسمت نہیں وہ پھر بھی ناخوش
الٰہی دے مرے دل کو غمِ عشق ❁ نشاط و دہر سے ہو جاؤں ناخوش
نہیں جاتیں کبھی دشت نبی سے ❁ کچھ ایسی ہے بہاروں کو فضا خوش
مدینہ کی اگر سرحد نظر آئے ❁ دلِ ناشاد ہو بے انتہا خوش
نہ لے آرام دم بھر بے غمِ عشق ❁ دلِ مضطر میں خوش میرا خدا خوش
نہ تھا ممکن کہ ایسی معصیت پر ❁ گنہگاروں سے ہو جاتا خدا خوش
تمہاری روتی آنکھوں نے ہنسایا ❁ تمہارے غمزدہ دل نے کیا خوش
الٰہی دھوپ ہو اُن کی گلی کی ❁ مرے سر کو نہیں ظلِ ہما خوش

حسنؔ نعت و چنیں شیریں بیانی
تو خوش باشی کہ کردی وقتِ ما خوش

{ردیف صاد معجمہ}

خدا کی خلق میں سب انبیا خاص

خدا کی خلق میں سب انبیا خاص ❁ گروہِ انبیا میں مصطفیٰ خاص

نرالا حُسنِ انداز و ادا خاص ❁ تجھے خاصوں میں حق نے کر لیا خاص

تری نعمت کے سائل خاص تا عام ❁ تری رحمت کے طالب عام تا خاص

شریک اُس میں نہیں کوئی پیمبر ❁ خدا سے ہے جو تجھ کو واسطہ خاص

گنہگارو! نہ ہو مایوسِ رحمت ❁ نہیں ہوتی کریموں کی عطا خاص

گدا ہوں خاص رحمت سے ملے بھیک ❁ نہ میں خاص اور نہ میری اِلتجا خاص

ملا جو کچھ جسے وہ تم سے پایا ❁ تمھیں ہو مالکِ مِلکِ خدا خاص

غریبوں بے نواؤں بے کسوں کو ❁ خدا نے در تمہارا کر دیا خاص

جو کچھ پیدا ہوا دونوں جہاں میں ❁ تصدق ہے تمہاری ذات کا خاص

تمہاری انجمن آرائیوں کو ❁ ہوا ہنگامۂ قَالُوْا بَلٰی خاص

نبی ہم پایہ ہوں کیا تو نے پایا ❁ نبوت کی طرح ہر معجزہ خاص

جو رکھتا ہے جمالِ مَنْ رَّاٰنِیْ ❁ اُسی منہ کی صفت ہے وَالضُّحٰی خاص

نہ بھیجو اور دروازوں پہ اِس کو
حسنؔ ہے آپ کے در کا گدا خاص

{ ردیف ضاد معجمہ }

سن لو خدا کے واسطے اپنے گدا کی عرض

سن لو خدا کے واسطے اپنے گدا کی عرض
یہ عرض ہے حضور بڑے بے نوا کی عرض

اُن کے گدا کے در پہ ہے یوں بادشاہ کی عرض
جیسے ہو بادشاہ کے در پہ گدا کی عرض

عاجز نوازیوں پہ کرم ہے تُلا ہوا
وہ دل لگا کے سنتے ہیں ہر بے نوا کی عرض

قربان اُن کے نام کے بے اُن کے نام کے
مقبول ہو نہ خاصِ جنابِ خدا کی عرض

غم کی گھٹائیں چھائی ہیں مجھ تیرہ بخت پر
اے مہر سن لے ذرّۂ بے دست و پا کی عرض

اے بے کسوں کے حامی و یاور سوا ترے
کس کو غرض ہے کون سنے مبتلا کی عرض

اے کیمیائے دل میں ترے در کی خاک ہوں
خاکِ درِ حضور سے ہے کیمیا کی عرض

اُلجھن سے دُور نور سے معمور کر مجھے
اے زُلفِ پاک ہے یہ اسیرِ بلا کی عرض

دُکھ میں رہے کوئی یہ گوارا نہیں اُنہیں
مقبول کیوں نہ ہو دلِ درد آشنا کی عرض

کیوں طولِ دوں حضور یہ دیں یہ عطا کریں
خود جانتے ہیں آپ مرے مدعا کی عرض

دامن بھریں گے دولتِ فضلِ خدا سے ہم
خالی کبھی گئی ہے حسنؔ مصطفے کی عرض

{ردیف طائے مہملہ}

چشمِ دل چاہے جو انوار سے ربط

چشمِ دل چاہے جو انوار سے ربط ❁ رکھے خاکِ درِ دلدار سے ربط
اُن کی نعمت کا طلبگار سے میل ❁ اُن کی رحمت کا گنہگار سے ربط
دشتِ طیبہ کی جو دیکھ آئیں بہار ❁ ہو عنادِل کو نہ گلزار سے ربط
یا خدا دل نہ ملے دُنیا سے ❁ نہ ہو آئینہ کو زنگار سے ربط
نفس سے میل نہ کرنا اے دل ❁ قہر ہے ایسے ستم گار سے ربط
دلِ نجدی میں ہو کیوں حُبِّ حضور ❁ ظلمتوں کو نہیں انوار سے ربط
تلخیِ نزع سے اُس کو کیا کام ❁ ہو جسے لعل شکر بار سے ربط
خاکِ طیبہ کی اگر مل جائے ❁ آپ صحت کرے بیمار سے ربط
اُن کے دامانِ گہر بار کو ہے ❁ کاسۂ دستِ طلبگار سے ربط
کل ہے اجلاس کا دن اور ہمیں ❁ میل عملہ سے نہ دربار سے ربط
عمر یوں اُن کی گلی میں گزرے ❁ ذرّہ ذرّہ سے بڑھے پیار سے ربط
سرِ شوریدہ کو ہے دَر سے میل ❁ کمر خستہ کو دیوار سے ربط

اے حسنؔ خیر ہے کیا کرتے ہو
یار کو چھوڑ کر اَغیار سے ربط

{ ردیف ظاء معجمہ }

خاکِ طیبہ کی اگر دل میں ہو وقعت محفوظ

خاکِ طیبہ کی اگر دل میں ہو وقعت محفوظ
عیبِ کوری سے رہے چشمِ بصیرت محفوظ

دل میں روشن ہو اگر شمع ولائے مولیٰ
دُزدِ شیطاں سے رہے دین کی دولت محفوظ

یا خدا محو نظارہ ہوں یہاں تک آنکھیں
شکلِ قرآں ہو مرے دل میں وہ صورت محفوظ

سلسلہ زُلفِ مبارک سے ہے جس کے دل کو
ہر بلا سے رکھے اللہ کی رحمت محفوظ

تھی جو اُس ذات سے تکمیل فرامیں منظور
رکھی خاتم کے لیے مہر نبوت محفوظ

اے نگہبان مرے تجھ پہ صلوٰۃ اور سلام
دو جہاں میں ترے بندے ہیں سلامت محفوظ

واسطہ حفظِ الٰہی کا بچا رہزن سے
رہے ایمانِ غریباں دمِ رحلت محفوظ

شاہیِ کون و مکاں آپ کو دی خالق نے
کنزِ قدرت میں ازل سے تھی یہ دولت محفوظ

تیرے قانون میں گنجائش تبدیل نہیں
نسخ و ترمیم سے ہے تری شریعت محفوظ

جسے آزاد کرے قامتِ شہ کا صدقہ
رہے فتنوں سے وہ تا روزِ قیامت محفوظ

اُس کو اَعدا کی عداوت سے ضرر کیا پہنچے
جس کے دل میں ہو حسنؔ ان کی محبت محفوظ

{ردیف عین مہملہ}

مدینہ میں ہے وہ سامانِ بارگاہِ رفیع

مدینہ میں ہے وہ سامانِ بارگاہِ رفیع
عروج و اَوج ہیں قربانِ بارگاہِ رفیع

نہیں گدا ہی سرِ خوانِ بارگاہِ رفیع
خلیل بھی تو ہیں مہمانِ بارگاہِ رفیع

بنائے دونوں جہاں مجرئی اُسی دَر کے
کیا خدا نے جو سامانِ بارگاہِ رفیع

زمینِ عجز پہ سجدہ کرائیں شاہوں سے
فلک جناب غلامانِ بارگاہِ رفیع

ہے انتہائے علا ابتدائے اَوج یہاں
وراءِ خیال سے ہے شانِ بارگاہِ رفیع

کمندِ رفعتِ عمرِ خضر ﷺ نہ سکے
بلند اتنا ہے ایوانِ بارگاہِ رفیع

وہ کون ہے جو نہیں فیضیاب اِس دَر سے
سبھی ہیں بندۂ احسانِ بارگاہِ رفیع

نوازے جاتے ہیں ہم سے نمک حرام غلام
ہماری جان ہو قربانِ بارگاہِ رفیع

مطیعِ نفس ہیں وہ سرکشانِ جن و بشر
نہیں جو تابعِ فرمانِ بارگاہِ رفیع

صلائے عام ہیں مہماں نواز ہیں سرکار
کبھی اٹھا ہی نہیں خوانِ بارگاہِ رفیع

جمالِ شمس و قمر کا سنگار ہے شب و روز
فروغِ شمسۂ ایوانِ بارگاہِ رفیع

ملائکہ ہیں فقط داب سلطنت کے لیے
خدا ہے آپ نگہبانِ بارگاہِ رفیع

حسنؔ جلالتِ شاہی سے کیوں جھجکتا ہے
گدا نواز ہے سلطانِ بارگاہِ رفیع

{ ردیف غین معجمہ }

خوشبوے دشت طیبہ سے بس جائے گر دماغ

خوشبوے دشتِ طیبہ سے بس جائے گر دماغ
مہکائے بوے خلد مرا سر بسر دماغ

پایا ہے پاے صاحبِ معراج سے شرف
ذرّاتِ کوے طیبہ کا ہے عرش پر دماغ

مومن فداے نور و شمیم حضور ہیں
ہر دل چمک رہا ہے معطر ہے ہر دماغ

ایسا بسے کہ بوے گلِ خلد سے بسے
ہو یادِ نقشِ پاے نبی کا جو گھر دماغ

آباد کر خدا کے لیے اپنے نور سے
ویران دل ہے دل سے زیادہ کھنڈر دماغ

ہر خارِ طیبہ زینتِ گلشن ہے عندلیب
نادان ایک پھول پر اتنا نہ کر دماغ

زاہد ہے مستحقِ کرامت گناہ گار
اللہ اکبر اتنا مزاج اس قدر دماغ

اے عندلیب خار حرم سے مثال گل
یک بک کے ہرزہ گوئی سے خالی نہ کر دماغ

بے نور دل کے واسطے کچھ بھیک مانگنے
ذراتِ خاکِ طیبہ کا ملتا اگر دماغ

ہر دم خیال پاک اقامت گزیں رہے
بن جائے گر دماغ نہ ہو رہ گزر دماغ

شاید کہ وصف پاے نبی کچھ بیاں کرے
پوری ترقیوں پہ رسا ہو اگر دماغ

اس بد لگام کو خود چال چاہئے
منہ آئے ذکر پاک کو سن کر جو خر دماغ

اُن کے خیال سے وہ ملے امن اے حسنؔ
سر پر نہ آئے کوئی بلا ہو سپر دماغ

{ردیف فا}

کچھ غم نہیں اگرچہ زمانہ ہو برخلاف

کچھ غم نہیں اگرچہ زمانہ ہو بر خلاف
اُن کی مدد رہے تو کرے کیا اثر خلاف

اُن کا عدو اسیرِ بَلائے نفاق ہے
اس کی زبان و دل میں رہے عمر بھر خلاف

کرتا ہے ذکرِ پاک سے نجدی مخالفت
کم بخت بد نصیب کی قسمت ہے بر خلاف

اُن کی وجاہتوں میں کمی ہو محال ہے
بالفرض اک زمانہ ہو اُن سے اگر خلاف

اُٹھوں جو خوابِ مرگ سے آئے شمیم یار
یا ربّ نہ صبحِ حشر ہو بادِ سحر خلاف

قربان جاؤں رحمتِ عاجز نواز پر
ہوتی نہیں غریب سے اُن کی نظر خلاف

شانِ کرم کسی سے عوض چاہتی نہیں
لاکھ اِمتثالِ امر میں دل ہو اِدھر خلاف

کیا رحمتیں ہیں لطف میں پھر بھی کمی نہیں
کرتے رہے ہیں حکم سے ہم عمر بھر خلاف

تعمیل حکمِ حق کا حسنؔ ہے اگر خیال
ارشادِ پاک سرورِ دیں کا نہ کر خلاف

رحمت نہ کس طرح ہو گنہگار کی طرف

رحمت نہ کس طرح ہو گنہگار کی طرف
رحمٰن خود ہے میرے طرفدار کی طرف

جانِ جناں ہے دشتِ مدینہ تری بہار
بُلبل نہ جائے گی کبھی گلزار کی طرف

انکار کا وقوع تو کیا ہو کریم سے
مائل ہوا نہ دل کبھی اِنکار کی طرف

جنت بھی لینے آئے تو چھوڑیں نہ یہ گلی
منہ پھیر بیٹھیں ہم تری دیوار کی طرف

منہ اُس کا دیکھتی ہیں بہاریں بہشت کی
جس کی نگاہ ہے ترے رُخسار کی طرف

جاں بخشیاں مسیح کو حیرت میں ڈالتیں
چُپ بیٹھے دیکھتے تری رفتار کی طرف

محشر میں آفتاب اُدھر گرم اور اِدھر
آنکھیں لگی ہیں دامنِ دلدار کی طرف

پھیلا ہوا ہے ہاتھ ترے دَر کے سامنے
گردن جھکی ہوئی تری دیوار کی طرف

گو بے شمار جرم ہوں گو بے عدد گناہ
کچھ غم نہیں جو تم ہو گنہگار کی طرف

یوں مجھ کو موت آئے تو کیا پوچھنا مرا
میں خاک پر نگاہ درِ یار کی طرف

کعبے کے صدقے دل کی تمنا مگر یہ ہے
مرنے کے وقت منہ ہو درِ یار کی طرف

دے جاتے ہیں مراد جہاں مانگیے وہاں
منہ ہونا چاہیے درِ سرکار کی طرف

روکے گی حشر میں جو مجھے پا شکستگی
دوڑیں گے ہاتھ دامنِ دلدار کی طرف

آہیں دلِ اسیر سے لب تک نہ آئی تھیں
اور آپ دوڑے آئے گرفتار کی طرف

دیکھی جو بے کسی تو انہیں رحم آ گیا
گھبرا کے ہو گئے وہ گنہگار کی طرف

بٹتی ہے بھیک دوڑتے پھرتے ہیں بے نوا
در کی طرف کبھی کبھی دیوار کی طرف

عالم کے دل تو بھر گئے دولت سے کیا عجب
گھر دوڑنے لگیں درِ سرکار کی طرف

آنکھیں جو بند ہوں تو مقدر کھلے حسنؔ
جلوے خود آئیں طالبِ دیدار کی طرف

{ ردیف قاف }

ترا ظہور ہوا چشمِ نور کی رونق

ترا ظہور ہوا چشمِ نور کی رونق	ترا ہی نور ہے بزمِ ظہور کی رونق
رہے نہ عفو میں پھر ایک ذرّہ شک باقی	جو اُن کی خاکِ قدم ہو قبور کی رونق
نہ فرش کا یہ تجمل نہ عرش کا یہ جمال	فقط ہے نور و ظہورِ حضور کی رونق
تمہارے نور سے روشن ہوئے زمین و فلک	یہی جمال ہے نزدیک و دور کی رونق
زبانِ حال سے کہتے ہیں نقشِ پا اُن کے	ہمیں ہیں چہرۂ غلمان و حور کی رونق
ترے نثار ترا ایک جلوۂ رنگیں	بہارِ جنت و حور و قصور کی رونق
ضیا زمین و فلک کی ہے جس تجلی سے	الٰہی ہو وہ دلِ ناصبور کی رونق
یہی فروغ تو زیبِ صفا و زینت ہے	یہی ہے حسنِ تجلی و نور کی رونق
حضور تیرہ و تاریک ہے یہ پتھر دل	تجلیوں سے ہوئی کوہِ طور کی رونق
تجلی ہے جن سے شبستانِ عالمِ امکاں	وہی ہیں مجلسِ روزِ نشور کی رونق
کریں دلوں کو منور سراج (۱) کے جلوے	فروغِ بزمِ عوارف ہو نور (۲) کی رونق

دعا خدا سے غمِ عشقِ مصطفےٰ کی ہے
حسنؔ یہ غم ہے نشاط و سرور کی رونق

---

(۱) سراج العوارف مصنفہ حضرت پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲

(۲) تخلص حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

{ردیف کاف}

جو ہو سر کو رسائی اُن کے دَر تک

جو ہو سر کو رسائی اُن کے دَر تک ❁ تو پہنچے تاجِ عزت اپنے سر تک

وہ جب تشریف لائے گھر سے دَر تک ❁ بھکاری کا بھرا ہے دَر سے گھر تک

دُہائی ناخدائے بے کساں کی ❁ کہ سیلابِ اَلم پہنچا کمر تک

الٰہی دل کو دے وہ سوزِ اُلفت ❁ پُھنکے سینہ جلن پہنچے جگر تک

نہ ہو جب تک تمہارا نام شامل ❁ دعائیں جا نہیں سکتیں اثر تک

گزر کی راہ نکلی رہ گزر میں ❁ ابھی پہنچے نہ تھے ہم اُن کے دَر تک

خدا یوں اُن کی اُلفت میں گما دے ❁ نہ پاؤں پھر کبھی اپنی خبر تک

بجائے چشم خود اُٹھتا نہ ہو آڑ ❁ جمالِ یار سے تیری نظر تک

تری نعمت کے بُھوکے اہلِ دولت ❁ تری رحمت کا پیاسا ابرِ تر تک

نہ ہو گا دو قدم کا فاصلہ بھی ❁ الٰہ آباد سے احمد نگر تک

تمہارے حسن کے باڑے کے صدقے ❁ نمک خوارِ ملاحت ہے قمر تک

شبِ معراج تھے جلوے پہ جلوے ❁ شبستانِ دنیٰ سے اُن کے گھر تک

بلائے جان ہے اب ویرانیِ دل ❁ چلے آؤ کبھی اس اُجڑے گھر تک

نہ کھول آنکھیں نگاہِ شوقِ ناقص ❁ بہت پردے ہیں حسنِ جلوہ گر تک

جہنم میں دھکیلیں نجدیوں کو ❁ حسنؔ جھوٹوں کو یوں پہنچائیں گھر تک

{ردیف لام}

طور نے تو خوب دیکھا جلوۂ شانِ جمال

طور نے تو خوب دیکھا جلوۂ شانِ جمال
اس طرف بھی اک نظر اے برقِ تابانِ جمال

اک نظر بے پردہ ہو جائے جو لمعانِ جمال
مردمِ دیدہ کی آنکھوں پر جو احسانِ جمال

جل گیا جس راہ میں سروِ خرامانِ جمال
نقشِ پا سے کھل گئے لاکھوں گلستانِ جمال

ہے شبِ غم اور گرفتارانِ ہجرانِ جمال
مہر کر ذرّوں پہ اے خورشیدِ تابانِ جمال

کر گیا آخر لباسِ لالہ و گل میں ظہور
خاک میں ملتا نہیں خونِ شہیدانِ جمال

ذرّہ ذرّہ خاک کا ہو جائے گا خورشیدِ حشر
قبر میں لے جائیں گے عاشق جو ارمانِ جمال

ہو گیا شاداب عالم آ گئی فصلِ بہار
اٹھ گیا پردہ کھلا بابِ گلستانِ جمال

جلوۂ موئے محاسن چہرۂ انور کے گرد
آبنوسی رحل پر رکھا ہے قرآنِ جمال

اُس کے جلوے سے نہ کیوں کافور ہوں ظلماتِ کفر
پیش گاہِ نور سے آیا ہے فرمانِ جمال

کیا کہوں کتنا ہے اُن کی رہ گزر میں جوشِ حُسن
آشکارا ذرّہ ذرّہ سے ہے میدانِ جمال

ذرّہ ذرّہ سے ترے ہم سر ہوں کیا مہر و قمر
یہ ہے سلطانِ جمال اور وہ گدایانِ جمال

کیا مزے کی زندگی ہے زندگی عشاق کی
آنکھیں اُن کی جستجو میں دل میں ارمانِ جمال

رُوسیاہی نے شبِ دیجور کو شرما دیا
منہ اُجالا کر دے اے خورشیدِ تابانِ جمال

ابروئے پُرخم سے پیدا ہے ہلالِ ماہِ عید
مطلعِ عارض سے روشن بدرِ تابانِ جمال

دل کشی حُسنِ جاناں کا ہو کیا عالم بیاں
دل فدائے آئینہ قربانِ جمال

دیکھ یوسف ہاتھ کاٹے ہیں زنانِ مصر نے
تیری خاطر سر کٹا بیٹھے فدایانِ جمال

تیرے ذرّہ پر شبِ غم کی جفائیں تا بکے
نور کا تڑکا دکھا اے مہرِ تابانِ جمال

اتنی مدت تک ہو دید مصحفِ عارض نصیب
حفظ کر لوں ناظرہ پڑھ پڑھ کے قرآنِ جمال

یا خدا دل کی گلی سے کون گزرا ہے کہ آج
ذرّہ ذرّہ سے ہے طالع مہرِ تابانِ جمال

اُن کے در پر اِس قدر بٹتا ہے باڑہ نور کا
جھولیاں بھر بھر کے لاتے ہیں گدایانِ جمال

نور کی بارش حسنؔ پر ہو ترے دیدار سے
دل سے دُھل جائے الٰہی داغِ حرمانِ جمال

بزمِ محشر منعقد کر مہرِ سامانِ جمال
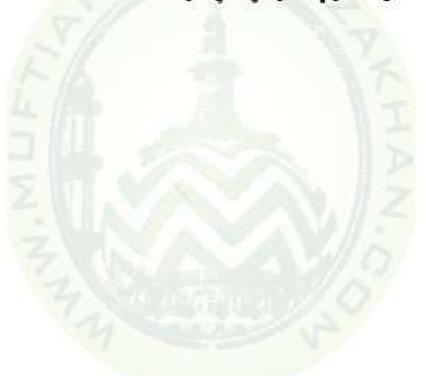
بزمِ محشر منعقد کر مہرِ سامانِ جمال
دل کے آئینوں کو مدت سے ہے ارمانِ جمال

اپنا صدقہ بانٹتا آتا ہے سلطانِ جمال
جھولیاں پھیلائے دوڑیں بے نوایانِ جمال

جس طرح سے عاشقوں کا دل ہے قربانِ جمال
ہے یونہی قربان تیری شکل پر جانِ جمال

بے حجابانہ دکھا دو اک نظر آنِ جمال
صدقے ہونے کے لیے حاضر ہیں خواہانِ جمال

تیرے ہی قامت نے چمکایا مقدر حُسن کا
بس اسی اِکے سے روشن ہے شبستانِ جمال

رُوح لے گی حشر تک خوشبوے جنت کے مزے
گر بسا دے گا کفن عطر گریبانِ جمال

مر گئے عشاق لیکن وا ہے چشمِ منتظر
حشر تک آنکھیں تجھے ڈھونڈیں گی اے جانِ جمال

پیشگی ہی نقد جاں دیتے چلے ہیں مشتری
حشر میں کھولے گا یا رب کون دکانِ جمال

عاشقوں کا ذکر کیا معشوق عاشق ہو گئے
انجمن کی انجمن صدقہ ہے اے جانِ جمال

تیری ذرّیت کا ہر ذرّہ نہ کیوں ہو آفتاب
سر زمینِ حُسن سے نکلی ہے یہ کانِ جمال

بزمِ محشر میں حسینانِ جہاں سب جمع ہیں
پر نظر تیری طرف اُٹھتی ہے اے جانِ جمال

آ رہی ہے ظلمتِ شب ہائے غم چھا لیے
نورِ یزداں ہم کو لے لے زیرِ دامانِ جمال

وسعتِ بازارِ محشر تنگ ہے اُس کے حضور
کس جگہ کھولے کسی کا حُسن دکانِ جمال

خوبرویانِ جہاں کو بھی یہی کہتے سنا
تم ہو شانِ حُسن جانِ حُسن ایمانِ جمال

تیرہ و تاریک رہتی بزمِ خوبانِ جہاں
گر ترا جلوہ نہ ہوتا شمعِ ایوانِ جمال

میں تصدق جاؤں اے شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ
اِس دلِ تاریک پر بھی کوئی لمعانِ جمال

سب سے پہلے حضرتِ یوسف کا نامِ پاک لوں
میں گناؤں گر ترے اُمیدوارانِ جمال

بے بصر پر بھی یہ اُن کے حسن نے ڈالا اثر
دل میں ہے پھوٹی ہوئی آنکھوں پر ارمانِ جمال

عاشقوں نے رزم گاہوں میں گلے کٹوا دیے
واہ کس کس لطف سے کی عیدِ قربانِ جمال

یا خدا دیکھوں بہارِ خندۂ دنداں نما
برسے کِشتِ آرزو پر ابرِ نیسانِ جمال

ظلمتِ مرقد سے اندیشہ حسنؔ کو کچھ نہیں
ہے وہ مداحِ حسیناں منقبت خوانِ جمال

{ردیف میم}

اے دینِ حق کے رہبر تم پر سلام ہر دم

اے دینِ حق کے رہبر تم پر سلام ہر دم
میرے شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

اِس بے کس و حزیں پر جو کچھ گزر رہی ہے
ظاہر ہے سب وہ تم پر، تم پر سلام ہر دم

دُنیا و آخرت میں جب میں رہوں سلامت
پیارے پڑھوں نہ کیوں کر تم پر سلام ہر دم

دل تفتگانِ فرقت پیاسے ہیں مدتوں سے
ہم کو بھی جامِ کوثر تم پر سلام ہر دم

بندہ تمہارے دَر کا آفت میں مبتلا ہے
رحم اے حبیبِ داور تم پر سلام ہر دم

بے وارثوں کے وارث بے والیوں کے والی
تسکینِ جانِ مضطر تم پر سلام ہر دم

للہ اب ہماری فریاد کو پہنچئے
بے حد ہے حال اَبتر تم پر سلام ہر دم

چھڑاؤ نفسِ بد سے دیجے مجھے رہائی
اب ہے گلے پہ خنجر تم پر سلام ہر دم

دریوزہ گر ہوں میں بھی ادنیٰ سا اُس گلی کا
لطف و کرم ہو مجھ پر تم پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہے میرا میں کس سے داد چاہوں
سلطانِ بندہ پرور تم پر سلام ہر دم

غم کی گھٹائیں گھر کر آئی ہیں ہر طرف سے
اے مہرِ ذرّہ پرور تم پر سلام ہر دم

بلوا کے اپنے در پر اب مجھ کو دیجے عزت
پھرتا ہوں خوار در در تم پر سلام ہر دم

محتاج سے تمہارے سب کرتے ہیں کنارا
بس اک تمھیں ہو یاور تم پر سلام ہر دم

بہرِ خدا بچاؤ اِن خار ہائے غم سے
اک دل ہے لاکھ نشتر تم پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہمارا ہم کس کے در پہ جائیں
اے بے کسوں کے یاور تم پر سلام ہر دم

کیا خوف مجھ کو پیارے نارِ جحیم سے ہو
تم ہو شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

اپنے گدائے در کی لیجے خبر خدارا
کیجے کرم حسنؔ پر تم پر سلام ہر دم

اے مدینہ کے تاجدار سلام

اے مدینہ کے تاجدار سلام ❁ اے غریبوں کے غمگسار سلام

تری اک اک ادا پر اے پیارے ❁ سَو درودیں فدا ہزار سلام

رَبِّ سَلِّمْ کے کہنے والے پر ❁ جان کے ساتھ ہو نثار سلام

میرے پیارے پہ میرے آقا پر ❁ میری جانب سے لاکھ بار سلام

میری بگڑی بنانے والے پر ❁ بھیج اے میرے کردگار سلام

اُس پناہِ گناہ گاراں پر ❁ یہ سلام اور کروڑ بار سلام

اُس جوابِ سلام کے صدقے ❁ تا قیامت ہوں بے شمار سلام

اُن کی محفل میں ساتھ لے جائیں ❁ حسرتِ جانِ بے قرار سلام

پردہ میرا نہ فاش حشر میں ہو ❁ اے مرے حق کے رازدار سلام

وہ سلامت رہا قیامت میں ❁ پڑھ لیے جس نے دل سے چار سلام

عرض کرتا ہے یہ حسنؔ تیرا
تجھ پہ اے خلد کی بہار سلام

تیرے دَر پہ ساجد ہیں شاہانِ عالم

ترے دَر پہ ساجد ہیں شاہانِ عالم ❁ تو سلطانِ عالم ہے اے جانِ عالم
یہ پیاری ادائیں یہ نیچی نگاہیں ❁ فدا جانِ عالم ہو اے جانِ عالم
کسی اور کو بھی یہ دولت ملی ہے ❁ گدا کس کے دَر کے ہیں شاہانِ عالم
میں دَر دَر پھروں چھوڑ کر کیوں ترا دَر ❁ اُٹھائے بلا میری احسانِ عالم
میں سرکارِ عالی کے قربان جاؤں ❁ بھکاری ہیں اس دَر کے شاہانِ عالم
مرے دبدبہ والے میں تیرے صدقے ❁ ترے دَر کے کُتّے ہیں شاہانِ عالم
تمہاری طرف ہاتھ پھیلے ہیں سب کے ❁ تمھیں پورے کرتے ہو ارمانِ عالم
مجھے زندہ کر دے مجھے زندہ کر دے ❁ مرے جانِ عالم مرے جانِ عالم
مسلماں مسلماں ہیں تیرے سبب سے ❁ مری جان تو ہی ہے ایمانِ عالم
مرے آن والے مرے شان والے ❁ گدائی ترے دَر کی ہے شانِ عالم
تُو بحرِ حقیقت تو دریائے عرفاں ❁ ترا ایک قطرہ ہے عرفانِ عالم
کوئی جلوہ میرے بھی روزِ سیہ پر ❁ خدا کے قمر مہرِ تابانِ عالم
بس اب کچھ عنایت ہو اب ملا کچھ ❁ انھیں تکتے رہنا فقیرانِ عالم
وہ دُولھا ہیں ساری خدائی براتی ❁ انھیں کے لیے ہے یہ سامانِ عالم
نہ دیکھا کوئی پھول تجھ سا نہ دیکھا ❁ بہت چھان ڈالے گلستانِ عالم
ترے کوچہ کی خاک ٹھہری اَزل سے ❁ مری جاں علاجِ مریضانِ عالم
کوئی جانِ عیسیٰ کو جا کر خبر دے ❁ مرے جاتے ہیں دردمندانِ عالم
ابھی سارے بیمار ہوتے ہیں اچھے ❁ اگر لب ہلا دے وہ دَرمانِ عالم
ﷺ خدارا حسنؔ کی بھی سن لے ❁ بلا میں ہے یہ لوٹ دامانِ عالم

جاتے ہیں سوئے مدینہ گھر سے ہم

جاتے ہیں سوئے مدینہ گھر سے ہم ❁ باز آئے ہندِ بد اختر سے ہم
مار ڈالے بے قراری شوق کی ❁ خوش تو جب ہوں اس دلِ مضطر سے ہم
بے ٹھکانوں کا ٹھکانا ہے یہی ❁ اب کہاں جائیں تمہارے در سے ہم
تشنگیِ حشر سے کچھ غم نہیں ❁ ہیں غلامانِ شہِ کوثر سے ہم
اپنے ہاتھوں میں ہے دامانِ شفیع ❁ ڈر چکے بس فتنۂ محشر سے ہم
نقشِ پا سے جو ہوا ہے سرفراز ❁ دل بدل ڈالیں گے اس پتھر سے ہم
گردنِ تسلیم خم کرنے کے ساتھ ❁ پھینکتے ہیں بارِ عصیاں سر سے ہم
گور کی شبِ تار ہے پر خوف کیا ❁ لو لگائے ہیں رُخِ انور سے ہم
دیکھ لینا سب مرادیں مل گئیں ❁ جب لپٹ کر روئے اُن کے در سے ہم
کیا بندھا ہم کو خدا جانے خیال ❁ آنکھیں ملتے ہیں جو ہر پتھر سے ہم

جانے والے چل دیئے کب کے حسنؔ
پھر رہے ہیں ایک بس مضطر سے ہم

منقبت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

اللہ برائے غوث اعظم ❁ دے مجھ کو ولائے غوث اعظم
دیدار خدا تجھے مبارک ❁ اے محوِ لقائے غوث اعظم
وہ کون کریم صاحبِ جُود ❁ میں کون گدائے غوث اعظم
سوکھی ہوئی کھیتیاں ہری کر ❁ اے ابرِ سخائے غوث اعظم
اُمیدیں نصیب مشکلیں حل ❁ قربان عطائے غوث اعظم
کیا تیزیِ مہرِ حشر سے خوف ❁ ہیں زیرِ لوائے غوث اعظم
وہ اور ہیں جن کو کہیے محتاج ❁ ہم تو ہیں گدائے غوث اعظم
ہیں جانبِ نالۂ غریباں ❁ گوشِ شنوائے غوث اعظم
کیوں ہم کو ستائے نارِ دوزخ ❁ کیوں رد ہو دعائے غوث اعظم
بیگانے بھی ہو گئے یگانے ❁ دل کش ہے ادائے غوث اعظم
آنکھوں میں ہے نور کی تجلی ❁ پھیلی ہے ضیائے غوث اعظم
جو دم میں غنی کرے گدا کو ❁ وہ کیا ہے عطائے غوث اعظم
کیوں حشر کے دن ہو فاش پردہ ❁ ہیں زیرِ قبائے غوث اعظم
آئینۂ رُوئے خوب رویاں ❁ نقشِ کفِ پائے غوث اعظم
اے دل نہ ڈر بلاؤں سے اب ❁ وہ آئی صدائے غوث اعظم
اے غم جو ستائے اب تو جانوں ❁ لے دیکھ وہ آئے غوث اعظم
تارِ نفسِ ملائکہ ہے ❁ ہر تار قبائے غوث اعظم
سب کھول دے عقدہائے مشکل ❁ اے ناخنِ پائے غوث اعظم
کیا اُن کی ثنا لکھوں حسنؔ میں ❁ جاں بادِ فدائے غوث اعظم

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم ❁ فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم

گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا ❁ مدد کے لیے آؤ یا غوث اعظم

ترے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے ❁ ترے ہاتھ ہے لاج یا غوث اعظم

مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے ❁ کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوث اعظم

تمھیں دکھ سنو اپنے آفت زدوں کا ❁ تمھیں درد کی دو دوا غوث اعظم

بھنور میں پھنسا ہے ہمارا سفینہ ❁ بچا غوث اعظم بچا غوث اعظم

جو دکھ بھر رہا ہوں جو غم سہ رہا ہوں ❁ کہوں کس سے تیرے سوا غوث اعظم

زمانے کے دکھ درد کی رنج و غم کی ❁ ترے ہاتھ میں ہے دوا غوث اعظم

اگر سلطنت کی ہوس ہو فقیرو ❁ کہو شیئاً للہ یا غوث اعظم

نکالا ہے پہلے تو ڈوبے ہوؤں کو ❁ اور اب ڈوبتوں کو بچا غوث اعظم

جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا ❁ اُسی کا ہے تو لاڈلا غوث اعظم

کیا غور جب گیارھویں بارھویں میں ❁ معمہ یہ ہم پر کھلا غوث اعظم

تمھیں وصل بے فصل ہے شاہِ دیں سے ❁ دیا حق نے یہ مرتبہ غوث اعظم

پھنسا ہے تباہی میں بیڑا ہمارا ❁ سہارا لگا دو ذرا غوث اعظم

مشائخ جہاں آئیں بہرِ گدائی ❁ وہ ہے تیری دولت سرا غوث اعظم

مری مشکلوں کو بھی آسان کیجے ❁ کہ ہیں آپ مشکل کشا غوث اعظم

وہاں سر جھکاتے ہیں سب اُونچے اُونچے ❁ جہاں ہے ترا نقشِ پا غوثِ اعظم
قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا ❁ کہا ہم نے جس وقت یا غوثِ اعظم
مجھے پھیر میں نفسِ کافر نے ڈالا ❁ بتا جائیے راستہ غوثِ اعظم
کھلا دے جو مرجھائی کلیاں دلوں کی ❁ چلا کوئی ایسی ہوا غوثِ اعظم
مجھے اپنی اُلفت میں ایسا گما دے ❁ نہ پاؤں پھر اپنا پتا غوثِ اعظم
بچا لے غلاموں کو مجبوریوں سے ❁ کہ تو عبدِ قادر ہے یا غوثِ اعظم
دکھا دے ذرا مہرِ رُخ کی تجلی ❁ کہ چھائی ہے غم کی گھٹا غوثِ اعظم
گرانے لگی ہے مجھے لغزشِ پا ❁ سنبھالو ضعیفوں کو یا غوثِ اعظم
لپٹ جائیں دامن سے اس کے ہزاروں ❁ پکڑ لے جو دامن ترا غوثِ اعظم
سروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے ❁ تمہارا قدم ہے وہ یا غوثِ اعظم
دوائے نگاہے عطائے سخائے ❁ کہ شد دردِ ما لا دوا غوثِ اعظم
ز ہر رو و ہر راہ رویم بگرداں ❁ سوئے خویش راہم نما غوثِ اعظم
اَسیرِ کمند ہوا ہم کریما ❁ بہ بخشائے بر حالِ ما غوثِ اعظم
فقیرِ تو چشمِ کرم از تو دارد ❁ نگاہے بحالِ گدا غوثِ اعظم
گدایم مگر از گدایانِ شاہے ❁ کہ گویندش اہلِ صفا غوثِ اعظم
کمر بستہ بر خونِ من نفسِ قاتل ❁ اغثنی برائے خدا غوثِ اعظم
اُدھر میں پیا موری ڈولت ہے نیا ❁ کہوں کا سے اپنی بپا غوثِ اعظم
بپت میں کٹی موری سگری عمریا ❁ کرو مو پہ اپنی دَیا غوثِ اعظم
بھیو دو جو بیکنٹھ بگداد تو سے ❁ کہو موری نگری بھی آ غوثِ اعظم

کہے کس سے جا کر حسنؔ اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوثِ اعظم

{ردیف نون}

کون کہتا ہے کہ زینت خلد کی اچھی نہیں

کون کہتا ہے کہ زینت خلد کی اچھی نہیں
لیکن اے دل فرقتِ کوئے نبی اچھی نہیں

رحم کی سرکار میں پُرسش ہے ایسوں کی بہت
اے دل اچھا ہے اگر حالت مری اچھی نہیں

تیرہ دل کو جلوۂ ماہِ عرب درکار ہے
چودھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں

کچھ خبر ہے میں بُرا ہوں کیسے اچھے کا بُرا
مجھ بُرے پر زاہدو طعنہ زنی اچھی نہیں

اُس گلی سے دُور رہ کر کیا مریں ہم کیا جئیں
آہ ایسی موت ایسی زندگی اچھی نہیں

اُن کے دَر کی بھیک چھوڑیں سروری کے واسطے
اُن کے دَر کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

خاک اُن کے آستانے کی منگا دے چارہ گر
فکر کیا حالت اگر بیمار کی اچھی نہیں

سایۂ دیوارِ جاناں میں ہو بسترِ خاک پر
آرزوئے تاج و تختِ خسروی اچھی نہیں

دردِ عصیاں کی ترقی سے ہوا ہوں جاں بلب
مجھ کو اچھا کیجیے حالت مری اچھی نہیں

ذرّۂ طیبہ کی طلعت کے مقابل اے قمر
گھٹتی بڑھتی چار دن کی چاندنی اچھی نہیں

موسمِ گل کیوں دکھائے جاتے ہیں یہ سبز باغ
دشتِ طیبہ جائیں گے ہم رہزنی اچھی نہیں

بے کسوں پر مہرباں ہے رحمتِ بیکس نواز
کون کہتا ہے ہماری بے کسی اچھی نہیں

بندۂ سرکار ہو پھر کر خدا کی بندگی
ورنہ اے بندے خدا کی بندگی اچھی نہیں

رُو سیہ ہوں منہ اُجالا کر دے اے طیبہ کے چاند
اِس اندھیرے پاکھ کی یہ تیرگی اچھی نہیں

خارہائے دشتِ طیبہ چبھ گئے دل میں مرے
عارضِ گل کی بہار عارضی اچھی نہیں

صبحِ محشر چونک اے دل جلوۂ محبوب دیکھ
نور کا تڑکا ہے پیارے کاہلی اچھی نہیں

اُن کے دَر پر موت آ جائے تو جی جاؤں حسنؔ
اُن کے دَر سے دُور رہ کر زندگی اچھی نہیں

نگاہِ لطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں

نگاہِ لطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں
لیے ہوئے یہ دلِ بے قرار ہم بھی ہیں

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
ترے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں

اِدھر بھی توسنِ اقدس کے دو قدم جلوے
تمہاری راہ میں مُشتِ غبار ہم بھی ہیں

کھلا دو غنچۂ دل صدقہ بادِ دامن کا
اُمیدوارِ نسیمِ بہار ہم بھی ہیں

تمہاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سرِ رہ گزار ہم بھی ہیں

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

یہ کس شہنشہِ والا کا صدقہ بٹتا ہے
کہ خسروؤں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

ہماری بگڑی بنی اُن کے اختیار میں ہے
سپرد اُنھیں کے ہیں سب کاروبار ہم بھی ہیں

حسنؔ ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں
اُنھیں کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار، ہم بھی ہیں

کیا کریں محفلِ دلدار کو کیوں کر دیکھیں

کیا کریں محفلِ دلدار کو کیوں کر دیکھیں
اپنے سرکار کے دربار کو کیوں کر دیکھیں

تابِ نظارہ تو ہو ، یار کو کیوں کر دیکھیں
آنکھیں ملتی نہیں دیدار کو کیوں کر دیکھیں

دلِ مردہ کو ترے کوچہ میں کیوں کر لے جائیں
اثرِ جلوۂ رفتار کو کیوں کر دیکھیں

جن کی نظروں میں ہے صحرائے مدینہ بلبل
آنکھ اٹھا کر ترے گلزار کو کیوں کر دیکھیں

عوضِ عفو گنہ بکتے ہیں اِک مجمع ہے
ہائے ہم اپنے خریدار کو کیوں کر دیکھیں

ہم گنہگار کہاں اور کہاں رفعتِ عرش
سر اُٹھا کر تری دیوار کو کیوں کر دیکھیں

اور سرکار بنے ہیں تو انہیں کے در سے
ہم گدا اور کی سرکار کو کیوں کر دیکھیں

دستِ صیاد سے آہو کو چھڑائیں جو کریم
دامِ غم میں وہ گرفتار کو کیوں کر دیکھیں

تابِ دیدار کا دعویٰ ہے جنھیں سامنے آئیں
دیکھتے ہیں ترے رُخسار کو کیوں کر دیکھیں

دیکھیے کوچۂ محبوب میں کیوں کر پہنچیں
دیکھیے جلوۂ دیدار کو کیوں کر دیکھیں

اہلِ کارانِ سقر اور ارادہ سے حسنؔ
نازِ پروردۂ سرکار کو کیوں کر دیکھیں

نہ کیوں آرائشیں کرتا خدا دنیا کے ساماں میں

نہ کیوں آرائشیں کرتا خدا دُنیا کے ساماں میں
تمہیں دولہا بنا کر بھیجنا تھا بزمِ امکاں میں

یہ رنگینی یہ شادابی کہاں گلزارِ رضواں میں
ہزاروں جنتیں آ کر بسی ہیں کوئے جاناں میں

خزاں کا کس طرح ہو دخل جنت کے گلستاں میں
بہاریں بس چکی ہیں جلوۂ رنگینِ جاناں میں

تم آئے روشنی پھیلی ہوا دن کھل گئی آنکھیں
اندھیرا سا اندھیرا چھا رہا تھا بزمِ امکاں میں

تھکا ماندہ وہ ہے جو پاؤں اپنے توڑ کر بیٹھا
وہی پہنچا ہوا ٹھہرا جو پہنچا کوئے جاناں میں

تمہارا کلمہ پڑھتا اُٹھے تم پر صدقے ہونے کو
جو پائے پاک سے ٹھوکر لگا دو جسمِ بے جاں میں

عجب انداز سے محبوبِ حق نے جلوہ فرمایا
سُرور آنکھوں میں آیا جان دل میں نور ایماں میں

فدائے خار ہائے دشتِ طیبہ پھول جنت کے
یہ وہ کانٹے ہیں جن کو خود جگہ دیں گل رگِ جاں میں

ہر اک کی آرزو ہے پہلے مجھ کو ذبح فرمائیں
تماشا کر رہے ہیں مرنے والے عیدِ قرباں میں

ظہورِ پاک سے پہلے بھی صدقے تھے نبی تم پر
تمہارے نام ہی کی روشنی تھی بزمِ خوباں میں

کلیم آسا نہ کیونکر غش ہو اُن کے دیکھنے والے
نظر آتے ہیں جلوے طور کے رُخسارِ تاباں میں

ہوا بدلی گھرے بادل کھلے گل بلبلیں چہکیں
تم آئے یا بہارِ جاں فزا آئی گلستاں میں

کسی کو زندگی اپنی نہ ہوتی اِس قدر میٹھی
مگر دھوون تمہارے پاؤں کا ہے شیرۂ جاں میں

اُسے قسمت نے اُس کے جیتے جی جنت میں پہنچایا
جو دم لینے کو بیٹھا سایۂ دیوارِ جاناں میں

کیا پروانوں کو بلبل نرالی شمع لائے تم
گرے پڑتے تھے جو آتش پر وہ پہنچے گلستاں میں

نسیمِ طیبہ سے بھی شمع گل ہو جائے لیکن یوں
کہ گلشن پھولیں جنت لہلہا اُٹھے چراغاں میں

اگر دودِ چراغِ بزمِ شہ چھو جائے کاجل سے
شبِ قدرِ تجلی کا ہو سرمہ چشمِ خوباں میں

کرم فرمائے گر باغِ مدینہ کی ہوا کچھ بھی
گُلِ جنت نکل آئیں ابھی سروِ چراغاں میں

چمن کیونکر نہ چہکیں بلبلیں کیونکر نہ عاشق ہوں
تمہارا جلوۂ رنگیں بھرا پھولوں نے داماں میں

اگر دودِ چراغِ بزمِ والا مَس کرے کچھ بھی
شمیمِ مشک بس جائے گُلِ شمعِ شبستاں میں

یہاں کے سنگریزوں سے حسنؔ کیا لعل کو نسبت
یہ اُن کی راہ گزر میں ہیں وہ پتھر ہے بدخشاں میں

عجب کرم شہِ والا تبار کرتے ہیں

عجب کرم شہ والا تبار کرتے ہیں
کہ نا امیدوں کو امیدوار کرتے ہیں

جما کے دل میں صفیں حسرت و تمنا کی
نگاہِ لطف کا ہم انتظار کرتے ہیں

مجھے فسردگیِ بخت کا الم کیا ہو
وہ ایک دم میں خزاں کو بہار کرتے ہیں

خدا سگانِ نبی سے یہ مجھ کو سنوا دے
ہم اپنے کتوں میں تجھ کو شمار کرتے ہیں

ملائکہ کو بھی ہیں کچھ فضیلتیں ہم پر
کہ پاس رہتے ہیں طوفِ مزار کرتے ہیں

جو خوش نصیب یہاں خاکِ در پہ بیٹھتے ہیں
جلوسِ مسندِ شاہی سے عار کرتے ہیں

ہمارے دل کی لگی بھی وہی بجھا دیں گے
جو دم میں آگ کو باغ و بہار کرتے ہیں

اشارہ کر دو تو بادِ خلاف کے جھونکے
ابھی ہمارے سفینے کو پار کرتے ہیں

تمہارے در کے گداؤں کی شان عالی ہے
وہ جس کو چاہتے ہیں تاجدار کرتے ہیں

گدا گدا ہے گدا وہ تو کیا ہی چاہے ادب
بڑے بڑے ترے در کا وقار کرتے ہیں

تمام خلق کو منظور ہے رضا جن کی
رضا حضور کی وہ اختیار کرتے ہیں

سنا کے وصفِ رُخِ پاک عندلیب کو ہم
رہینِ آمدِ فصلِ بہار کرتے ہیں

ہوا خلاف ہو چکرائے ناؤ کیا غم ہے
وہ ایک آن میں بیڑے کو پار کرتے ہیں

انا لہا سے وہ بازارِ کسمپرساں میں
تسلیِ دلِ بے اختیار کرتے ہیں

ہٹائی پشت نہ کعبہ کی اُن کے گھر کی طرف
جنھیں خبر ہے وہ ایسا وقار کرتے ہیں

کبھی وہ تاجورانِ زمانہ کر نہ سکیں
جو کام آپ کے خدمت گزار کرتے ہیں

ہوائے دامنِ جاناں کے جاں فزا جھونکے
خزاں رسیدوں کو باغ و بہار کرتے ہیں

سگانِ کوئے نبی کے نصیب پر قرباں
پڑے ہوئے سرِ راہ افتخار کرتے ہیں

کوئی یہ پوچھے مرے دل سے میری حسرت سے
کہ ٹوٹے حال میں کیا غمگسار کرتے ہیں

وہ اُن کے دَر کے فقیروں سے کیوں نہیں کہتے
جو شکوۂ ستمِ روزگار کرتے ہیں

تمہارے ہجر کے صدموں کی تاب کس کو ہے
یہ چوبِ خشک کو بھی بے قرار کرتے ہیں

کسی بلا سے انھیں پہنچے کس طرح آسیب
جو تیرے نام سے اپنا حصار کرتے ہیں

یہ نرم دل ہیں وہ پیارے کہ سختیوں پر بھی
عدو کے حق میں دعا بار بار کرتے ہیں

کشودِ عقدۂ مشکل کی کیوں میں فکر کروں
یہ کام تو مرے طیبہ کے خار کرتے ہیں

زمینِ کوئے نبی کے جو لیتے ہیں بوسے
فرشتگانِ فلک اُن کو پیار کرتے ہیں

تمہارے دَر پہ گدا بھی ہیں ہاتھ پھیلائے
تمھیں سے عرضِ دعا شہریار کرتے ہیں

کسے ہے دیدِ جمالِ خدا پسند کی تاب
وہ پورے جلوے کہاں آشکار کرتے ہیں

ہمارے نخلِ تمنا کو بھی وہ پھل دیں گے
درختِ خشک کو جو بار دار کرتے ہیں

پڑے ہیں خوابِ تغافل میں ہم مگر مولیٰ
طرح طرح سے ہمیں ہوشیار کرتے ہیں

سنا نہ مرتے ہوئے آج تک کسی نے انھیں
جو اپنے جان و دل اُن پر نثار کرتے ہیں

انھیں کا جلوہ سرِ بزم دیکھتے ہیں پتنگ
انھیں کی یاد چمن میں ہزار کرتے ہیں

مرے کریم نہ آہو کو قید دیکھ سکے
عبث اسیرِ اَلم انتشار کرتے ہیں

جو ذرّے آتے ہیں پائے حضور کے نیچے
چمک کے مہر کو وہ شرمسار کرتے ہیں

جو موئے پاک کو رکھتے ہیں اپنی ٹوپی میں
شجاعتیں وہ دمِ کارزار کرتے ہیں

جدھر وہ گئے ہیں اب انھیں دل ہوں یا راہیں
مہک سے گیسوؤں کی مشکبار کرتے ہیں

حسنؔ کی جان ہو اُس وسعتِ کرم پہ نثار
کہ اک جہان کو اُمیدوار کرتے ہیں

منقبت حضور اچھے میاں رضی اللہ عنہ

سن لو میری اِلتجا اچھے میاں ❁ میں تصدق میں فدا اچھے میاں
اب کی کیا ہے خدا دے بندہ لے ❁ میں گدا تم بادشا اچھے میاں
دین و دنیا میں بہت اچھا رہا ❁ جو تمہارا ہو گیا اچھے میاں
اس بُرے کو آپ اچھا کیجیے ❁ آپ اچھے میں بُرا اچھے میاں
ایسے اچھے کا بُرا ہوں میں بُرا ❁ جن کو اچھوں نے کہا اچھے میاں
میں حوالے کر چکا ہوں آپ کے ❁ اپنا سب اچھا بُرا اچھے میاں
آپ جانیں مجھ کو اِس کی فکر کیا ❁ میں بُرا ہوں یا بھلا اچھے میاں
مجھ بُرے کے کیسے اچھے ہیں نصیب ❁ میں بُرا ہوں آپ کا اچھے میاں
اپنے منگتا کو بُلا کر بھیک دی ❁ اے میں قربان عطا اچھے میاں
مشکلیں آسان فرما دیجیے ❁ اے مرے مشکل کشا اچھے میاں
میری جھولی بھر دو دستِ فیض سے ❁ حاضرِ دَر ہے گدا اچھے میاں
دم قدم کی خیر منگتا ہوں ترا ❁ دم قدم کی خیر لا اچھے میاں
جاں بلب ہوں درد عصیاں سے حضور ❁ جاں بلب کو دو شفا اچھے میاں
دشمنوں کی ہے چڑھائی الغیاث ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
نفسِ سرکش دَر پئے آزار ہے ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
شام ہے نزدیک صحرا ہولناک ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

نزع کی تکلیف اِغوائے عدو ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

وہ سوالِ قبر وہ شکلیں مہیب ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

پرسشِ اعمال اور مجھ سا اثیم ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

بارِ عصیاں سر پہ رعشہ پاؤں میں ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

خالی ہاتھ آیا بھرے بازار میں ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

مجرمِ ناکارہ و دیوانِ عمل ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

پوچھتے ہیں کیا کہا تھا کیا کیا ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

پا شکستہ اور عبورِ پُل صراط ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

خائف و خاطی سے لیتے ہیں حساب ❁ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں

بھول جاؤں میں نہ سیدھی راہ کو ❁ میرے اچھے رہنما اچھے میاں

تم مجھے اپنا بنا لو پیرِ غوث ❁ میں تمہارا ہو چکا اچھے میاں

کون دے مجھ کو مرادیں آپ دیں ❁ میں ہوں کس کا آپ کا اچھے میاں

یہ گھٹائیں غم کی یہ روزِ سیاہ ❁ مہر فرما مہ لقا اچھے میاں

احمدِ نوری کا صدقہ ہر جگہ ❁ منہ اُجالا ہو مرا اچھے میاں

آنکھ نیچی دونوں عالم میں نہ ہو ❁ بول بولا ہو مرا اچھے میاں

میرے بھائی جن کو کہتے ہیں رضاؔ ❁ جو ہیں اس در کے گدا اچھے میاں

ان کی منہ مانگی مرادیں ہوں حصول ❁ آپ فرمائیں عطا اچھے میاں

عمر بھر میں ان کے سایہ میں رہوں ❁ ان پہ سایہ آپ کا اچھے میاں

مجھ کو میرے بھائیوں کو حشر تک ❁ ہو نہ غم کا سامنا اچھے میاں

مجھ پہ میرے بھائیوں پہ ہر گھڑی ❁ ہو کرم سرکار کا اچھے میاں

مجھ سے میرے بھائیوں سے دُور ہو ❁ دُکھ مرض ہر قسم کا اچھے میاں

میری میرے بھائیوں کی حاجتیں ❁ فضل سے کیجے روا اچھے میاں

ہم غلاموں کے جو ہیں لختِ جگر ❁ خوش رہیں سب والا اچھے میاں
پنجتن کا سایہ پانچوں پر رہے ❁ اور ہو فضل خدا اچھے میاں
سب عزیزوں سب قریبوں پر رہے ❁ سایۂ فضل و عطا اچھے میاں
غوثِ اعظم قطب عالم کے لیے ❁ رد نہ ہو میری دعا اچھے میاں

ہو حسنؔ سرکارِ والا کا حسن
کیجیے ایسی عطا اچھے میاں

{ردیف واؤ}

دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو

دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

آستانے پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو
اور اے جانِ جہاں تو بھی تماشائی ہو

خاکِ پامال غریباں کو نہ کیوں زندہ کرے
جس کے دامن کی ہوا بادِ مسیحائی ہو

اس کی قسمت پہ فدا تختِ شہی کی راحت
خاکِ طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

تاج والوں کی یہ خواہش ہے کہ ان کے در پر
ہم کو حاصل شرفِ ناصیہ فرسائی ہو

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

کیوں کریں بزمِ شبستانِ جناں کی خواہش
جلوۂ یار جو شمعِ شبِ تنہائی ہو

خلعتِ مغفرت اُس کے لیے رحمت لائے
جس نے خاکِ درِ شہ جامۂ کفن پائی ہو

یہی منظور تھا قدرت کو کہ سایہ نہ بنے
ایسے یکتا کے لیے ایسی ہی یکتائی ہو

ذکرِ خدام نہیں مجھ کو بتا دیں دشمن
کوئی نعمت بھی کسی اور سے گر پائی ہو

جب اُٹھے دستِ اجل سے مری ہستی کا حجاب
کاش اِس پردہ کے اندر تری زیبائی ہو

دیکھیں جاں بخشی لب کو تو کہیں خضر و مسیح
کیوں مرے کوئی اگر ایسی مسیحائی ہو

کبھی ایسا نہ ہوا اُن کے کرم کے صدقے
ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے نہ بھیک آئی ہو

بند جب خوابِ اجل سے ہوں حسنؔ کی آنکھیں
اِس کی نظروں میں ترا جلوۂ زیبائی ہو

اے راحتِ جاں جو ترے قدموں سے لگا ہو

اے راحتِ جاں جو ترے قدموں سے لگا ہو
کیوں خاک بسر صورتِ نقشِ کفِ پا ہو

ایسا نہ کوئی ہے نہ کوئی ہو نہ ہوا ہو
سایہ بھی تو اک مثل ہے پھر کیوں نہ جدا ہو

اللہ کا محبوب بنے جو تمھیں چاہے
اُس کا تو بیاں ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو

دل سب سے اُٹھا کر جو پڑا ہو ترے در پر
اُفتادِ دو عالم سے تعلق اُسے کیا ہو

اس ہاتھ سے دل سوختہ جانوں کے ہرے کر
جس سے رطبِ سوختہ کی نشو و نما ہو

ہر سانس سے نکلے گلِ فردوس کی خوشبو
گر عکس فگن دل میں وہ نقشِ کفِ پا ہو

اُس در کی طرف اس لیے میزاب کا منہ ہے
وہ قبلۂ کونین ہے یہ قبلہ نما ہو

بے چین رکھے مجھ کو ترا دردِ محبت
مٹ جائے وہ دل پھر جسے ارمانِ دوا ہو

یہ میری سمجھ میں کبھی آ ہی نہیں سکتا
ایمان مجھے پھیرنے کو تو نے دیا ہو

اس گھر سے عیاں نورِ الٰہی ہو ہمیشہ
تم جس میں گھڑی بھر کے لیے جلوہ نما ہو

مقبول ہیں ابرو کے اشارہ سے دعائیں
کب تیر کماندارِ نبوت کا خطا ہو

ہو سلسلہ اُلفت کا جسے زلفِ نبی سے
اُلجھے نہ کوئی کام نہ پابندِ بلا ہو

شکر ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا
دل اُن پہ فدا جانِ حسنؔ اُن پہ فدا ہو

-: دیگر :-

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو یہ عطا ہو
وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو

جس بات میں مشہورِ جہاں ہے لبِ عیسیٰ
اے جانِ جہاں وہ تری ٹھوکر سے ادا ہو

ٹوٹے ہوئے دم جوش پہ طوفانِ معاصی
دامن نہ ملے اُن کا تو کیا جانیے کیا ہو

یوں جھک کے ملے ہم سے کمینوں سے وہ جس کو
اللہ نے اپنے ہی لیے خاص کیا ہو

مٹی نہ ہو برباد پسِ مرگ الٰہی
جب خاک اُڑے میری مدینہ کی ہوا ہو

منگتا تو ہیں منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے
جس کو مرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

قدرت نے ازل میں یہ لکھا اُن کی جبیں پر
جو اِن کی رضا ہو وہی خالق کی رضا ہو

ہر وقت کرم بندہ نوازی پہ تُلا ہے
کچھ کام نہیں اِس سے بُرا ہو کہ بھلا ہو

سو جاں سے گنہگار کا ہو رختِ عمل چاک
پردہ نہ کھلے گر ترے دامن سے بندھا ہو

ابرار نکوکار خدا کے ہیں خدا کے
اُن کا ہے وہ اُن کا ہے جو بد ہو جو بُرا ہو

اے نفس انہیں رنج دیا اپنی بدی سے
کیا قہر کیا تو نے ارے تیرا بُرا ہو

اللہ یونہی عمر گزر جائے گدا کی
سر خم ہو درِ پاک پہ اور ہاتھ اُٹھا ہو

شاباش حسنؔ اور چہکتی سی غزل پڑھ
دل کھول کر آئینۂ ایماں کی جلا ہو

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

کیوں اپنی گلی میں وہ روادار صدا ہو
جو بھیک لیے راہِ گدا دیکھ رہا ہو

گر وقتِ اجل سر تری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدہ میں ادا ہو

ہمسایۂ رحمت ہے ترا سایۂ دیوار
رُتبہ سے تنزل کرے تو ظلِ ہما ہو

موقوف نہیں صبح قیامت ہی پہ یہ عرض
جب آنکھ کھلے سامنے تو جلوہ نما ہو

دے اُس کو دمِ نزع اگر حور بھی ساغر
منہ پھیر لے جو تشنۂ دیدار ترا ہو

فردوس کے باغوں سے اِدھر مل نہیں سکتا
جو کوئی مدینہ کے بیاباں میں گما ہو

دیکھا اُنھیں محشر میں تو رحمت نے پکارا
آزاد ہے جو آپ کے دامن سے بندھا ہو

آتا ہے فقیروں پہ انھیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

ویراں ہوں جب آباد مکاں صبح قیامت
اُجڑا ہوا دل آپ کے جلووں سے بسا ہو

ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

جب دینے کو بھیک آئے سرِ کوے گدایاں
لب پر یہ دعا تھی مرے منگتا کا بھلا ہو

جھک کر انھیں ملتا ہے ہر اک خاک نشیں سے
کس واسطے نیچا نہ وہ دامانِ قبا ہو

تم کو تو غلاموں سے ہے کچھ ایسی محبت
ہے ترکِ ادب ورنہ کہیں ہم پہ فدا ہو

دے ڈالیے اپنے لبِ جاں بخش کا صدقہ
اے چارۂ دل دردِ حسنؔ کی بھی دوا ہو

{ ردیف ہائے ہوز }

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ ❁ کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ
مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل ❁ ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ
بنا شہ نشیں خسروِ دو جہاں کا ❁ بیاں کیا ہو عز و وقارِ مدینہ
مری خاک یارب نہ برباد جائے ❁ پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ
کبھی تو معاصی کے خرمن میں یارب ❁ لگے آتشِ لالہ زارِ مدینہ
رگِ گل کی جب نازکی دیکھتا ہوں ❁ مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ
ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی ❁ شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ
جدھر دیکھیے باغِ جنت کھلا ہے ❁ نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ
رہیں اُن کے جلوے بسیں اُن کے جلوے ❁ مرا دل بنے یادگارِ مدینہ
حرم ہے اسے ساحتِ ہر دو عالم ❁ جو دل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ
دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا ❁ ہمیں اک نہیں ریزہ خوارِ مدینہ
بنا آسماں منزلِ ابنِ مریم ❁ گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ
مرادِ دلِ بلبلِ بے نوا دے ❁ خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیا کو
وہی ہیں حسنؔ افتخارِ مدینہ

{ردیف یائے تحتانی}

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک اُن کے آستانے سے

تمہارے در کے ٹکڑوں سے پڑا پلتا ہے اِک عالم
گزارا سب کا ہوتا ہے اِسی محتاج خانے سے

شبِ اسریٰ کے دولہا پر نچھاور ہونے والی تھی
نہیں تو کیا غرض تھی اِتنی جانوں کے بنانے سے

کوئی فردوس ہو یا خلد ہو ہم کو غرض مطلب
لگایا اب تو بستر آپ ہی کے آستانے سے

نہ کیوں اُن کی طرف اللہ سو سو پیار سے دیکھے
جو اپنی آنکھیں ملتے ہیں تمہارے آستانے سے

تمہارے تو وہ اِحساں اور یہ نافرمانیاں اپنی
ہمیں تو شرم سی آتی ہے تم کو منہ دکھانے سے

بہارِ خلد صدقے ہو رہی ہے روئے عاشق پر
کھلی جاتی ہیں کلیاں دل کی تیرے مسکرانے سے

زمیں تھوڑی سی دے دے بہرِ مدفن اپنے کوچے میں
لگا دے میرے پیارے میری مٹی بھی ٹھکانے سے

پلٹتا ہے جو زائر اس سے کہتا ہے نصیب اس کا
ارے غافل قضا بہتر ہے یاں سے پھر کے جانے سے

بلا لو اپنے در پر اب تو ہم خانہ بدوشوں کو
پھریں کب تک ذلیل و خوار در در بے ٹھکانے سے

نہ پہنچے ان کے قدموں تک نہ کچھ حسنِ عمل ہی ہے
حسن کیا پوچھتے ہو ہم گئے گزرے زمانے سے

مبارک ہو وہ شہ پردہ سے باہر آنے والا ہے

مبارک ہو وہ شہ پردہ سے باہر آنے والا ہے
گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنے والا ہے

چکوروں سے کہو ماہِ دل آرا ہے چمکنے کو
خبر ذرّوں کو دو مہرِ منور آنے والا ہے

فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگیں گے پائیں گے
کہ سلطانِ جہاں محتاج پرور آنے والا ہے

کہو پروانوں سے شمعِ ہدایت اب چمکتی ہے
خبر دو بلبلوں کو وہ گلِ تر آنے والا ہے

کہاں ہیں ٹوٹی اُمیدیں کہاں ہیں بے سہارا دل
کہ وہ فریاد رس بیکس کا یاور آنے والا ہے

ٹھکانہ بے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا
غریبوں کی مدد بیکس کا یاور آنے والا ہے

بر آئیں گی مرادیں حسرتیں ہو جائیں گی پوری
کہ وہ مختارِ کل عالم کا سرور آنے والا ہے

مبارک درد مندوں کو ہو مژدہ بیقراروں کو
قرارِ دل شکیبِ جانِ مضطر آنے والا ہے

گنہ گارو نہ ہو مایوس تم اپنی رہائی سے
مدد کو وہ شفیعِ روزِ محشر آنے والا ہے

جھکا لائے نہ کیوں تاروں کو شوقِ جلوۂ عارض
کہ وہ ماہِ دل آرا اب زمیں پر آنے والا ہے

کہاں ہیں بادشاہانِ جہاں آئیں سلامی کو
کہ اب فرمانروائے ہفت کشور آنے والا ہے

سلاطینِ زمانہ جس کے در پر بھیک مانگیں گے
فقیروں کو مبارک وہ تونگر آنے والا ہے

یہ ساماں ہو رہے تھے مدتوں سے جس کی آمد کے
وہی نوشاہ با صد شوکت و فر آنے والا ہے

وہ آتا ہے کہ ہے جس کا فدائی عالمِ بالا
وہ آتا ہے کہ دل عالم کا جس پر آنے والا ہے

نہ کیوں ذرّوں کو ہو فرحت کہ چمکا اخترِ قسمت
سحر ہوتی ہے خورشیدِ منور آنے والا ہے

حسنؔ کہہ دے اُٹھیں سب اُمتی تعظیم کی خاطر
کہ اپنا پیشوا اپنا پیمبر آنے والا ہے

جائے گی ہنستی ہوئی خلد میں اُمت اُن کی

جائے گی ہنستی ہوئی خلد میں اُمت اُن کی
کب گوارا ہوئی اللہ کو رقّت اُن کی

ابھی پھٹتے ہیں جگر ہم سے گنہگاروں کے
ٹوٹے دل کا جو سہارا نہ ہو رحمت اُن کی

دیکھ آنکھیں نہ دکھا مہرِ قیامت ہم کو
جن کے سایہ میں ہیں ہم دیکھی ہے صورت اُن کی

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ پہ نہیں کچھ موقوف
جس نے جو پایا ہے پایا ہے بدولت اُن کی

اُن کا کہنا نہ کریں جب بھی وہ ہم کو چاہیں
سرکشی اپنی تو یہ اور وہ چاہت اُن کی

پار ہو جائے گا اک آن میں بیڑا اپنا
کام کر جائے گی محشر میں شفاعت اُن کی

حشر میں ہم سے گنہگار پریشاں خاطر
عفو رحمٰن و رحیم اور شفاعت اُن کی

خاکِ دَر تیری جو چہروں پہ ملے پھرتے ہیں
کس طرح بھائے نہ اللہ کو صورت اُن کی

عاصیو کیوں غمِ محشر میں مرے جاتے ہو
سنتے ہیں بندہ نوازی تو ہے عادت اُن کی

جلوۂ شانِ الٰہی کی بہاریں دیکھو
قَدْ رَاَی الْحَقَّ کی ہے شرح زیارت اُن کی

باغِ جنت میں چلے جائیں گے بے پوچھے ہم
وقف ہے ہم سے مساکین پہ دولت اُن کی

یاد کرتے ہیں عدو کو بھی دعا ہی سے وہ
ساری دنیا سے نرالی ہے یہ عادت اُن کی

ہم ہوں اور اُن کی گلی خلد میں واعظ ہی رہیں
اے حسنؔ ان کو مبارک رہے جنت اُن کی

ہم نے تقصیر کی عادت کر لی

ہم نے تقصیر کی عادت کر لی ❁ آپ اپنے پہ قیامت کر لی
میں چلا ہی تھا مجھے روک لیا ❁ مرے اللہ نے رحمت کر لی
ذکر شہ سن کے ہوئے بزم میں محو ❁ ہم نے جلوت میں بھی خلوت کر لی
نارِ دوزخ سے بچایا مجھ کو ❁ مرے پیارے بڑی رحمت کر لی
بال بیکا نہ ہوا پھر اُس کا ❁ آپ نے جس کی حمایت کر لی
رکھ دیا سر قدمِ جاناں پر ❁ اپنے بچنے کی یہ صورت کر لی
نعمتیں ہم کو کھلائیں اور آپ ❁ جو کی روٹی پہ قناعت کر لی
اُس سے فردوس کی صورت پوچھو ❁ جس نے طیبہ کی زیارت کر لی
شانِ رحمت کے تصدق جاؤں ❁ مجھ سے عاصی کی حمایت کر لی
فاقہ مستوں کو شکم سیر کیا ❁ آپ فاقہ پہ قناعت کر لی

اے حسنؔ کام کا کچھ کام کیا
یا یونہیں ختم پہ رخصت کر لی

کیا خدا داد آپ کی امداد ہے

کیا خداداد آپ کی امداد ہے ❁ اک نظر میں شاد ہر ناشاد ہے
مصطفےٰ تو برسرِ امداد ہے ❁ عفو تو کہہ کیا ترا ارشاد ہے
بن پڑی ہے نفس کافر کیش کی ❁ کھیل بگڑا لو خبر فریاد ہے
اس قدر ہم اُن کو بھولے ہائے ہائے ❁ ہر گھڑی جن کو ہماری یاد ہے
نفسِ امارہ کے ہاتھوں اے حضور ❁ داد ہے بیداد ہے فریاد ہے
پھر چلی بادِ مخالف لو خبر ❁ ناؤ پھر چکرا گئی فریاد ہے
کھیل بگڑا ناؤ ٹوٹی میں چلا ❁ اے مرے والی بچا فریاد ہے
رات اندھیری میں اکیلا یہ گھٹا ❁ اے قمر ہو جلوہ گر فریاد ہے
عہد جو اُن سے کیا روزِ الست ❁ کیوں دلِ غافل تجھے کچھ یاد ہے
میں ہوں میں ہوں اپنی اُمت کے لیے ❁ کیا ہی پیارا پیارا یہ ارشاد ہے
وہ شفاعت کو چلے ہیں پیشِ حق ❁ عاصیو تم کو مبارک باد ہے
کون سے دل میں نہیں یادِ حبیب ❁ قلبِ مومن مصطفےٰ آباد ہے
جس کو اُس در کی غلامی مل گئی ❁ وہ غمِ کونین سے آزاد ہے
جن کے ہم بندے وہی ٹھہرے شفیع ❁ پھر دلِ بیتاب کیوں ناشاد ہے
اُن کے در پر گر کے پھر اُٹھا نہ جائے ❁ جان و دل قربان کیا اُفتاد ہے
یہ عبادت زاہد و بے حُبِّ دوست ❁ مفت کی محنت ہے سب برباد ہے

ہم صفیروں سے ملیں کیوں کر حسنؔ
تختِ دل اور چنگلِ صیاد ہے

آپ کے در کی عجب توقیر ہے

آپ کے در کی عجب توقیر ہے ❁ جو یہاں کی خاک ہے اِکسیر ہے

کام جو اُن سے ہوا پورا ہوا ❁ اُن کی جو تدبیر ہے تقدیر ہے

جس سے باتیں کیں اُنھیں کا ہوگیا ❁ واہ کیا تقریر پُر تاثیر ہے

جو لگائے آنکھ میں محبوب ہو ❁ خاکِ طیبہ سرمۂ تسخیر ہے

صدرِ اقدس ہے خزینہ راز کا ❁ سینہ کی تحریر میں تحریر ہے

ذرّہ ذرّہ سے ہے طالع نورِ شاہ ❁ آفتابِ حُسن عالم گیر ہے

لطف کی بارش ہے سب شاداب ہیں ❁ اَبرِ جودِ شاہِ عالم گیر ہے

مجرمو اُن کے قدموں پر لوٹ جاؤ ❁ بس رہائی کی یہی تدبیر ہے

یا نبی مشکل کشائی کیجیے ❁ بندۂ در بے دل و دل گیر ہے

وہ سراپا لطف ہیں شانِ خدا ❁ وہ سراپا نور کی تصویر ہے

کان ہیں کانِ کرم جانِ کرم ❁ آنکھ ہے یا چشمۂ تنویر ہے

جانے والے چل دیے ہم رہ گئے
اپنی اپنی اے حسنؔ تقدیر ہے

نہ ہو مایوس میرے دُکھ درد والے

نہ مایوس ہو میرے دُکھ درد والے
درِ شہ پہ آ ہر مرض کی دوا لے

جو بیمار غم لے رہا ہو سنبھالے
وہ چاہے تو دم بھر میں اس کو سنبھالے

نہ کر اس طرح اے دلِ زار نالے
وہ ہیں سب کی فریاد کے سننے والے

کوئی دم میں اب ڈوبتا ہے سفینہ
خدارا خبر میری اے ناخدا لے

سفر کر خیالِ رخِ شہ میں اے جاں
مسافر نکل جا اُجالے اُجالے

تہی دست و سودائے بازارِ محشر
مری لاج رکھ لے مرے تاج والے

زہے شوکتِ آستانِ معلّٰی
یہاں سر جھکاتے ہیں سب تاج والے

سوا تیرے اے ناخدائے غریباں
وہ ہے کون جو ڈوبتوں کو نکالے

یہی عرض کرتے ہیں شیرانِ عالم
کہ تو اپنے کتوں کا کتا بنا لے

جسے اپنی مشکل ہو آسان کرنی
فقیرانِ طیبہ سے آ کر دعا لے

خدا کا کرم دستگیری کو آئے
ترا نام لے لیں اگر گرنے والے

دَرِ شہ پہ اے دل مرادیں ملیں گی
یہاں بیٹھ کر ہاتھ سب سے اُٹھا لے

گھرا ہوں میں عصیاں کی تاریکیوں میں
خبر میری اے میرے بدرالدجیٰ لے

فقیروں کو ملتا ہے بے مانگے سب کچھ
یہاں جانتے ہی نہیں تالے بالے

لگائے ہیں پیوند کپڑوں میں اپنے
اُڑھائے فقیروں کو تم نے دوشالے

مٹا کفر کو، دین چمکا دے اپنا
بجیں مسجدیں ٹوٹ جائیں شوالے

جو پیشِ صنم سر جھکاتے تھے اپنے
بنے تیری رحمت سے اللہ والے

نگاہ ز چشمِ کرم بر حسنؔ کن
بکویت رسید ست آشفتہ حالے

نہیں وہ صدمہ یہ دل کو کس کا خیالِ رحمت تھپک رہا ہے

نہیں وہ صدمہ یہ دل کو کس کا خیالِ رحمت تھپک رہا ہے
کہ آج رُک رُک کے خونِ دل کچھ مری مژہ سے ٹپک رہا ہے

لیا نہ ہو جس نے اُن کا صدقہ ملا نہ ہو جس کو اُن کا باڑا
نہ کوئی ایسا بشر ہے باقی نہ کوئی ایسا مَلک رہا ہے

کیا ہے حق نے کریم تم کو اِدھر بھی للہ نگاہ کر لو
کہ دیر سے بینوا تمہارا تمہارے ہاتھوں کو تک رہا ہے

ہے کس کے گیسوے مشک بو کی شمیم عنبر فشانیوں پر
کہ جانے نافہ صفیر بلبل سے مشکِ اَذفر ٹپک رہا ہے

یہ کس کے رُوے نکو کے جلوے زمانے کو کر رہے ہیں روشن
یہ کس کے گیسوے مشک بو سے مشامِ عالم مہک رہا ہے

حسنؔ عجب کیا جو اُن کے رنگِ ملیح کی تہ ہے پیرہن پر
کہ رنگ پُر نور مہر گردوں کی فلک سے چمک رہا ہے

مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد اُن کا سوالی ہے

مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد اُن کا سوالی ہے
لبوں پر اِلتجا ہے ہاتھ میں روضے کی جالی ہے

تری صورت تری سیرت زمانے سے نرالی ہے
تری ہر ہر اَدا پیارے دلیلِ بے مثالی ہے

بشر ہو یا ملک جو ہے ترے دَر کا سوالی ہے
تری سرکار والا ہے ترا دربار عالی ہے

وہ جگ داتا ہو تم سنسار باڑے کا سوالی ہے
دیا کرتا کر اس منگتا نے بھی کدڑی بچھالی ہے

منور دل نہیں فیضِ قدومِ شہ سے روضہ ہے
مشبکِ سینۂ عاشق نہیں روضہ کی جالی ہے

تمہارا قامتِ یکتا ہے اِکّا بزمِ وحدت کا
تمہاری ذاتِ بے ہمتا مثالِ بے مثالی ہے

فروغِ اخترِ بدر آفتابِ جلوۂ عارض
ضیائے طالعِ بدر اُن کا ابروئے ہلالی ہے

وہ ہیں اللہ والے جو تجھے والی کہیں اپنا
کہ تو اللہ والا ہے ترا اللہ والی ہے

سہارے نے ترے گیسو کے پھیرا ہے بلاؤں کو
اِشارے نے ترے ابرو کے آئی موت ٹالی ہے

نگہ نے تیرِ رحمت کے دلِ اُمت سے کھینچے ہیں
مژہ نے پھانس حسرت کی کلیجہ سے نکالی ہے

فقیرو بے نواؤ اپنی اپنی جھولیاں بھر لو
کہ باڑا بٹ رہا ہے فیض پر سرکارِ عالی ہے

تجھی کو خلعتِ یکتائی عالم ملا حق سے
ترے ہی جسم پر موزوں قبائے بے مثالی ہے

نکالا کب کسی کو بزمِ فیضِ عام سے تم نے
نکالی ہے تو آنے والوں کی حسرت نکالی ہے

بڑھے کیونکر نہ پھر شکلِ ہلالِ اسلام کی رونق
ہلالِ آسمانِ دیں تری تیغِ ہلالی ہے

فقط اتنا سبب ہے اِنعقادِ بزمِ محشر کا
کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

خدا شاہد کہ روزِ حشر کا کھٹکا نہیں رہتا
مجھے جب یاد آتا ہے کہ میرا کون والی ہے

اُتر سکتی نہیں تصویر بھی حسنِ سراپا کی
کچھ اس درجہ ترقی پر تمہاری بے مثالی ہے

نہیں محشر میں جس کو دسترس آقا کے دامن تک
بھرے بازار میں اس بے نوا کا ہاتھ خالی ہے

نہ کیوں ہو اِتحادِ منزلت مکہ مدینہ میں
وہ بستی ہے نبی والی تو یہ اللہ والی ہے

شرف مکہ کی بستی کو ملا طیبہ کی بستی سے
نبی والی ہی کے صدقے میں وہ اللہ والی ہے

وہی والی وہی آقا وہی وارث وہی مولیٰ
میں اُن کے صدقے جاؤں اور میرا کون والی ہے

پکارا اے جانِ عیسیٰ سن لو اپنے خستہ حالوں کی
مرض نے درد مندوں کی غضب میں جان ڈالی ہے

مرادوں سے تمہیں دامن بھرو گے نامرادوں کے
غریبوں بیکسوں کا اور پیارے کون والی ہے

ہمیشہ تم کرم کرتے ہو بگڑے حال والوں پر
بگڑ کر میری حالت نے مری بگڑی بنالی ہے

تمہارے در تمہارے آستاں سے میں کہاں جاؤں
نہ کوئی مجھ سا بیکس ہے نہ تم سا کوئی والی ہے

حسنؔ کا درد دکھ موقوف فرما کر بحالی دو
تمہارے ہاتھ میں دنیا کی موقوفی بحالی ہے

کرے چارہ سازی زیارت کسی کی

کرے چارہ سازی زیارت کسی کی
بھرے زخم دل کے ملاحت کسی کی

چمک کر یہ کہتی ہے طلعت کسی کی
کہ دیدارِ حق ہے زیارت کسی کی

نہ رہتی جو پردوں میں صورت کسی کی
نہ ہوتی کسی کو زیارت کسی کی

عجب پیاری پیاری ہے صورت کسی کی
ہمیں کیا خدا کو ہے اُلفت کسی کی

ابھی پار ہوں ڈوبنے والے بیڑے
سہارا لگا دے جو رحمت کسی کی

کسی کو کسی سے ہوئی ہے نہ ہوگی
خدا کو ہے جتنی محبت کسی کی

دمِ حشر عاصی مزے لے رہے ہیں
شفاعت کسی کی ہے رحمت کسی کی

رہے دل کسی کی محبت میں ہر دم
رہے دل میں ہر دم محبت کسی کی

ترا قبضہ کونین و مافیہا سب پر
ہوئی ہے نہ ہو یوں حکومت کسی کی

خدا کا دیا ہے ترے پاس سب کچھ
ترے ہوتے کیا ہم کو حاجت کسی کی

زمانہ کی دولت نہیں پاس پھر بھی
زمانہ میں بٹتی ہے دولت کسی کی

نہ پہنچیں کبھی عقلِ کل کے فرشتے
خدا جانتا ہے حقیقت کسی کی

ہمارا بھروسہ ہمارا سہارا
شفاعت کسی کی حمایت کسی کی

قمر اِک اشارے میں دو ٹکڑے دیکھا
زمانے پہ روشن ہے طاقت کسی کی

ہمیں ہیں کسی کی شفاعت کی خاطر
ہماری ہی خاطر شفاعت کسی کی

مصیبت زدو شاد ہو تم کہ اُن سے
نہیں دیکھی جاتی مصیبت کسی کی

نہ پہنچیں گے جب تک گنہگار اُن کے
نہ جائے گی جنت میں اُمت کسی کی

ہم ایسے گنہگار ہیں زہد والو
ہماری مدد پر ہے رحمت کسی کی

مدینہ کا جنگل ہو اور ہم ہوں زاہد
نہیں چاہیے ہم کو جنت کسی کی

ہزاروں ہوں خورشید محشر تو کیا غم
یہاں سایہ گستر ہے رحمت کسی کی

بھرے جائیں گے خلد میں اہلِ عصیاں
نہ جائے گی خالی شفاعت کسی کی

وہی سب کا مالک انھیں کا ہے سب کچھ
نہ عاصی کسی کے نہ جنت کسی کی

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ پہ تصدق
سب اُونچوں سے اُونچی ہے رفعت کسی کی

اُترنے لگے مَا رَمَیْتَ یَدُ اللہ
چڑھی ایسی زوروں پہ طاقت کسی کی

گدا خوش ہوں خیرٌ لّک کی صدا ہے
کہ دن دونی بڑھتی ہے دولت کسی کی

فَتَرْضٰی نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

خدا سے دعا ہے کہ ہنگامِ رخصت
زبانِ حسن پر ہو مدحت کسی کی

جان سے تنگ ہیں قیدی غمِ تنہائی کے

جان سے تنگ ہیں قیدی غمِ تنہائی کے
صدقے جاؤں میں تری انجمن آرائی کے

بزم آرا ہوں اُجالے تری زیبائی کے
کب سے مشتاق ہیں آئینے خود آرائی کے

ہو غبارِ درِ محبوب کہ گردِ رہِ دوست
جزوِ اعظم ہیں یہی سرمۂ بینائی کے

خاک ہو جائے اگر تیری تمناؤں میں
کیوں ملیں خاک میں ارمان تمنائی کے

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے چمکتے خورشید
لامکاں تک ہیں اُجالے تری زیبائی کے

دلِ مشتاق میں ارمانِ لقا آنکھیں بند
قابلِ دید ہیں انداز تمنائی کے

لبِ جاں بخش کی کیا بات ہے سبحان اللہ
تم نے زندہ کیے اعجاز مسیحائی کے

اپنے دامن میں چھپائیں وہ مرے عیبوں کو
اے زہے بخت مری ذلّت و رسوائی کے

دیکھنے والے خدا کے ہیں خدا شاہد ہے
دیکھنے والے ترے جلوۂ زیبائی کے

جب غبارِ رہِ محبوب نے عزت بخشی
آئینے صاف ہوئے عینکِ بینائی کے

بار سر پر ہے نقاہت سے گرا جاتا ہوں
صدقے جاؤں ترے بازو کی توانائی کے

عالم الغیب نے ہر غیب سے آگاہ کیا
صدقے اس شان کی بینائی و دانائی کے

دیکھنے والے تم ہو رات کی تاریکی میں
کان میں سمع کے اور آنکھ میں بینائی کے

بھی نطفے ہیں وہ بے علم جنم کے اندھے
جن کو انکار ہیں اس علم و شناسائی کے

اے حسن کعبہ ہی افضل سہی اس در سے مگر
ہم تو خوگر ہیں یہاں ناصیہ فرسائی کے

پردے جس وقت اُٹھیں جلوۂ زیبائی کے

پردے جس وقت اُٹھیں جلوۂ زیبائی کے
وہ نگہبان رہیں چشمِ تمنائی کے

دھوم ہے فرش سے تا عرش تری شوکت کی
خطبے ہوتے ہیں جہانبانی و دارائی کے

حُسن رنگینی و طلعت سے تمہارے جلوے
گل و آئینہ بنے محفل و زیبائی کے

ذرّۂ دشتِ مدینہ کی ضیا مہر کرے
اچھی ساعت سے پھریں دن شبِ تنہائی کے

پیار سے لے لیے آغوش میں سر رحمت نے
پائے انعام ترے در کی جبیں سائی کے

لاشِ احباب اِسی در پہ پڑی رہنے دیں
کچھ تو ارمان نکل جائیں جبیں سائی کے

جلوہ گر ہو جو کبھی چشمِ تمنائی میں
پردے آنکھوں کے ہوں پردے تری زیبائی کے

خاک پامال ہماری بھی پڑی ہے سرِ راہ
صدقے اے رُوحِ رواں تیری مسیحائی کے

کیوں نہ وہ ٹوٹے دلوں کے کھنڈر آباد کریں
کہ دکھاتے ہیں کمال انجمن آرائی کے

زخموں سے ہے حسینانِ جہاں کی زینت
زخمیں پاتی ہیں صدقے تری زیبائی کے

نام آقا ہوا جو لب سے غلاموں کے بلند
بالا بالا گئے غم آفتِ بالائی کے

عرش پہ کعبہ و فردوس و دلِ مومن میں
شمع افروز ہیں اِکّے تری یکتائی کے

ترے محتاج نے پایا ہے وہ شاہانہ مزاج
اُس کی گدڑی کو بھی پیوند ہوں دارائی کے

اپنے ذرّوں کے سیہ خانوں کو روشن کر دو
مہر ہو تم فلکِ انجمن آرائی کے

پورے سرکار سے چھوٹے بڑے ارمان ہوں سب
اے حسنؔ میرے مرے چھوٹے بڑے بھائی کے

دمِ اضطراب مجھ کو جو خیالِ یار آئے

دمِ اضطراب مجھ کو جو خیالِ یار آئے
مرے دل میں چین آئے تو اسے قرار آئے

تری وحشتوں سے اے دل مجھے کیوں نہ عار آئے
تو انھیں سے دُور بھاگے جنھیں تجھ پہ پیار آئے

مرے دل کو دردِ اُلفت وہ سکون دے الٰہی
مری بے قراریوں کو نہ کبھی قرار آئے

مجھے نزع چین بخشے مجھے موت زندگی دے
وہ اگر مرے سرھانے دمِ احتضار آئے

سبب وفورِ رحمت میری بے زبانیاں ہیں
نہ فغاں کے ڈھنگ جانوں نہ مجھے پکار آئے

کھلیں پھول اِس پھبن کے کھلیں بخت اِس چمن کے
مرے گل پہ صدقے ہو کے جو کبھی بہار آئے

نہ حبیب سے محب کا کہیں ایسا پیار دیکھا
وہ بنے خدا کا پیارا تمھیں جس پہ پیار آئے

مجھے کیا اَلم ہو غم کا مجھے کیا ہو غم اَلم کا
کہ علاج غم اَلم کا میرے غمگسار آئے

جو امیر و بادشاہ ہیں اِسی دَر کے سب گدا ہیں
تمھیں شہریار آئے تمھیں تاجدار آئے

جو چمن بنائے بَن کو جو جناں کرے چمن کو
مرے باغ میں الٰہی کبھی وہ بہار آئے

یہ کریم ہیں وہ سرور کہ لکھا ہوا ہے دَر پر
جسے لینے ہوں دو عالم وہ اُمیدوار آئے

ترے صدقے جائے شاہا یہ ترا ذلیل منگتا
ترے دَر پہ بھیک لینے کبھی شہریار آئے

چمک اٹھے خاک تیرہ بنے مہر ذرّہ ذرّہ
مرے چاند کی سواری جو سرِ مزار آئے

نہ رُک اے ذلیل و رُسوا درِ شہریار پر آ
کہ یہ وہ نہیں ہیں حاشا جنھیں تجھ سے عار آئے

تری رحمتوں سے کم ہیں مرے جرم اس سے زائد
نہ مجھے حساب آئے نہ مجھے شمار آئے

گلِ خلد لے کے زاہد تمھیں خارِ طیبہ دے دوں
مرے پھول مجھ کو دیجے بڑے ہوشیار آئے

بنے ذرّہ ذرّہ گلشن تو ہو خار خار گلبن
جو ہمارے اُجڑے بَن میں کبھی وہ نگار آئے

ترے صدقے تیرا صدقہ ہے وہ شاندار صدقہ
وہ وقار لے کے جائے جو ذلیل و خوار آئے

ترے دَر کے ہیں بھکاری ملے خیر دم قدم کی
ترا نام سن کے داتا ہم اُمیدوار آئے

حسنؔ اُن کا نام لے کر تو پکار دیکھ غم میں
کہ یہ وہ نہیں جو غافل پسِ اِنتظار آئے

تم ہو حسرت نکالنے والے

تم ہو حسرت نکالنے والے ❁ نامرادوں کے پالنے والے
میرے دشمن کو غم ہو بگڑی کا ❁ آپ ہیں جب سنبھالنے والے
تم سے منہ مانگی آس ملتی ہے ❁ اور ہوتے ہیں ٹالنے والے
لبِ جاں بخش سے جلا دل کو ❁ جان مردے میں ڈالنے والے
دستِ اقدس بجھا دے پیاس مری ❁ میرے چشمے اُبالنے والے
ہیں ترے آستاں کے خاک نشیں ❁ تخت پر خاک ڈالنے والے
روزِ محشر بنا دے بات مری ❁ ڈھلی بگڑی سنبھالنے والے
بھیک دے بھیک اپنے منگتا کو ❁ اے غریبوں کے پالنے والے
ختم کر دی ہے اُن پہ موزونی ❁ واہ سانچے میں ڈھالنے والے
اُن کا بچپن بھی ہے جہاں پرور ❁ کہ وہ جب بھی تھے پالنے والے
پار کر ناؤ ہم غریبوں کی ❁ ڈوبتوں کو نکالنے والے
خاکِ طیبہ میں بے نشاں ہو جا ❁ اَرے او نام اچھالنے والے
کام کے ہوں کہ ہم نکمے ہوں ❁ وہ سبھی کے ہیں پالنے والے
زنگ سے پاک صاف کر دل کو ❁ اندھے شیشے اُجالنے والے
خارِ غم کا حسنؔ کو کھٹکا ہے ❁ دل سے کانٹا نکالنے والے

اللہ اللہ شہِ کونین جلالت تیری

اللہ اللہ شہِ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

جھولیاں کھول کے بے تیجے نہیں دوڑ آئے
ہمیں معلوم ہے دولت تری عادت تیری

تو ہی ہے مُلکِ خدا مِلک خدا کا مالک
راج تیرا ہے زمانے میں حکومت تیری

تیرے انداز یہ کہتے ہیں کہ خالق کو ترے
سب حسینوں میں پسند آئی ہے صورت تیری

اُس نے حق دیکھ لیا جس نے اِدھر دیکھ لیا
کہہ رہی ہے یہ چمکتی ہوئی طلعت تیری

بزمِ محشر کا نہ کیوں جائے بلاوا سب کو
کہ زمانے کو دکھائی ہے وجاہت تیری

عالمِ رُوح پہ ہے عالمِ اجسام کو ناز
چوکھٹے میں ہے عناصر کے جو صورت تیری

جن کے سر میں ہے ہوا دشتِ نبی کی رضواں
اُن کے قدموں سے لگی پھرتی ہے جنت تیری

تو وہ محبوب ہے اے راحتِ جاں دل کیسے
ہیزمِ خشک کو تڑپا گئی فرقت تیری

مہ و خورشید سے دن رات ضیا پاتے ہیں
مہ و خورشید کو چمکاتی ہے طلعت تیری

گٹھریاں بندھ گئی پر ہاتھ ترا بند نہیں
بھر گئے دل نہ بھری دینے سے نیت تیری

موت آ جائے مگر آئے نہ دل کو آرام
دم نکل جائے مگر نکلے نہ اُلفت تیری

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

مجمعِ حشر میں گھبرائی ہوئی پھرتی ہے
ڈھونڈنے نکلی ہے مجرم کو شفاعت تیری

نہ ابھی عرصۂ محشر نہ حسابِ اُمت
آج ہی سے ہے کمر بستہ حمایت تیری

تو کچھ ایسا ہے کہ محشر کی مصیبت والے
درد دکھ بھول گئے دیکھ کے صورت تیری

ٹوپیاں تھام کے گر عرشِ بریں کو دیکھیں
اونچے اونچوں کو نظر آئے نہ رفعت تیری

حُسن ہے جس کا نمک خوار وہ عالم تیرا
جس کو اللہ کرے پیار وہ صورت تیری

دونوں عالم کے سب ارمان نکالے تو نے
نکلی اس شانِ کرم پر بھی نہ حسرت تیری

چین پائیں گے تڑپتے ہوئے دل محشر میں
غم کسے یاد رہے دیکھ کے صورت تیری

ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن
تو ہے ان کا تو حسنؔ تیری ہے جنت تیری
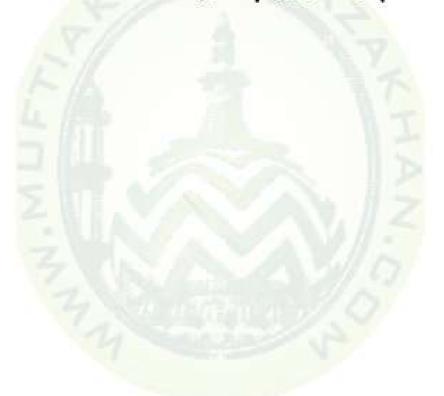
باغِ جنت میں نرالی چمن آرائی ہے

باغِ جنت میں نرالی چمن آرائی ہے
کیا مدینہ پہ فدا ہو کے بہار آئی ہے

اُن کے گیسو نہیں رحمت کی گھٹا چھائی ہے
اُن کے ابرو نہیں دو قبلوں کی یکجائی ہے

سنگریزوں نے حیاتِ ابدی پائی ہے
ناخنوں میں ترے اعجازِ مسیحائی ہے

سر بالیں اُنھیں رحمت کی ادا لائی ہے
حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے

جانِ گفتار تو رفتار ہوئی رُوحِ رواں
دم قدم سے ترے اعجازِ مسیحائی ہے

جس کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں حسن و جمال
اے حسیں تیری ادا اُس کو پسند آئی ہے

تیرے جلووں میں یہ عالم ہے کہ چشمِ عالم
تابِ دیدار نہیں پھر بھی تماشائی ہے

جب تری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

سر سے پا تک تری صورت پہ تصدق ہے جمال
اُس کو موزونیِ اعضا یہ پسند آئی ہے

تیرے قدموں کا تبرک یدِ بیضاے کلیم
تیرے ہاتھوں کا دیا فضلِ مسیحائی ہے

دردِ دل کس کو سناؤں میں تمہارے ہوتے
بے کسوں کی اِسی سرکار میں سنوائی ہے

آپ آئے تو منور ہوئیں اندھی آنکھیں
آپ کی خاکِ قدم سرمۂ بینائی ہے

ناتوانی کا اَلم ہم ضعفا کو کیا ہو
ہاتھ پکڑے ہوئے مولا کی توانائی ہے

جان دی تو نے مسیحا و مسیحائی کو
تو ہی تو جانِ مسیحا و مسیحائی ہے

چشمِ بے خواب کے صدقے میں ہیں بیدار نصیب
آپ جاگے تو ہمیں چین کی نیند آئی ہے

باغِ فردوس کھلا فرش بچھا عرش سجا
اک ترے دم کی یہ سب انجمن آرائی ہے

کھیت سرسبز ہوئے پھول کھلے میل ڈھلے
اور پھر فضل کی گھنگھور گھٹا چھائی ہے

ہاتھ پھیلائے ہوئے دوڑ پڑے ہیں منگتا
میرے داتا کی سواری سرِ حشر آئی ہے

ناامیدو تمھیں مژدہ کہ خدا کی رحمت
اُنھیں محشر میں تمہارے ہی لیے لائی ہے

فرش سے عرش تک اک دُھوم ہے اللہ اللہ
اور ابھی سینکڑوں پردوں میں وہ زیبائی ہے

اے حسنؔ حُسنِ جہاں تاب کے صدقے جاؤں
ذرّے ذرّے سے عیاں جلوۂ زیبائی ہے

حاضریِ حرمین طیبین

حضورِ کعبہ حاضر ہیں حرم کی خاک پر سر ہے
بڑی سرکار میں پہنچے مقدر یاوری پر ہے

نہ ہم آنے کے لائق تھے نہ قابل منہ دکھانے کے
مگر اُن کا کرم ذرّہ نواز و بندہ پرور ہے

خبر کیا ہے بھکاری کیسی کیسی نعمتیں پائیں
یہ اُونچا گھر ہے اِس کی بھیک اندازہ سے باہر ہے

تصدق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر
طوافِ خانۂ کعبہ عجب دلچسپ منظر ہے

خدا کی شان یہ لب اور بوسہ سنگِ اسود کا
ہمارا منہ اور اِس قابل عطائے ربِ اکبر ہے

جو ہیبت سے رُکے مجرم تو رحمت نے کہا بڑھ کر
چلے آؤ چلے آؤ یہ گھر رحمٰن کا گھر ہے

مقامِ حضرتِ خلّت پدر سا مہرباں پایا
کلیجہ سے لگانے کو حطیم آغوشِ مادر ہے

لگاتا ہے غلافِ پاک کوئی چشم پُرنم سے
لپٹ کر ملتزم سے کوئی محوِ وصلِ دلبر ہے

وطن اور اُس کا تڑکا صدقے اس شامِ غریبی پر
کہ نورِ رُکنِ شامی رُوکشِ صبحِ منور ہے

ہوئے ایمان تازہ بوسۂ رُکنِ یمانی سے
فدا ہو جاؤں یمن و ایمنی کا پاک منظر ہے

یہ زمزم اس لیے ہے جس لیے اس کو پیے کوئی
اسی زمزم میں جنت ہے اسی زمزم میں کوثر ہے

شفا کیوں کر نہ پائیں نیم جاں زہر معاصی سے
کہ نظارہ عراقی رُکن کا تریاقِ اکبر ہے

صفائے قلب کے جلوے عیاں ہیں سعیِ مسعیٰ سے
یہاں کی بے قراری بھی سکونِ جانِ مضطر ہے

ہوا ہے پیر کا حج پیر نے جن سے شرف پایا
اُنھیں کے فضل سے دن جمعہ کا ہر دن سے بہتر ہے

نہیں کچھ جمعہ پر موقوف افضال و کرم ان کا
جو وہ مقبول فرمالیں تو ہر حج حجِ اکبر ہے

حسنؔ حج کر لیا کعبہ سے آنکھوں نے ضیا پائی
چلو دیکھیں وہ بستی جس کا رستہ دل کے اندر ہے

سحر چمکی جمالِ فصلِ گل آرائشوں پر ہے

سحر چمکی جمالِ فصلِ گل آرائشوں پر ہے
نسیمِ روح پرور سے مشامِ جاں معطر ہے

قریب طیبہ بخشے ہیں تصور نے مزے کیا کیا
مرا دل ہے مدینہ میں مدینہ دل کے اندر ہے

ملائک سر جہاں اپنا جھجکتے ڈرتے رکھتے ہیں
قدم اُن کے گنہگاروں کا ایسی سرزمیں پر ہے

ارے او سونے والے دل ارے او سوتے والے دل
سحر ہے جاگ غافل دیکھ تو عالم منور ہے

سہانی طرز کی طلعت نرالی رنگ کی نکہت
نسیمِ صبح سے مہکا ہوا پُر نور منظر ہے

تعالی اللہ یہ شادابی یہ رنگینی تعالی اللہ
بہارِ ہشت جنت دشتِ طیبہ پر نچھاور ہے

ہوائیں آ رہی ہیں کوچۂ پُر نورِ جاناں کی
کھلی جاتی ہیں کلیاں تازگی دل کو میسر ہے

منور چشمِ زائر ہے جمالِ عرشِ اعظم سے
نظر میں سبز قبّہ کی تجلّی جلوہ گستر ہے

یہ رفعت درگہِ عرشِ آستاں کے قرب سے پائی
کہ ہر ہر سانس ہر ہر گام پر معراجِ دیگر ہے

محرم کی نویں تاریخ بارہ منزلیں کر کے
وہاں پہنچے وہ گھر دیکھا جو گھر اللّٰہ کا گھر ہے

نہ پوچھو ہم کہاں پہنچے اور ان آنکھوں نے کیا دیکھا
جہاں پہنچے وہاں پہنچے جو دیکھا دل کے اندر ہے

ہزاروں بے نواؤں کے ہیں جمگھٹ آستانہ پر
طلب دل میں صدائے یا رسول اللّٰہ لب پر ہے

لکھا ہے خامۂ رحمت نے دَر پر خطِ قدرت سے
جسے یہ آستانہ مل گیا سب کچھ میسر ہے

خدا ہے اس کا مالک یہ خدائی بھر کا مالک ہے
خدا ہے اس کا مولیٰ یہ خدائی بھر کا سرور ہے

زمانہ اس کے قابو میں زمانے والے قابو میں
یہ ہر دفتر کا حاکم ہے یہ ہر حاکم کا افسر ہے

عطا کے ساتھ ہے مختار رحمت کے خزانوں کا
خدائی پر ہے قابو بس خدائی اس سے باہر ہے

کرم کے جوش ہیں بذل و نعم کے دَور دورے ہیں
عطائے بانوا ہر بے نوا سے شیر و شکر ہے

کوئی لپٹا ہے فرطِ شوق میں روضے کی جالی سے
کوئی گردن جھکائے رعب سے با دیدۂ تر ہے

کوئی مشغولِ عرضِ حال ہے یوں شادماں ہو کر
کہ یہ سب سے بڑی سرکار ہے تقدیر یاور ہے

کمینہ بندۂ در عرض کرتا ہے حضوری میں
جو موروثی یہاں کا مدح گستر ہے ثنا گر ہے

تری رحمت کے صدقے یہ تری رحمت کا صدقہ تھا
کہ اِن ناپاک آنکھوں کو یہ نظارہ میسر ہے

ذلیلوں کی تو تو کیا گنتی سلاطینِ زمانہ کو
تری سرکار عالی ہے ترا دربار برتر ہے

تری دولت تری ثروت تری شوکت جلالت کا
نہ ہے کوئی زمیں پر اور نہ کوئی آسماں پر ہے

مطاف و کعبہ کا عالم دکھایا تو نے طیبہ میں
ترا گھر بیچ میں چاروں طرف اللہ کا گھر ہے

تجلّی پر تری صدقے ہے مہر و ماہ کی تابش
پسینے پر ترے قربان روحِ مشک و عنبر ہے

غم و افسوس کا دافع اشارہ پیاری آنکھوں کا
دلِ مایوس کی حامی نگاہِ بندہ پرور ہے

جو سب اچھوں میں ہے اچھا جو ہر بہتر سے بہتر ہے
ترے صدقے سے اچھا ہے ترے صدقے میں بہتر ہے

رکھوں میں حاضری کی شرم ان اعمال پر کیونکر
مرے امکان سے باہر مری قدرت سے باہر ہے

اگر شانِ کرم کو لاج ہو میرے بلانے کی
تو میری حاضری دونوں جہاں میں میری یاور ہے

مجھے کیا ہو گیا ہے کیوں میں ایسی باتیں کرتا ہوں
یہاں بھی یاس و محرومی یہ کیوں کر ہو یہ کیوں کر ہے

گلا کر اپنے منگتے کو نہ دیں چمکار کر ٹکڑا
پھر اس شانِ کرم پر فہم سے یہ بات باہر ہے

تذبذب مغفرت میں کیوں رہے اس در کے زائر کو
کہ یہ درگاہ والا رحمتِ خالص کا منظر ہے

مبارک ہو حسنؔ سب آرزوئیں ہو گئیں پوری
اب اُن کے صدقے میں عیشِ ابد تجھ کو میسر ہے

[یہ نعت پہلی بار ''الرضا'' بریلی کے ایک شمارہ میں شائع ہوئی

اور اب پہلی بار دیوان کا حصہ بن رہی ہے]

عالم ہمہ صورت ہے، گر جان ہے تو تُو ہے
سب ذرّے ہیں گر مہر، درخشاں ہے تو تُو ہے

سب کو ہے خیال اپنا، نہیں کوئی کسی کا
محشر میں اگر امتی گویاں ہے تو تُو ہے

پروانہ کوئی شمع کا، بلبل کوئی گل کا
اللہ ہے شاہد، مرا جاناں ہے تو تُو ہے

طالب ہوں ترا، غیر سے مطلب نہیں مجھ کو
گر دین ہے تو تُو ہے، ایمان ہے تو تُو ہے

عرصات کے میدان میں اے دامنِ سلطاں
مجھ بے سر و سامان کا جو ساماں ہے تو تُو ہے

اے روئے منور کے تصور تیرے قرباں
اک روشنیٔ گورِ غریباں ہے تو تُو ہے

اے چشمِ نبی کون ہے محشر میں حسنؔ کا
ہاں قوشِ خدا عفو کو گریاں ہے تو تُو ہے

ذکرِ شہادت

بہاروں پر ہیں آج آرائشیں گلزارِ جنت کی
سواری آنے والی ہے شہیدانِ محبت کی

کھلے ہیں گل بہاروں پر ہے پھلواری جراحت کی
فضا ہر زخم کی دامن سے وابستہ ہے جنت کی

گلا کٹوا کے بیڑی کاٹنے آئے ہیں اُمت کی
کوئی تقدیر تو دیکھے اسیرانِ محبت کی

شہیدِ ناز کی تفریح زخموں سے نہ کیوں کر ہو
ہوائیں آتی ہیں ان کھڑکیوں سے باغِ جنت کی

کرم والوں نے در کھولا تو رحمت نے سماں باندھا
کمر باندھی تو قسمت کھول دی فضلِ شہادت کی

علی کے پیارے خاتونِ قیامت کے جگر پارے
زمیں سے آسماں تک دھوم ہے ان کی سیادت کی

زمینِ کربلا پر آج مجمع ہے حسینوں کا
جمی ہے انجمن روشن ہیں شمعیں نور و ظلمت کی

یہ وہ شمعیں نہیں جو پھونک دیں اپنے فدائی کو
یہ وہ شمعیں نہیں رو کر جو کاٹیں رات آفت کی

یہ وہ شمعیں ہیں جن سے جانِ تازہ پائیں پروانے
یہ وہ شمعیں ہیں جو ہنس کر گزاریں شب مصیبت کی

یہ وہ شمعیں نہیں جن سے فقط اک گھر منور ہو
یہ وہ شمعیں ہیں جن سے رُوح ہو کافور ظلمت کی

دلِ حور و ملائک رہ گیا حیرت زدہ ہو کر
کہ بزمِ گل رُخاں میں لے بلائیں کس کی صورت کی

جدا ہوتی ہیں جانیں جسم سے جاناں سے ملتے ہیں
ہوئی ہے کربلا میں گرم مجلس وصل و فرقت کی

اسی منظر پہ ہر جانب سے لاکھوں کی نگاہیں ہیں
اسی عالم کو آنکھیں تک رہی ہیں ساری خلقت کی

ہوا چھڑکاؤ پانی کی جگہ اشکِ یتیماں سے
بجائے فرش آنکھیں بچھ گئیں اہلِ بصیرت کی

ہوائے یار نے پنکھے بنائے پر فرشتوں کے
سبیلیں رکھ دی ہیں دیدار نے خود اپنے شربت کی

اُدھر افلاک سے لائے فرشتے ہار رحمت کے
اِدھر ساغر لیے حوریں چلی آتی ہیں جنت کی

سجے ہیں زخم کے پھولوں سے وہ رنگین گلدستے
بہارِ خوشنمائی پر ہے صدقے رُوح جنت کی

ہوائیں گلشنِ فردوس سے بس بس کر آتی ہیں
نرالی عطر میں ڈوبی ہوئی ہے رُوح نکہت کی

دلِ پُر سوز کے سُلگے اگر سوز ایسی حرکت سے
کہ پہنچی عرش و طیبہ تک لپٹ سوزِ محبت کی

اِدھر چلمن اُٹھی حسنِ ازل کے پاک جلوؤں سے
اُدھر چمکی تجلی بدرِ تابانِ رسالت کی

زمینِ کربلا پر آج ایسا حشر برپا ہے
کہ کھنچ کھنچ کر مٹی جاتی ہیں تصویریں قیامت کی

گھٹائیں مصطفےٰ کے چاند پر گھر گھر کر آتی ہیں
سیہ کارانِ اُمت تیرہ بختانِ شقاوت کی

یہ کس کے خون کے پیاسے ہیں اس کے خون کے پیاسے
بجھے گی پیاس جس سے تشنہ کامانِ قیامت کی

اکیلے پر ہزاروں کے ہزاروں وار چلتے ہیں
مٹا دی دین کے ہمراہ عزت شرم و غیرت کی

مگر شیرِ خدا کا شیر جب بپھرا غضب آیا
پرے ٹوٹے نظر آنے لگی صورت ہزیمت کی

کہا یہ بوسہ دے کر ہاتھ پر جوشِ دلیری نے
بہادر آج سے کھائیں گے قسمیں اس شجاعت کی

تصدق ہو گئی جانِ شجاعت سچے تیور کے
فدا شیرانہ حملوں کی ادا پر رُوح جرأت کی

نہ ہوتے گر حسین ابنِ علی اس پیاس کے بھوکے
نکل آتی زمینِ کربلا سے نہر جنت کی

مگر مقصود تھا پیاسا گلا ہی اُن کو کٹوانا
کہ خواہش پیاس سے بڑھتی ہے رُویت کے شربت کی

شہید ناز رکھ دیتا ہے گردن آپ خنجر پر
جو موجیں باڑ پر آجاتی ہیں دریائے اُلفت کی

بہ وقتِ زخم نکلا خوں اچھل کر جسمِ اطہر سے
کہ روشن ہو گئی مشعل شبستانِ محبت کی

سر بے تن تن آسانی کو شہرِ طیبہ میں پہنچا
تنِ بے سر کو سرداری ملی ملکِ شہادت کی

حسنؔ سُنّی ہے پھر افراط و تفریط اس سے کیوں کر ہو
اَدب کے ساتھ رہتی ہے روش اربابِ سُنت کی

کشفِ رازِ نجدیت

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

خاک منہ میں ترے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مِٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری

تیرے نزدیک ہوا کذبِ الٰہی ممکن
تجھ پہ شیطان کی پھٹکار یہ ہمت تیری

بلکہ کذاب کیا تو نے تو اقرارِ وقوع
اُف رے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری

علم شیطاں کا ہوا علمِ نبی سے زائد
پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری

بزمِ میلاد ہو "کانا" کے جنم سے بدتر
ارے اندھے ارے مردود یہ جرأت تیری

علمِ غیبی میں مجانین و بہائم کا شمول
کفر آمیز جنوں زا ہے جہالت تیری

یادِ خر سے ہو نمازوں میں خیال اُن کا بُرا
اُف جہنم کے گدھے اُف یہ خرافت تیری

اُن کی تعظیم کرے گا نہ اگر وقتِ نماز
ماری جائے گی ترے منہ پہ عبادت تیری

ہے کبھی بوم کی حلت تو کبھی زاغ حلال
جیفہ خواری کی کہیں جاتی ہے عادت تیری

ہنس کی چال تو کیا آتی ، گئی اپنی بھی
اِجتہادوں ہی سے ظاہر ہے حماقت تیری

کھلے لفظوں میں کہے قاضی شوکاں مدد دے
یا علی سُن کے بگڑ جائے طبیعت تیری

تیری اٹکے تو وکیلوں سے کرے استمداد
اور طبیبوں سے مدد خواہ ہو علت تیری

ہم جو اللہ کے پیاروں سے اِعانت چاہیں
شرک کا چرک اُگلنے لگے ملت تیری

عبدِ وہاب کا بیٹا ہوا شیخِ نجدی
اُس کی تقلید سے ثابت ہے ضلالت تیری

اُسی مشرک کی ہے تصنیف 'کتاب التوحید'
جس کے ہر فقرہ پہ ہے مہر صداقت تیری

ترجمہ اس کا ہوا 'تقویۃ الایمان' نام
جس سے بے نور ہوئی چشمِ بصیرت تیری

واقفِ غیب کا اِرشاد سناؤں جس نے
کھول دی تجھ سے بہت پہلے حقیقت تیری

زلزلے نجد میں پیدا ہوں فتن برپا ہوں
یعنی ظاہر ہو زمانے میں شرارت تیری

ہو اسی خاک سے شیطان کی سنگت پیدا
دیکھ لے آج ہے موجود جماعت تیری

سر منڈے ہونگے تو پاجامے گھٹنے ہونگے
سر سے پا تک بھی پوری ہے شباہت تیری

ادعا ہو گا حدیثوں پہ عمل کرنے کا
نام رکھتی ہے یہی اپنا جماعت تیری

ان کے اعمال پہ رشک آئے مسلمانوں کو
اس سے تو شاد ہوئی ہو گی طبیعت تیری

لیکن اترے گا نہ قرآن گلوں سے نیچے
ابھی گھبرا نہیں باقی ہے حکایت تیری

نکلیں گے دین سے یوں جیسے نشانہ سے تیر
آج اس تیر کی نخچیر ہے سنگت تیری

اپنی حالت کو حدیثوں کے مطابق کر لے
آپ کھل جائے گی پھر تجھ پہ خباثت تیری

چھوڑ کر ذکر ترا اب ہے خطاب اپنوں سے
کہ ہے مبغوض مجھے دل سے حکایت تیری

مرے پیارے مرے اچھے مرے سنی بھائی
آج کرنی ہے مجھے تجھ سے شکایت تیری

تجھ سے جو کہتا ہوں تو دل سے سن انصاف بھی کر
کرے اللہ کی توفیق حمایت تیری

گر ترے باپ کو گالی دے کوئی بے تہذیب
غصہ آئے ابھی کچھ اور ہو حالت تیری

گالیاں دیں اُنھیں شیطانِ لعیں کے پیرو
جن کے صدقے میں ہے ہر دولت و نعمت تیری

جو تجھے پیار کریں جو تجھے اپنا فرمائیں
جن کے دل کو کرے بے چین اَذیت تیری

جو ترے واسطے تکلیفیں اُٹھائیں کیا کیا
اپنے آرام سے پیاری جنھیں راحت تیری

جاگ کر راتیں عبادت میں جنھوں نے کاٹیں
کس لیے، اِس لیے کٹ جائے مصیبت تیری

حشر کا دن نہیں جس روز کسی کا کوئی
اس قیامت میں جو فرمائیں شفاعت تیری

اُن کے دشمن سے تجھے ربط رہے میل رہے
شرم اللہ سے کر کیا ہوئی غیرت تیری

تو نے کیا باپ کو سمجھا ہے زیادہ اُن سے
جوش میں آئی جو اِس درجہ حرارت تیری

اُن کے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا دشمن
وہ قیامت میں کریں گے نہ رفاقت تیری

اُن کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں
دعویٰ بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری

بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی
اُن سے عشق اُن کے عدو سے ہو عداوت تیری

اہلِ سنت کا عمل تیری غزل پر ہو حسنؔ
جب میں جانوں کہ ٹھکانے لگی محنت تیری

مسدسات
تمہید ذکر معراج شریف

ساقی کچھ اپنے بادہ کشوں کی خبر بھی ہے ❁ ہم بے کسوں کے حال پہ تجھ کو نظر بھی ہے
جوشِ عطش بھی شدّتِ سوزِ جگر بھی ہے ❁ کچھ تلخ کامیاں بھی ہیں کچھ دردِ سر بھی ہے
ایسا عطا ہو جام شرابِ طہور کا
جس کے خمار میں بھی مزہ ہو سُرور کا

اب دیر کیا ہے بادۂ عرفاں قوام دے ❁ ٹھنڈک پڑے کلیجہ میں جس سے وہ جام دے
تازہ ہو رُوح پیاس بجھے لطفِ تام دے ❁ یہ تشنہ کام تجھ کو دعائیں مدام دے
اُٹھیں سرور آئیں مزے جھوم جھوم کر
ہو جاؤں بے خبر لبِ ساغر کو چوم کر

فکرِ بلند سے ہو عیاں اقتدارِ اوج ❁ چہکے ہزار خامہ سرِ شاخسارِ اوج
ٹپکے گُلِ کلام سے رنگِ بہارِ اوج ❁ ہو بات بات شانِ عروج افتخارِ اوج
فکر و خیال نور کے سانچوں میں ڈھل چلیں
مضموں فرازِ عرش سے اُونچے نکل چلیں

اِس شان اِس اَدا سے ثنائے رسول ہو ❁ ہر شعر شاخِ گل ہو تو ہر لفظ پھول ہو
مختار پر سحابِ کرم کا نزول ہو ❁ سرکار میں یہ نذرِ محقر قبول ہو
ایسی تعلّیوں سے ہو معراج کا بیاں
سب حاملانِ عرش سنیں آج کا بیاں

معراج کی یہ رات ہے رحمت کی رات ہے ❁ فرحت کی آج شام ہے عشرت کی رات ہے
ہم تیرہ اختروں کی شفاعت کی رات ہے ❁ اعزاز ماہِ طیبہ کی رُؤیت کی رات ہے

پھیلا ہوا ہے سرمۂ تسخیر چرخ پر
یا زلف کھولے پھرتی ہیں حوریں اِدھر اُدھر

دل سوختوں کے دل کا سویدا کہوں اِسے ❁ پیرِ فلک کی آنکھ کا تارا کہوں اِسے
دیکھوں جو چشمِ قیس سے لیلیٰ کہوں اِسے ❁ اپنے اندھیرے گھر کا اُجالا کہوں اِسے

یہ شب ہے یا سوادِ وطن آشکار ہے
مشکیں غلافِ کعبۂ پروردگار ہے

اس رات میں نہیں یہ اندھیرا جھکا ہوا ❁ کوئی گلیم پوش مراقب ہے یا خدا
مشکیں لباس یا کوئی محبوب دلربا ❁ یا آہوے سیاہ یہ چرتے ہیں جا بجا

ابرِ سیاہ مست اُٹھا حالِ وجد میں
لیلیٰ نے بال کھولے ہیں صحراے نجد میں

یہ رُت کچھ اور ہے یہ ہوا ہی کچھ اور ہے ❁ اب کی بہار ہوش رُبا ہی کچھ اور ہے
روے عروسِ گل میں صفا ہی کچھ اور ہے ❁ چھپتی ہوئی دلوں میں اَدا ہی کچھ اور ہے

گلشن کھلائے بادِ صبا نے نئے نئے
گاتے ہیں عندلیب ترانے نئے نئے

ہر ہر کلی ہے مشرقِ خورشید نور سے ❁ لپٹی ہے ہر نگاہ تجلی طور سے
رونق ہے سب کے منہ پہ دلوں کے سُرور سے ❁ مردے ہیں بے قرار حجابِ قبور سے

ماہِ عرب کے جلوے جو اُونچے نکل گئے
خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے

ہر سمت سے بہار نوا خوانیوں میں ہے ❁ نیسانِ جود ربّ گہر افشانیوں میں ہے
چشمِ کلیم جلوے کے قربانیوں میں ہے ❁ قلِ آمدِ حضور کا دُعا نیوں میں ہے

اک دھوم ہے حبیب کو مہماں بلاتے ہیں
بہرِ براقِ خلد کو جبریل جاتے ہیں

مناقب حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ الشریف

ہوا ہوں دادِ ستم کو میں حاضرِ دربار ❁ گواہ ہیں دلِ محزون و چشمِ دریا بار
طرح طرح سے ستاتا ہے زمرۂ اشرار ❁ بدیع بہرِ خدا حرمتِ شہِ ابرار

مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

اِدھر اقارب عقارب عدو اجانب و خویش ❁ اُدھر ہوں جوشِ معاصی کے ہاتھ سے دل ریش
بیاں میں کس سے کروں ہیں جو آفتیں درپیش ❁ پھنسا ہے سخت بلاؤں میں یہ عقیدت کیش

مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

نہ ہوں میں طالبِ افسر نہ سائلِ دیہیم ❁ کہ سنگِ منزلِ مقصد ہے خواہشِ زر و سیم
کیا ہے تم کو خدا نے کریم ابنِ کریم ❁ فقط یہی ہے شہا آرزوئے عبدِ اثیم

مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

ہوا ہے تیشۂ افکار سے جگر گھائل ❁ نفس نفس ہے عیاں دم شماریِ بسمل
مجھے ہو مرحمت اب داروئے جراحتِ دل ❁ نہ خالی ہاتھ پھرے آستاں سے یہ سائل

مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

تمہارے وصف و ثنا کس طرح سے ہوں مرقوم ❁ کہ شانِ ارفع و اعلیٰ کے نہیں معلوم
ہے زیرِ تیغِ الم مجھ غریب کا حلقوم ❁ ہوئی ہے دل کی طرف یورشِ سپاہ ہموم

مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

ہوا ہے بندہ گرفتار پنجۂ صیاد ❁ ہیں ہر گھڑی ستم ایجاد سے ستم ایجاد
حضور پڑتی ہے ہر روز اک نئی اُفتاد ❁ تمہارے در پہ میں لایا ہوں جور کی فریاد

مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

تمام ذرّوں پہ کالشمس ہیں یہ جود و نوال ❁ فقیر خستہ جگر کا بھی رد نہ کیجے سوال
حسنؔ ہوں نام کو پر ہوں میں سخت بد افعال ❁ عطا ہو مجھ کو بھی اے شاہ جنسِ حسنِ مآل

مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

عرضِ سلام

بدرگاہ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام اے خسرو دنیا و دیں ❁ السلام اے راحتِ جانِ حزیں
السلام اے بادشاہِ دو جہاں ❁ السلام اے سرورِ کون و مکاں
السلام اے نورِ ایماں السلام ❁ السلام اے راحتِ جاں السلام
اے شکیبِ جانِ مضطر السلام ❁ آفتابِ ذرّہ پرور السلام
درد و غم کے چارہ فرما السلام ❁ دردمندوں کے مسیحا السلام
اے مرادیں دینے والے السلام ❁ دونوں عالم کے اُجالے السلام
درد و غم میں مبتلا ہے یہ غریب ❁ دم چلا تیری دُہائی اے طبیب
نبضیں ساقط روح مضطر جی نڈھال ❁ دردِ عصیاں سے ہوا ہے غیر حال
بے سہاروں کے سہارے ہیں حضور ❁ حامی و یاور ہمارے ہیں حضور
ہم غریبوں پہ کرم فرمائیے ❁ بد نصیبوں پہ کرم فرمائیے
بے قراروں کے سرہانے آئیے ❁ دل فگاروں کے سرہانے آئیے
جاں بلب کی چارہ فرمائی کرو ❁ جانِ عیسیٰ ہو مسیحائی کرو
شام ہے نزدیک، منزل دُور ہے ❁ پاؤں کیسے جان تک رنجور ہے
مغربی گوشوں میں پھوئی ہے شفق ❁ زردیِ خورشید سے ہے رنگ فق

راہ نامعلوم صحرا پُر خطر ❁ کوئی ساتھی ہے نہ کوئی راہبر

طائروں نے بھی بسیرا لے لیا ❁ خواہشِ پرواز کو رُخصت کیا

ہر طرف کرتا ہوں حیرت سے نگاہ ❁ پر نہیں ملتی کسی صورت سے راہ

سو بلائیں چشمِ تر کے سامنے ❁ یاس کی صورت نظر کے سامنے

دل پریشاں بات گھبرائی ہوئی ❁ شکل پر افسردگی چھائی ہوئی

ظلمتیں شب کی غضب ڈھانے لگیں ❁ کالی کالی بدلیاں چھانے لگیں

ان بلاؤں میں پھنسا ہے خانہ زاد ❁ آفتوں میں مبتلا ہے خانہ زاد

اے عرب کے چاند اے مہرِ عجم ❁ اے خدا کے نور اے شمعِ حرم

فرش کی زینت ہے دم سے آپ کے ❁ عرش کی عزت قدم سے آپ کے

آپ سے ہے جلوۂ حق کا ظہور ❁ آپ ہی ہیں نور کی آنکھوں کے نور

آپ سے روشن ہوئے کون و مکاں ❁ آپ سے پُر نور ہے بزمِ جہاں

اے خداوندِ عرب شاہِ عجم ❁ کیجیے ہندی غلاموں پر کرم

ہم سیہ کاروں پہ رحمت کیجیے ❁ تیرہ بختوں کی شفاعت کیجیے

اپنے بندوں کی مدد فرمائیے ❁ پیارے حامی مسکراتے آئیے

ہو اگر شانِ تبسم کا کرم ❁ صبح ہو جائے شبِ دیجورِ غم

ظلمتوں میں گم ہوا ہے راستہ ❁ المدد اے خندۂ دنداں نما

ہاں دکھا جانا تجلّی کی ادا ❁ ٹھوکریں کھاتا ہے پردیسی ترا

دیکھیے کب تک چمکتے ہیں نصیب ❁ دیر سے ہے لو لگائے یہ غریب

ملتجی ہوں میں عرب کے چاند سے ❁ اپنے رب سے اپنے رب کے چاند سے

میں بھکاری ہوں تمہارا تم غنی ❁ لاج رکھ لو میرے پھیلے ہاتھ کی

تنگ آیا ہو دلِ ناکام سے ❁ اِس کمینے کو لگا دو کام سے

آپ کا دربار ہے عرش اِشتباہ ❁ آپ کی سرکار ہے بے کس پناہ

مانگتے پھرتے ہیں سلطان و امیر	❁	رات دن پھیری لگاتے ہیں فقیر
غم زدوں کو آپ کر دیتے ہیں شاد	❁	سب کو مل جاتی ہے منہ مانگی مراد
میں تمہارا ہوں گدائے بے نوا	❁	کیجے اپنے بے نواؤں پر عطا
میں غلام ہیچ کارہ ہوں حضور	❁	ہیچ کاروں پر کرم ہے پُر ضرور
اچھے اچھوں کے ہیں گاہک ہر کہیں	❁	ہم بدوں کی ہے خریداری یہیں
کیجیے رحمت حسنؔ پر کیجیے	❁	دونوں عالم کی مرادیں دیجیے

نوٹ: اس عرضِ سلام کے بعد یہاں پر مولانا کے کچھ متفرق اشعار اور قطعات وغیرہ تھے جنھیں ہم نے اس کلیات کے اخیر میں ''قطعات و اشعارِ حسنؔ'' کے نام سے مستقلاً ایک رسالہ بنا کر شامل کر لیا ہے؛ کیوں کہ اس قسم کے متفرق اشعار و قطعات آپ کے دوسرے نعتیہ و غزلیہ مجموعوں میں بھی خاصے تھے؛ لہٰذا سہولت کی خاطر انھیں یکجا کر دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

مثنوی در ذکرِ ولادت شریف حضور سرورِ عالم ﷺ

وہ اُٹھی دیکھ لو گردِ سواری ❁ عیاں ہونے لگے انوارِ باری

نقیبوں کی صدائیں آ رہی ہیں ❁ کسی کی جان کو تڑپا رہی ہیں

مؤدب ہاتھ باندھے آگے آگے ❁ چلے آتے ہیں کہتے آگے آگے

فدا جن کے شرف پر سب نبی ہیں ❁ یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ یہی ہیں

یہی والی ہیں سارے بیکسوں کے ❁ یہی فریادرس ہیں بے بسوں کے

یہی ٹوٹے دلوں کو جوڑتے ہیں ❁ یہی بندِ اَلم کو توڑتے ہیں

اَسیروں کے یہی عقدہ کشا ہیں ❁ غریبوں کے یہی حاجت روا ہیں

یہی ہیں بے کلوں کی جان کی کل ❁ انہیں سے ٹیک ہے ایمان کی کل

شکیبِ بے قراراں ہے انہیں سے ❁ قرارِ دل فگاراں ہے انہیں سے

اِنہیں سے ٹھیک ہے سامانِ عالم ❁ اِنہیں پر ہے تصدق جانِ عالم

یہی مظلوم کی سنتے ہیں فریاد ❁ یہی کرتے ہیں ہر ناشاد کو شاد

انہیں کی ذات ہے سب کا سہارا ❁ انہیں کے دَر سے ہے سب کا گزارا

انہیں پر دونوں عالم مر رہے ہیں ❁ انہیں پر جان صدقے کر رہے ہیں

انہیں سے کرتی ہیں فریاد چڑیاں ❁ انہیں سے چاہتی ہیں داد چڑیاں

انہیں کو پیڑ سجدے کر رہے ہیں ❁ انہیں کے پاؤں پر سر دھر رہے ہیں

انہیں کی کرتے ہیں اَشجار تعظیم ❁ انہیں کو کرتے ہیں اَحجار تسلیم

انہیں کو یاد سب کرتے ہیں غم میں ❁ یہی دکھ درد کھو دیتے ہیں دم میں
یہی کرتے ہیں ہر مشکل میں امداد ❁ یہی سنتے ہیں ہر بے کس کی فریاد
انہیں ہر دم خیالِ عاصیاں ہے ❁ انہیں پر آج بارِ دو جہاں ہے
کسے قدرت نہیں معلوم ان کی ❁ مچی ہے دو جہاں میں دھوم ان کی
سہارا ہیں یہی ٹوٹے دلوں کا ❁ یہی مرہم ہیں غم کے گھاؤں کا
یہی ہیں جو عطا فرمائیں دولت ❁ کریں خود جَو کی روٹی پر قناعت
فزوں رتبہ ہے صبح و شام ان کا ❁ محمد مصطفٰی ہے نام ان کا
مزیّن سر پہ ہے تاجِ شفاعت ❁ عیاں ہے جس سے معراجِ شفاعت
بدن میں وہ عبائے نور آگیں ❁ کہ جس کی ہر ادا میں لاکھ تزئیں
کہوں کیا حال نیچے دامنوں کا ❁ جھکا ہے رحمتِ باری کا پلّہ
یہی دامن تو ہیں اے جانِ مضطر ❁ مچل جائیں گے ہم محشر میں جن پر
سواری میں ہجومِ عاشقاں ہے ❁ کوئی چپ ہے کوئی محوِ فغاں ہے
کوئی دامن سے لپٹا رو رہا ہے ❁ کوئی ہر گام محوِ التجا ہے
کوئی کہتا ہے حق کی شان ہیں یہ ❁ کوئی کہتا ہے میری جان ہیں یہ
یہ کہتا ہے کوئی بیمارِ فرقت ❁ ترقی پر ہے اب آزارِ فرقت
ادھر بھی اک نظر او تاج والے ❁ کوئی کب تک دلِ مضطر سنبھالے
ز مہجوری بر آمد جانِ عالم ❁ ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنِی ❁ ز محروماں چرا فارغ نشینی
بدہ دستے زپا افتادگاں را ❁ بکن دلداری دلدادگاں را
بہت نزدیک آ پہنچا وہ پیارا ❁ فدا ہے جان و دل جس پر ہمارا
اٹھیں تعظیم کو یارانِ محفل ❁ ہوا جلوہ نما وہ جانِ محفل
خبر تھی جن کے آنے کی وہ آئے ❁ جو زینت ہیں زمانے کی وہ آئے

فقیرو جھولیاں اپنی سنبھالو ❁ بڑھو سب حسرتیں دل کی نکالو

پکڑ لو اِن کا دامن بے نواؤ ❁ مرا ذمہ ہے جو مانگو وہ پاؤ

مجھے اِقرار کی عادت ہے معلوم ❁ نہیں پھرتا ہے سائل اِن کا محروم

کرو تو سامنے پھیلا کے دامن ❁ یہ سب کچھ دیں گے خالی پاکے دامن

حسنؔ ہاں مانگ لے جو مانگتا ہو ❁ بیاں کر آپ سے جو مدعا ہو

مرے آقا مرے سردار ہو تم ❁ مرے مالک مرے مختار ہو تم

تصدق تم پہ اپنی جان کر دوں ❁ ملیں تو دو جہاں قربان کر دوں

تمہیں افضل کیا سب سے خدا نے ❁ دیا تاجِ شفاعت کبریا نے

تمہیں سے لو لگائے بیٹھے ہیں ہم ❁ تمہارے در پہ آئے بیٹھے ہیں ہم

تمہارا نام ہم کو حرزِ جاں ہے ❁ یہی تو دارُوئے دردِ نہاں ہے

بلا لیجے مدینے میں خدارا ❁ نہیں اب ہند میں اپنا گزارا

تمہارا در ہو اور سر ہو ہمارا ❁ اسی کوچے میں ہو بستر ہمارا

قضا آئے تو آئے اِس گلی میں ❁ رہے باقی نہ حسرت کوئی جی میں

نہ ہو گور و کفن ہم کو میسر ❁ پڑا یوں ہی رہے لاشہ زمیں پر

سگانِ کوچۂ پُر نور آئیں ❁ مرے پیارے مرے منظور آئیں

مرے مُردے پہ ہوں آ کر فراہم ❁ غذا اپنی کریں سب مل کے باہم

ہمیشہ تم پہ ہو رحمت خدا کی ❁ دعا مقبول ہو مجھ سے گدا کی

تمام شد

مثنوی ناتمام

یا ربّ تو ہے سب کا مولیٰ ❁ سب سے اعلیٰ سب سے اولیٰ
تیری ثنا ہو کس کی زباں سے ❁ لائے بشر یہ بات کہاں سے
تیری اک اک بات نرالی ❁ بات نرالی ذات نرالی
تیرا ثانی کوئی نہ پایا ❁ ساتھی ساجھی کوئی نہ پایا
تو ہی دے اور تو ہی دلائے ❁ تیرے دیے سے عالم پائے
تو ہی اوّل تو ہی آخر ❁ تو ہی باطن تو ہی ظاہر
کیا کوئی تیرا بھید بتائے ❁ تو وہ نہیں جو فہم میں آئے
پہلے نہ تھا کیا اب کچھ تو ہے ❁ کوئی نہیں کچھ سب کچھ تو ہے
تو ہی ڈبوئے تو ہی اچھالے ❁ تو ہی بگاڑے تو ہی سنبھالے
تجھ پہ ذرّہ ذرّہ ظاہر ❁ نیت ظاہر ارادہ ظاہر
تجھ سے بھاگ کے جانا کیسا ❁ کوئی اور ٹھکانا کیسا
تو ہی یاد دلا کے بھلائے ❁ تو ہی بھلا کے یاد دلائے
تو ہی چھٹا دے تو ہی ملا دے ❁ تو ہی گما دے تو ہی پتا دے
کوئی نہ تھا جب بھی تھا تو ہی ❁ تھا تو ہی تو ہو گا تو ہی
تیرے دَر سے جو بھاگ کے جائیں ❁ ہر پھر تیرے ہی دَر پہ آئیں
تیری قدرت کا ہے نمونہ ❁ نارِ خلیل و بادِ مسیحا
آٹھ پہر ہے لنگر جاری ❁ سب ہیں تیرے دَر کے بھکاری

نعت شریف کے اشعار جاتے رہے

صانع نے اِک باغ لگایا ❁ باغ کو رشکِ خلد بنایا
خلد کو اس سے نسبت ہو کیا ❁ گلشن گلشن صحرا صحرا
چھائے لطف و کرم کے بادل ❁ آئے بذل و نعم کے بادل
خوب گھریں گھنگھور گھٹائیں ❁ کرنے لگیں غل شور گھٹائیں
لہریں کرتی نہریں آئیں ❁ موجیں کرتی موجیں لائیں
سرد ہوا کے آئے جھونکے ❁ آنکھوں میں نیند کے لائے جھونکے
سبزہ لہریں لیتا نکلا ❁ مینہ کو دعائیں دیتا نکلا
بولے پپیہے کوئل کوکی ❁ ساعت آئی جام و سبو کی
پھرتی ہے بادِ صبا حوالی ❁ پتے پتے ڈالی ڈالی
چپے چپے ہوائیں گھومیں ❁ پتلی پتلی شاخیں جھومیں
فصلِ بہار پہ آیا جوبن ❁ جوبن اور گدرایا جوبن
گل پہ بلبل سرو پہ قمری ❁ بولے اپنی اپنی بولی
چٹکیں کچی کچی کلیاں ❁ خوشبو نکلی بس گئیں گلیاں
آئیں گھٹائیں کالی کالی ❁ جگنو چمکے ڈالی ڈالی
کیوں کر کہیے بہار کی آمد ❁ آمد اور کس پیار کی آمد
چال میں سو انداز دکھاتی ❁ طرزِ خرامِ ناز اڑاتی
رنگِ رُخِ گل رنگ دکھاتی ❁ غم کو گھٹاتی دل کو بڑھاتی
یاس کو کھوتی آس بندھاتی ❁ آنکھ کے رستے دل میں سماتی
گھونگھٹ اُٹھائے شاہدِ گل کا ❁ رنگ جمائے ساغر و مُل کا
طرزِ تبسم سب کو دکھاتی ❁ فرطِ طرب سے ہنستی ہنساتی

ساتھ میں بادل کالے کالے ❁ مست طرب برساتے جھالے
تشنہ لبوں کو پانی دیتی ❁ مژدۂ راحت جانی دیتی
ابر سے دو دو چھینٹے لڑتی ❁ برق سے بیم جستی اکڑتی
آتشِ غم پر چھینٹا دیتی ❁ سوختہ دل کی دعائیں لیتی
حسنِ سراپا نور کا عالم ❁ سر سے پا تک حور کا عالم
مست جوانی محو تجمل ❁ ابرِ سیہ سے کھولے کاکل
پھول کا سر سے پا تک زیور ❁ شکل عروس تازہ معطر
اوڑھے دوپٹہ آبِ رواں کا ❁ برق نے جس پہ ٹکا تانکا
لب کی مسی ہے رنگ سوسن ❁ غازۂ عارض جلوۂ گلشن
آتش گل سے کاجل پارا ❁ سُرمہ لگایا پیارا پیارا
باغ نے کی پھولوں کی نچھاور ❁ ڈالی لائے پیڑ بنا کر
کنگھی شانہ بنا کر لائی ❁ نہر آئینہ دکھانے لائی
غنچوں نے اپنی گٹھری کھولی ❁ کشتی لائے قبائے گل کی
غل ہے بادِ بہاری آئی ❁ شاہدِ گل کی سواری آئی
اب کی بہار انداز سے آئی ❁ آئی اور کس ناز سے آئی
پھولے پھول، عنادل چہکے ❁ گلشن مہکے، صحرا مہکے
رنگ خزاں عالم سے ہوا ہے ❁ پھولوں سے گلزار بھرا ہے
دامن گل چیں دامن دامن ❁ بھرنے لگے گلہائے گلشن

قصائد

آئیں بہاریں برسے جھالے ❁ نغمہ سرا ہیں گلشن والے
شاہدِ گل کا جوبن اُمڈا ❁ دل کو چڑھے ہیں جان کے لالے
ابرِ بہاری جم کر برسا ❁ خوب چڑھے ہیں ندی نالے
کوئل اپنی کوک میں بولی ❁ آئے بادل کالے کالے
حسنِ شباب ہے لالہ و گل پر ❁ قہر ہیں اُٹھتے جوبن والے
پھیلی ہیں گلشن میں ضیائیں ❁ شمع و لگن ہیں سرو اور تھالے
عارضِ گل سے پردہ اٹھا ❁ بلبلِ مضطر دل کو سنبھالے
جوشِ طبیعت روکے تھامے ❁ شوقِ رؤیت دیکھے بھالے
سن کے بہار کی آمد آمد ❁ ہوش سے باہر ہیں متوالے
بوٹے گل رویان کم سن ❁ پیارے پیارے بھولے بھالے
فیضِ ابرِ بہاری پہنچا ❁ پودے پودے تھالے تھالے
جمع ہیں عقدِ عروسِ گل میں ❁ سب رنگین طبیعت والے
بانٹتی ہے نیرنگیِ موسم ❁ بزم میں سرخ و سبز دو شالے
نکہت آئی عطر لگانے ❁ پھول نے ہار گلوں میں ڈالے
پنکھے جھلنے والی نسیمیں ❁ بادل پانی دینے والے
گاتے ہیں مل مل کے عنادل ❁ سہرا مبارک ہو ہریالے

ایسی فصل میں جوشِ طبیعت ❁ کس سے سنبھلے کون سنبھالے
آنکھ نے کیا کیا دل کو اُبھارا ❁ تارِ نظر نے ڈورے ڈالے
کیسا موسم پیارا موسم ❁ اُس پر نورِ سحر کے اُجالے
شمعوں کے چہروں پہ سپیدی ❁ تارے رُخصت ہونے والے
نکلے اپنے گھروں سے مسافر ❁ گھر بھر کر کے خدا کے حوالے
آئی کان میں بانگِ مؤذن ❁ چونکے مسجد جانے والے
پہلے کچھ احباب سے مل کر ❁ ہجر کی شب کے رونے والے
کوئی کسی سے طالبِ رخصت ❁ دردِ انگیز کسی کے نالے
عشق سراپا عجز و زاری ❁ حسن و نازش رو سوالے
خواب ہوئے آنکھوں سے رُخصت ❁ نیند سے چونکے سونے والے
ساقی نے میخانہ کھولا ❁ سائل آئے جھولی ڈالے
دیکھیے بادہ کشوں کی آمد ❁ لب پہ دعا ہاتھوں میں پیالے
خواہش ہے میں سب کی زباں پر ❁ تیرے صدقے اے متوالے
داتا آج پیالا بھر دے ❁ ہم سے فقیروں کی بھی دعا لے
خشکی لب سے دم ہے لبوں پر ❁ پیارے کب تک ٹالے بالے
شوق کو ہم بہلائیں کہاں تک ❁ لا اے پینے پلانے والے
گہرا سا اک جام عطا کر ❁ جھوم کر آئیں کیف نرالے
رنگ پہ پھر آ جائیں ترنگیں ❁ لطفِ سُرور سے رُوح مزا لے
لغزشِ پا کے ہاتھوں سے کش ❁ خوب مزے گر گر کر اُٹھا لے
جب ہوں قائل تیزیٔ مے کے ❁ ہاتھ میں اُڑ کر آئیں پیالے
کہتے اُٹھے ہر رند سے بادل ❁ دل کو بڑھائے غم کو گھٹا لے
پیتا کیسا پلاتا کیسا ❁ آج تو حوضِ مے میں نہا لے

ہاں اے لغزشِ پا کے شیدا ❁ گرتے گرتے لطف اُٹھا لے

بادہ و حسنِ دل کش گلشن ❁ بے خود ہیں سب دیکھنے والے

ایسی فصل میں بخت نے ہم کو ❁ ڈال دیا صیاد کے پالے

سوزِ فراق نے آگ لگا دی ❁ آتشِ گل نے چھالے ڈالے

ہجر میں بارشِ ابر غضب ہے ❁ پڑتے ہیں زخمی دل پہ بھالے

آگ لگاؤ ایسے جینے کو ❁ جلتے ہیں اور بھی جلنے والے

فصلِ بہاراں صحنِ گلستاں ❁ کوے رقیب و ماہ جمالے

اے تری قدرت دیدۂ تر کو ❁ آنکھیں دکھائیں ندی نالے

سوزِ جدائی کس کو سناؤں ❁ پڑ گئے کام و زباں میں چھالے

کنجِ قفس آلامِ جدائی ❁ گوشۂ عزلت ماہ خیالے

آئے ترس اس دکھ پر کس کو ❁ مجھ بے کس کی کون دعا لے

پنجۂ وحشت تو نہ ہوا شل ❁ زخم ہوئے چھل چھل کر آلے

جو کچھ گزری جو کچھ بیتی ❁ کس سے کہیں دکھ بھرنے والے

اے ظالم اے دردِ جدائی ❁ اب تو پڑے ہیں تیرے پالے

جان غضب میں ہے ترے ہاتھوں ❁ دل میں چٹکی لینے والے

ناؤ میں خاک کہاں سے آئی ❁ کھاتا ہے تو ظالم کھالے

تیرے بس میں قید ہوئے ہیں ❁ جتنا ستایا جائے ستا لے

ملدے ہونٹوں کو آہ و فغاں پر ❁ خاموشی کو ہاتھیں ستا لے

اُن سے کریں گے تیری شکایت ❁ ہم ہیں جن کے ناز کے پالے

سب کے حامی سب کے یاور ❁ جان کی راحت دل کے اُجالے

عرض کروں اب مطلع ایسا ❁ دل سے جو خارِ الم کو نکالے

مطلع دیگر

چھائے غم کے بادل کالے ❁ میری خبر اے بدر دجیٰ لے
گرتا ہوں میں لغزشِ پا سے ❁ آ اے ہاتھ پکڑنے والے
زلف کا صدقہ تشنہ لبوں پر ❁ برسا مہر و کرم کے جھالے
خاک مری پامال ہو کب تک ❁ کھینچ کھینچ دامن والے
پھرتا ہوں میں مارا مارا ❁ پیارے اپنے در پہ بلا لے
کام کیے بے سوچ سمجھے ❁ راہ چلا بے دیکھے بھالے
ناری دے کر خط غلامی ❁ مجھ سے لیں جنت کے قبالے
تو نے احساں میرے پالے ❁ ہیں مرے مطلب تیرے حوالے
تیرے صدقے تیرے قرباں ❁ میرے آس بندھانے والے
بگڑی بات کو تو ہی بنائے ❁ ذوقِ ناؤ کو تو ہی سنبھالے
تم سے جو مانگا فوراً پایا ❁ تم نہیں کرتے ٹالے بالے
وسعتِ خوانِ کرم کے تصدق ❁ دونوں عالم تم نے پالے
دیکھیں جنہوں نے تیری آنکھیں ❁ وہ ہیں حق کے دیکھنے والے
تیرے عارض گورے گورے ❁ شمس و قمر کے گھر کے اُجالے

اَبرِ لطف و غلافِ کعبہ ❁ تیرے گیسو کالے کالے

آفت میں ہے غلامِ ہندی ❁ تیری دُہائی مدینے والے

تنہا میں اے حامیِ بے کس ❁ سیکڑوں ہیں دُکھ دینے والے

تیرے لطف ہوں میرے یاور ❁ تیرا قہر عدو کو جلا لے

آج ہے پیشی میں ہوں مجرم ❁ زیرِ دامن مجھ کو چھپا لے

روزِ حساب اور مجھ سا عاصی ❁ میری بگڑی بات بنا لے

تورے بل بل جاؤں کھویا ❁ ندیا گہری ناؤ ہالے

گھر گھر آئے غم کے بدرا ❁ تیرا کانپت کملی والے

رین اندھیری دُور نگریا ❁ توری دہائی جگ اُجیالے

تن من دھن کی سدھ بدھ بسری ❁ موری کھبریا مورے پیا لے

نیناں کے بلہاری جاوے ❁ درسن بھکشا جو منگتا لے

وا کو سمندر پار ہو جا وو ❁ جا کو ڈراویں ندی نالے

اپنے حسین و حسن کے حسنؔ کو ❁ قہرِ کرب و بلا سے بچا لے

❁

قصیدہ در مدح حضرت مولانا فضل رسول صاحب قادری مجیدی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

ساقیا کیوں آج رندوں پر ہے تو نامہرباں
کیوں نہیں دیتا ہمیں جامِ شرابِ ارغواں

تشنہ کاموں پر ترس کس واسطے آتا نہیں
کیوں نہیں سنتا ہے مے خواروں کی فریاد و فغاں

جام کیوں اوندھے پڑے ہیں کیوں ہیں منہ شیشوں کے بند
عقدۂ لاحل بنا ہے کیوں ہر اِک خُم سے کا دہاں

کیوں صدا قلقل کی مینا سے نہیں ہوتی بلند
کیوں اُداسی چھا رہی ہے کیوں ہوئی سونی دکاں

کیوں ہے مہر خامشی منہ پر سبُو کے جلوہ ریز
کچھ نہیں کھلتا مجھے کیسا بندھا ہے یہ سماں

کس قدر اعضا شکن ہے یہ خمارِ جاں گسل
ہے جماہی پر جماہی ٹوٹتی ہیں ہڈیاں

کیا غضب ہے تجھ کو اِس حالت پہ رحم آتا نہیں
خشک ہے منہ میں زباں آتی ہیں پیہم ہچکیاں

آمدِ بادِ بہاری ہے گلستاں کی طرف
فصلِ گلشن کر رہی ہے کیا ہی رنگ آمیزیاں

ابر کی اٹکھیلیوں سے جوبنوں پر ہے بہار
پڑ رہی ہیں پیاری پیاری ننھی ننھی بوندیاں

چار جانب سے گھٹاؤں نے بڑھائے ہیں قدم
توسنِ بادِ صبا پر لی ہے راہِ بوستاں

جشنِ گل کا شور ہے فصلِ چمن کا زور ہے
ابر اٹھا ہے گرجتا کوندتی ہیں بجلیاں

ٹکٹکی باندھے ہوئے نرگس تماشے پر ہے لوٹ
محوِ وصفِ جلوۂ گلشن ہے سوسن کی زباں

شاخِ گل پر بلبلیں ہیں نغمہ سنجِ فصلِ گل
سرو پر بیٹھی ہوئی کرتی ہیں کوکو قمریاں

اس قدر ہے جوش پر حسنِ عروسِ گل کہ آج
باغ میں ملتی نہیں بلبل کو جائے آشیاں

ٹھنڈی ٹھنڈی پیاری پیاری چلتی ہے بادِ نسیم
جھومتی ہیں وجد میں کیا کیا چمن کی ڈالیاں

مست و بے خود بیٹھے ہیں مرغانِ گلشن شاخ شاخ
کر رہے ہیں اپنی اپنی لے میں مدحت خوانیاں

تا کہ دیکھے گل کا جوبن نرگسِ مخمور بھی
سوتے سوتے چونک کر اٹھی ہے ملتی انکھڑیاں

دیتے ہیں غنچے چٹک کر یہ صدا ہر سمت سے
ہم بھی دیکھیں گے ذرا فصلِ بہاری کا سماں

کب ہیں یہ شبنم کے قطرے برگِ گل پر آشکار
ہیں عروسِ گل کے کانوں میں جڑاؤ چپیاں

گد گداتی ہے مرے دل کو ہوائے مے کشی
آرزوئیں کر رہی ہیں کس قدر اٹکھیلیاں

حسرتیں کہتی ہیں ہم کو کس پہ چھوڑا آپ نے
خواہشیں کرتی ہیں شکوے کیوں ہوئے نامہرباں

دیر کارِ خیر میں اس درجہ کرتا ہے کوئی
ہاں خدارا ساقیا ارحم بحالِ تیم جاں

چار دن کی چاندنی ہے یہ اندھیرا پاکھ ہے
پھر کہاں ہم اور کہاں یہ دُخترِ رز کی شوخیاں

پانی پی پی کر دعا دوں تجھ کو گر پاؤں مراد
دیر کیوں کرتا ہے پیارے فصلِ گلشن پھر کہاں

دے کوئی ساغر چھلکتا سا شرابِ تند کا
بول بالا ہو ترا اے ساقیِ حاتم نشاں

مدح کرتا ہوں میں اب اک رہنما کے عرس کی
چھوڑ کر فکرِ خط و خالِ حسینانِ جہاں

واہ وا کیا عرس ہے، کیا عرس ہے کیا عرس ہے
جس میں ہیں تشریف فرما غوث و ابدالِ جہاں

سر جھکائے بیٹھے ہیں حلقہ کیے سارے مرید
حالِ دل کرتے ہیں سرکارِ معلّٰی میں عیاں

ہر ادا سے انکشافِ معنی و مقصود ہے
ہو رہا ہے کیا لطیفوں میں عیاں سرِ نہاں

ہے کہیں ذکرِ جلی تو ہے کہیں ذکرِ خفی
اپنے اپنے حال میں مصروف ہیں پیر و جواں

دل کے آئینوں کی صیقل ذکر ارّہ سے کہیں
ہیں کسی جا ذکر قمری کی عیاں رنگینیاں

ضربِ اِلَّا اللّٰہ سے کرتا ہے کوئی دل کو صاف
ہے کہیں اثبات نفی غیر کا لا سے عیاں

سب کو منہ مانگی مرادیں ملتی ہیں اِس عرس میں
آتے ہیں روتے ہوئے جاتے ہیں ہنستے شادماں

اس طرف ایسی بہاریں اس طرف حکمِ خدا
جاتی ہے سر پیٹتی اس بزم سے عمرِ رواں

کچھ خبر بھی ہے تجھے اے دل یہ کس کا عرس ہے
پائی اس محفل نے کس سے زیب و زین و عز و شاں

طالبِ مطلوبِ یزداں حضرتِ فضلِ رسول
موردِ فضلِ رسول و رحمِ خلاقِ جہاں

سالکِ راہِ حقیقت رہبرِ مقصودِ شرع
رہنمائے گمرہاں و پیشوائے مرشداں

حاکمِ اصل فروع و عالمِ رمزِ اُصول
واقفِ حالِ حقیقت کاشفِ سرِّ نہاں

حامیِ دینِ پیمبر ماحیِ بنیادِ کفر
زاہدِ زینِ عبادت واعظِ شیوا بیاں

آفتابِ چرخِ علم و ماہتابِ برجِ حلم
گوہرِ درجِ شرف یاقوتِ کانِ عز و شاں

شاہِ دیہیمِ جلال و خسروِ تختِ کمال
نائبِ شاہنشہِ کونین فخرِ مرسلاں

انجمن آرائے شرع و شمعِ بزمِ معرفت
زینتِ بستانِ فقر و زیبِ گلزارِ جناں

سیفِ مسلولِ حقیقت قاربِ مضمارِ فقر
طلعتِ شمعِ ہدایت مقتدائے سالکاں

مزرعِ اسلام کو ابرِ کرم ذاتِ جناب
خرمنِ ادیانِ باطل کو ہے برقِ بے اماں

حاضرِ عرسِ معلّٰی ہیں بہت اربابِ علم
وہ پڑھوں مطلع کہ سن کر ہوں سب اہلِ زباں

مطلع

گر کبھی فرمائے تو توحیدِ واحد کا بیاں
کہہ دے ہندو سے فلک بھی ٹھیک ہے یہ بے گماں

دی خدائے پاک نے تجھ کو حیاتِ بے ممات
لا یموتون ہے تیری شان میں اے جانِ جاں

دینِ پیغمبر کو تیری ذات سے ہے تقویت
تیرے جلووں سے منور خطۂ ہندوستاں

تیرے اچھے ہونے میں کس کو رہی جائے سخن
تیرے مرشد کے ہیں مرشد حضرت اچھے میاں

ملحدوں کو بات تیری سیف ہے جبار کی
معتقد کو قول تیرا موجبِ امن و اماں

دے جو کچھ دینا ہو شاہا اس کے جلدو میں مجھے
تیرے در پہ لے کے آیا ہوں قصیدہ ارمغاں

ہو دعائے خیر میری دین و دنیا کی قبول
یہ صلہ پائے شہا تیرا گدائے آستاں

اے حسنؔ اب کر دعا اللہ سے با التجا
کیا عجب ہے گر کہیں آمیں گروہِ قدسیاں

یا خدا جب تک ہے مہر و ماہ میں جلوہ گری
دہر میں قائم رہے جب تک یہ دورِ آسماں

گنج خلوت میں ہو جب تک زاہد گوشہ نشیں
شمع کو حاصل ہیں جب تک انجمن آرائیاں

کعبہ کے در پر ہے جب تک فرقِ زاہد سجدہ ریز
شاغلِ حمدِ خدا جب تک رہیں کرّ و بیاں

جلوۂ وحدت رہے کثرت میں جب تک آشکار
صوفیوں کا دہر میں جب تک رہے نام و نشاں

مولوی عبد قادر زیبِ سجادہ رہیں
تابعِ فرمانِ والا ہو ہر اک پیر و جواں

دے مدد اقوالِ والا کو کلام اللہ پاک
پیشِ حضرت قول دشمن کا ہو شاخِ زعفراں

ان کے دشمن کو ہمیشہ کلفت و کربت نصیب
جو دعا گو ہیں رہیں فرحت نصیب و شادماں

:- از عاجز زید شوقہ :-☆

دنیا و دیں کے اس کے مقاصد حصول ہیں
جس کی مدد پہ حضرت فضل رسول ہیں

منکر تری فضیلت و جاہ و جلال کی
بے دیں ہیں یا حسود ہیں یا بوالفضول ہیں

حاضر ہوئے ہیں مجلس عرسِ حضور میں
کیا ہم پہ حق کے لطف ہیں فضل رسول ہیں

کافی ہے خاک کرنے کو یک نالۂ رسا
دفتر اگرچہ نامۂ عصیاں کے طول ہیں

خاکِ درِ حضور ہے یا ہے یہ کیمیا
یہ خارِ راہ ہیں کہ یہ جنت کے پھول ہیں

☆ یہ حصہ ذوقِ نعت کے قدیم نسخوں میں نہیں ملتا۔ یہ دراصل "مہ تاباں اوجِ معرفت" شاہ فضل رسول بدایونی کے 1300 ہجری والے عرس پر پیش کیے جانے والے قصائد کا مجموعہ ہے۔ اس سے ماخوذ و مستعار ہے۔ اور پہلی بار اس دیوان کا جز بن رہا ہے۔

یہ قصیدہ نذیر احمد خان دہلوی مقلد سید احمد خان کوئلی کے قطعہ کے رد میں ہے :

توانائی نہیں صدمہ اُٹھانے کی ذرا باقی
نہ پوچھو ہائے کیا جاتا رہا کیا رہ گیا باقی

زمانے نے ملائیں خاک میں کیفیتیں ساری
بتا دو گر کسی شے میں رہا ہو کچھ مزا باقی

نہ اب تاثیر مقناطیس حسن خوب رویاں میں
نہ اب دل کش نگاہوں میں رہا دل کھینچا باقی

نہ جلوہ شاہد گل کا نہ غل فریاد بلبل کا
نہ فصل جاں فزا باقی نہ باغ دل کشا باقی

نہ جوبن شوخیاں کرتا ہے اونچے اونچے سینوں پر
نہ نیچی نیچی نظروں میں ہے انداز حیا باقی

کہاں وہ قصر دل کش اور کہاں وہ دلربا جلسے
نہ اس کا کچھ نشاں قائم نہ اس کا کچھ پتا باقی

کہاں ہیں وہ چلا کرتے تھے جن کے نام کے سکّے
نشاں بھی ہے زمانہ میں اب ان کے نام کا باقی

کہاں ہیں وہ کہ جن کے دم سے تھے آباد لاکھوں گھر
خدا شاہد جو ان کی قبر کا بھی ہو پتا باقی

شجاعت اپنے سر پر ڈالتی ہے خاک میداں کی
نہ کوئی صف شکن باقی نہ کوئی سُورما باقی

سحر جا کر اسے دیکھا تو سناٹا نظر آیا
وہ محفل جس میں شب کو تھی نہ تل رکھنے کی جا باقی

نہ کل تک نیند آتی تھی جنھیں بے فرش گل سے گل
نہیں آج ان غریبوں کے گھروں میں بوریا باقی

جنھیں سب جانِ جاں کہتے تھے جن پر جان جاتی تھی
فنا کے ہاتھ سے گے دن رہی ان کی بقا باقی

مبارک دل مبارک آرزو ہے غم فنا میں
نہ اب وہ دل ہی باقی ہے نہ دل کا مدعا باقی

خدا ہی جانے کیا کیا گل ہوئے کس کس طرح مٹی
خبر کی جب خبر پائیں کہ ہو کچھ مبتدا باقی

کسی کو ذکر کرتے بھی نہ دیکھا ان کا عالم میں
زبانِ حال پر شاید ہو کچھ یہ ماجرا باقی

عبث ہم یاد کر کے رو رہے ہیں آج پہلوں کو
ہمیں کل روئیں گے پچھلے اگر ہے یہ فنا باقی

یہ دو آنکھیں ہیں رونا سینکڑوں کو روئیں کس کس کو
یہ اک دل غم بہت پھر غم نہ رہ جائیں گے کیا باقی

یہ مطلب ہے کہ ان باتوں سے مطلب ہی نہ سمجھیں ہم
ہمیں کیا مر گیا کوئی کہ کوئی بچ رہا باقی

جو کوئی مر گیا تو حکم ہی سے جان دی اس نے
جو کوئی بچ رہا تو حکم ہی سے بچ رہا باقی

یہ جینا کیا مرے گر آج تو کل دوسرا دن ہے
مریں اس زندگی پر جو رہے بعد فنا باقی

وہ پیاری زندگی کیا ہے یہی اسلام کی دولت
یہ ہے وہ بے بہا نعمت رہے جو دائما باقی

فنائے تابِ مہر و ماہ ہے روشن زمانے پر
مگر اس کا اُجالا رات دن ہے ایک سا باقی

یہ سچ ہے ضعف کی حالت میں ہے اسلام بے شک ہے
مگر اب بھی ہے اس کی اگلی شوکت جابجا باقی

ابھی بُرجوں کے گرنے کی چلی آتی ہیں آوازیں
ابھی تک کوشک کسریٰ میں ہے وہ زلزلہ باقی

چمکتی ہیں ابھی تک بدر کے میدان میں تیغیں
نگاہوں میں ہے اب تک بجلیوں کا کوندنا باقی

مسلماں قبر میں بھی ہیں فدا صدیق اکبر پر
ابھی تک یہ اثر ہے حُبِ یارِ غار کا باقی

ابھی تک خاک کے نیچے بہادر کانپ اٹھتے ہیں
ابھی تک صولتِ فاروق کا ہے دبدبا باقی

غنی کی شرم کے جلوے مسلمانوں کے دل میں ہیں
مسلمانوں کی آنکھوں میں ہے اب تک وہ حیا باقی

ابھی ہے نعرہائے شیرِ حق کی گونج کانوں میں
ابھی ہے ہیبتِ مرحب کش و خیبر کشا باقی

مسلمانوں کی تلواروں نے جو قبضے بٹھائے ہیں
رہے گا ان کا پھل ان ہاتھوں پر دائما باقی

بیانِ شوکتِ اسلام پورا ہو نہیں سکتا
فنا ہو جائیں گے ہم ذکر یہ رہ جائے گا باقی

مٹائیں شوق سے اسلام کو اسلام کے دشمن
وہ خود مٹ جائیں گے اور یہ رہے گا دائما باقی

اگرچہ اس کی تلواروں نے بے گنتی ہی چھانٹے ہیں
مگر بدخواہ اس کے پھر بھی ہیں بے انتہا باقی

قدم رکھیں تو رکھیں پھونک کر اسلام کے رہرو
ابھی منزل میں ہے کانٹوں کا کھٹکا جابجا باقی

مٹایا چاہتے ہیں دین کو ایمان کے دشمن
ابھی سرمست کے ہیں شیطان سے بے انتہا باقی

کہیں تقلید کے انکار پر سو سو دلیلیں ہیں
کہیں دعویٰ نہ چھوڑیں گے درود و فاتحہ باقی

کہیں پابند دونوں ہاتھ کا رفع یدیں اب تک
کہیں بالجہر آمیں پر ہے فریاد و بکا باقی

کسی جا بعد مردن خاک کہہ دینا اکابر کو
کہیں توہین قبر انبیا و اولیا باقی

کسی جا یا رسول اللہ پر ہے شرک کا فتویٰ
کہیں کوشش نہ رکھیں ذکر استمداد کا باقی

کہیں تسلیم پر شش مثل کے انکار سے منکر
کہیں تعلیم پر امکان کذب کبریا باقی

طریق ذکر محبوبان حق پر حجتیں قائم
جواز محفل میلاد پر چون و چرا باقی

لڑے جاتے ہیں مرنے پر کٹے مرتے ہیں جھگڑے پر
ذرا دیکھیں تو ہے ایماں کا بھی کچھ پتا باقی

انھیں بیکار باتوں پر جھگڑ کر یہ ہوا حاصل
بجائے دین و ملت صرف جھگڑا رہ گیا باقی

یہاں تک باغیوں نے فرع میں شاخیں نکالی ہیں
کہ اُن کی اصل میں اَب کچھ نہیں غیر از خطا باقی

تبرے کی کہیں بوچھار یارانِ پیمبر پر
کہیں آلِ نبی سے بے تعلق رنج کا باقی

یزید اس کام کو اِک سال کر کے نار میں پہنچا
یہاں ہے سینکڑوں سالوں سے نقلِ کربلا باقی

وہ پردیسی مسافر تخت سے ان کو غرض مطلب
الٰہی پھر نمونہ ہے یہ کس کے تخت کا باقی

یہ تاشے باجے کب تھے سید مظلوم کی جانب
کہ جن کا جاہلوں میں ہے ابھی تک پیٹنا باقی

کہاں تک فتحِ ظالم کی بنائی جائے گی صورت
شہِ مظلوم سے کینہ رہے گا تا کجا باقی

محبت کا ہے دعویٰ آل سے پر دیکھنا یہ ہے
عداوت کا دقیقہ کوئی ان سے رہ گیا باقی

توہب (۱) اور تشیع سے ہوا جو کچھ ہوا لیکن
نہ رکھا نیچریت نے ذرا تسمہ لگا باقی

اگر دعویٰ مرا محتاجِ حجت ہے تو سن لیجے
کلام اُس کا نہیں جس کو غمِ روزِ جزا باقی

---

(۱) میرے پیارے سنی بھائی ضرور خیال فرمائیں گے کہ ندوہ مخذولہ کی خبر نہ لی گئی۔ اس کی نسبت مجھے اس قدر عرض کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ قصیدہ ندوۂ ہند کی پیدائش سے پہلے کا عرض کیا ہوا ہے، اور اگر غور کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں تو جس طرح ندوہ کا روسب بدمذہبوں کا رد ہے اسی طرح ان کا رد اس کا رد، تو اس حالت میں ضمناً میں اس اعتراض سے بری ہو چکا۔ ۱۲ حسنؔ

اشعار مسٹر نذیر احمد مع رد

مسیحا کون سر سید پکارے سب میں کہتا ہوں ــ قال ــ صدوی سال رکھیو اور اس کو اے خدا باقی
مسیحا کہتے جاؤ اور جینے کی دعا مانگو ــ اقول ــ مگر ہے اپنے مذہب پر تمہیں غم وار کا باقی
مسیحا پھر بنانا پہلے کھودو اس رسولی کو ــ ❁ ــ ابھی تو ہے اسے اپنا علاج اپنی دوا باقی
نہیں زیبا بتائے کوئی بلبل اپنے اُلو کو ــ ❁ ــ رہے جس وقت تک وہ صورتِ نکہت فزا باقی
بھلا ہے یا بُرا یہ جانے یا اس کا خدا جانے ــ قال ــ مگر ہے کوئی اس کی شان کا اس کے سوا باقی
نبی اس کو کہا تم نے خدا اس کو بنا لیتے ــ اقول ــ جو ہوتا کوئی اس انداز کا اس کے سوا باقی
تمہاری فکرِ نازک میں وجود اس کا جو قائم ہے ــ ❁ ــ تم آپ ہی جان لو اک اور ہے اس رنگ کا باقی
عقائد میں کسی کے دخل دینے کی ضرورت کیا ــ قال ــ قیامت کو بھی رہنے دو گے کوئی فیصلہ باقی
عقائد سے کسی کے بحث کیا اتنے ہی کہنے پر ــ اقول ــ ذرا اے پردہ والے دیکھ کچھ پردہ رہا باقی
بظاہر بھولی بھالی تھیں اور باطن میں غضب کی تھیں ــ ❁ ــ ابھی دنیا میں ہیں عیار نادانی تھا باقی
یہی اک فردِ اکمل ہے کہ جس کو دیکھ کر جانا ــ قال ــ ہماری ناؤ کا بارے ہے اب تک ناخدا باقی
تمہارے ناخدا نے ڈوبتو گنگا اُٹھائی ہے ــ اقول ــ نہ چھوڑے گا نہ چھوڑے گا یہ بیڑے کا پتا باقی
تم اپنی ناؤ کا لنگر اگر اس کو تھما بیٹھے ــ ❁ ــ سمجھ رکھو کہ بس اب ڈوبنا ہی رہ گیا باقی
جزاک اللہ خیرا قوم کی اصلاح حالت میں ــ قال ــ وقیقہ ایک بھی تو نے نہیں رکھا اٹھا باقی
کرے گا دین میں جو شر نہ ہرگز خیر پائے گا ــ اقول ــ عبث رکھتے ہو تم میرے خدا سے آسرا باقی

رہی اصلاح اس کی کیفیت صورت سے ظاہر ہے ❁ کہیں ہے چکنے گالوں پر محاسن کا پتا باقی

خدا نے تجھ کو پہنچایا ہے ان اعلیٰ مراتب پر   قال   فزوں تر جن سے اب کوئی نہیں ہے مرتبہ باقی

طریق مختصر پر گر ترے القاب یک جا ہوں   تو مشکل ہے کہ ابجد میں رہے حرف ہجا باقی

معاذ اللہ الوہیت پہ تم نے مہربانی کی   اقول   خدا نے تجھ کو کہہ کر رکھ لیا یہ مرتبہ باقی

جو بچی تجھ سے عیب لکھے کوئی کولی کے   بہت مشکل سے رہ جائے کوئی حرف ہجا باقی

مگر معلوم ہے تجھ کو مسرت کچھ نہیں اس کی   قال   کہ تو ہے دردمند قوم اور تیرا گلہ باقی

ہے اس کے واسطے دنیا بہشت اس کو الم کیا ہے   اقول   غلط بالکل غلط اب بھی ہو کچھ اس کا گلہ باقی

محال عقل ہے تجھ کو ہو اس دنیائے فانی میں   قال   سوائے قوم کوئی آرزو یا التجا باقی

محال عقل ہے بیشک کہ اب دنیا میں کولی کو   اقول   سوائے زر ہو کوئی آرزو یا التجا باقی

نہ ہو بے عقل اور اپنی ہی کیے جا صرف ہمت بس   قال   کہ سب کے سر پہ اب تو ہی ہے اک بڈھا بڑا باقی

تمہیں انکار ہے جس کا یہ اس کا اک خلیفہ ہے   اقول   وہ اس بوڑھے کے سر پر بھی ہے اک بڈھا بڑا باقی

اگر انعام کی تجھ کو توقع ہے تو باور رکھ   قال   خدا کے پاس ہے تیری جزا تیرا صلہ باقی

خدا اس سے مسلمانوں کو اپنے حفظ میں رکھے   اقول   خدا کے پاس ہے اس کے لیے جو کچھ صلہ باقی

تجھے روئے گی سر پہ ہاتھ رکھ کر قوم بدقسمت   قال   اور اس کو دیکھ لے گا جو کوئی جیتا رہا باقی

کہو عیسیٰ صدوی سال جینے کی دعا مانگو   اقول   پھر اس کی لاش پر رونے کا بھی ہے آسرا باقی

نہ ہوویں کارگر گر لاکھ تدبیریں تو کیا پروا   قال   ابھی سب سے بڑی باقی ہے تدبیر دعا باقی

طویلے میں اگر لتیاؤ کی ٹھہری غضب آیا   اقول   وہ منکر ہے دعا کا آپ کے لب پر دعا باقی

اختتام رد اشعار مسٹر۔و۔آغاز حال پیرِ نیچر و مقلدان پیرِ نیچر

اُسے کہتے ہیں خضرِ قوم بعض احمق زمانہ میں
یہ وہ ہے آنکھ سو کم کرکے جو کچھ رہ گیا باقی

مزارِ پیرِ نیچر سے بھی نکلے گی صدا ہیہم
چڑھا جاؤ گرہ میں ہو جو کچھ پیسا ٹکا باقی

نئی ہمدردیاں ہیں لوٹ کر ایمان کی دولت
نہ چھوڑا قوم میں افلاسِ عقبیٰ کے سوا باقی

ظروف مے کدہ توڑے تھے چن کر محتسب نے سب
الٰہی رہ گیا کس طرح یہ چکنا گھڑا باقی

مریدوں پر جو پھیرا دستِ شفقت پیرِ نیچر نے
نہ رکھا دونوں گالوں پر پتا بھی بال کا باقی

مسلماں بن کے دھوکے دے رہا ہے اہلِ ایماں کو
ابھی ہے ایک پہلے وقت کا بہروپیا باقی

غضب ہے نیچری حُسنِ خرد پر ناز کرتے ہیں
نہیں کیا شہر بھر میں کوئی ان کے جوڑ کا باقی

علی گڑھ کے سفر میں صرف کر دی دولتِ ایماں
بتاؤ مجھ کو زر ہے ملتا باقی کیا رہا باقی

گیا ایمان تو داڑھی بھی پیچھے سے روانہ کی
پرانے رنگ کا اب کیوں رہے کوئی پتا باقی

پتا بوٹے پہ بر کوٹے و بر سر سُرخ سرپوشے
کہو اب بھی مسلماں ہونے میں کچھ رہ گیا باقی

عقب میں ہے اگر کتا تو پھر میں کیا کہوں کیوں ہے
جو آگے ہے تو ان کا ہے یہی اک پیشوا باقی

مشائخ تو مشائخ ہیں کرامت تو کرامت ہے
انہوں نے انبیا میں بھی نہ رکھا معجزا باقی

یہ منکر اس کے منکر سب کے منکر ہیں
سمجھ لیجے کہ سارے کلمہ میں ہے حرفِ لا باقی

رسولی کو رسالت کی سند سمجھے ہیں کیا جاہل
نہ رکھا جو نبی کہنے میں کوئی مرحلہ باقی

کیا تو پارسل ایمان کا سی ایس آئی کو
پر اس کے ٹوٹنے کا دل میں اندیشہ رہا باقی

لگائی احتیاطاً چار جانب آڑ داڑھی کی
اور اتنے وزن کی محصول میں تھی تھی بچا باقی

عجب ہے نیچری بے وقت کی کیوں کر اُڑاتے ہیں
اگر تم نے چھری دیکھو نہ پاؤ گے صدا باقی

جو مرغی کے گلے کا گھونٹنا جائز سمجھتے ہیں
انہیں پھر حرمت و حلت سے کیا مطلب رہا باقی

چھری کانٹا لیے مُردار مرغی سے جو لڑتے ہوں
پھر ایسوں کی شجاعت میں رہا کیا مرحلہ باقی

الٰہی نیچریت ہے کہ کوئی بالخوارہ ہے
سر مو بھی نہ رکھا جس نے داڑھی کا پتا باقی

جسے تکتی تھیں وقت بذلہ سنجی غیر قومیں سب
سوائے ڈیم فول اُس منہ میں اب کچھ نہ رہا باقی

علم ان کے مسلمانوں کے ہیں اور ان سے ظاہر ہے
برائے نام اب اسلام ان میں رہ گیا باقی

عمل نے مذہب و ملت سے غفلت میں رکھا کیا کیا
نہ یادِ کبریا باقی نہ ذکرِ مصطفیٰ باقی

قریب پاس جا کر دور ایماں سے ہوئے اکثر
جو دور اس پاس سے ہیں پاس دیں ان کو رہا باقی

ملی ہے ترک پہ ترک بدمذہبوں کو اہل سنت سے
مگر اب بھی ہے وہ جرأت وہ ہمت حوصلہ باقی

اگر ایمان رکھتے ہوں تو وہ ایمان سے کہہ دیں
جو دل میں منصفی آنکھوں میں ہو شرم و حیا باقی

ثبوتِ حق میں اہل حق نے تحقیقات کی کیا کیا
کوئی ایراد کوئی شبہہ کوئی شک رہا باقی

معاند اہل سنت پر اگر پا جائیں گے قابو
مسلمانی کا عالم میں نہ چھوڑیں گے پتا باقی

حسنؔ پہلے تو کرتا ہے دعا ان کی ہدایت کی
نہ ہو منظور تو ان کو نہ فرمائے خدا باقی

تاریخ وفات حضرت مصنف
از نتیجہ طبع گرامی حکیم سید برکت علی صاحب نامیؔ تلمیذ مصنف

نامیؔ خستہ نہ نالم بچہ رو	❁	کوہ افتاد دریغا افتاد
دلم از فرقت استادم سوخت	❁	از لبم چوں نہ برآید فریاد
ہر کہ پُرسید زمن باعث غم	❁	گفتمش سوئے جناں رفت استاد
سال فوتش تو جوابم جوئید	❁	دیگر امروز تمید ادرم یاد

۱۳۲۶ھ

تمت☆

☆ ذوقِ نعت کے قدیم نسخے کے اواخر میں اس جگہ مولانا کے متفرق اشعار وقطعات وغیرہ درج تھے، جنھیں ہم نے بغرضِ سہولت مولانا کے دیگر متفرق اشعار وقطعات کے ساتھ اس کتاب کے اخیر میں 'قطعات و اشعارِ حسنؔ' کے نام سے مستقل ایک رسالے کی شکل میں جمع کر دیا ہے، براے کرم وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

وسائلِ بخشش

{1309ھ}

مولانا محمد حسن رضا خان قادری برکاتی ابو الحسینی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

[مطبعِ نادری بریلی، سے شائع شدہ نسخے کا سرورق]

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

گلریز بنا ہے شاخِ خامہ ❁ فردوس بنا ہوا ہے نامہ

نازل ہیں وہ نور کے مضامیں ❁ یاد آتے ہیں طور کے مضامیں

سینہ ہے تجلیوں کا مسکن ❁ ہے فرشِ نگاہ دشتِ ایمن

توحید کے لطف پا رہا ہوں ❁ وحدت کے مزے اُڑا رہا ہوں

دل ایک ہے دل کا مدعا ایک ❁ ایماں ہے مرا کہ ہے خدا ایک

وہ ایک نہیں جسے گنیں ہم ❁ وہ ایک نہیں جو دو سے ہو کم

دو ایک سے مل کے جو بنا ہو ❁ وہ ایک کسی کا کب خدا ہو

احول ہے جو ایک کو کہے دو ❁ اندھوں سے کہو سنبھل کے دیکھو

اُس ایک نے دو جہاں بنائے ❁ اک "کُن" سے سب اُنس و جاں بنائے

اوّل ہے وہی، وہی ہے آخر ❁ باطن ہے وہی، وہی ہے ظاہر

ظاہر نے عجب سماں دکھایا ❁ موجود ہے اور نظر نہ آیا

کس دل میں نہیں جمال اُس کا ❁ کس سر میں نہیں خیال اُس کا

وہ حبلِ ورید سے قریں ہے ❁ ہاں تابِ نظر میں نہیں ہے

فرماں ہے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ❁ نادیدہ وہ نورِ حق ہے لاریب

آنکھوں میں نظر، نظر کہاں ہے ❁ آنکھیں تو کہیں، نظر کہاں ہے

سب کچھ نظر آئے اس نظر سے ❁ پر دیکھیں نظر کو کس نظر سے

جب خلق کو یہ صفت عطا ہو ❁ وہ کیا نظر آئے جو خدا ہو

جو وہم و قیاس سے قریں ہے ❁ خالق کی قسم خدا نہیں ہے

جو بھید کو اُس کے پا گئے ہیں ❁ ہستی اپنی مٹا گئے ہیں

کچھ راز اُدھر کا جس نے پایا ❁ پھر کر وہ اِدھر کبھی نہ آیا

کچھ جلوہ جسے دکھا دیا ہے ❁ صُمٌّ بُکْمٌ بنا دیا ہے

دل میں ہیں ہزاروں بحرِ پُر جوش ❁ ہے حکم زبان کو کہ خاموش

اک جلوہ سے طور کو جلایا ❁ بے ہوش کلیم کو بنایا

پنہاں ہیں جو سنگ میں شرارے ❁ کرتے ہیں کچھ اور ہی اشارے

ہے شعلہ فشاں یہ عشقِ کامل ❁ پتھر میں کہاں سے آ گیا دل

ذات اُس کی ہے معطیِ مرادات ❁ قائم ہیں صفات پاک بالذات

باقی ہے کبھی فنا نہ ہو گا ❁ ہے جس کو فنا خدا نہ ہو گا

جیسا چاہا جسے بنایا ❁ کچھ اس سے کہے یہ کس کا پایا

مومن بھی اسی کا کھاتے ہیں رزق ❁ کافر بھی وہیں سے پاتے ہیں رزق

شب دن کو کرے تو رات کو دن ❁ جو ہم کو محال اُس کو ممکن

ایجاد وجود ہو عدم سے ❁ حادث ہو خدا شیوں قدم سے

اللہ تبارک و تعالیٰ ❁ ہے دونوں جہان سے نرالا

قادر ہے ذوالجلال ہے وہ ❁ آپ ہی اپنی مثال ہے وہ

ہر عیب سے پاک ذات اُس کی ❁ ہر ریب سے پاک بات اُس کی

شایاں ہے اُسی کو کبریائی ❁ بے شک ہے وہ لائقِ خدائی

کس وقت نہاں ہیں اُس کے جلوے ❁ ہر شے سے عیاں ہیں اُس کے جلوے

پروانہ چراغ پہ مٹا کیوں ❁ بلبل ہے گل کی مبتلا کیوں

قمری ہے اسیرِ سرو آزاد ❁ یاں مہتاب سے ہے چکور دل شاد
شمع و گل و سَرو و ماہ کیا ہیں ❁ کچھ اور ہی جلوے دل رُبا ہیں
عالم میں ہے ایک دُھوم دن رات ❁ اے جلوۂ یار تیری کیا بات
گلزار میں عندلیب نالاں ❁ پروانہ ہے بزم میں پُر افشاں
ہر دل کو تیری ہی جستجو ہے ❁ ہر لب پہ تیری ہی گفتگو ہے
گفتار و تجسسِ دل و لب ❁ پیارے یہ ترے ہی کام ہیں سب
تیری ہی یہ صنعتیں عیاں ہیں ❁ ہم کس کو کہیں کہ ہم کہاں ہیں
تو نے ہی کھلائے ہیں یہ سب گل ❁ ہے تیری ہی شان کا تجمل
تو نے ہی کیے جمیل پیدا ❁ تو نے ہی کیا دلوں کو شیدا

از خود رفتن دل حزیناں بر ذکر حسیناں و برھنمونی بخت بے بردن بجمال بے مثال اولین آئینۂ حسن لا یزال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی الہ و صحبہ و بارك وکرم

یعنی حسینوں کی عشق افروز باتیں سن کر حزن آثار دل قرار پاتے ہیں، تو پھر اُس حسن و جمال والی ذاتِ بے مثال کا ذکرِ جمیل سن کر بخت کے اندھیرے کیوں نہ چھٹیں، اور دل کے طاقوں میں کیف و سرور کے دیے کیوں نہ جل اُٹھیں!۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی الہ و صحبہ و بارك وکرم۔

آیا ہے جو ذکرِ مہ جبیناں ❁ قابو میں نہیں دلِ پریشاں
یاد آئی تجلیِ سرِ طور ❁ آنکھوں کے تلے ہے نور ہی نور

یا رب یہ کدھر سے چاند نکلا ❁ اُٹھا ہے نقاب کس کے رُخ کا

کس چاند کی چاندنی کھلی ہے ❁ یہ کس سے میری نظر ملی ہے

ہے پیشِ نگاہ جلوہ کس کا ❁ یا رب یہ کہاں خیال پہنچا

آیا ہوں میں کس کی رہ گزر میں ❁ بجلی سی چمک گئی نظر میں

آنکھوں میں بسا ہے کس کا عالم ❁ یاد آنے لگا ہے کس کا عالم

اب میں دلِ مضطرب سنبھالوں ❁ یا دید کی حسرتیں نکالوں

اللہ! یہ کس کی انجمن ہے ❁ دنیا میں بہشت کا چمن ہے

ہر چیز یہاں کی دل رُبا ہے ❁ جو ہے وہ ادھر ہی دیکھتا ہے

شاہانِ زمانہ آ رہے ہیں ❁ بستر اپنے جما رہے ہیں

پروانوں نے انجمن کو چھوڑا ❁ بلبل نے چمن سے منہ کو موڑا

ہے سرو سے آج دُور قمری ❁ آئینوں کو چھوڑ آئی طوطی

عالم کی جھکی ہوئی ہے گردن ❁ پھیلے ہیں ہزاروں دست و دامن

مظلوم سنا رہے ہیں فریاد ❁ ہے لائقِ لطف حالِ ناشاد

بے داد و ستم کی داد دیجیے ❁ للہ ہمیں مراد دیجیے

بیماروں کو مل رہی ہے صحت ❁ کمزوروں میں بٹ رہی ہے طاقت

جو آج ہیں سرورانِ عالم ❁ کہتے ہیں جنہیں سرانِ عالم

اُمیدیں بھرے ہوئے دلوں میں ❁ شامل ہیں یاں کے سائلوں میں

یہ شہر ہے یا جہانِ عزت ❁ یہ در ہے کہ آسمانِ عزت

اس در سے ہے عز و جاہِ کونین ❁ کہتے ہیں اسے پناہِ کونین

اس در کو فلک جناب کہیے ❁ ان ذرّوں کو آفتاب کہیے

عشاق کی آرزو یہ در ہے ❁ محتاج کی آبرو یہ گھر ہے

ہم سب ہیں اس آستاں کے بندے ❁ ہیں دونوں جہاں یہاں کے بندے

دربار ہے اُس حبیب رب کا ❁ مختار ہے جو عجم و عرب کا

اے خامۂ خوش نما سنبھلنا ❁ اس راہ میں سر جھکائے چلنا

یہ وصفِ حبیبِ کبریا ہے ❁ یہ نعتِ جنابِ مصطفیٰ ہے

اے دل نہیں وقتِ بے خودی یہ ❁ ہے ساعتِ مدحتِ نبی یہ

دیکھ اے دلِ بے قرار و بے تاب ❁ ملحوظ رہیں یہاں کے آداب

ہشیار میرے مچلنے والے ❁ یاں چلتے ہیں سر سے چلنے والے

ہے منع یہاں بلند آواز ❁ ہر بات ادا ہو صورتِ راز

سب حال اشاروں میں ادا ہو ❁ یاں نالہ بھی ہو تو بے صدا ہو

جو جانتے ہیں یہاں کے رتبے ❁ بھر لیتے ہیں منہ میں سنگریزے

خاموش ہیں یوں سب انجمن میں ❁ گویا کہ زباں نہیں دہن میں

ہے جلوہ فزا وہ شاہِ کونین ❁ بے چین دلوں کا جس سے ہے چین

دل دار و انیسِ خستہ حالاں ❁ فریاد رسِ شکستہ بالاں

مرہم نہ زخمِ دل فگاراں ❁ تسکیں دہ جانِ بے قراراں

غم خوار بھی ہے غم زدوں کا ❁ حامی ہے یہی ستم زدوں کا

ایمان کی جان ہی تو یہ ہے ❁ قرآن کی زبان ہی تو یہ ہے

یکتا ہے یہ خوش اداؤں میں ❁ معشوق یہاں فدائیوں میں

شادابیِ ہر چمن ہے یہ گل ❁ ہیں آٹھوں بہشت اس کے بلبل

رکھتی ہے جو سوزشِ جگر شمع ❁ پروانہ ہے اس کے حسن پر شمع

دیکھے تو کوئی یہ جوشِ فیضاں ❁ عالم کے بھرے ہیں جیب و داماں

ہے لطف یہ شانِ میزبانی ❁ ہر وقت ہے سب کی میہمانی

دربانوں کے اس لیے ہیں پہرے ❁ در پر کوئی آ کے پھر نہ جائے

ہر لحظہ یہاں کی عطا ہے ❁ ہر وقت یہ در کھلا ہوا ہے

مایوس گیا نہ کوئی مضطر ❁ یاں سنتے ہیں سب کی دل لگا کر

فریاد کی ہے یہاں رسائی ❁ ناشاد کی ہے یہاں رسائی

وہ کون ہے جس نے آہ کی ہو ❁ اور اُس کو مراد یاں نہ دی ہو

ہیں سب کی یہ داد دینے والے ❁ منہ مانگی مراد دینے والے

محرومِ عطائے شاہ رہا کون ❁ مایوس یہاں سے پھر گیا کون

یاں کہتے نہیں کبھی پھر آنا ❁ کب چاہیں یہ در بدر پھرانا

کیوں دیر ہو سب یاں ہیں موجود ❁ رحمت، قدرت، غنا، کرم، جود

سرکار میں کون سی نہیں شے ❁ ہاں ایک "نہیں" یاں نہیں ہے

جاتے کو یہ ہیں بلانے والے ❁ آئے ہوئے کو بٹھانے والے

سوتے کو یہ خواب سے جگائیں ❁ بیدار کو گھر پہ جا کر لائیں

یوسف ہے غلام کا خریدار ❁ ہر وقت لگا ہوا ہے بازار

یہ دستِ کرم ہے گوہر افشاں ❁ گوہر افشاں و شکر افشاں

محتاج غریب کو گہر دے ❁ ہر تلخ نصیب کو شکر دے

شکر شکرِ بکام اس سے ❁ گوہر گوہر کا نام اس سے

اُمت کی دعا میں اس کو دیکھو ❁ دامانِ گدا میں اس کو دیکھو

اس ہاتھ کا نام ہے یداللہ ❁ حقہ عقدۂ یفعل اللہ

وہ درد نہیں جو یہ نہ کھو دے ❁ وہ داغ نہیں جو یہ نہ دھو دے

گاہے یہ سرِ یتیم پر ہے ❁ گاہے یہ دلِ دو نیم پر ہے

بیمار کے واسطے عصا ہے ❁ اندھوں کے لیے یہ رہ نما ہے

محتاجوں کے دل غنی کیے ہیں ❁ ہاتھوں میں خزانے بھر دیے ہیں

عیسیٰ کی زباں میں ہیں جو برکات ❁ اُس ہاتھ کے سامنے ہیں اک بات

گر قالبِ مردہ کو وہ جاں دے ❁ یہ ریزۂ سنگ کو زباں دے

قالب تو مکان ہی ہے جاں کا ❁ پتھر میں ہے کام کیا زباں کا

ہے نائب دستِ جود رب ہاتھ ❁ ہیں دستِ نگر اُسی کے سب ہاتھ

جس دل کی شکیب کو یہ پہنچا ❁ ہو جاتا ہے ہاتھ بھر کلیجا

ہاتھ آئی ہے ہاتھ کے وہ قدرت ❁ اُس ہاتھ کے پاؤں چومے ہیبت

پھر پھر گئے منہ ستم گروں کے ❁ اُٹھ اُٹھ گئے پاؤں لشکروں کے

اُس ہاتھ میں ہے نظامِ عالم ❁ کرتا ہے یہ اِنتظامِ عالم

اُس ہاتھ میں ہیں جہان کے دل ❁ ناخن میں پڑے ہیں حلِ مشکل

کھلتی ہیں اسی کو سب نگاہیں ❁ کونین کی اس طرف ہیں راہیں

زنجیرِ اَلم کو توڑتا ہے ❁ ٹوٹے ہوئے دل یہ جوڑتا ہے

جن ہاتھوں پہ ہے یہ ہاتھ پہنچا ❁ ان ہاتھوں پہ ہاتھ ہے خدا کا

دینے میں نہ کی ہے دیر اُس نے ❁ بھوکوں کو کیا ہے سیر اُس نے

اے دستِ عطا میں تیرے صدقے ❁ اے ابرِ سخا میں تیرے صدقے

جب تیز ہو آفتابِ محشر ❁ جب کانٹے پڑیں لب و زباں پر

جب تیرے سوا نہ ہو ٹھکانا ❁ یوں اپنی طرف مجھے بلانا

اے پیاسے کدھر چلا اِدھر آ ❁ اب تک تو کہاں رہا اِدھر آ

آ تیری لگی کو ہم بجھا دیں ❁ آ آپ خنک تجھے پلا دیں

لے تشنۂ کربلا کا صدقہ ❁ لے کشتۂ بے خطا کا صدقہ

او سوکھی ہوئی زبان والے ❁ لے آتشِ تشنگی بجھا لے

اُس ہاتھ کی قدرتیں ہیں ظاہر ❁ اعجاز ہیں دست بستہ حاضر

اک مہ سے فلک کو دو قمر دے ❁ مغرب کو نماز عصر کر دے

خورشید کو کھینچ لائے دم میں ❁ نم چاہیں تو یم بہائے دم میں

کچھ بھی اشارہ جو اس کا پا جائیں ❁ نخلے ابھی دوڑتے ہوئے آئیں

کیا دستِ کریم کی عطا ہے ❁ دیکھو جسے وہ بھرا پڑا ہے

بندے تو ہوں کیا عطا سے محروم ❁ دشمن بھی نہیں سخا سے محروم
دینے میں عدو عدو نہیں ہے ❁ یاں دست کشی کی خو نہیں ہے
جس کی کہ عدو پہ بھی عطا ہو ❁ اُس دستِ کرم کی کیا ثنا ہو
بس اے حسنؔ شکستہ پا بس ❁ اب آگے نہیں رہا تیرا بس
ہے وقتِ دُعا نہ ہو تو مضطر ❁ اُس ہاتھ سے کہہ قدم پکڑ کر
مدّاح کو مدح کا صلہ دے ❁ بگڑے ہوئے کام سب بنا دے
ڈوبوں تو مجھے نکال لینا ❁ پھسلے جو قدم سنبھال لینا
ہر وقت رہے تیری عطا ساتھ ❁ پھیلیں نہ کسی کے آگے یہ ہاتھ
مجھ پر نہ پڑے کبھی کچھ افتاد ❁ ہر لحظہ سپر ہو تیری امداد
شیطاں میرے دل پہ دسترس پائے ❁ دشمن کبھی دسترس نہ پائے
گر مجھ کو گرائے لغزشِ پا ❁ تو ہاتھ پکڑ کے کھینچ لینا
غم دل نہ مرا دُکھانے پائے ❁ صورت نہ الم دکھانے پائے
دم بھر نہ اسیرِ بے کسی ہوں ❁ مجبور نہ ہوں کہ قادری ہوں
ہوں دل سے گدائے آل و اصحاب ❁ ہر دم ہوں فدائے آل و اصحاب
یاروں پہ تیرے نثار ہوں میں ❁ پیاروں پہ تیرے نثار ہوں میں

¤¤¤

طلب مئے از ساقی خجستہ پے

اے ساقیِ مہ لقا کہاں ہے ❁ مے خوار کے دل رُبا کہاں ہے
چڑھ آئی ہیں لب تک آرزوئیں ❁ آنکھوں کو ہیں مے کی جستجوئیں

محتاج کو بھی کوئی پیالہ ❁ داتا کرے تیرا بول بالا

ہیں آج بڑھے ہوئے ارادے ❁ لا منہ سے کوئی سبو لگا دے

سر میں ہیں خمار سے جو چکر ❁ پھرتا ہے نظر میں دورِ ساغر

دے مجھ کو وہ ساغرِ لبالب ❁ بس جائیں مہک سے جان و قالب

بُو زخمِ جگر کے دیں جو انگور ❁ ہوں اہلِ زمانہ نشہ میں چُور

کیف آنکھوں میں دل میں نور آئیں ❁ لہراتے ہوئے سُرور آئیں

جوبن پہ ادائے بے خودی ہو ❁ بے ہوش فدائے بے خودی ہو

کچھ ابرو ہوا پہ تو نظر کر ❁ ہاں کشتیِ مے کا کھول لنگر

مے خوار ہیں بے قرار ساقی ❁ بیڑے کو لگا دے پار ساقی

مے تاک رہے ہیں دیدۂ وا ❁ دیوانہ ہے دل اسی پری کا

منہ شیشوں کے جلد کھول ساقی ❁ قلقل کے سنا دے بول ساقی

یہ بات ہے سخت حیرت انگیز ❁ پچھے سے رُکی ہے آتشِ تیز

جب تک نہ وہاں شیشہ ہو وا ❁ ہو وصف شراب سے خبر کیا

نا مرد سخن نگفتہ باشد ❁ عیب و ہنرش نہفتہ باشد

کہتی ہیں اٹھی ہوئی اُمنگیں ❁ پھر لطف دکھا چلیں ترنگیں

پھر جوش پہ آئے کیف مستی ❁ پھر آنکھ سے ٹپکے مے پرستی

خواہش ہے مزاج آرزو کی ❁ سنتا ہی رہوں ڈھلک سبو کی

گہرا سا کوئی مجھے پلا جام ❁ کہتی ہے ہوس کہ جام لا جام

دے چھانٹ کے مجھ کو وہ پیالی ❁ لے آئے جو چہرے پہ بحالی

ہوں دل میں تو نور کی ادائیں ❁ آنکھوں میں سُرور کی ادائیں

ہو لطف فزا یہ جوشِ ساغر ❁ دل چھین لے لب سے لب ملا کر

کچھ لغزشِ پا جو سر اٹھائے ❁ بہکانے کو پھر نہ ہوش آئے

لطف آئے تو ہوش کو گنوائیں ❁ جب ہوش گئے تو لطف پائیں
یہ مے ہے مری کھنچی ہوئی جاں ❁ یا رہ گئے خون ہو کے ارماں
یہ بادہ ہے دل رُبائے میکش ❁ دردِ میکش دوائے میکش
ہے تیز بہت مجھے یہ ڈر ہے ❁ اُڑتی نہ پھرے کہیں پرے سے
شیشہ میں ہے مے پری کی صورت ❁ یا دل میں بھرا ہے خونِ حسرت
ساغر ہیں بشکل چشم میگوں ❁ شیشہ ہے کسی کا قلب پُر خوں
مے خوار کی آرزو یہ مے ہے ❁ مشتاق کی آبرو یہ مے ہے
ہو آتش تر جو مہر گستر ❁ دم بھر میں ہو خشک دامنِ تر
ٹھنڈے ہیں اس آگ سے کلیجے ❁ گرمی پہ ہیں مے کشوں کے جلسے
بہکا ہے کہاں دماغِ مُنْخَتَل ❁ پہنچا ہے کدھر خیالِ اشغل
یہ بادہ ہے آبروے کوثر ❁ نتھرا ہوا آب جوے کوثر
یہ پھول ہے عطرِ باغِ رضواں ❁ ایمان ہے رنگ، بُو ہے عرفاں
اس مے میں نہیں ہے دُرد کا نام ❁ کیوں اہلِ صفا نہ ہوں مے آشام
جو رند ہیں اس کے پارسا ہیں ❁ بھٹکے ہوئے دل کے رہ نما ہیں
زاہد کی نثار اس پہ جاں ہے ❁ واعظ بھی اسی سے تر زباں ہے
جام آنکھیں ان آنکھوں میں مروّت ❁ شیشے ہیں دل، ان دلوں میں اُلفت
ان شیشوں سے زندہ قلبِ مردم ❁ قلقل سے عیاں ادائے قُم قُم
اللہ کا حکم زَادَ فِیْ ہُزْنِہٖ ہے ❁ بے جا ہے اگر چلیں نہ یہ مے
اے ساقیِ باخبر خدارا ❁ لا دے کوئی جام پیارا پیارا
جوبن پہ ہے بہارِ جاں فزا پر ❁ بادل کا مزاج ہے ہوا پر
ہر پھول دلہن بنا ہوا ہے ❁ نکھرے ہوئے حسن میں سجا ہے
مستانہ گھٹائیں جھومتی ہیں ❁ ہر سمت ہوائیں گھومتی ہیں

چلتی ہے پھوار پیاری پیاری ❁ نہریں ہیں لسانِ فیض جاری
بلبل ہے فدائے خندۂ گل ❁ بھاتی ہے ادائے خندۂ گل
ظاہر میں بہار دل رُبا ہے ❁ باطن میں کچھ اور گل کھلا ہے
غنچوں کے چٹکنے سے اظہار ❁ کھلنے لگے پردہائے اسرار
ہے سرو ''الف'' کی شکل بالکل ❁ اور صورتِ ''لام'' زلفِ سنبل
تشدید' عیاں ہے تتلیوں سے ❁ نرگس کی بیاض چشم ہے 'ھـــے'
صانع کی یہ صنع ہے نمودار ❁ 'الـــلّـــہ' لکھا بخطِ گل زار
خوشبو میں بسا ہے خلعتِ گل ❁ دل محو ہیں ترانہائے گل
ہے آفتِ ہوش موسمِ گل ❁ پھر اس پہ یہ صبح کا تجمل
تاروں کا فلک پہ جھلملاتا ❁ شمعوں کا سپید منہ دکھاتا
مرغانِ چمن کی خوشنوائی ❁ شوخانِ چمن کی دلربائی
کلیوں کی چٹک مہک گلوں کی ❁ مستانہ صفیر بلبلوں کی
پرواز طیور آشیاں سے ❁ اور بارشِ نور آسماں سے
مسجد میں اذاں کا شور برپا ❁ زُہاد وضو کیے مہیا
آنکھوں سے فراقِ خوابِ غفلت ❁ منزل سے مسافروں کی رخصت
میخانوں میں مے کشوں کی دھومیں ❁ دل ساغرِ مے کی آرزو میں
لب پر یہ سخن کہ جام پائیں ❁ دل میں یہ ہوس سرور آئیں
کہتا ہے کوئی فدائے ساقی ❁ بھاتی ہے مجھے ادائے ساقی
پایا ہے کسی نے جامِ رنگیں ❁ دل کو کوئی دے رہا ہے تسکیں
اے قلبِ حزیں چہ شور و شین است ❁ چوں ساقیِ تو ابوالحسین است
برخیز و بگیر جامِ سرشار ❁ بخشیں و بجوش و کیف بردار
ناشاد بیاو شاد میرو ❁ پُر دامن و بامراد میرو

ماہوں مشو کہ خوش جنابے ست ❁ بر چرخ سخاوت آفتابے ست
ہوش و سر ہوش را رہا کن ❁ مے نوش و بدیگراں عطا کن
تُو نور ہے تیرا نام نوری ❁ دے مجھ کو بھی کوئی جام نوری
ہر جرعہ ہو حاملِ کرامات ❁ ہر قطرہ ہو کاشفِ مقامات
ہوں دل کی طرح سے صاف راہیں ❁ اسرار پہ جا پڑیں نگاہیں
بغداد کے پھول کی مہک آئے ❁ نکہت سے مشامِ روح بس جائے
گھٹ جائے ہوں بڑھیں امنگیں ❁ آنکھوں سے ٹپک چلیں ترنگیں
یہ بادۂ تند لطف دے جائے ❁ بغداد مجھے اُڑا کے لے جائے
جس وقت دیارِ یار دیکھوں ❁ دیکھوں وہ شہریار دیکھوں
بے تابیٔ دل مزے دکھا جائے ❁ خود رنگی میرے لینے کو آئے
دل محوِ جمال شکر باری ❁ سُبْحَانَ اللّٰه زباں پہ جاری
غم فرق زمینِ آستاں پر ❁ قسمت کا دماغ آسماں پر
سینہ میں بہار کی تجلی ❁ دل میں رُخِ یار کی تجلی
ہاتھوں میں کسی کا دامنِ پاک ❁ آنکھوں میں بجائے سُرمہ وہ خاک
لب پر یہ صدا مراد دیجیے ❁ ناشاد گدا کو شاد کیجیے
آیا ہے یہ بے کسی کا مارا ❁ پایا ہے بہت بڑا سہارا
حسرت سے بھرا ہوا ہے سینہ ❁ دل داغِ ملال کا خزینہ
یہ دن مجھے بخت نے دکھایا ❁ قسمت سے وہ کریم پایا
اے دستِ تہی و جانِ مضطر ❁ مژدہ ہو رسا ہوا مقدر
گزرے وہ بکاؤ بین کے دن ❁ اب خیر سے آئے چین کے دن
آیا ہوں میں درگہِ غنی میں ❁ پہنچا ہوں کریم کی گلی میں
پرواہ نہیں کسی کی اب کچھ ❁ بے مانگے ملے گا مجھ کو سب کچھ

اب دونوں جہاں سے بے غمی ہے ❁ سرکار غنی ہے کیا کمی ہے

اے حُبِّ وطن سقر کی ٹھہرا ❁ اب کس کو پسند ساتھ تیرا

جائیں گے نہ اُس دیار سے ہم ❁ اٹھیں گے نہ کوئے یار سے ہم

کون اُٹھتا ہے ایسے آستاں سے ❁ اُٹھے نہ جنازہ بھی یہاں سے

کیا کام کہ چھوڑ کر یہ گلشن ❁ کانٹوں میں پھنسائیں اپنا دامن

ہے سہل ہمیں جہاں سے جانا ❁ مشکل ہے اس آستاں سے جانا

کیوں لطف بہار چھوڑ جائیں ❁ کیوں ناز خزاں اُٹھانے آئیں

دیکھا نہ یہاں اسیر کوئی ❁ محتاج نہیں فقیر کوئی

ہر وقت عیاں ہے فیض باری ❁ ہر فصل ہے موسمِ بہاری

ہر شب میں شب برات کا رنگ ❁ ہر روز میں روز عید کا ڈھنگ

تفریح و سُرور ہر گھڑی ہے ❁ نوروز کی روز حاضری ہے

ہے عیش کی یہ خوشی ہمیشہ ❁ حاضر رہے ہر گھڑی ہمیشہ

پیوستہ خوشی کا راج ہے یاں ❁ ہر کن سن ابتہاج ہے یاں

شوال ہے یاں کا ہر مہینہ ❁ ہر چاند میں ماہِ عید دیکھا

انوار سے ہے بھری ہوئی رات ❁ ہر شب ہے یہاں کی چاندنی رات

راحت نے یہاں لیا ہے آرام ❁ آرام ہے اس جناب کا رام

مقصود دل انبساط خاطر ❁ خدام کی خدمتوں میں حاضر

شادی کی ہوس یہیں رہوں میں ❁ آرام مجاوروں کو دوں میں

غمخوار سے کاوشِ الم دُور ❁ دل غم سے جدا تو دل سے غم دُور

طلعت سے دل و دماغ روشن ❁ مقبول دعا چراغ روشن

آراستہ بزمِ خسروی ہے ❁ شادی کی گھڑی رچی ہوئی ہے

مدّاحِ حضور آ رہے ہیں ❁ اپنی اپنی سنا رہے ہیں

ہاں اے حسنؔ اے غلام سرکار ❁ مدّاح حضور نغز گفتار
مشتاق سخن ہیں اہل محفل ❁ منت کش انتظار ہے دل
کچھ منقبتیں سنا دعا لے ❁ سرکار سے مدح کا صلہ لے
اے خالق قادر و توانا ❁ اے واحد بے مثال و دانا
دے طبع کو سیل کی روانی ❁ دل کش ہو ادائے خوش بیانی
ہر حرف سے رنگ گل عیاں ہو ❁ ہر لفظ ہزار داستاں ہو
مقبول میرا کلام ہو جائے ❁ وہ کام کروں کہ نام ہو جائے
دے ملک سخن کا تاج یا رب ❁ رکھ لے میری آج لاج یا رب
اے سیدِ خوش بیاں کرم کر ❁ اے افصح الفصحاں کرم کر
اے زوج امیں مدد کو آنا ❁ لغزش سے کلام کو بچانا

آغاز روایت از کتاب مستطاب "تحفہ قادریہ"

مؤلفہ مولانا ابوالمعالی محمد مسلمی معالی رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

[تحفۃ القادریہ (فارسی/اردو) صفحہ 17/20]

تحفہ کہ ہے گوہر لآلی ❁ فرماتے ہیں اس میں یوں معالی

جب زیب زماں ہوئے وہ سرور ❁ تھی ساٹھ برس کی عمر مادر
یہ بات نہیں کسی پہ مخفی ❁ یہ عمر ہے عمرِ نا اُمیدی
اس اَمر سے ہم کو کیا عجب ہو ❁ مولود کی شان کو تو دیکھو
نومید کے درد کی دوا ہے ❁ مایوس دلوں کا آسرا ہے
کیا کیجیے بیان دستگیری ❁ ہے جوش پہ شانِ دستگیری
گرتے ہوؤں کو کہیں سنبھالا ❁ ڈوبے ہوؤں کو کہیں نکالا
سب داغِ الم مٹا دیے ہیں ❁ بیٹھے ہوئے دل اٹھا دیے ہیں
نومید دلوں کی ٹیک ہے وہ ❁ امداد میں آج ایک ہے وہ
یاور جو نصیب ہے ہمارا ❁ قسمت سے ملا ہے کیا سہارا
طوفانِ اَلم سے ہم کو کیا باک ❁ ہے ہاتھ میں کس کا دامنِ پاک
آفت کا ہجوم کیا بلا ہے ❁ کس ہاتھ میں ہاتھ دے دیا ہے
بالفرض اگر غلامِ سرکار ❁ دریائے الم میں ہو گرفتار
خود بحر ہو اس خیال میں گم ❁ دُکھ دے نہ اسے میرا تلاطم
سوچے یہی سیل کی روانی ❁ پھر جائے نہ آبرو پہ پانی
طوفان ہو اس قلق میں بے تاب ❁ موجیں بنیں ماہیانِ بے آب
گرداب ہو گردِ بحر کے صدقے ❁ ساحل لبِ خشک سے دعا دے
ہو چشمِ حباب اشک سے تر ❁ ہر موج کہے یہ ہاتھ اٹھا کر

رکھ لے میری اے کریم تو لاج
غیرت سے نہ ڈوبنا پڑے آج

◘◘◘

روایت دیگر از 'اخبار الاخیار شریف'

مؤلفہ مولانا شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(سیدی غوث الاعظم کا ایامِ شیر گی میں روزہ رکھنا)

(اخبار الاخیار مترجم، صفحہ 68، بہجۃ الاسرار: 172)

مولانا عبد حق محدث ❁ وہ سرورِ انبیا کے وارث

ہے اُن کی کتاب پاک 'اخبار' ❁ تحریر ہے اس میں ذکرِ اخیار

مرقوم ہے اس میں یہ روایت ❁ چمکا جو وہ ماہِ قادریت

آیا رمضان کا زمانہ ❁ روزوں کا ہوا جہاں میں چرچا

کی مہرِ صیام کی یہ توقیر ❁ دن میں نہ پیا حضور نے شیر

گو عالمِ شیر خوارگی تھا ❁ پر پاسِ شریعتِ نبی تھا

جب تک نہ ہو پیروِ شریعت ❁ کیا جانے حقیقتِ طریقت

جو راہ نہ پوچھے مصطفیٰ سے ❁ کس طرح وہ جا ملے خدا سے

جس شخص نے راستہ کو چھوڑا ❁ منزل کی طرف سے منہ کو موڑا

جو آپ ہی راہ گم کیے ہو ❁ کیا راہ بتائے وہ کسی کو

خود گم سے کوئی پتا نہ پوچھے ❁ گمراہ سے راستہ نہ پوچھے

رہبر کی جو اقتدا نہ بھولا ❁ وہ بھول کے راستہ نہ بھولا

روایت دیگر از 'تحفۂ قادریہ شریف'

(حضور غوث پاک کا اَیامِ طفلی میں کھیل کی طرف رغبت کرنا اور ہاتف کی ندا)

[تحفۃ القادریہ (فارسی/اُردو) صفحہ 20/17، بہجۃ الاسرار:48]

فرماتے ہیں 'تحفہ' میں معالی ❁ ہیں ابنِ حضور پاک[1] راوی
فرماتے ہیں ابن مصطفیٰ[2] یہ ❁ بچپن کا ہے میرے ماجرا یہ
طفلی میں جو چاہتا کبھی جی ❁ اطفال میں ہوں شریکِ بازی
دیتا کوئی غیب سے یکایک ❁ آواز اِلَیَّ یَامُبَارَک[3]
سن کر یہ صدا جو خوف آتا ❁ میں گود میں والدہ کی جاتا
تھی پہلے جو یہ صدائے عشرت ❁ سنتا ہوں اب اس کو وقتِ خلوت
کچھ تو نے سنا حسنؔ یہ کیا تھا ❁ یہ کون انہیں بلا رہا تھا
ہاں کیوں نہ ہوں وہ کمالِ محبوب ❁ اللہ کو ہے جمالِ محبوب
کیوں کر ہو تمہارے خوب رویاں ❁ قربان اداے خوب رویاں

---

(۱) شیخ عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ
(۲) مراد است از ذاتِ پاک حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ
(۳) یعنی اے میرے مالک! میری طرف آ۔

جیلاں میں طلب کے ساتھ یہ کد ❁ معراج میں لَوْلَاکَ یَا مُحَمَّد

مژدہ ہو تجھے مرے دلِ زار ❁ تو بھی ہے انہیں کا کفش بردار

کیا ظلمتِ گور اُسے دبائے ❁ قسمت سے جو ایسے چاند پائے

پردے سے یہ کس نے منہ نکالا ❁ پھیلا ہے جہان میں اُجالا

ہر لمعہ حیائے مہ سے بہتر ❁ ہر جلوہ ہزار مہر دربر

لو آؤ سیاہ تارے والو ❁ دل سے غمِ تیرگی نکالو

ہے روزِ سیاہ کا دل سے غم دُور ❁ تاریکیِ قبر کا اَلَم دُور

یاں ضعف سے جس کو چکر آیا ❁ آنکھوں کے تلے نہ تھا اندھیرا

جب دُور ہو یاں سے کالے کوسوں ❁ پھر شاکیِ بختِ تیرہ کیا ہوں

اس کو نہ کہو قمر کا جلوہ ❁ کیا جلوہ وہ رات بھر کا جلوہ

یہ شمع نہیں جو جھلملائے ❁ خورشید نہیں جو ڈوب جائے

کب ہے یہ تجلیِ کواکب ❁ شب بھر ہے تعلّیِ کواکب

دن رات جو ایک سا عیاں ہے ❁ یہ جلوۂ حسنِ گل رُخاں ہے

ہر وقت چمک رہے ہیں انوار ❁ ہر شے میں جھلک رہے ہیں انوار

اُٹھ جاتی ہیں جس طرف نگاہیں ❁ روشن ہیں تجلیوں سے راہیں

دل محوِ جمالِ جلوۂ طور
یا پیشِ نگاہ سورۂ نور

❑❑❑

روایت دیگر

(حضور غوث پاک کو اپنی ولایت کا علم کب ہوا؟)

[تحفۃ القادریہ (فارسی/اُردو) صفحہ 20/18، بہجۃ الاسرار: 48]

فرماتے ہیں شیخ عبدالرزاق ❁ فرخندہ سیر ستودہ اخلاق

پوچھا یہ جناب سے کسی نے ❁ کب خود کو ولی حضور سمجھے؟

فرمایا کہ دس برس کے تھے ہم ❁ جاتے تھے جو پڑھنے کے لیے ہم

پہنچانے کے واسطے فرشتے ❁ مکتب کو ہمارے ساتھ جاتے

جب مدرسہ تک پہنچتے تھے ہم ❁ لڑکوں سے یہ کہتے تھے وہ اُس دم

محبوبِ خدا کے بیٹھنے کو ❁ اِطفال جگہ فراغ کر دو[1]

ایک شخص کو ایک روز دیکھا ❁ دیکھا تھا نہ اس سے پہلے اصلاً

اُس نے یہ کسی مَلک سے پوچھا ❁ کچھ مجھ کو بتاؤ حال ان کا

یہ کون صفی ہیں باوجاہت ❁ سرکار میں جن کی ہے یہ عزت

---

(1) تحفۃ القادریہ (فارسی)، صفحہ 18 پر ہے "اَفْسِحُوْا لِوَلِیِّ اللّٰہِ یعنی" تھا اور خدا کے ولی کو جگہ دو۔ قادری

بولا کہ ولی ہیں اولیا سے ❁ توقیر یہ پائیں گے خدا سے

بے تیغ عطا عطا کریں گے ❁ بے پردہ لقا عطا کریں گے

تمکیں انہیں بے حجاب دیں گے ❁ جو دیں گے وہ بے حساب دیں گے

حاصل ہو انہیں وہ قربِ اللہ(۱) ❁ جس میں نہ ہو مکر کو بھی راہ

سائل کو کہ وقت کا ''بدال'' تھا ❁ چالیس برس کے بعد دیکھا

اے دل یہ طریقِ سروراں ہے ❁ آئینِ اکابرِ جہاں ہے

شہزادہ جو مدرسے سدھاریں ❁ خدامِ ادب چلیں جلو میں

تھا عالمِ قدس سے جو وہ ماہ ❁ خالق نے کیے فرشتے ہمراہ

یعنی کہ نواسے کے جلو میں

ٹٹ کے غلام خدمتیں دیں

❁❁❁

(۱) بہجۃ الاسرار:48 میں ہے: سَتَکُونُ لَہٗ شَأنٌ عَظِیْمٌ یُعْطِیْ فَلَا یُمْنَعُ وَ یُمَکَّنُ فَلَا یُحْجَبُ وَ یُقَرَّبُ فَلَا یُمْکَرُ بِہٖ۔ یعنی عنقریب اس کی شان ہوگی کہ دیا جائے گا اور روکا نہ جائے گا مقدرت دیا جائے گا اور محجوب نہ ہوگا اس سے مکر نہ کیا جائے گا۔ قادری

روایت دیگر

(حضور غوث پاک سے آپ کی دایہ کا سوال)

[گلدستہ کرامات ترجمہ مناقب غوثیہ (فارسی) از شیخ محمد شیبانی ، صفحہ 30 مطبع گیلش، لاہور۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مفتی غلام سرور لاہوری نے کیا، اور مطبع گیلش لاہور سے طبع کروایا۔ بعد ازیں اسی کا عکسی ایڈیشن مطبع نامی نول کشور، کان پور سے 1283ھ میں طبع ہوا۔ قادری]

دایہ ہوئیں ایک روز حاضر ❁ اور عرض یہ کی کہ عبدِ قادر
بچپن میں تو اُڑ کے گود سے تم ❁ ہو جاتے تھے آفتاب میں گم
امکان میں ہے یہ حال اب بھی ❁ کر سکتے ہو یہ کمال اب بھی
ارشاد ہوا بجوشِ بیانی ❁ وہ عہد تھا عہدِ ناتوانی
اُس وقت ہم صغیر سن تھے ❁ کمزوری وضعف کے وہ دن تھے
طاقت تھی جو ہم میں مہر سے کم ❁ چھپ جاتے تھے آفتاب میں ہم
اب ایسے ہزار مہر آئیں ❁ گم ہم میں ہوں پھر پتا نہ پائیں
صدقے ترے اے جمال والے ❁ قربان تری تجلیوں کے
تو رُخ سے اگر اُٹھا دے پردے ❁ ہر ذرہ کو آفتاب کر دے

وہ حسن دیا تجھے خدا نے ❁ محبوب کیا تجھے خدا نے

ہر جلوہ بہارِ گلشنِ نور ❁ ہر عکس طرازِ دامنِ نور

تو نورِ جنابِ کبریا ہے ❁ تو چشم و چراغِ مصطفیٰ ہے

کہتی ہے یہ تیرے رُخ کی تنویر ❁ میں سورۂ نور کی ہوں تفسیر

اے دونوں جہان کے اجالے! ❁ تاریکیِ قبر سے بچا لے

میں داغِ گناہ کہاں چھپاؤں ❁ یہ رُوئے سیاہ کسے دکھاؤں

ظلمت ہو بیان کیا گناہ کی ❁ چھائی ہوئی ہے گھٹا گناہ کی

اے مہر ذرا نقاب اٹھا دے ❁ للہ خوشی کا دن دکھا دے

پھر شامِ اَلم نے کی چڑھائی ❁ بغداد کے چاند کی دُہائی

آفت میں غلام ہے گرفتار ❁ اب میری مدد کو آؤ سرکار

حالِ دلِ بے قرار سُن لو

للہ میری پکار سُن لو

¤¤¤

روایت دیگر

(حضور غوث پاک سے بیل کا کلام کرنا
والدہ سے طلب علم کے لیے سفر کی اجازت طلب کرنا
اور راستے میں ڈاکوؤں کا آپ کے دستِ کرم پر تائب ہونا)

[تحفۂ قادریہ (فارسی/اُردو) صفحہ 22/20]

منقول ہے 'تحفہ' میں روایت ❁ بچپن میں ہوا یہ قصدِ حضرت
کھیتی کو کریں وسیلۂ رزق ❁ مسنون ہے کسبِ حیلۂ رزق
جس دن یہ خیال شاہ کو آیا ❁ لکھتے ہیں وہ روزِ عرفہ کا تھا
نر گاؤ کو لے چلے جو آقا ❁ منہ پھیر اس طرح وہ بولا
یہ حکم نہ آپ کو دیا ہے ❁ مخلوق نہ اس لیے کیا ہے[1]
سن کر یہ کلام ڈر گئے آپ ❁ گھر آئے تو سقف پر گئے آپ
وہ قرب دیں جو بام پر آئے ❁ حاجی عرفات میں نظر آئے
سبحان اللہ اے تیری شان ❁ یہ بام کہاں، کہاں وہ میدان!
صدہا منزل کا فاصلہ تھا ❁ یاں پاؤں تلے کا ماجرا تھا

---

(1) تحفۂ قادریہ (فارسی) میں ہے: یَا عَبْدَ الْقَادِرِ مَا لِهٰذَا خُلِقْتَ وَلَا بِهٰذَا أُمِرْتَ ۔ قادری

ہاں چاند نہیں بامِ آسماں ہے ❁ گردوں سے قمر کو سب عیاں ہے
یہ دیکھ کر آئے پیشِ مادر ❁ گویا ہوئے اس طرح سے سرور
امّی مجھے اِذن کی ہو اِمداد ❁ اب کارِ خدا میں کیجیے آزاد
بغداد کو جاؤں علم سیکھوں ❁ اللہ کے نیک بندے دیکھوں
مادر نے سبب جو اس کا پوچھا ❁ دیکھا تھا جو کچھ وہ کہہ سنایا
وہ رو ئیں، اٹھیں، گئیں، پھر آئیں ❁ میراثِ پدر جو تھی وہ لائیں
وارثِ پدرِ حضورِ عالی ❁ دینار شمار میں تھے اَسّی
چالیس اُن میں سے شاہ نے پائے ❁ چالیس برادرِ دوم نے
دینار وہ اُمّ مشفقہ نے ❁ جامہ میں سیئے بغل کے نیچے
پھر عہد لیا کہ راستی کو ❁ ہر حال میں اپنے ساتھ رکھو
پھر بہرِ سفر ملی اجازت ❁ باہر آئیں برائے رخصت
اِرشاد ہوا برائے یزداں ❁ کرتی ہوں میں تجھ سے قطع اے جاں
اب تیری یہ پیاری پیاری صورت ❁ آئے گی نظر نہ تا قیامت
جیلاں سے چلا وہ شاہ ذی جاہ ❁ اک چھوٹے سے قافلے کے ہمراہ
ہمدان سے جو لوگ باہر آئے ❁ قزاق انہوں نے ساتھ پائے
لوٹا، مارا، کیا گرفتار ❁ شاہ کو نہ دیا کسی نے آزار
اک شخص ادھر بھی ہو کے نکلا ❁ پوچھا کہ تمہارے پاس ہے کیا
مولیٰ نے کیا یہ سُن کے اظہار ❁ جامہ میں سلے ہوئے ہیں دینار
رہزن نے کہا، کہو! کہاں ہیں؟ ❁ فرمایا تہِ بغل نہاں ہیں
گنتی پوچھی وہ کہہ سنائی ❁ موقع پوچھا جگہ بتائی
سُن کر یہ جواب چل دیا وہ ❁ اس سچ کو ہنسی سمجھ لیا وہ

اک اور بھی سامنے سے گزرا ❁ اس سے بھی یہ حال پیش آیا
وہ بھی ہنر کا فنی سمجھ کر ❁ چلتا ہوا دل لگی سمجھ کر
دونوں جو ملے دلوں کی صورت ❁ کی ایک نے ایک سے حکایت
سردار کو حال جا سنایا ❁ اُس نے انھیں بھیج کر بلایا
وہ آپ کو ساتھ لے کے پہنچے ❁ جس ٹیلے پہ مال بانٹتے تھے
اس نے بھی کیے وہی سوالات ❁ فرمائی حضور نے وہی بات
آخر ٹھہری کہ امتحاں ہو ❁ اس جامہ کو چاک کر کے دیکھو
نکلے صادق کی کرتے تائید ❁ چاک جیب سحر سے خورشید
یوسف کا قمیص تھا وہ کرتا ❁ تصدیق وہ چاک کیوں نہ کرتا
حیرت ہوئی اُس کو کی یہ گفتار ❁ کیوں تم نے کیا یہ حال اظہار
فرمایا کہ ماں کی تھی نصیحت ❁ یہ عہد لیا تھا وقتِ رُخصت
ہر حال میں راستی سے ہو کام ❁ ہر کام میں بس اسی سے ہو کام
وہ عہد ہے صُورتِ امانت ❁ کرتا نہیں اُس میں مَیں خیانت
سردار نے جب سُنے یہ احوال ❁ روتے روتے ہوا بُرا حال
بچوں کی تھی پُر اثر وہ تقریر ❁ کیوں کرتی نہ دل میں گھر وہ تقریر
تاثیرِ بیاں ہو کیوں کر ❁ دل کھینچ لیا ہے لب ہلا کر
رونے سے جو کچھ افاقہ پایا ❁ سردار حضور سے یہ بولا
قائم رہو ماں کے عہد پہ تم ❁ اور عہدِ خدا کو ہم کریں گم!
کرتا ہوں میں ترک یہ معائب ❁ ہوتا ہوں تمہارے آگے تائب
دیکھا جو یہ اس کے ساتھیوں نے ❁ سردار سے اس طرح وہ بولے
جب راہ زنی تھی اپنا پیشہ ❁ سردار رہا ہے تو ہمیشہ
توبہ میں بھی ہم سے تو ہے اقدم ❁ یوں بھی کریں تیری پیروی ہم

تائب ہوئے، مال قافلہ کا ❁ جس جس سے لیا تھا اس کو پھیرا
فرماتے ہیں ہاتھ پر ہمارے ❁ کی توبہ اُنہوں نے سب سے پہلے
آقا میں بلا میں مبتلا ہوں ❁ شیطان کے دام میں پھنسا ہوں
اب میری مدد کو آؤ یا غوث ❁ رہزن سے مجھے بچاؤ یا غوث
لٹتا ہے غریب آہ سرکار ❁ درکار ہے اک نگاہ سرکار
لٹتا ہے میاں غلام تیرا ❁ للہ! اِدھر بھی کوئی پھیرا
مضطر ہے بہت غلام آقا ❁ جنگل میں ہوئی ہے شام آقا
قطاعِ طریق ہیں مقابل ❁ نزدیک ہے شام دور منزل
کیجے میری سمت خوش خرامی ❁ کہتے ہوئے لَا تَخَفْ غُلَامِیْ

ہو جائے شب اَلم کنارے
آ جاؤ کہ دن پھریں ہمارے

¤¤¤

روایت دیگر

(حضور غوث پاک کا مرید کون؟)

[تحفۃ القادریہ (فارسی/اُردو) صفحہ 46 / 49، بہجۃ الاسرار:193]

منقول ہے قول شیخ عرفاں ❁ فرماتے ہیں اس طرح وہ ذیشاں
اک دن میں گیا حضور سرکار ❁ اور عرض یہ کی کہ شاہِ ابرار
گر کوئی ہا ادعائے نسبت ❁ کہتا ہو کہ ہوں مرید حضرت
واقع میں نہ کی ہو بیعت اُس نے ❁ پائی نہ ہو یہ کرامت اُس نے
خرقہ نہ لیا ہو یاں سے حاصل ❁ کیا وہ بھی مریدوں میں ہے داخل
گویا ہوئے یوں خدا کے محبوب ❁ جو آپ کو ہم سے کر دے منسوب
مقبول کرے خدائے برتر ❁ ہوں عفو گناہ اس کے یکسر
ہو گرچہ اسیرِ دامِ عصیاں ❁ ہے داخلِ زمرۂ مریداں (1)
ہاں مژدہ ہو بہر قادریاں ❁ ہے جوش پہ بحرِ فیضِ احساں
دیکھے تو کوئی حسنؔ کہاں ہے ❁ وہ وقفِ غم و محن کہاں ہے

---

(1) سرکارِ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے نہ صرف مریدوں میں قبول فرمایا بلکہ مزید بشارت عطا فرمائی چنانچہ بہجۃ الاسرار:193 پر ہے: وَعَدَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ وَتَعَالٰی اَنْ یُّدْخِلَ اَصْحَابِیْ وَ ـــــ كُلُّ مُحِبِّیْ فِی الْجَنَّةِ یعنی میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور میرے ہم مذہبوں اور مجھ سے محبت کرنے والوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ قادری

کہہ دو کہ گئی الم کی ساعت ❁ سرکار لٹا رہے ہیں دولت

سلطان ہے بہ سرِ عطا آ ❁ دامن پھیلائے دوڑتا آ

کیوں کوہِ الم تجھے دبائے ❁ کیوں کاوشِ غم تجھے ستائے

سرکار کریم ہے یہ دربار ❁ دربار کریم ہے دُربار

جھوٹوں بھی جو ہو غلام کوئی ❁ اُس کا بھی تُرکے نہ کام کوئی

رد کرنے کا یاں نہیں ہے معمول ❁ ہیں نام کی نسبتیں بھی مقبول

تجھ کو تو ہے واقعی غلامی ❁ لے دولتِ عشرتِ دوامی

اس ہاتھ میں آ کے ہاتھ دیجیے ❁ اور دونوں جہاں میں چین کیجیے

احسان خدا کہ پیر پایا
اور پیر بھی دستگیر پایا

¤¤¤

روایت دیگر

(مانگ من مانتی، منہ مانگی مرادیں لے گا)

[تحفۂ القادریہ (فارسی/اُردو) صفحہ 35/35، بہجۃ الاسرار: 64]

اے دل یہ بیاں ہے قابلِ سیر ❁ فرماتے ہیں حضرت ابوالخیر

ہیں اور میرے ساتھ کچھ مکرم ❁ حاضر تھے حضورِ غوثِ اعظم

فرمانے لگے جنابِ والا ❁ مقبول حضور حق تعالیٰ

ہم آج کہ بحر عطا ہیں ❁ اور مظہرِ رحمتِ خدا ہیں

جو کچھ مانگو عطا کریں گے ❁ حاجت سب کی روا کریں گے

سن کر یہ ابو سعید اُٹھے ❁ یوں پیش جنابِ شیخ اُٹھے

یہ خواہش دل ہے تاجدار آج ❁ اِمداد ہو ترک اختیار آج

یعنی کہ فقط یہ چاہتا ہوں ❁ میں اپنی طرف سے کچھ نہ چاہوں

پھر حضرت ابن قاید اُٹھ کر ❁ گویا ہوئے اس طرح کہ سرور

ہے میری بھی مراد و حاجت ❁ پاؤں میں مجاہدہ کی قوت

بزاز عمر نے عرض کی یہ ❁ یا شاہ ہے مطلب دلی یہ

ہو خوفِ خدا مجھے عنایت ❁ اور صدق و صفا عطا ہو حضرت

پھر بولے حسن کہ شاہِ عالم ❁ یہ حال میرا فزوں ہو ہر دم

بولے یہ جمیل مجھ کو حضرت ❁ حفظِ اوقات کی ہے حاجت
پھر بوالبرکات نے کہا یوں ❁ محبوب ہو عشق مانگتا ہوں
پھر میں نے یہ عرض کی کہ سرکار ❁ بندہ کو وہ معرفت ہے درکار
فارق رہے واردات میں جو ❁ معلوم رہے یہ حال مجھ کو
رحمٰن کی طرف سے تھا یہ وارد ❁ شیطاں کی طرف سے تھا یہ وارد
پھر شیخ خلیل حاضر آئے ❁ سائل ہوئے جاہ و قطبیت کے
پائی جو سوال سن کے فرصت ❁ فرمائی جواب میں یہ آیت

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝

(ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی تمہارے رب کی عطا سے اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں)۔ [پارہ 15، بنی اسرائیل: 20]

یعنی کہ ہوا یہ سب سے ارشاد ❁ ہم کرتے ہیں فضلِ رب سے امداد
رُکتی ہے کہیں عطا خدا کی ❁ کچھ حد نہیں فضلِ کبریا کی
بوالخیر یہ کہتے ہیں قسم سے ❁ مطلب جو طلب کیے تھے پائے
ہے عام عطیہ شاہ باذل ❁ ہیہات گدا کدھر ہے غافل
ہاں تھام لے دامنِ معطّی ❁ سر پاؤں پہ رکھ کے گود پھیلا
محتاج کو آج تاج دیں گے ❁ ٹھہری ہے جو مانگ آج دیں گے
شاہا مری صرف یہ صدا ہے ❁ منگتا ترا تجھ کو مانگتا ہے
بھٹکا پھرے کیوں گمان میرا ❁ تو میرا تو سب جہان میرا
اے دل میں نثار فیض باری ❁ کیا بزم دکھائی پیاری پیاری
ہے بیچ میں اک کریم باذل ❁ گھیرے ہوئے ہر طرف سے سائل
پروانوں میں شمع ہے نمودار ❁ یا تاروں میں چاند ہے ضیا بار

محبوب ہے اپنے مانگوں میں ❁ یا پھول ہزار بلبلوں میں

ذرّوں میں ہے مہر کی تجلّی ❁ بکھر آئے ہیں آنکھ پہ طوطی

ہر عکس ہزار آن کی جاں ❁ ایمان کی جاں، جان کی جاں

کہتا ہوں یہ حسنؔ کی زبانی ❁ ہم آج ہیں شرحِ مَنْ رَاٰنِیْ (۱)

پردۂ رُخ یہ دُور فرمائیں ❁ کیا بزم اِنصیب تک چمک جائیں

ہو چاند چکور بن کے شیدا ❁ سورج کہے ذرّہ ہوں تمہارا

عالم سے نرالی ہیں ادائیں ❁ دل کھینچنے والی ہیں ادائیں

وہ آنکھیں ہیں قابلِ زیارت ❁ ہو جن میں یہ پیاری پیاری صورت

اس دل کی خوشی کا کیا بیاں ہو ❁ جس میں یہ جمال میہماں ہو

وہ پاؤں ہیں چومنے کے قابل ❁ طے جن سے ہو اُن کے گھر کی منزل

اُن ہاتھوں کا ہے عجب نصیبہ ❁ پایا ہے جنھوں نے دامن اُن کا

ایسوں سے پھرا ہوا ہے جو دل ❁ برگشتہ نصیب ہے وہ غافل

خالی ہے جو اُن کی آرزو سے ❁ وہ آنکھ بھری رہے لہو سے

کہہ دیجیے اُن کے مدعی سے ❁ مایوسِ جناں ہو تو ابھی سے

کم بخت اگر یہی ہیں محتاج ❁ تو کون ہے آج صاحبِ تاج

جو اُن سے ملا، ملا خدا سے ❁ جو اُن سے پھرا، پھرا خدا سے

مردانِ خدا خدا نباشند ❁ لیکن ز خدا جدا نباشند

---

(۱) حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے: طُوْبٰی لِمَنْ رَآنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَآنِیْ وَ اَنَا الْحَسْرَۃُ عَلٰی مَنْ لَمْ یَرَنِیْ یعنی وہ شخص خوش ہو جائے کہ جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو اور میں اس شخص پر حسرت کرتا ہوں کہ جس نے مجھے نہیں دیکھا۔ (بہجۃ الاسرار: 191) قادری

جو اُن سے پھرے عجیب ہے وہ ❁ بدبخت ہے، بدنصیب ہے وہ
ایسوں کو بُرا کہا ستم گر ❁ ایمان نگل گیا ستم گر
اور تجھ کو ڈکار تک نہ آئی ❁ اُف رے تیرے معدہ کی صفائی
چوپاں سے الگ الگ جو جائے ❁ کب گُرگ کے شر سے امن پائے
کہتا ہے تُو ان کو خاک کا ڈھیر ❁ ناپاک تری سمجھ کا ہے پھیر
شیطاں نے تجھے کیا ہے مجنوں ❁ کیا تو نے سنا نہ لَا یَمُوْتُوْن
کیا سُوجھی ہے منکر تصرف ❁ اس وجہ ہے بدلگام تو اُف
قدرت انہیں دی ہے کبریا نے ❁ مقبول کیا انہیں خدا نے
پھر کیوں نہ دکھائیں یہ کرامت ❁ کیا جائے عجب ہے خرقِ عادت
مشرک تجھے شرک سُوجھتا ہے ❁ زندوں کو خدا بنا لیا ہے
ان زندوں کے آگے رُوپ بدلے ❁ حکام و حکیم سے مدد لے
ان زندوں کی زندگی سے ہے کور ❁ جا مردے تو خود ہے زندہ درگور
غافل کہ مدد کے معنی کیا ہیں ❁ فاعل ہے خدا یہ واسطہ ہیں
قرآن کی آیت جمیلہ ❁ خود کہتی ہے وَابْتَغُوْا الْوَسِیْلَه (1)
بیکار ہیں یہ تیری نظر میں ❁ بے زینے چڑھا گرا سقر میں
تعظیم سے ان کی تُو پھرا ہے ❁ توہین کے بول بولتا ہے
اک اَمر کا تجھ سے ہوں میں سائل ❁ دے اس کا جواب مجھ کو غافل
کس طرح خدا خدا کو جانا ❁ اسلام کہیں سے مول لایا
خالق نے کیا کلام تجھ سے ❁ یا وحی سنا گئے فرشتے
کیا دین ہے باپ کی کمائی ❁ یا اُمِّ شفیقہ ساتھ لائی

---

(1) قرآن پاک میں ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ یعنی اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (پارہ 06، المائدۃ:35)

گھر میں ترے چرخ سے گرا ہے ❁ یا دیں زمیں سے اُگا ہے
جن لوگوں سے کل تجھے ملا دین ❁ آج ان کی تُو کر رہا ہے توہین
احسان کا کیا یہی عوض تھا ❁ نیکی کا مگر یہی ہے بدلا
جس گھر کی ملی تجھے غلامی ❁ شایاں نہیں واں نمک حرامی
مقبولوں سے ہے تجھے عداوت ❁ مردود ہے سب تیری عبادت
رہبر سے الگ چلا ہے غافل ❁ کس طرح تجھے ملے گی منزل
خائن ہے تُو حقِ اولیا میں ❁ بچ جان کہ آ گیا بلا میں
محسن کے بُھلا دیے ہیں احساں ❁ ہیں شومیِ بخت کے یہ ساماں
ایمان کا اب سے لے نہ تُو نام ❁ بدنام کنندۂ نکو نام
جو دامنِ نا خدا کو چھوڑے ❁ منجدھار میں اپنی ناؤ توڑے
نجدی پہ جو سر منڈا کے بیٹھا ❁ اولوں کا بھی کچھ خیال رکھا
ان باتوں کو اپنے دل سے کر دُور ❁ کیوں اُن سے ہوا ہے بے خبر دُور
بس تیرے لیے نجات ہے یہ ❁ سو بات کی ایک بات ہے یہ
بے خیر حسنؔ کدھر گیا تو ❁ ناپاکوں کے منہ عبث لگا تو

پڑھ کوئی غزل کہ وجد آئے
مستانہ سخن مزے دکھائے

¤¤¤

اللہ! برائے غوث الاعظم

اللہ! برائے غوث الاعظم ❁ دے مجھ کو ولائے غوث الاعظم

دیدارِ خدا تجھے مبارک ❁ اے محوِ لقائے غوث الاعظم

وہ کون کریم صاحبِ جود ❁ میں کون گدائے غوث الاعظم

سوکھی ہوئی کھیتیاں ہری کر ❁ اے ابرِ سخائے غوث الاعظم

اُمیدیں نصیب، مشکلیں حل ❁ قربان عطائے غوث الاعظم

کیا تیزیِ مہرِ حشر سے خوف ❁ ہیں زیرِ لوائے غوث الاعظم

وہ اور ہیں جن کو کہیے محتاج ❁ ہم تو ہیں گدائے غوث الاعظم

ہیں چاپ نالۂ غریباں ❁ گوش شنوائے غوث الاعظم

کیوں ہم کو ستائے نارِ دوزخ ❁ کیوں رد ہو دعائے غوث الاعظم

بیگانے بھی ہو گئے یگانے ❁ دل کش ہے ادائے غوث الاعظم

آنکھوں میں ہے نور کی تجلی ❁ پھیلی ہے ضیائے غوث الاعظم

جو دم میں غنی کرے گدا کو ❁ وہ کیا ہے عطائے غوث الاعظم

کیوں حشر کے دن ہو فاش پردہ ❁ ہیں زیرِ قبائے غوث الاعظم

آئینۂ روئے خوبرویاں ❁ نقشِ کفِ پائے غوث الاعظم

اے دل شہ ڈر ان بلاؤں سے اب ❁ وہ آئی صدائے غوث الاعظم

اے غم جو ستائے اب تو جانوں ❁ لے دیکھ وہ آئے غوث الاعظم

تارِ نفسِ ملائکہ ہے ❁ ہر تارِ قبائے غوث الاعظم

سب کھول دے عقدہائے مشکل ❁ اے ناخنِ پائے غوث الاعظم

کیا ان کی ثنا لکھوں حسنؔ میں

جاں بار فدائے غوث الاعظم

¤¤¤

روایت دیگر

(حسین بن منصور حلاج کی اِمداد کی بابت)

[تحفۂ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 47 / 50، بہجۃ الاسرار:196]

منقول ہے قاسم و عمر سے ❁ دل شاد ہوا ہے اِس خبر سے
کہتے تھے حضور مایۂ نُور ❁ جب چوک کے گرے حسین منصور
اُس وقت میں تھا نہ کوئی ایسا ❁ جو ہاتھ پکڑ کے روک لیتا
ہوتا جو وہ عہد ہم سے آباد ❁ ہم کرتے ضرور اُن کی اِمداد
جو شخص ہوا ہے ہم سے بیعت ❁ یاور ہیں ہم اُس کے تا قیامت
ہر حال میں اُس کا ساتھ دیں گے ❁ پھسلے گا قدم تو ہاتھ دیں گے
اِس شانِ رفیع کے تصدق ❁ اِس لطف وسیع کے تصدق
یا غوث صراط پر چلوں جب ❁ لغزش میں نہ آنے پائے مرکب
ثابت قدمی یہ لطف دے جائے ❁ جنت مجھے ہاتھوں ہاتھ لے جائے
گھبرائے صراط پر نہ خادم ❁ حافظ ہو صدائے یَثبِتُ قدمُ

⌑⌑⌑

روایت دیگر

(مجلس وعظ میں بارش ہونے اور حضور کی نگاہ سے بادلوں کا چھٹنا)

[تحفۃ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 88 / 99، بہجۃ الاسرار:147]

کہتے ہیں عدی بن مسافر ❁ تھا مجلسِ وعظ میں مَیں حاضر
ناگاہ ہوا شروع باراں ❁ ہونے لگی انجمن پریشاں
دیکھے جو یہ برہمی کے اطوار ❁ سر سوئے فلک اُٹھا کے اک بار
کہنے لگے اس طرح وہ ذیشاں ❁ میں تو کروں جمع تُو پریشاں
فوراً وہ مقام چھوڑ کر ابر ❁ تھا قطرہ فشاں اِدھر اُدھر برابر
اللہ رے جلالِ قادریّت ❁ قربان کمالِ قادریّت
اے حاکم و بادشاہِ عالم ❁ اے داد رس و پناہِ عالم
گھِر آئے ہیں غم کے کالے بادل ❁ چھائے ہیں الم کے کالے بادل
سینہ میں جگر ہے پارہ پارہ ❁ للہ اِدھر بھی اک اِشارہ

¤¤¤

روایت دیگر

(حضور غوث پاک کے دیدار کی برکت سے عذابِ قبر جاتا رہا)

[تحفۂ القادریہ، (فارسی/اُردو) صفحہ 51 / 55، بہجۃ الاسرار: 194]

عیسیٰ نے وہ ماجرا سنایا ❁ جس نے دلِ مُردہ کو جلایا

کہتے ہیں کہ پیشِ شاہِ ابرار ❁ آ کر یہ کیا کسی نے اظہار

اک شخص کہ حال میں مرا ہے ❁ کیا جانیے اُس پہ کیا بلا ہے

مرقد میں ہے درد منتہ ہر دم ❁ ہے شور و فغاں بلند ہر دم

فرمانے لگے یہ سُن کے حضرت ❁ کیا ہم سے وہ کر چکا ہے بیعت

اُس کا کبھی یاں ہوا ہے آنا ❁ کھایا ہے ہمارے گھر کا کھانا

مخبر نے کہا کہ شاہِ ذی جاہ ❁ ان باتوں سے میں نہیں کچھ آگاہ

ارشاد ہوا کرم کا جھالا ❁ محروم پہ ہے فزوں برستا

کچھ دیر مراقبہ کیا پھر ❁ ہیبت ہوئی روئے شاہ سے ظاہر

پھر آپ یہ سر اُٹھا کے بولے ❁ دیتے ہیں ہمیں خبر فرشتے

اُس شخص نے ایک بار سرور ❁ دیکھا تھا جمالِ روئے انور

اور دل میں گمانِ نیک لایا ❁ اس وجہ سے حق نے اُس کو بخشا(۱)

---

(۱) بہجۃ الاسرار صفحہ 194 میں ہے کہ حضور غوث پاک نے ارشاد فرمایا: اِنَّ وَجْھَکَ قَدْ رَاٰی عَیْنَیَّ بِکَ الظَّنَّ فَرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَجَعَلَہٗ بِلَا شَکٍّ۔ یعنی اس نے آپ کا چہرہ دیکھا ہے اور آپ سے اس کو حسن ظن تھا اللہ عزوجل نے اس وجہ سے اس پر مہربانی فرمائی ہے۔ قادری

اُس قبر کو جا کے پھر جو دیکھا ❁ فریاد کا کچھ اثر نہ پایا

عیسیٰ نے عجب خبر سنائی ❁ کی جس کی ادا نے جاں فزائی

کیوں جان میں جان آ نہ جائے ❁ ٹوٹے ہوئے آسرے بندھائے

کیا جوشِ سُرور آج کل ہے ❁ ہر دل سے نشاط ہم بغل ہے

شادی نے وہ نوبتیں بجا دیں ❁ سوتی ہوئی قسمتیں جگا دیں

ہیں وقفِ زباں خوشی کی باتیں ❁ دن عیش کے خرمی کی راتیں

عالم سے خزاں ہوئی روانہ ❁ آیا ہے بہار کا زمانہ

عشرت کا سماں بندھا ہوا ہے ❁ ہر پیڑ نہال ہو رہا ہے

کیا موسمِ گل نے گدگدایا ❁ ہر پھول نے قہقہہ اڑایا

آنکھوں میں بسا ہے جلوۂ گل ❁ کیوں کر نہ ہو باغ باغ بلبل

آباد سرور ہے گلستاں ❁ ہر پھول چمن، چمن ہے خنداں

شبنم نے لٹائے ہیں جو گوہر ❁ ہے شاہدِ گل کی یہ نچھاور

مستوں کو صبا پکار لائی ❁ گلزار چلو بہار آئی

تیار ہوئے جنوں کے ساماں ❁ ہاتھوں میں لیے ہوئے گریباں

کرنے لگی فصلِ گل اِشارہ ❁ ہو دامن و جیب پارہ پارہ

جب تک کہ ہے یہ بہار باقی ❁ دامن میں رہے نہ تار باقی

سودے کا جما ہے آج بازار ❁ سر بیچنے کو چلیں خریدار

مستوں نے کیا ہجوم ہر سمت ❁ ہے موسمِ گل کی دھوم ہر سمت

اک شور ہے سبزہ زار دیکھو ❁ صحرا کو چلو بہار دیکھو

دیکھے تو کوئی حسن کی رفتار ❁ ہے سب سے نئے چلن کی رفتار

آنکھوں میں بہاؤ اشکِ شادی ❁ چہرہ سے ظہور بامرادی

ہونٹوں میں بھرا ہوا تبسم ❁ خاموش کبھی کبھی تکلم

کرتے ہیں کسی کی جستجوئیں ٭ دل سینہ میں دل میں آرزوئیں
کیفیتِ ذوق و وجد طاری ٭ ہر گام لب و زباں سے جاری
یا غوث تیرے نثار جاؤں ٭ قربان ہزار بار جاؤں
ہو جوش جہاں تیرے کرم کا ٭ کیا ذکر وہاں غم و اَلم کا
وہ مژدہ سنا دیا ہے، تُو نے ٭ روتوں کو ہنسا دیا ہے، تو نے
سلطان کریم تُو گدا میں ٭ کھاتا ہوں تیرا دیا ہوا میں
یا شاہ غلام ہے خطا کار ٭ زندانِ گناہ میں گرفتار
للہ کرو گرہ کشائی ٭ اس دامِ بلا سے دو رہائی
بندے کو عذاب سے بچا لو ٭ اپنے دو پاک پہ بُلا لو
عارض سے نقاب اُٹھا کے اک بار ٭ کر دو مجھے محوِ حُسنِ رخسار
دیکھوں جو بہار جلوہ حسن ٭ ہو جاؤں نثار جلوۂ حسن
دل سے خلشِ اَلم نکل جائے ٭ اَرمان کے ساتھ دم نکل جائے
پُر نُور میرا چراغ ہو جائے ٭ مرقد مجھے خانہ باغ ہو جائے
محشر میں نہ پاؤں شرمساری ٭ ہو ساتھ ترے ترا بھکاری
عزت سے میری بسر ہو دنیا ٭ ذلت نہ ہو مجھ کو روزِ عقبیٰ
کافی ہو مجھے تیرا سہارا ٭ محتاج رہوں نہ میں کسی کا
مغفور ہوں میرے سب اَبّ وجدّ ٭ ہوں منزلِ نور اُن کے مرقد
ماں میری کہ ہے کنیزِ سرکار ٭ غم دُکھ سے نہ ہو کبھی خبردار
کونین میں میرے بھائیوں پر ٭ ہو لطف حضور سایہ گستر
غم اُن سے جدا رہے ہمیشہ ٭ مقبول دُعا رہے ہمیشہ
جس طرح کہ اب ہیں شیر و شکر ٭ یونہیں رہیں ہم جناں میں مل کر
دنیا میں الگ نہ ہونے پائے ٭ جنت میں بھی ساتھ ساتھ جائیں

دل شاد رہیں حسین(۱) و حامد(۲) ※ آباد رہیں حسین و حامد

سرکار کریم سے عنایت ※ ہو دونوں کو دو جہاں کی نعمت

دونوں کی دعا نہ کیوں ہو دل سے ※ مشہور ہے میرے دونوں بیٹے

شاہا میرے دوست اور اعزہ ※ منظور کرم رہیں ہمیشہ

بس اے دل محوِ التجا بس ※ مشتاق حصول مدعا بس

بغداد سے آتی ہیں صدائیں

مقبول ہوئیں تری دعائیں

¤¤¤

(۱) حکیم حسین رضا خان ابن مولانا حسن رضا خان علیہم الرحمۃ

(۲) حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان ابن اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہم الرحمۃ والرضوان۔

اسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم

اسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم ❁ فقیروں کے حاجت روا غوثِ اعظم
گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا ❁ مدد کے لیے آؤ یا غوثِ اعظم
ترے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے ❁ ترے ہاتھ ہے لاج یا غوثِ اعظم
مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے ❁ کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوثِ اعظم
تمھیں دُکھ سنو اپنے آفت زدوں کا ❁ تمھیں درد کی دو دوا غوثِ اعظم
بھنور میں پھنسا ہے ہمارا سفینہ ❁ بچا غوثِ اعظم بچا غوثِ اعظم
جو دُکھ بھر رہا ہوں جو غم سہ رہا ہوں ❁ کہوں کس سے تیرے سوا غوثِ اعظم
زمانے کے دُکھ درد کی رنج و غم کی ❁ ترے ہاتھ میں ہے دوا غوثِ اعظم
اگر سلطنت کی ہوس ہو فقیرو ❁ کہو شَیْئاً لِلّٰہ یا غوثِ اعظم
نکالا ہے پہلے تو ڈوبے ہوؤں کو ❁ اور اب ڈوبتوں کو بچا غوثِ اعظم
جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا ❁ اُسی کا ہے تو لاڈلا غوثِ اعظم
کیا غور جب گیارھویں بارھویں میں ❁ معمہ یہ ہم پر کھلا غوثِ اعظم
تمھیں وصلِ بے فصل ہے شاہ دیں سے ❁ دیا حق نے یہ مرتبہ غوثِ اعظم
پھنسا ہے تباہی میں بیڑا ہمارا ❁ سہارا لگا دو ذرا غوثِ اعظم
مشائخ جہاں آئیں بہرِ گدائی ❁ وہ ہے تیری دولت سرا غوثِ اعظم

مری مشکلوں کو بھی آسان کیجے ❁ کہ ہیں آپ مشکل کشا غوثِ اعظم
وہاں سر جھکاتے ہیں سب اُونچے اُونچے ❁ جہاں ہے ترا نقشِ پا غوثِ اعظم
قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا ❁ کہا ہم نے جس وقت یا غوثِ اعظم
مجھے پھیر میں نفسِ کافر نے ڈالا ❁ بتا جائیے راستہ غوثِ اعظم
کھلا دے جو مرجھائی کلیاں دلوں کی ❁ چلا کوئی ایسی ہوا غوثِ اعظم
مجھے اپنی اُلفت میں ایسا گما دے ❁ نہ پاؤں پھر اپنا پتا غوثِ اعظم
بچا لے غلاموں کو مجبوریوں سے ❁ کہ تو عبدِ قادر ہے یا غوثِ اعظم
دکھا دے ذرا مہرِ رُخ کی تجلی ❁ کہ چھائی ہے غم کی گھٹا غوثِ اعظم
گرانے لگی ہے مجھے لغزشِ پا ❁ سنبھالو ضعیفوں کو یا غوثِ اعظم
لپٹ جائیں دامن سے اُس کے ہزاروں ❁ پکڑ لے جو دامن ترا غوثِ اعظم
سروں پہ جسے لیتے ہیں تاج والے ❁ تمہارا قدم ہے وہ یا غوثِ اعظم
دوائے نگاہے عطائے سخائے ❁ کہ شد درد و بالا دوا یا غوثِ اعظم
ز ہر رو و ہر راہ رویم بگرداں ❁ سوئے خویش راہم نما غوثِ اعظم
اُسیرِ کمندِ ہوا ہم کریما ❁ بہ بخشائے بر حالِ ما غوثِ اعظم
فقیر تو چشمِ کرم از تو دارد ❁ نگاہے بحالِ گدا غوثِ اعظم
گدایم مگر از گدایانِ شاہے ❁ کہ گویندش اہلِ صفا غوثِ اعظم
کمر بست بر خونِ من نفسِ قاتل ❁ اغثنی برائے خدا غوثِ اعظم
اُدھر میں پیا موری دولت ہے تیا ❁ کہوں کا سے اپنی بپا غوثِ اعظم
بپت میں کٹی موری سگری عمریا ❁ کرو موپہ اپنی دیا غوثِ اعظم
بھیو رو جو بیکنٹھ بگداد تو سے ❁ کہو موری نگری بھی آ غوثِ اعظم

کہے کس سے جا کر حسنؔ اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوثِ اعظم

نغمۂ روح

استمداد از حضرت سلطانِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے کریم بن کریم اے رہنما اے مقتدا ❁ اختر برجِ سخاوت گوہر درجِ عطا
آستانے پہ ترے حاضر ہے یہ تیرا گدا ❁ لاج رکھ لے دست و دامن کی مرے بہرِ خدا

روے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

شاہِ اقلیمِ ولایت سرورِ کیواں جناب ❁ ہے تمہارے آستانے کی زمیں گردوں قباب
حسرتِ دل کی کشاکش سے ہیں لاکھوں اضطراب ❁ التجا مقبول کیجے اپنے سائل کی شتاب

روے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

سالکِ راہِ خدا کو راہنما ہے تیری ذات ❁ مسلکِ عرفانِ حق ہے پیشوا ہے تیری ذات
بے نوایانِ جہاں کا آسرا ہے تیری ذات ❁ تشنہ کاموں کے لیے بحرِ عطا ہے تیری ذات

روے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

ہر طرف سے فوجِ غم کی ہے چڑھائی الغیاث ❁ کرتی ہے پامال یہ بے دست و پائی الغیاث
پھر گئی ہے شکل قسمت سب خدائی الغیاث ❁ اے مرے فریاد رس تیری دہائی الغیاث

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

منکشف کس پر نہیں شانِ معلّی کا عروج ❁ آفتابِ حق نما ہو تم کو ہے زیبا عروج
میں حضیضِ غم میں ہوں اِمداد ہو شاہا عروج ❁ ہر ترقی پر ترقی ہو بڑھے دونا عروج

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

تا کجا ہو پائمالِ لشکرِ افکار روح ❁ تا کجے ترساں رہے بے مونس و غمخوار روح
ہو چلی ہے کاوشِ غم سے نہایت زار روح ❁ طالبِ اِمداد ہے ہر وقت اے دلدار روح

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

دبدبہ میں ہے فلک شوکت ترا اے ماہ کاخ ❁ دیکھتے ہیں ٹوپیاں تھامے گدا و شاہ کاخ
قصرِ جنت سے فزوں رکھتا ہے عزّو جاہ کاخ ❁ اب دکھا دے دیدۂ مشتاق کو للہ کاخ

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

تو بہ سائل اور تیرے در سے پلٹے نامراد ❁ ہم نے کیا دیکھے نہیں غمگیں آتے جاتے شاد
آستانے کے گدا ہیں قیصر و کسریٰ قباد ❁ ہو کبھی لطف و کرم سے بندۂ مضطر بھی یاد

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

نفسِ امّارہ کے پھندے میں پھنسا ہوں العیاذ ❁ در ترا بیکس پنہ کوچہ ترا عالم ملاذ
رحم فرما یا ملاذی لطف فرما یا ملاذ ❁ حاضرِ در ہے غلامِ آستاں بہر لواذ

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

شہر یارا اے ذوی وقارا اے باغِ عالم کی بہار ❁ بحرِ احساں رشحۂ نیسانِ جود و کردگار
ہوں خزانِ غم کے ہاتھوں پائمالی سے دوچار ❁ عرض کرتا ہوں ترے در پر بچشمِ اشکبار

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

بر سر پرخاش ہے مجھ سے عدوئے بے تمیز ❁ رات دن ہے درپئے قلبِ حزیں نفسِ رجیز
جلا ہے سو بلاؤں میں مری جانِ عزیز ❁ حلِ مشکل آپ کے آگے نہیں دشوار چیز

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

اک جہاں سیراب ابرِ فیض ہے اب کی برس ❁ تر نوا ہیں بلبلیں پڑتا ہے گوشِ گل میں رس
ہے یہاں کشتِ تمنا خشک و زندانِ قفس ❁ اے سحابِ رحمتِ حق سوکھے دھانوں پر برس

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

فصلِ گل آئی عروسانِ چمن ہیں سبز پوش ❁ شادمانی کا نواسنجانِ گلشن میں ہے جوش
جوبنوں پر آ گیا حسنِ بہارِ گل فروش ❁ ہائے یہ رنگ اور ہیں یوں دام میں گم کردہ ہوش

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

دیکھ کر اس نفسِ بدخصلت کے یہ وحشی خواص ❁ سوزِ غم سے دل پگھلتا ہے مرا مثلِ رصاص
کس سے مانگوں خونِ حسرت ہائے کشتہ کا قصاص ❁ مجھ کو اس موذی کے چنگل سے عطا کیجے خلاص

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ایک تو ناحق بدل ہے شدتِ افکارِ قرض ❁ اس پر اعدا نے تقاضہ کر لیا ہے مجھ کو فرض
قرض ادا ہو یا نہ ہو لیکن مرا آزار قرض ❁ رد نہ فرماؤ خدا کے واسطے سائل کی عرض

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

نفس شیطاں میں بڑھے ہیں سو طرح کے اختلاط ❁ ہر قدم در پیش ہے مجھ کو طریقِ پل صراط
بھولی بھولی سے کبھی یاد آتی ہے شکلِ نشاط ❁ پیشِ بار کوہ کاہِ ناتواں کی کیا بساط

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

آفتوں میں پھنس گیا ہے بندۂ دار الحفیظ ❁ جان سے سو کاہشوں میں دم ہے مضطر الحفیظ
ایک قلبِ ناتواں ہے لاکھ نشتر الحفیظ ❁ المدد اے دادرس اے بندہ پرور الحفیظ

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

صبحِ صادق کا کنارِ آسماں سے ہے طلوع ❁ ڈھل چکا ہے صورتِ شب حسنِ رخسارِ شموع
طائروں نے آشیانوں میں کیے نغمے شروع ❁ اور نہیں آنکھوں کو اب تک خوابِ غفلت سے رجوع

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

بدلیاں چھائیں ہوا بدلی ہوئے شاداب باغ ❁ غنچے چٹکے پھول مہکے بس گیا دل کا دماغ
آہ اے جورِ قفس دل ہے کہ محرومی کا داغ ❁ واہ اے لطفِ صبا گل ہے تمنا کا چراغ

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

آسماں ہے قوس فکریں تیر میرا دل ہدف ❁ نفس و شیطاں ہر گھڑی کف بر لب و خنجر بکف
منتظر ہوں میں کہ اب آئی صدائے لاتخف ❁ سرورِ دیں کا تصدق بحر سلطانِ نجف

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

بڑھ چلا ہے آج کل احباب میں جوشِ نفاق ❁ خوش مذاقانِ زمانہ ہو چلے ہیں بد مذاق

سیکڑوں پردوں میں پوشیدہ ہے حسنِ اتفاق ❁ برسرِ پیکار ہیں آگے جو تھے اہلِ وفاق

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

ڈر درندوں کا اندھیری رات صحرا ہولناک ❁ راہ نامعلوم رعشہ پاؤں میں لاکھوں مغاک

دیکھ کر ابرِ سیہ کو دل ہوا جاتا ہے چاک ❁ آئیے امداد کو ورنہ میں ہوتا ہوں ہلاک

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

ایک عالم پر نہیں رہتا کبھی عالم کا حال ❁ ہر کمالے را زوال و ہر زوالے را کمال

بڑھ چکیں شب ہاے فرقت اب تو ہو روزِ وصال ❁ مہر اودھر منہ کرکہ میرے دن پھریں دل ہو نہال

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

گو چڑھائی کر رہے ہیں مجھ پہ اندوہ و الم ❁ گو پیاپے ہو رہے ہیں اہلِ عالم کے ستم

پر کہیں چھٹتا ہے تیرا آستاں تیرے قدم ❁ چارۂ دردِ دلِ مضطر کریں تیرے کرم

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

ہر کمر بستہ عداوت پر بہت اہلِ زمن ❁ ایک جانِ ناتواں لاکھوں الم لاکھوں محن

سن لے فریادِ حسن فرما دے امدادِ حسن ❁ صبحِ محشر تک رہے آباد تیری انجمن

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

ہے ترے الطاف کا چرچا جہاں میں چار سو ❁ شہرۂ آفاق ہیں یہ خصلتیں یہ نیک خو

ہے گدا کا حال تجھ پر آشکارا مو بمو ❁ آجکل گھیرے ہوئے ہیں چار جانب سے عدو

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

شام ہے نزدیک منزل دور میں گم کردہ راہ ❁ ہر قدم پر پڑتے ہیں اس دشت میں خس پوش چاہ
کوئی ساتھی ہے نہ رہبر جس سے حاصل ہو پناہ ❁ اشک آنکھوں میں قلق دل میں لبوں پر آہ آہ

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

تاج والوں کو مبارک تاج زر تختِ شہی ❁ بادشا لاکھوں ہوئے کس پر چلی کس کی رہی
میں گدا ٹھہروں ترا میری اسی میں ہے بہی ❁ ظلِ دامن خاکِ در دیہم و افسر ہے یہی

روے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوے من

¤¤¤

نظم معطر

[1309ھ]

حمد

حمداً یا مفضل عبدالقادر یا ذا الافضال
یا منعم یا مجمل عبد القادر انت المتعال

مولاے بما منت بالجود علی من دون سوال
امنن واجب سائل عبدالقادر جد بالآمال

یعنی اے فضل وکمال والے، اے عبدالقادر کو فضیلت بخشنے والے! ساری حمد تجھی کو زیبا ہے۔ اے عبدالقادر کو انعام و اجمال کی دولت سے بہرہ ور کرنے والے! تیری شان بڑی بلند و برتر ہے۔ اے میرے آقا! تو نے ہمیشہ بلا سوال اپنے جود وکرم کی بارش فرمائی ہے! لہٰذا عبدالقادر کے سوالی کی مراد یں بر لا اور اس پر اپنے فضل و احسان کے سائبان سدا تانے رکھ۔

صلوٰۃ

بارد ز خدا بہ جد عبدالقادر
محمود خدا حامد عبدالقادر
باران درودے کہ چکیدہ زرخش
بارد بسر سید عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کے جدِ اعلیٰ پر اللہ کی طرف سے رحمت کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ اور جو خدا کا محمود ہے، وہ عبدالقادر کی تعریف و توصیف کرنے والا ہے۔ درود و سلام کی بارش جو اُن کے چہرے سے ٹپکتی ہے وہ سید عبدالقادر کے سر پر برستی ہے۔

تمہید

یا رب کہ دمد ثنائے عبدالقادر

ہر حرف کند ثنائے عبدالقادر

ہمزہ بردیف الف آید یعنی

خم کردہ قدش برائے عبدالقادر

یعنی اے پروردگار! عبدالقادر کے اندر سے جو روشنی نکلتی ہے اس کا ہر حرف عبدالقادر کی تعریف کرتا ہے۔ اور ہمزہ جو الف کے بعد آتا ہے وہ اپنے قد کو عبدالقادر کے لیے خم کر دیتا ہے۔

ردیف الف

یا من بسناہ جآء عبدالقادر

یا من بثناہ یا عبدالقادر

ذاذ انت جعلتہ کما کنت تشآء

فاجعلنی کیف شآء عبدالقادر

یعنی اے میرے رب! تو مجھے کھڑا کر دے عبدالقادر آ گئے ہیں۔ اے ذات تو مجھے دوڑا دے عبدالقادر۔ (اے رب!) جب تو نے اس کو پیدا کیا جیسا کہ تو نے چاہا، پس تو مجھے بھی کر دے جیسا کہ عبدالقادر چاہتے ہیں۔

رباعی

ربی ارجی الرجاء عبدالقادر

اذ عودنا العطاء عبدالقادر

الدار رسیعۃ و ذوالدار کریم

بورنا حیث بار عبدالقادر

یعنی اے میرے رب امیری اُمیدوں کی پرورش کردے عبدالقادر کے طفیل جب عبدالقادر کی عطا ہماری طرف لوٹ آئی ہے۔ گھر کشادہ ہے، گھر والا کریم ہے عبدالقادر کے لیے، یہاں گھوڑے کے بوجھ کی ضرورت نہیں۔

ردیف الباء (ب)

در حشر گہ جناب عبدالقادر

چوں نشر کنی کتاب عبدالقادر

از قادریاں مگو جداگانہ حساب

مد شمر از حساب عبدالقادر

یعنی جناب عبدالقادر حشر کے میدان میں ہیں جب تُو عبدالقادر کی کتاب نشر کرے گا۔ قادریوں سے علاحدہ کر کے حساب نہ کرنا، بلکہ عبدالقادر کے حساب ہی میں ایک مشت شمار کر لینا۔

رباعی

اللہ اللہ ربّ عبدالقادر

دارد واللہ حب عبدالقادر

از وصف خدائے تو نصیب دادند

طوبیٰ لک اے محب عبدالقادر

یعنی اللہ اللہ عبدالقادر کا رب، بخدا وہ عبدالقادر سے محبت رکھتا ہے۔ خدا کے اوصاف میں سے تجھ کو حصہ ملا ہے، (جنتی پھل دار درخت) طوبیٰ کا پھل عبدالقادر سے محبت رکھنے والے کے لیے ہے۔

ردیف التاء (ت)

اے عاجز تو قدرت عبدالقادر

محتاج درت دولت عبدالقادر

از حرمت ایں قدرت و دولت بخشائے

بر عاجز پر حاجت عبدالقادر

یعنی اے وہ شخص! جو عبدالقادر کی قدرت و اختیار کے سامنے بالکل عاجز و مجبور ہے، اور ہر لمحہ اس کے در دولت کا محتاج۔ اپنی اس عزت و احترام کے طفیل اس عاجز کو بے کراں دولت بخش دیں کہ اس کی حاجات و ضروریات بے شمار ہیں۔

رباعی

تنزیل مکمل است عبدالقادر

تکمیل منزل ست عبدالقادر

کس نیست جز او در دو کنار ایں سیر

خود ختم و خود اول ست عبدالقادر

یعنی عبدالقادر مکمل قرآن پاک پر عمل پیرا ہے اور منزل کو مکمل کرنے والا ہے عبدالقادر۔ اس کے سوا کوئی نہیں سیر و سیاحت میں دونوں کناروں کی خبر رکھنے والا؛ اس لیے عبدالقادر خود ہی اس کا انجام ہے اور خود ہی اس کا آغاز۔

رباعی

مما لا تعلمو ست عبدالقادر

مستور ستور ہو ست عبدالقادر

می جو مگیو پس آنچہ دانی کہ درست

از جستن و گفتن او ست عبدالقادر

یعنی عبدالقادر وہ ہیں جن کو تم نہیں جانتے، عبدالقادر "ہو" کے پردوں میں پوشیدہ ہیں۔ تلاش کر جو کچھ تو درست جانتا ہے، وہ بیان کر اس کے کہنے اور تلاش سے ہے عبدالقادر۔

رباعی مستزاد

دے گفت دلم کہ جان ست عبدالقادر گفتم احسنت
جان گفت کہ دین ما ست عبدالقادر گفتم امنت
دیں گفت حیات من از من و گفتم ایں جملہ صفات
از ذات بگو کہ آن ست عبدالقادر گم شد من و آمنت

یعنی میرے دل نے کہا: عبدالقادر میری جان ہیں میں نے تو یہ صحیح جان کے کہا عبدالقادر میرا دین ہیں، میں نے کہا میں ایمان لایا۔ اس نے کہا میری زندگی مجھ سے میں نے کہا زندگی ہی نہیں بلکہ تمام صفات زندگی تو اپنی ذات سے کہہ عبدالقادر وہ ہیں کہ مجھ سے ہیں میں اور تو گم ہو گیا تو ہی تو رہ گیا۔

مستزاد دیگر

عقل و حصر صفات عبدالقادر شبگور نجوم
وہم و ادراک ذات عبدالقادر وہ شارق و یوم
عجز آنکہ بکنہ قطرہ آبے نرسید زہم آنکہ رسد
تا قعر یم و فرات عبدالقادر قدرت معلوم

یعنی عقل سے اس کو گھیر لینا یہ عبدالقادر کی صفات ہیں اندھیری رات اور ستاروں سے بھری رات میں حیات کو بھنا یہ عبدالقادر ہیں وہ اپنی سرشت میں چمکنے والے ہیں آپ عاجز استے ہیں کہ حقیقت میں ایک قطرہ پانی کا اپنی مرضی سے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ گمان یہ ہے کہ پہنچ سکتا ہے فرات اور دریا کی گہرائی تک عبدالقادر کے پہنچ سکتا ہے۔ مگر اس کی قدرت معلوم ہے وہ ان کی مرضی کے مطابق چلتا ہے۔

ردیف الثاء (ث)

دیں را اصل حدیث عبدالقادر
اہل دیں را مغیث عبدالقادر

او ما ینطق عن الھوی ایں شرحش

قرآن احمد حدیث عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کا قول دین کی اصل بنیاد ہے، حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کی طرح دین داروں کے لیے عبدالقادر فریاد رسی کرنے والے ہیں۔ حضور ﷺ اپنی مرضی سے کچھ نہیں فرماتے اللہ کے حکم کے مطابق ارشاد فرماتے ہیں اور عبدالقادر قول نبی ﷺ کی شرح کرتے ہیں۔ قرآن احمد مجتبیٰ ﷺ کی زبان و دل پر نازل ہوا اور حدیث کی وضاحت عبدالقادر کرتے ہیں۔

ردیف الجیم (ج)

اے رفعت بخش تاج عبدالقادر

پُر نور کن سراج عبدالقادر

آں تاج و سراج باز بر کن یا رب

بستاں ز شاہاں خراج عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر کے تاج کو رفعت و بلندی دینے والے عبدالقادر کے چراغ کو منور و نورانی کر دے۔ اے اللہ تعالیٰ اس تاج اور چراغ کو ظاہر کر کے روشن کر دے تاکہ بادشاہ اپنے محلوں، باغوں سے عبدالقادر کو خراج محصول پیش کرنے کے لیے حاضر ہوں۔

ردیف الحاء (ح)

پاک ست ز باک طرح عبدالقادر

وجبی ست بری ز جرح عبدالقادر

جرحش کہ تو اند ز کلک قدرت

احمد متن ست و شرح عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کا طرز زندگی کسی اعتراض کے خوف سے پاک ہے۔ عبدالقادر کا حکم واجب ہے کسی جرح و اعتراض سے بری ہے۔ جرح کون کر سکتا ہے قدرت کے قلم سے کیوں کہ احمد ﷺ متن اصل کتاب ہیں اور اس کی شرح تفصیل عبدالقادر ہیں۔

رباعی

اے عام کن صلاح عبدالقادر
انعام کن فلاح عبدالقادر
من سر تا پا جناح عشتم فریاد
اے سر تا پا مجاح عبدالقادر

یعنی عبدالقادر صلاح ومشورے عام کرو، عبدالقادر کے فلاح مشورے لوگوں کو انعام میں دو۔ میں سرے پاؤں تک فریاد اور آہ وزاری کی تصویر مجسم بن گیا ہوں اور عبدالقادر سرے پاؤں تک ہم کو تحفظ وپناہ دینے والے ہیں۔

ردیف الخاء (خ)

اے ظلِ الٰہ شیخ عبدالقادر
اے بندہء پناہ عبدالقادر
محتاج وگدائیم وتو ذوالتاج وکریم
شیئاً للّٰہ شیخ عبدالقادر

یعنی اے شیخ عبدالقادر! زمین پر آپ ظلِ الٰہی ہیں اے بندۂ خدا کو زمین پر پناہ دینے والے عبدالقادر آپ ہیں۔ میں فقیر ومحتاج ہوں اور آپ تاج شاہاں پہنے اور کریم ہیں یا شیخ عبدالقادر اللہ کے واسطے مجھے بھی کچھ عطا فرمائیں۔

رباعی

ماہ عربی اے رخ عبدالقادر
نورے زربی اے رخ عبدالقادر
امروز زدی ز پری خوشتری
بدر عجمی اے رخ عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر! آپ کا چہرۂ مبارک ماہِ عرب نبی کریم ﷺ کی طرح منور ہے اور رب کی نورانی شعاعیں اے عبدالقادر آپ کے رُخِ انور سے مترشح ہوتی ہیں۔ آج تُو نے پری سے زیادہ خوبصورتی حاصل کی ہے اور اے عبدالقادر آپ کا رُخِ مبارک عجم کا چاند ہوگیا ہے۔

ردیف الدال (د)

دین زاد کہ زاد زاد عبدالقادر
دل داد کہ داد داد عبدالقادر
ایں جاں چہ کنم سگش باد و مرا
جان باد کہ یاد باد عبدالقادر

یعنی دین توشہ ہے جو پیدا کیا گیا عبدالقادر نے توشہ بنا کر دل دیا بخشش کی یہ عبدالقادر کا انصاف ہے۔ میں اس جان کا کیا کروں ان کے کتے کی نذر ہے اور مجھ کو جان چاہیے اور ہوا ہو عبدالقادر کی ہوا۔

ردیف الذال (ذ)

سلطان جہان معاذ عبدالقادر
تن ملجاؤ جان ملاذ عبدالقادر
حسن آر دامانی و اماں بارد ہام
آں را کہ دہد عیاذ عبدالقادر

یعنی عبدالقادر پناہ گاہ جہان کے بادشاہ ہیں۔ عبدالقادر جسم کی پناہ گاہ اور جان و روح کے محافظ خانہ ہیں۔ حسن کے دامن کو سنوارنے والے سردی اور چھت سے امان دینے والے ہیں عبدالقادر ہی ان کو پناہ دیتے ہیں۔

ردیف الراء (ر)

پر آب بود کوثر عبدالقادر
خوش تاب بود گوہر عبدالقادر

در ظلمات و ظما آب و تابے دارم
اے حشر بیا بر در عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کا حوضِ کوثر کے پانی سے لبالب بھرا ہوا ہے۔ عبدالقادر کا موتی اپنی آب و تاب میں بے مثل ہوتا ہے۔ اندھیرے میں چمکتا ہوا طاقت ور پانی میرے پاس موجود ہے اے یوم حشر پیاسوں کو عبدالقادر کے دروازے پر لا۔

رباعی

یا ربّ نیم از در خور عبدالقادر
دل دادہ مراں از در عبدالقادر
اے ننگ مریدے از ترفتہ بمراد
رفتن مدہ از خاطر عبدالقادر

یعنی اے اللہ! عبدالقادر کی طعام گاہ سے بھوکا خالی پیٹ والے دل دیے ہوئے کو عبدالقادر کے دروازے سے مت بھگانا۔ اے بے شرم بدنام مُرید! تُو اپنی مراد لیے بغیر مت جا۔ تُو عبدالقادر کی خاطر اس دروازے سے خالی ہاتھ مت جانے دے۔

رباعی

حس کن انوار بدر عبدالقادر
بس کن از اسرار عبدالقادر
خود قدرت قدر تا مقدر ز قد
جوئی مقدار قدر عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کے دروازے کے انوار کا احساس حاصل کرنے کی قوت پیدا کر۔ عبدالقادر کے سینے کے اسرار و رموز تو بہت زیادہ ہیں بس تیرے لیے اتنے ہی کافی ہیں۔ تُو خود غیر مقدار قدرت کی قدر اپنی قدرت طاقت سے تلاش کرتا ہے عبدالقادر کی قدرت کتنی ہے اس کی مقدار کیا ہے تُو معلوم نہیں کرسکتا۔

ردیف الزاء (ز)

اے فضل تو برگ و ساز عبدالقادر
فیض تو چمن طراز عبدالقادر
آں کن کہ رسد قمری بے بال و پرے
در سایہ تو سرو ناز عبدالقادر

یعنی اے رب! تیرا فضل عبدالقادر کا برگ اور ساز و سامان ہے۔ تیرا فیض عبدالقادر کے چمن کو نقش و نگار عطا کرنے والا ہے۔ اے عبدالقادر! کچھ ایسا کر کہ بے بال و پر کی قمری تیرے ناز میں سرو کے زیر سایہ پہنچ جائے۔

ردیف السین (س)

درد از در مجلس عبدالقادر
دور ست سگ بیکس عبدالقادر
حال ایں و ہوس آنکہ چو میرم میرم
سر بر قدم اقدس عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کی مجلس کے دروازے کا درد۔ اے عبدالقادر! اس بے کس و ناچار کتے سے بہت دور ہے۔ علاج اس ہوس کا یہ ہے کہ اے عبدالقادر! تیرے قدم مقدس پر سر رکھ کر میں جان دے دوں، اور تجھ پر قربان ہو جاؤں۔

رباعی مستزاد

گفتم تاج رؤس عبدالقادر سر خم گردید
جانا روح نفوس عبدالقادر بر خود بالید
رزما او قلب فوج دیں را دل و جاں ست ذو بت فتح
بزما بزما عروس عبدالقادر شاداں رقصید

یعنی میں نے کہا عبدالقادر سر کا تاج ہے اور سر کو جھکا دیا تو جان نے عبدالقادر کی روح اور نفس خود بخود بڑھ کے پروان چڑھے ہیں۔ اس نے جان و دل کے ساتھ فوج کو دین کے لیے لڑایا تو فتح کی نوبت بجنے لگی، اور عبدالقادر کی روح دلہن بن کر ہر ہر محفل میں خوشی سے ناچی۔

ردیف الشین (ش)

بالا است بلند فرش عبدالقادر
آوردہ بفرش عرش عبدالقادر
ایں کرد کہ کرد شاہ کہ فروز
بالائے فرود عرش عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کا فرش بہت بلند و بالا ہے۔ عبدالقادر اس کو عرش کے فرش تک لے گیا۔ اس نے اتنا اونچا اور اونچا کیا کہ مالک الملک اللہ کا عرش اس سے اونچا رہا۔ یعنی اللہ کا عرش سب سے اوپر اور نیچے عبدالقادر کا تھا۔

رباعی

عرش شرف ست فرش عبدالقادر
فرش شرح ست عرش عبدالقادر
یعنی تا سر پائے فرش نمود
سر با شد فرش عرش عبدالقادر

یعنی عرش سے عبدالقادر کے فرش نے شرف حاصل کیا ہے؛ کیونکہ عبدالقادر کا عرش شرح محمدی ﷺ کا فرش ہے۔ یعنی پاؤں سے سر تک فرش ہی نظر آتا ہے اس کا سر بھی عبدالقادر کے عرش کا فرش ہی نظر آتا ہے۔

ردیف الصاد

فن گرچہ نہ شد بر فص عبدالقادر
جاں دارد مہر از فص عبدالقادر

گر ناقصم ایں نسبت کامل پر خوش است
کاں بندۂ رضا ناقص عبدالقادر

یعنی ہنر اگرچہ عبدالقادر کے صاف بیان کرنے پر تہ ہو مگر مہر عبدالقادر کے نگینہ سے مہر کرنے سے جان دار ہو گئی ہے۔ اگرچہ میں ناقص ہوں مگر اس نسبت کامل پر خوشی ہے کہ عبدالقادر کا ناقص بندہ ایک رضا بھی ہے۔

رباعی

بالکسر منم مخلص عبدالقادر
سر بہ قدم خلص عبدالقادر
بر کسر چو رحم آر و فتحش چہ عجب
بالفتح شوم مخلص عبدالقادر

یعنی کسرہ کی مانند زیر ہو کر میں عبدالقادر کے ساتھ اخلاص و وفا نبھانے والا ہوں۔ سر سے پاؤں تک میں عبدالقادر کا مخلص دوست ہوں۔ اگر تو کسرے کے ساتھ مخلص ہو تو فتح میں اس کے تعجب نہیں ہے۔ اگر زبر کے ساتھ ہو خلاصی پایا ہوا ہو تب میں عبدالقادر کا آزاد شدہ غلام ہوں۔

ردیف الضاد (ض)

تمکین گلے از ریاض عبدالقادر
تکوین نمے از حیاض عبدالقادر
نور دل عارفاں کہ شب صبح نماست
سطرے بود از بیاض عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کے باغ کا قدر و مرتبہ والا پھول ہوں۔ عبدالقادر کا رنگین نمی والا حوض ہوں۔ عارفوں کے دل کا نور صبح کو ظاہر ہونے والا ہے۔ یہ دراصل عبدالقادر کے بیاض کے ایک سطر کی مانند ہے۔

ردیف الطاء (ط)

ایں جا وجہ نشاط عبدالقادر
آں جا شمع صراط عبدالقادر

یکشادہ دور دادۂ یاد تہادہ بجود
دروازۂ صلاۃ سماط عبدالقادر

یعنی اس جگہ عبدالقادر کے خوشی کی یہ وجہ ہے، اس جگہ عبدالقادر کے راستے میں شمع روشن ہے۔ دور کھلا ہوا ہے جو سخاوت سے پنکھا جھل رہی ہے، درود کا دروازہ اور عبدالقادر کے لیے دستر خوان قطار میں بچھا ہوا ہے۔

ردیف الظاء (ظ)

خوبان چو گل بوعظ عبدالقادر
اعیان رسل بوعظ عبدالقادر
پروانہ صفت جمع کہ خود جلوہ نماست
شمع جز و کل بوعظ عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کے وعظ میں خوب صورت مثل گلاب کے اور قوم کے سردار عبدالقادر کے وعظ میں پہنچے ہوئے تھے۔ وہ پروانوں کی طرح جمع تھے اور خود اپنے جلوے دکھا رہے تھے عبدالقادر کے وعظ میں سب کی شمع روشن تھیں۔

ردیف العین

خود راتبہ خو از شمع عبدالقادر
مہ آرزقہ بر ز شمع عبدالقادر
ایں نور و سرور شیرت از صبح زچیست
دو دیست مگر ز شمع عبدالقادر

یعنی مقررہ اُجرت نے کہا شمع کی روشنی سے فائدہ حاصل کرائے عبدالقادر تھوڑی خوراک روشنی کی عبدالقادر کی شمع سے لے جا۔ یہ نور اور سُرور تیرے لیے دودھ کی طرح صبح کو کیا ہے یہ عبدالقادر کی شمع کا دھواں ہے۔

رباعی

ما مکور ز شمع عبدالقادر

مہرے بنگر ز شمع عبدالقادر

کاریکہ ز خور بہ نیم مہ دیدی بین

در نیم نظر ز شمع عبدالقادر

یعنی تو عبدالقادر کی شمع کے آگے مت چل بلکہ عبدالقادر کی شمع سے سورج کو دیکھ۔ جو کام کہ تو نے سورج کی روشنی یا مہینہ کی چودھویں تاریخ کو دیکھی ہے وہ عبدالقادر کی شمع کی روشنی میں آدھی نظر سے دیکھ لے۔

رباعی

بر وحدت او رابع عبدالقادر

یک شاہد و دو سابع عبدالقادر

انجام وے آغاز رسالت باشد

ایک گو ہم تابع عبدالقادر

یعنی اس کی وحدت پر چوتھا گواہ عبدالقادر ہے، ایک اور دو گواہ ساتواں عبدالقادر ہے۔ ان مراتب کی انتہا و اختتام کے بعد نبوت و رسالت کی ابتدا ہوتی ہے بس اتنا کہو کہ ان کے تابع و فرماں بردار عبدالقادر بھی ہے۔

رباعی مستزاد

واحد چو تمیم رابع عبدالقادر در دامن دال

زائد چو سوم سابع عبدالقادر ہم مسکن دال

یعنی بدلائے ہفت و اوتا چہار توحید سرا

یک یک بیکے تابع عبدالقادر اندر فن دال

یعنی دال کے دامن میں ایک جیسے تو کے چوتھا عبدالقادر ہے، زائد جو تمیں تو ساتواں عبدالقادر جو ایک ہی مسکن میں مقیم ہیں۔ یعنی ابدال سات اور اوتا چار توحید کا نغمہ گنگنانے والے ہیں ان میں کا ہر

ایک عبدالقادر کا فرماں بردار ہے دال کے فن کے اندر۔

ردیف الغین

مے نے نور چراغ عبدالقادر

مے نے نور ز باغ عبدالقادر

ہم آب رشد ہست وہم مایہ خلد

یارب چہ خوش ست ایاغ عبدالقادر

یعنی بانسری کی شراب کا نور عبدالقادر کے چراغ کے نور سے ہے۔ ہدایت کا پانی ہے اور جنت کی دولت ہے یارب کتنی خوشی ہے عبدالقادر کے جام وسبُو سے۔

ردیف الفاء (ف)

عطفًا عطفًا عطوف عبدالقادر

رَأفًا رَأفًا رؤف عبدالقادر

اے آنکہ بدست تست تصرف امور

اصرف عنا الصروف عبدالقادر

یعنی مہربان مہربان عبدالقادر بہت زیادہ مہربانی کرنے والا ہے۔ مہربان مہربان عبدالقادر بہت زیادہ مہربانی کرنے والا ہے۔ یہ کہ معاملات کے اندر تغیر وتبدل کرنا آپ کے ہاتھ میں ہے لہٰذا ہماری زیادتیوں کو اے عبدالقادر آپ پھیر دیں۔

ردیف الکاف (ک)

آخر نہ ام اے مالک عبدالقادر

مملوک و کمین مالک عبدالقادر

بہتر کہ گویند بایں نسبت و بند

کاں بندہ فلاں ہالک عبدالقادر

یعنی میں آخری نہیں ہوں اے میرے مالک عبدالقادر! میں تیرا غلام تیری رعایا ہوں، تُو میرا مالک ہے اے عبدالقادر! تُو یہ پسند مت کر کہ لوگ بندے کو اس قیمت سے کہیں کہ یہ فلاں بندہ ہے اور اس کو ہلاک کرنے والا عبدالقادر ہے۔

ردیف اللام (ل)

نامد ز سلف عدیل عبدالقادر
نابد بخلف بدیل عبدالقادر
مثلش گر از اہل قرب جوئی گوئی
عبدالقادر مثیل عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر! تیرا نام سلف بزرگوں میں "عدیل" مشہور ہے، عبدالقادر جیسا اس کا بدل بزرگوں میں نہیں آیا۔ اگر اس کا مثل اہل قرب مقربین میں تُو تلاش کرے گا تو کہے گا عبدالقادر جیسا صرف عبدالقادر ہی ہے۔

رباعی

حشر ست و توئی کفیل عبدالقادر
جاہت بہ شہ جلیل عبدالقادر
درد آ در دار عدل آمد مجرم
زود آ زود آ وکیل عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر! حشر تک آپ ہی کفیل اُمت ہیں۔ اے عبدالقادر! آپ کو یہ مرتبہ اللہ بزرگ و برتر کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ گناہوں کی وجہ سے عدل و انصاف کے دروازے تک مجرم آ گیا ہے جلدی تشریف لاؤ، جلدی تشریف لاؤ کیونکہ اے عبدالقادر! آپ گناہ گار مجرم کے وکیل و سفارش کرنے والے ہیں۔

ردیف المیم (م)

یا ربّ بجمال نام عبدالقادر
یا ربّ بنوال عام عبدالقادر
منکر بقصور و نقص ما قادریاں
بنگر کمال تام عبدالقادر

یعنی اے ربّ! عبدالقادر کے نام کے جمال کے طفیل عبدالقادر کی جُود وسخاوت کو عام کر دے۔ آپ کا انکار کرنے والے مُلّوں میں ہیں ہم قادری لوگوں کو دیکھ عبدالقادر کے کمال تام کا تماشا۔

رباعی

ہر صبح رہت مرام عبدالقادر
ہر شام درت مقام عبدالقادر
بگذرز سپید و سیہ قادریاں
از حرمت صبح و شام عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر! ہر صبح کو تیرے راستہ میں بیٹھ کر مرادیں پاتے ہیں اور اے عبدالقادر! ہر شام کو آپ کے مقام پر قیام کرتے ہیں۔ قادریوں کے سفید وسیاہ سے گزر جا، ان کو معاف کر دے اے عبدالقادر! صبح وشام کے احترام میں۔

رباعی

عبدالقادر کریم عبدالقادر
عبدالقادر حلیم عبدالقادر
رحمانت ربّ و رحمت عالم اب
رحمت رحمت رحیم عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کریم ہے عبدالقادر حلیم ہے۔ تیرا رب رحمٰن ہے تیرا باپ رحمت عالم ہے، رحمت کر رحمت کر اے عبدالقادر تُو رحیم ہے۔

رباعی

در جود سحرا اے یم عبدالقادر
صد بحر بہیر اے یم عبدالقادر
دور از تو سگ تشنہ لبے می میرد
یک موج دگر اے یم عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر کے دریا تو مجھے سخاوت کا افسانہ شمار کر، اے عبدالقادر کے دریا تو مجھے سو سمندروں میں لے جا۔ تیرا پیاسا کتا تجھ سے دُور بخشک لب مرتا ہے، اے عبدالقادر کے دریا اک دوسری موج اور بھیج دے۔

رباعی

صدیق صفت حلیم عبدالقادر
فاروق نمط حکیم عبدالقادر
مانند غنی کریم عبدالقادر
در رنگ علی علیم عبدالقادر

یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اوصاف رکھنے والا بُردبار عبدالقادر ہے، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے روش کی حکمت رکھنے والا عبدالقادر ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مثل عبدالقادر کریم ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رنگ میں عبدالقادر علیم (علم والا) ہے۔

ردیف النون (ن)

دستے ز دم اے ضامن عبدالقادر
در دامن جاں یامن عبدالقادر
یارب چو خود ایں دامن گستردہ تست
گستردہ تجیین دامن عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر کے ضامن! میں نے ہاتھ مارا ہے اپنی جان کے دامن پر اور میرے ساتھ عبدالقادر ہیں۔ اے اللہ! جب خود تُو نے اس دامن کو بچھایا ہے تو اس بچھے ہوئے دامن عبدالقادر کے دامن کو مت اُٹھا، بچھا رہنے دے۔

رباعی

یا رب قرصے ز خوان عبدالقادر
داریم حقے بنان عبدالقادر
ایں نسبت بس کہ عاجزاں اویم
رحمے بر عاجزاں عبدالقادر

یعنی اے اللہ! عبدالقادر کے دستر خوان سے روٹی کی ٹکیہ عطا کر دے۔ میں بھی عبدالقادر کی روٹی پر حق رکھتا ہوں۔ بس اتنی نسبت کافی ہے کہ ہم ان کے عاجز ٹکڑ خوار ہیں عبدالقادر کے عاجزوں پر رحم فرما۔

رباعی

جو دست وارث شان عبدالقادر
جو دست و جود ازان عبدالقادر
جنت بگداد ہند و منت نہ نہند
وہ سنت خاندان عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کی وراثت کی شان کے لائق ان کی سخاوت ہے اور عبدالقادر کی اجازت دینی ان کا حق ہے وہ مجاز ہیں۔ اپنے فقیروں کو جنت دیتے ہیں اور احسان نہیں جتاتے یہ عبدالقادر کے خاندان کی سنت طریقہ ہے۔

ردیف الواؤ (و)

خوبان ہمہ بندۂ تو چو عبدالقادر
شیرنیاں قند نے چو عبدالقادر

محبوباں یکدگر بہ افزائشِ حسن

چند و صد چند نے چو عبدالقادر

یعنی بہتروں سے بہتر ہیں مگر عبدالقادر کی مثال نہیں ہے ان کی مٹھاس قند کی طرح ہے مگر عبدالقادر کی طرح نہیں ہے۔ حسن کی فراوانی میں وہ محبوب ایک دوسرے سے بہتر ہیں زیادہ ہیں سو وجہ زیادہ ہیں مگر عبدالقادر کے مثل نہیں ہیں۔

رباعی

خواہی کاہی علو عبدالقادر

نامی سامی سمو عبدالقادر

ہشدار کہ با خدائے خود می جنگی

مت غیظا اے عدو عبدالقادر

یعنی کسی کی خواہش کے مطابق گھٹنے سے بلند ہے عبدالقادر مشہور، بڑھنے والا، اونچا عبدالقادر کی رفعت سب سے ہے۔ ہوش میں رہ کہ تُو اپنے خدا سے جنگ کرنا چاہتا ہے تُو اپنے غصہ میں مرجائے عبدالقادر کے دشمن!۔

رباعی

مہ فرشِ کتاں در دو عبدالقادر

خود شپرہ ساں در جو عبدالقادر

آشفتہ مہ و شیفتہ می گردد مہر

در جلوۂ ماہ تو عبدالقادر

یعنی کتان میں وہ چادر ہے جو چاند کی روشنی میں پھٹ جاتی ہے عبدالقادر وہ چاند ہیں کہ ان کے چلنے سے کتان کا فرش پھٹ جاتا ہے۔ عبدالقادر کی فضا میں سورج شپرہ (چمگادڑ) کی طرح دوڑتا ہے۔ چاند فریفتہ عاشق ہے اور سورج مدہوشی کی حالت میں ان کے گرد گھومتا ہے عبدالقادر تنے چاندگی تی چاندنی میں۔

ردیف الہاء (ہ)

حمداً لک اے الٰہ عبدالقادر
اے مالک و بادشاہ عبدالقادر
اے خاک براہ تو سر جملہ سراں
کن خاک مرا براہ عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر کے خدا تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، اے عبدالقادر کے مالک اور بادشاہ، اے خاک! تمام انسانوں کے سر تیرے اوپر سجدہ ریز ہیں میری خاک کو عبدالقادر کے راستے میں ڈال دے تا کہ ان کے پاؤں میں آئے۔

رباعی

بے جان و بجانم شہ عبدالقادر
کس جز تو ندانم شہ عبدالقادر
بد بودم و بد کردم و بر نیکی تو
نیک ست گمانم شہ عبدالقادر

یعنی میں بے جان ہوں کسی جگہ پر تمیں ہوں شاہ عبدالقادر میں تیرے سوا کسی کو نہیں جانتا۔ اے شاہ عبدالقادر! میں بُرا تھا بُرائی کی تیری نیکی پر بھروسہ کر کے میرے گمان میں تُو نیک ہے اے شاہ عبدالقادر!۔

رباعی

بہر سر ہو تجلیہ عبدالقادر
ہم مجلیہ را مجلیہ عبدالقادر
بر متن متین احدیت احمد
شرح ست و بیان منہیہ عبدالقادر

یعنی عبدالقادر "ھو" کی تجلی کے سرے پر ہیں اس کے جلال کو عبدالقادر جمال وشفاس میں بدلوا لیتے ہیں۔ احدیت کے مضبوط متن پر احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں اس کا علم رکھتے ہیں اور اس کی شرح اس پر عبدالقادر خبر دینے (روکنے) والے ہیں۔

رباعی

از عارضہ نیست وجہ عبدالقادر
ذاتی ست ولائے وجہ عبدالقادر
ہر کس شدہ محبوب بوجہ صفتے
عبدالقادر بوجہ عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کا یہ طریقہ کسی عارضی وجہ سے نہیں ہے، عبدالقادر کی محبت کی وجہ طریقہ ذاتی ہے۔ ہر آدمی کسی صفت کی وجہ سے محبوب ہے مگر عبدالقادر عبدالقادر ہونے کی وجہ سے محبوب ہیں۔

رباعی

خور نور ستد از رہ عبدالقادر
ہم اذن طلوع از شہ عبدالقادر
ماہ است گدائے در مہر و ایں جا
مہر ست گدائے مہ عبدالقادر

یعنی سورج عبدالقادر کی راہ سے نورانیت لیتا ہے اور شاہ عبدالقادر کی اجازت سے طلوع ہوتا ہے۔ چاند گدا ہے سورج کے در کا اس جگہ عبدالقادر کے گھر کے چاند کا سورج فقیر ہے۔

رباعی مستزاد

ہر اوج ترقی شدہ عبدالقادر تا نام خدا
خیمہ مستول زدہ عبدالقادر تاس اندد ہدئی
بالجملہ بقرآن رشاد و ارشاد در بدو و ختام
بسم اللہ و تاس آمدہ عبدالقادر حمد ست ابدا

یعنی عبدالقادر ترقی کی بلندیوں پر ہیں خدا کا نام لینے تک خیمہ سے نازل ہوا عبدالقادر لوگوں کی ہدایت وراہبری کے لیے۔ حاصل کلام قرآن کا آسانی سے راستہ دکھانے والا بدوں کو مہر لگانے والا بسم اللہ سے والناس تک عبدالقادر ہدایت کے لیے تشریف لائے ہیں اور ہمیشہ اس کی تعریف کرتے رہے ہیں۔

ردیف الیاء (ی)

اے قادر وا ے خدائے عبدالقادر
قدرت دہ دست ہائے عبدالقادر
بر عاجزی ما نظر رحمت کن
رحم اے قادر برائے عبدالقادر

یعنی اے عبدالقادر کے قادر خدا عبدالقادر کے ہاتھوں بازوؤں کو قدرت دے۔ ہماری عاجزی انکساری پر رحمت کی نظر فرما اے قادر مطلق رحم کر عبدالقادر کے طفیل۔

رباعی

جان بخش مرا بپائے عبدالقادر
جا بخش تہ لوائے عبدالقادر
از صد چو رضا گزشتے از بہر رضاش
ایں ہم بعلم برائے عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کے قدموں کے طفیل مجھے جاں بخشی عطا ہو۔ عبدالقادر کے سایہ تلے جگہ عطا فرما۔ احمد رضا جیسے سیکڑوں گزرے ہیں اس کو راضی کرنے کے لیے یہ بھی عبدالقادر کے طفیل ان کے علم میں لا۔

رباعی

عین آمدہ ابتدائے عبدالقادر
از رویت امر رائے عبدالقادر
از رویت او عین مرا روشن کن
روشن کن عین و رائے عبدالقادر

یعنی ابتدا میں عبدالقادر عین ذات آیا، تیرے دیدار کا حکم ہے عبدالقادر کی رائے میں، اس کے دیدار سے میری آنکھوں کو روشن کر میری آنکھوں کو اور عبدالقادر کی رائے کو روشن کر۔

رباعی

عید یکتا لقائے عبدالقادر ❁ دُر بار و دُر عطائے عبدالقادر

عبدا بہ لقائے او چو ہمزہ گم شد ❁ تا در یابی پائے عبدالقادر

یعنی عبدالقادر کی ہمت بے مثال ولاثانی ہے عبدالقادر موتی برساتا اور موتی دیتا ہے۔ اے بندے تُو اس کی ملاقات سے ہمزہ کی طرح گم ہو گیا یہاں تک کہ تُو نے عبدالقادر کے پاؤں میں موتی پالیا۔

رباعی

دل حرف مزن سوائے عبدالقادر ❁ حاجت دائد عطائے عبدالقادر

پیشش ہم از و شفیع انگیز و بگو ❁ عبدالقادر برائے عبدالقادر

یعنی اے دل عبدالقادر کے سوا کوئی حرف زبان پر مت لا، عبدالقادر کی عطا اور سخاوت تیری ضرورت وطلب کو جانتی ہے۔ اس کے سامنے اسی سے شفاعت کرا اور کہہ اے عبدالقادر عبدالقادر کے واسطے دو۔

رباعی مستزاد

افتادہ در اوّل ہدایت ہاساں الصادق طلب

گر دیدہ بآخر تجس خنداں سین سان بطرب

یعنی شہ جیلان زشہاں بس کہ ہوست در مصحف قرب

بسم اللہ و ناس را شروع و پایاں الحمد الرب

یعنی طلب صادق کی وجہ سے شروع میں ہدایت آسان معلوم ہوئی اور آخر میں تجس کی وجہ سے ہنستا ہوا واپس چلا گیا۔ یعنی جیلان کا بادشاہ بادشاہوں میں بس کہ یہی ہے مقربین کے صحیفہ میں بسم اللہ سے والناس اور تمام تعریف رب العالمین کے لیے ہے۔

◻◻◻ (تمام شد)

إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

مثنوی فارسی بنام تاریخی

صمصامِ حسن بردابرِ فتن

{1318ھ}

-: تصنیف لطیف :-

فصیح بے مثال، بلیغ نازک خیال، محبِ سنت، عدوِ بدعت جناب مولانا
مولوی محمد حسن رضا خان حسنؔ قادری برکاتی بریلوی صین عن المحن

[مطبع حنفیہ پٹنہ سے شائع شدہ نسخے کا سرورق]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاتحۂ درس (۱) حدیثِ قدیم

اے کرمت مطلع خورشید ہا ❁ وے حرمت مرجع امید ہا

اے ہمہ از تو و تر او بتو ❁ نہ پدر (۲) و مام و نہ فرزند او

جلوت تشبیہ ز شمعت منیر ❁ خلوت تنزیہ ز تو مستنیر

برق تجلی تو گیتی فروز ❁ شمع منور کن و پروانہ سوز

ہم ز تو (۳) پیوند حدوث و قدم ❁ ہم ز تو ایجاد (۴) وجود و عدم

زور دو زارے بے چارگاں ❁ زار کن زورِ ستم کارگاں
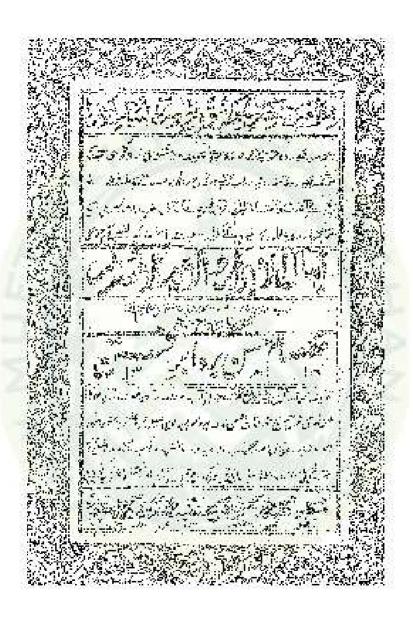
ملک تو از وہم تصور بری ❁ حکم تو از عیب تغیر بری

آدم و عالم ہمہ در درک گم ❁ گرچہ فی الآفاق وفی انفسکم

ذات تو از حد صفاتش بروں ❁ حد صفات تو ز ذاتش بروں

رشحۂ (۵) جام کرمت سلسبیل ❁ کو تر بام حرمت جبرئیل

قہر اتم مہر جلال از تو یافت ❁ اوج کرم بدر جمال از تو یافت

جلوہ نما (۶) ز ہمہ عالم توئی ❁ جلوہ بعالم کنی آں ہم توئی

بود ہمہ از تو و نابود ہم ❁ کیست کہ پشت زند از بود دم

درس فنا را سبق آرا توئی ❁ جملہ فنا را و بقا را توئی

جملہ (۷) نبود و تو بودی بخویش ❁ جملہ (۸) نباشند و تو باشی چو پیش

ما ہمہ گردیم کہ گرداندۂ ❁ یک تو ز گردش بجاں ماندۂ

حدیثِ حدوث (۹) از خرگرامی ست ❁ بود (۱۰) بد از در قفس سنگ انجامی ست

کیست فزوں از تو کہ گرداندت ❁ رفض کند بدو اگر داندت
وصفِ تو از غیر بذاتت غنی ❁ ذاتِ (۱۱) تو خود ہم زصفاتت غنی
فرقِ اضافات (۱۲) بفرسودہ ❁ ملک نبود ست و ملک بودہ
بندہ نبود و تو خدائی کناں ❁ بندہ جاشد تو خدائی جہاں
خلق نہ و خالقے تو قدیم ❁ رزق کنوں رازقے تو قدیم
تاب دو اختر افلاکیاں ❁ آب دو گوہر ما خاکیاں
ہر نم احسان تو جوشاں یمے ❁ تشنہ لبم تشنہ لبے را نمے
نعمت خود بذلِ گدایاں کنی ❁ بذلِ تو از وجہ و سبب شد غنی
دولت تو وقف جہان روز و شب ❁ بے طمع و بے غرض و بے سبب
من کہ سبب دارم جوشِ خطا ❁ چوں نکنم از تو امید عطا
معترفِ جرم و خطا آمدم ❁ چشم بہ اکرام و عطا آمدم
درگہِ والات عجب درگہیست ❁ دردکشانِ خستہ دلاں را رہیست
در رہِ خود آب مرا خاک کن ❁ ز آب کرم خاک مرا پاک کن
حشر تجلی کہ عفو و عطاست ❁ ذکر گنہ پیش عنایت خطاست
پرسش اعمال و من پر گناہ ❁ جنس نداریم ترازو مخواہ
خود تو کریمے و رسولت کریم ❁ در دو کریمیم ز محشر چہ بیم
صَلِّ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ ❁ قُدِّرَ مَا مَیَّلَیْهِ وَاَفْضَالِهٖ
صَلِّ عَلَیْهِ وَعَلٰی صَحْبِهٖ ❁ تازہ درودے کہ دہد صد بہی
صَلِّ عَلَیْهِ مَعَ اَزْوَاجِهٖ ❁ بے عدد و بے حد و نا منتہی
صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا اَوْلِیَائِهٖ (۱۳) ❁ تا (۱۴) بسرش تاج کرامت نہی
صَلِّ عَلَیْهِ وَعَلٰی وَارِثِیْهِ ❁ پاک درودے ز نظیر و شبیہ

تبری از آلہۂ مخترعۂ بدعیاں بحضرت اِلٰہ حق سنیاں

جہمیہ را ہست خدائے سقیم ❁ جاہل(۱۵) بالفعل و بقوت علیم

علم اگر خواہد حاصل شود ❁ ورنہ ہماں جاہل و غافل بود

قدر وے ایں قدر کہ ہر کو شمرد ❁ برگ (۱۶) شجر جام خدائی بخورد

جان(۱۷) رسل قہر و نہیبش گزید ❁ پیر سماعیل بیاری گزید

خواب(۱۸) خورد و غائط و بول و نکاح ❁ حرق و غرق جملہ بدی و قباح

ہر چہ بشر بہر وے آرد بدست ❁ گرنہ خدا بہر خود آرد بدست

کذب خدا ممکن ازیں رو شدست ❁ زانکہ بشر دارد بر کذب دست

کذب چو ممکن شدہ اے ناکساں ❁ کیست کہ وارست بصدقش عیاں

حکم کسے را نہ بود برود ❁ تا کش ازیں ممکن مانع شود

ور خود از و وعدۂ صدق آمدست ❁ لو کہ ہمیں کذب نخستیں بدست

الغرض ایں ہا کہ روا ساختید ❁ شرع بیک کلمہ بر انداختید

وہ کہ نہ حق ماند و نہ شرع و نہ دیں ❁ رفتۂ خامے شدہ حبل المتین

یوسف خدا خواندۂ گنگوہیاں ❁ رب سماعیل (۱۹) و موالید آں

حمد خدا را و نبی را درود ❁ تف بچنیں کیش خبیث و عنود

رافضیاں راست خدا چوں عباد ❁ آنکہ بحکم من و تو سر نہاد

داد برو واجب و اصلح برو ❁ لطف برو فرض و عطائے نکو

خالق ہیں ست اگر رب امر ❁ خالق فعلم من و تو زید و عمرو

فعل ترا قدرت تو جالب ست ❁ کار تو بر کار خدا غالب ست

از تو خدا خواست نکو و تو بد ❁ آن تو شد آن خدا گشت رد

فرض خود آورد بجا آں قدیر ❁ کرد علی (۲۳) را پس مولیٰ امیر

خواست ایں و ہمیں خواست ❁ شیر خدا از امر خدا خاست

نازم نیروے عمر را کو زد ❁ خط براوات خدا و اسد

خواستۂ شیر چہ باشد کہ خود ❁ خواستۂ حق بر او دم نزد

انچہ عمر خواست ہماں شد بلند ❁ شیر ہا چار شدش گو چہ چند (۲۴)

رافضیاں ترس ز غالب خورید ❁ سجدہ بفاروق بجا آورید

سوے خدا چیست نماز و نیاز ❁ سوے عمر باید کردن نماز

آنکہ بمعبود شما چیرہ شد ❁ شیر وے از ہیبت او خیرہ شد

زہ عمر و امر (۲۵) عمرؔ آں دلیر ❁ واے شما اینت خدا اِلّخُت شیر

وعدۂ (۲۶) تنزیل لہ حٰفظون ❁ گشت بر قاعدے عثماں زبوں

حفظ خدا خواست و عثماں نخواست ❁ خواستہ اش رو شد و قرآں بکاست

آیت قرآں (۲۷) نہ اگر وانمش ❁ کافرے از قول بشر وانمش

ورنہ وفا کرد خدا وعد او ❁ کفر تو لا یخلف میعادہ

ور بہ وفا آمد و قادر نشد ❁ کفر بہ تعجیز چہ ظاہر نشد

قَلَبْتُ (۲۸) ایں گاہ ز وحیِ خبیر ❁ یَبَسْغَلٰی کُلِّ شَیْئٍ (۲۹) قدیر

حاصل ازیں سہ بچہ رو آوری ❁ کافری و کافری و کافری

حمد خدا را و نبی را درود ❁ شاش بریں مذہب جید وجود (۳۰)

نیچریاں راست خدا ورکنند ❁ نیچر و قانون و را پاے بند

سر نتواند کہ ز نیچر کشد ❁ خط بخدائیش سنیچر کشد

کیست نیچری والس آئی ست ❁ گول بگول آمدہ نیچر پرست

گشت چو استارۂ بختاں ذُحل ❁ نحس و بلند آمدہ ہمچوں زحل

عرش و فلک جن و ملک حشر تن ❁ نار و جناں جملہ غلط کردہ ظن

کیست نبی پر دل پر جوش گو ❁ وحی چہ باشد سخن جوش او

ہرزدہ برہم ہمہ از اصل و فرع ❁ دین نو آورد وہ نو آوردہ شرع

ریش حرام ست و دوام فرق فرض ❁ حج سوئے انگلینڈ بود قطع ارض

گفت بیا قوم شنو قوم من ❁ ہیں سوئے اعزاز چو دو قوم من

ذلت تان دین مسلمانی ست ❁ وائے بر آنکس کہ نہ نصرانی ست

خوان خلیل ست نہ چندان لذیذ ❁ غایت او بجاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ (۳۱)

ہیں بر ما مرغ فشردہ گلو ❁ ہیچ ز تنزیل تواں جز گلو

خرق (۳۲) عوائد نخواند خداش ❁ معجزہا شعبدہا بود فاش

جوف تہی داشت عصائے کلیم ❁ کرد ز سیماب پرش آں کلیم

پردہ خور از تاب کشادے بود ❁ لرزہ ز سیماب فتادے درو

وہ کہ چناں شعبدہ پست و دنی ❁ گشت چناں چیرہ (۳۳) بران جادوی

شعبدہ بازی ز پے فہم پول ❁ صدرہ ازیں بہ بنماید گول

قوم کہ ہفتاد ہزار آمدند ❁ چوں ز چنیں وسوسہ پس پاشدند

پس ز کافر حرکت بد چنوں ❁ رفت کجا تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ (۳۴)

وان شق دریا کہ بہ تنزیل بود ❁ معجزہ نے جزر و مد نیل بود

حمد خدا را و رسل را درود ❁ لعن بریں کفر بتر از یہود

ندوہ بیا راہست الٰہی ذلیل ❁ با گورنمنٹ (۳۵) نصاری عدیل

تا حق و حق پیش نگاہش یکے ❁ از ہمہ راضی بود آن بیچکے

بہر رضا دانی او خوان (۳۶) زنند ❁ یازدہ و دوصد تعزیر ہند

جملہ ضلالت زدگاں راست دوست ❁ ہر کہ اہانت شدہ توہین اوست

کفرِ عمر رافضہ تحقیق کرد ❁ لعن بصدیقہ و صدیق کرد

کافرک آن رافضی بدنہاد ❁ لعن بران لاعن ملعون نژاد

عدوہ (۲۷) خدا این ہمہ آساں نہاد ❁ فرض برافض قمودہ و داد

لیک برفضی چو باشی کو ❁ کافرت اوداند و ندوی او

حمد خدا را و نبی را درود ❁ وائے بریں مسلک کرماں درود (۲۸)

انفسف خداہائے چنیں قوم گم ❁ زاتَّخَذُوْٓا (۲۹) بِرَّہُمْ لَعِنُوْا اَنْتُمْ

من بخدائے خود ازیں با پناہ ❁ کی برم (جعلوا کلیسا الٰہ و صلوٰۃ

ندوہ کہ جمع متخالف شدہ ❁ طائفہ پیدا ز طوائف شدہ

ایں ہمہ با قدوۂ آں ندوہ اند ❁ ندوہ بہ بیں تاش چساں قدوہ اند

اے حسنؔ ایں جملہ سر دار دار ❁ روئے سوئے سید ابرار آر

نعت شریف

اے کرمت اوج دہ فرشیاں ❁ وے حرمت سجدہ گہِ عرشیاں

زیرِ نگینت ز عرب تا عجم ❁ شاہ نشینت ز حرم تا حرم

فاتحۂ مصحفِ ایمان توئی ❁ خاتمۂ سفر رسولان توئی

جاں بفدائے تو چہ پیغمبری ❁ در گلے از رگ و پے غم بری

مجرم و جرم از تو چہ باشد تھی ❁ کفر (۳۰) مکفر نرسد تا توئی

تا تو نبودی نہ بدہ ہیچ چیز ❁ گر تو نباشی نبود ہیچ نیز

ربخ تو مسودی زنخستیں (۳۱) چمد ❁ جملہ بدویت گران آمدند

ربخ چہ پوشی ہمہ حیران روند ❁ سر بگریباں فنا در شوند

در رو ہستی ربخ تو شمع دار ❁ شمع نباشد کہ رود راو تار

بے (۴۳) چہ بگویم کہ توئی شمع جمع ❁ سوختہ پروانۂ تو جمع شمع
شمع رسولاں کہ ہدایت نماست ❁ لمعہ از نور تو یا مصطفیٰ ست
ہست (۴۴) کسے غیر خدائے تو نیست ❁ ہست شدہ ہیچ ورائے تو نیست
کون و مکاں جان و جہاں کلہم ❁ ہم (۴۵) ز تو پیدا شدہ ہم در تو گم
دور زماں در خط امکان تو ❁ کون و مکان بندۂ فرمانِ تو
شمع رخت رونق بزم شہود ❁ ہستی تو وجہ وجیہ وجود
زیر لوائے تو کیہان و مہاں ❁ محو ثنائے تو زمین و زماں
بندۂ پائے تو سر سروراں ❁ از سرپاک تو چہ سازم بیاں
من چہ سرایم کہ چہا آمدی ❁ آمدی و جملہ عطا آمدی
وجہ فروغ ید موسیٰ توئی ❁ زندہ کن معجز عیسیٰ توئی
ہست بجانت قسم کردگار ❁ جانِ من و جانِ دو عالم نثار
ملک خدا زیر خط کلکِ تو ❁ ز فلک و ہشت جنان ملک تو
خنگ فلک راست بدستت عنان ❁ ابلق ایام ترا زیر ران
ذرۂ درگاہ تو گردوں جناب ❁ سایہ نشین حرمت آفتاب
جانِ جہانی و حیاتِ انام ❁ در لبِ تو مایۂ یُحْيِ الْعِظَام
بدر جمیل اتی و قدرت جلیل ❁ مژدۂ عیسیٰ و دعائے خلیل
نکہ و بوئے تو وقار بہشت ❁ بلبل روئے تو بہار بہشت
چونکہ ز رحمت ہمہ سو روئے تست ❁ وقت مصیبت ہمہ رو سوئے تست
زیب دو اوّل و آخر توئی ❁ رونق باطن و ظاہر توئی
من ز گدایانِ تو اے تاجور ❁ تاجورا سوئے گدایان نگر
نوش مرا تلخی من کردنیش ❁ زہر مرا شہد کن از لطف خویش

روح روان خواند ترا جانِ من ❁ روح روانِ من و ایمانِ من
بر درِ پاک تو چہ ذکرِ نہیب ❁ نے غم دربان و نہ فکرِ نہیب
کون و مکاں ہر دو جہاں انس و جاں ❁ بر سرِ خوانِ کرمت میہماں
جائے سگ آں نیست کہ مہماں شود ❁ ہمرہ مہمانت سرِ خواں شود
دور نشستم ادب آموختہ ❁ بر رخِ تو چشمِ طمع دوختہ
آگہم از لطف تو و خوئے تو ❁ می نگرم لابہ کناں روئے تو
اے درِ والاتِ جہانِ کرم ❁ بہرے دو بہرِ سگانِ حرم
پیش خودم خوانِ شہِ عالم پناہ ❁ تا کہ ز تطہیر برم گوئے جاہ
از دلم ایں مژدہ برد رنج و لہف ❁ من سگِ تو او سگِ اصحابِ کہف
رحمتِ حق بر تو و یارانِ تو ❁ نیز بر آن کو شدہ از آنِ تو

کشفِ اَستارِ ندوۂ نابکار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ❁ سر شکن دیو مرید و رجیم
ندوہ کہ ایدوں بظہور آمدہ ❁ آمدہ و جملہ شرور آمدہ
گرچہ بہ ہند آمدہ اکنوں خرش ❁ آگہم از اوّل و از آخرش
ہست چو بوجہل ز خاکِ حجاز ❁ خاک ز خورش قہر جاں گداز
کافر (۴۷) کانِ دینِ خدا را عدو ❁ تیرہ دلانِ خیرہ سرانِ کینہ جو
جمع شدندے بجدالِ رسول ❁ رائے زدندے بقتالِ رسول
پیر کہن (۴۸) گول ز گول آمدہ ❁ قولِ چنیں جمع و قبول آمدہ
ندوہ بہ آن جمع و بپے نام دار ❁ ندوہ بجزیے آر و سرش دار دار
کرد براءت (۴۹) ز براتش سخن ❁ مکروے (۵۰) [illegible] بیک گوش کن

قہر خداداد سزائے عناد ❁ کیفر کفرش بکنارش نہاد

مکر سگان ہم بسگاں مار شد ❁ ندوہ و ندوی ہمہ فی النار شد

حق تحن کافرکان پست کرد ❁ دار و در از جملہ بر آورد گرد

ندوہ و وارثش ہمہ ناکام رفت ❁ بود بہ آغاز بہ انجام رفت

باز سوئے ہند تاراج کناں ❁ آمدہ بر کیش بہ ہندواں

ہند چو از فتنہ پے آوازہ یافت ❁ بارِ دگر کالبد تازہ یافت

منطقیش ہند بجا شد بجا ❁ الفت قلبی ست بہ ہند دورا

پایک او بر سرک او بہ ❁ ندوہ شود ہندو کہ جزیہ دہ

بر سر او پائے نہ و حکمراں ❁ جزیہ ازیں ہندو ندوہ ستاں

ندوہ کہ شد ہند و ندوہ ہنود ❁ وصف کنندش بجمال و نمود (۵۱)

مولویاں نے کہ ورا ہند واں ❁ سرفگندش تہِ پا ہر زماں

لاجرم آں نوبت ہندو نژاد ❁ نازکنان پائے بسرشان نہاد

زیں بت سیم انجمنے گرم شد ❁ دیں شد و آزرم شد و شرم شد

نیچریاں مدح نگارش شدند ❁ رافضیاں ہمدم و یارش شدند

آمدہ از کافرکولی سلام ❁ جانب وے بر لب ٹیلگرام

نے غمِ عقبیٰ و نہ از دیں خبر ❁ حاصل بے حاصل تحصیل زر

علم بجھوش شدہ ارزاں چناں ❁ دو دہ و یک سال شو از عالماں

سال دگر ہم ہوس ست از ہنر ❁ ورنہ فراز ست بدہ دو دگر

مقصد ایں تازہ بت سیم بر ❁ نیست بجز سیم پیش سیم بر

در برت از سیم رسد سیم تن ❁ زر دہ و بر سر کلہ علم زن

دورہ بہر جابت تمکیں کند ❁ زر ستد و دیں ستد و سر زند

خواست ہر چیز بہ آزِ نظام ❁ خاست تمیز حلال و حرام
صورتِ رقاصہ چو دامن گرفت ❁ صد بہ بریلی زنجیں گرفت
ہر دو ورم در علما شد شمار ❁ صد دو علامہ بہ پنجہ شمار
لکھنؤ و مطربہ اش یاد گیر ❁ مخسۂ ندوہ بجمالِ کثیر
آں زنِ مدخولۂ ہندوے رام ❁ ندوہ شدش بندہ و ہندو درام
ندوہ ازیں بار چو حمال شد ❁ خر شد و آخر خر دجال شد
دہ کہ چناں کسب و چنتوں دسترس ❁ داد کس و کسب کس و دست کس
مفت کساں محنت کس روز و شب ❁ مردم ازیں واقعہ در صد عجب
سورۂ (۵۲) نور آمد و عقدہ کشاد ❁ ربط خبیثین خبیثات داد
مرجع ہر شے بود اصلش مدام ❁ مال حرام آمدہ جاے حرام
اجر چناں محنت و کسبے چناں ❁ نیست عجب بہر چنیں عالماں
آب کہ آید ز نجاست سراے ❁ ہم سوے پالوعہ بود رہ گراے
ندوہ چہ گویم چہ ستم کارۂ ❁ کان فریبی و فسوں کارۂ
ہیں کہ ترا حضرت خسرو چہ گفت ❁ قدس سرہ گوہر چہ سفت
اے (۵۳) شدہ اسلام و سلامت بری ❁ دین تو فارغ ز دیانت گری
آستن زلہ کشانت دہاں ❁ اُسترۂ کیسہ تراشت زباں
ترس عماری کہ فنائیت ہست ❁ شرم عماری کہ خدائیت ہست
روزِ قیامت خطا و صواب ❁ گر ز تو پرسند چہ گوئی جواب
چند بسرمایۂ خلقت گماں ❁ چند تفکر در گروِ مردماں
اسپرت (۵۴) آمد چو بر ندوہ پاک ❁ ندوی اگر بادہ خوشد چہ باک
نیچریاں کانفرنسے کنند ❁ ندوگیاں گام بگامش زنند

نیچریاں جملہ عیاں در خروش ❁ ندوگیاں پردگیانِ خموش (۵۵)

نیچریاں فاعل آموز گار ❁ ندوگیاں قابل آمادہ کار

تخم کہ نیچر بدل شاں فگند ❁ ندوگیانش بدروں پرورند

چشم بره باش کہ ہنگام بار ❁ بار رگ و ریشہ کند آشکار

رستی از تخم باشد بری ❁ بر زبد ندوہ بجز نیچری

نیچرش بیں کہ چساں میچکد ❁ انچہ بظرف ست ہماں میچکد

بر ز مضامینِ ثلاثہ ببیں ❁ پردہ کشا نیچری ندوہ بیں

در نظر نیست چو طولِ بیاں ❁ مشت نمونہ بتو کردم عیاں

ندوہ چناں ست وچنیں کارِ اُو ❁ اَبْعَدَهُ اللّٰهُ عَلَا شَانُهٗ

شکر خداوند عطا و کرم ❁ سلّم و خاکِ رہِ سلّم

باحکیم پریشاں مداحِ ندوہ خطاب دوستانہ نمودن بارِ بحالِ ندوہ رجوع فرمودن

ندوہ کہ بیہودہ و دروش سقیم ❁ بہ نشد از چارۂ تو اے حکیم

جمع ز سعی تو نشد کارِ اُو ❁ ہم تو پریشاں شدی و کارِ تو

خوابِ پریشاں کہ بدش در نظر ❁ گشت ز تعبیر تو آشفتہ تر

آں بتِ نوخیز چو کاکل شکست ❁ بارِ پریشانی اُو بر تو بست

اے شدہ حمالۂ (۵۶) بارِ سیاہ ❁ کارِ سیاہ است چو مارِ سیاہ

مارِ سیاہ (۵۷) از تو ہمیں جاں برد ❁ کارِ سیہ جان وہم ایمان برد

زلف پریشاں پری شانِ صنم ❁ گرد پریشانت و کند تیز ہم

زلفِ کشادو او بکشیدن مگیر ❁ مار گزیدی ز گزیدن گریز

ایں سیہ از سعی گردد سپید ❁ بید(۵۸) عکسی تو شد یا دو(۵۹) بید

عمدہ ستودی و سزائش نبود ❁ مدح نمودی و ہجائش نبود

نسو ثوشی و ثوشی غلط ❁ چارہ نمودی و نبود ایں نمط

زار(۶۰) تو بود از تپ صفراحزیں ❁ ریختی اندر دہنش انگبیں

باطنِ او بُد ز فسادِ مواد ❁ حابس و قابض تو نمودی زیاد

مادۂ او شدہ زیں(۶۱) سوے راے ❁ یخ زدہ افسردہ تحجر گرائے

کم دہ بر قاب(۶۲) کہ بارد برد(۶۳) ❁ تعفیہ کن تعفیہ تا جاں برد

مسہل اخلاط فشانش بدہ ❁ از شکم درد دہ کشائش گرہ

در پہ محو شد ز دو آشتی ❁ حق ندہی دست اگر داشتی

از دو(۶۴) دیگر کہ تو دانی بریز ❁ راہِ قبول ار نہ براہِ ستیز

چند کن و بند کن و صبر(۶۵) دہ ❁ صبر بفرما و بقصد تیر دہ

زور کن و زیر کن وزار را ❁ زہر مدہ زہر دہ آزار را

ہر کہ نکوئی بکند باداں ❁ گوہر او صرف شود رائگاں

لیک تو ہیہات کجا بگروی ❁ خود بغلط ہے بہ پیش بیروی

کرد نگوں کار ترا و الٰہی(۶۶) ❁ اوست طبیب و تو مریض و بی

کار مریضاں اطبا عریض ❁ وائے براں کوست مریض المریض

حیف چناں محو اُدائش شدی ❁ گرد سرش گشتہ فدائش شدی

ہر بد او در نگہت خوب شد ❁ خوب نشد زشت چو محبوب شد

او ز صفا دور صفا خوانیش ❁ او شب بے نور و ضحیٰ دانیش

او بجفا شکر جفائش کنی ❁ گم ز وفا دم ز وفائش زنی

کم دے انعام فزاید ترا ❁ کفر دے اسلام نماید ترا

رہزنی و دیں شکنی کار اوست ❁ وائے بر آنکس کہ گرفتار اوست

او ہمہ مبتدعاں در و داد ❁ گول بود تہمت سنت نہاد

سنیہ اش دانند و آں قول وش ❁ سنت او خورد و مسلمانیش

گر بہ بصیرت نگرد در سلف ❁ روئے بگرداند ازیں ناخلف

واغلظ (۶۷) و اعرض چہ بیارد بیاد ❁ قطع کند رشتۂ حب و وداد

زمرۂ شر راشہِ خیر البشر (۶۸) ❁ کرد اشدت تو در خود بدر

شب چہ نبایست بہم شد بہور ❁ اہل فتن دور فتادہ ز نور

ہیں کہ بیاں رحمت و رفق عظیم ❁ دور نمود از بہ خود شانِ کریم

چوں بہ ابوبکر خلافت رسید ❁ طائفہ گشت بعہدش پدید

مائل انکار وجوب زکوٰۃ ❁ کور ز حسن رخ خوب زکوٰۃ

مصحف و پیغمبر ایشاں ہمیں ❁ بود ہمیں قبلہ و یزداں ہمیں

رفت ز صدیق محبت کہ بود ❁ بہر خدا قطع اخوت نمود

دعوے اسلام نہ زیشاں شنید ❁ لشکر اسلام بر ایشاں کشید

اخوۂ (۶۹) نمودہ کلہ گوے زر ❁ تیغ حق اند اللہ شان ہا سر

گرچہ زبانہا کلہ گوئے بود ❁ سر بہ چوگاں بدے گوئے بود

گوئے چہ گویم کہ ثو ابش نیست ❁ سرکہ برید اجر ازاں بیش نیست

واں عمر آن فارق بہر رشد و زیغ ❁ کرد چناں چارۂ فرق (۷۰) صُبیغ

صبغ سرش ورزہ نمودے بجنوں ❁ تا ز سرش رفت بدر آں جنوں

دور خلافت چو بہ حیدر رسید ❁ فتنۂ نو خاستہ دید انچہ دید

خارجیاں عالکاں (۷۱) زشند ❁ دست بقرآں بغلط برزدند

شب ہمہ شب بودہ بذکر و نماز ❁ روز ہمہ روز بدرس دراز

عالم و عابد ہمہ پیوند شاں ❁ لیک جدا از روشِ شیاں
حیدرِ صفدر اسد ذی الجلال ❁ تیغ ندید آں ہمہ فضل و کمال
خویش ندانست و برادر نخواند ❁ تیغ غضب بر سر اشرار راند
ندوہ (۷۸) بزرگاں ہمہ را خاک کرد ❁ خاک ز آلائش شاں پاک کرد
بود ہمیں کار امامانِ ما ❁ خاک رہ شاں سرو سامانِ ما
نیست چو بر نیزہ و شمشیر دست ❁ خامۂ من نیزۂ و تیغ من ست
نیزہ ہمیں گوشت و پے را بُرد ❁ نیزۂ کِلکم دلِ اعدا برد
داشتن اسلحہ گر ناروا ست ❁ خامۂ من خنجر شریاں کشاست
خامہ بگیریم و سیاست کنیم ❁ چاک دلِ اہل ضلالت کنیم
نیزہ دلم در دلِ اعدا شکست ❁ انچہ ز دل آمدہ در دل نشست
من نروم جز بہ پے رہبراں ❁ گو تو مرو ندوۂ گمرہ براں
بہ پے نیکاں چو سگان می‌روم ❁ می‌روم و راہ امان می‌روم
رہ بخدا ست گر ایں رہ روی ❁ پائے کشی زیں رہ گمرہ شوی
ندوہ (۷۹) رو اندوہ خلا پیست تیر ❁ پائے میالا و سر خویش گیر
ہر کہ بدان را چو عزیزاں شمرد ❁ چوں پسر نوح بطوفاں بمرد
گر نہ چو دنیاش بدے مکر و کار ❁ ندوہ بہ دنیا نبدے ہم شمار
ندوہ چناں ست و چنیں حالِ او ❁ قاتلہا اللہ تعالیٰ اسمہٗ

بزم آرائی خامہ مشکیں سواد در مدح طرازی مجلس علمائے اہل سنت واقع عظیم آباد

چاشنے تازہ دہم کام را ❁ مدح کنم مجلس اسلام را
انجمنے حامیِ رشد و رشاد ❁ انجمنے ماحیِ شر و فساد

گلشنِ شاداب بہشت ہدیٰ ❁ روضۂ سیراب ریاضِ رضا

آب و ہوا عطر فشاں مشک پاش ❁ نار(۴۷) ہوئی سرد ز آب و ہواش

طرفہ شبستان سراپا سرور ❁ جلوہ گہِ شمع تجلی طور

شمع وے از نور صفا تابناک ❁ آئینہ جلایش ہمہ از زنگ پاک

طور نما جلوۂ سنت ورو ❁ نور فزا شمع ہدایت درو

مجلسیانِ حامیِ دینِ متیں ❁ پاک دل و پاک نفس پاک دیں

افسرِ گل گوہرِ تاجِ فحول ❁ مظہرِ حق شاہ محبّ الرسول(۴۸)

نورِ الٰہی ز جبینش عیاں ❁ شوکتِ اسلام ز دینش عیاں

شد سرِ بدعات ز کلکش قلم ❁ علم و عمل گشت ز علمش علم

جان و دل مسکن(۴۹) و معین(۵۰) آمدہ ❁ جانِ بداندیش کہ چنین آمدہ

واں چمن آرائے بہارِ بہار ❁ شاہ امین احمد عالی وقار

حامیِ دیں اختر برجِ شرف ❁ مہر ہدیٰ گوہرِ درجِ شرف

واں گلِ شاداب گلستانِ دیں ❁ شمع فروزندۂ ایمانِ دیں

کعبۂ دیں حضرت احمد رضا ❁ عالمِ سنت ہمہ نور و ضیا

ماہِ دل افروز عروجِ جمال ❁ مہرِ عدو سوز بروجِ جلال

رفعتِ او بیں کہ بہ ملکِ حجاز ❁ دست(۵۱) بزرگاں بہ دعایش دراز

از عمل و علم سرافراز گشت ❁ معجزۂ صاحبِ اعجاز گشت

آیۂ رحمت ز کتابِ کرم ❁ مایۂ نعمت بپے خیر الامم ﷺ

حامی و دمساز طریقِ حسن ❁ خانہ بر انداز شرور و فتن

اختری نجدیہ از نامہ اش ❁ رفض کش و ندوہ شکن خامہ اش

وقف ثنایش ز عرب تا عجم ❁ گرہ اگر مدح نگوید چہ غم

گو بد و بد گوے بشو طعنہ زن ❁ مردِ خدا را چہ غم از طعنہ (۷۹) زن

خاک سوئے ماہ و جہاں تاب ریز ❁ ہم سرِ روئے تو شود خاک بیز

ہر کہ تابید بہ انوار خوش ❁ کار ندارد بہ سگ و عوعوش (۸۰)

شیر نہ ترسد ز بیا ہوئے خوک ❁ بحر نہ رنجد ز لگد کوب خوک

واں مہِ اسلام (۸۱) مطیع الرسول ❁ شمع فروزانِ حریم قبول

زینت علم ست و بہارِ عمل ❁ از عمل اوست وقارِ عمل

واں مہِ خوش رو و نکو خوے من ❁ یارِ من و قوتِ بازوے من

بندۂ قیوم (۸۲) وجوانِ سعید ❁ حامیِ دین و برِ حق شہید

عالم دیں سید عبد الصمد (۸۳) ❁ حفظ و حج و علم و عمل را سند

واں کہ مسٹے بہ سراج حق ست (۸۴) ❁ بزمِ ہدیٰ را چو سراجِ حق ست

آں وصی احمد (۸۵) اسد او حد ست ❁ حامیِ دیں زیغ و فتن را سد ست

داد (۸۶) خدا حسن سلامت بہا ❁ نیز عنایت ز ہدایت بہا

بندہ (۸۷) غفار و ظہور حسین ❁ حسن محمود ز محمد حسین

شاہ (۸۸) اویس روشن احمد علی ❁ عبد سلام آں برکاتی ولی

نوگل (۸۹) پھلواری و محسن بہا ❁ بندۂ واحد چو کریم رضا

شاہ (۹۰) سماعیل و عزیز و امیر ❁ سید اعظم شہہ و سید بشیر

حق (۹۱) بہ شہود ست نصیر و حمید ❁ فاضل امیر اللہ و فضل المجید

خان (۹۲) خلیل آں مہ حسن مضاف ❁ مومن ساجد رمضان عبد کاف

آنکہ (۹۳) لطیف ست و عزیز و مجید ❁ جملہ بشارت ز عبیدش رسید

بخش (۹۴) بہ حافظ چو نبی و صلہ گیر ❁ دین بہ امام و بہ مسیح و بشیر

بہر حسین (۹۵) آں کہ غلام تو ست ❁ عبد مظفر شدہ ز اعجازِ اوست

حامد (۹۵) با عالم علم جدی ❁ نو گل گلزار جناب رضا

حسن بہارش ز خزاں دور باد ❁ چوں اب وجد ناصر و منصور باد

نیز عبید اللہ (۹۶) و عبد الرحیم ❁ آں علی ارشد و مصطفیٰ عظیم

ایں ہمہ با جاہ و سہ پنج ۵۰ دگر ❁ تا قدِ سر پنجۂ آں شور و شر

از اثر کوشش عبد الوحید ❁ خلد نعیم گشت بہ پٹنہ پدید

یا رب ازیں گلشن میتو نہاد ❁ دست دے وجور خزاں دور باد

مدح علو ہم ایں وحید ❁ ہست ز یارائے زبانم بعید

اکرمک اللّٰــہ وحید زمن ❁ ندوہ شکن ہستی و عدوی فگن

اے حسن احسنت حسن کن ختام ❁ بر شہ دیں باد درود و سلام

---

(۱) وریں قدیم کتاب اللہ کہ ازلی و غیر مخلوق ست و دریں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا سائر علوم دینیہ۔ ۱۲ منہ

(۲) یعنی افلاک تسعہ و زمین و مو الید ثلثہ کہ عبارت از جمادات و نباتات و حیوانات ست۔ ۱۲ منہ

(۳) یعنی ربط معلولات کہ حوادث ست بعلل قدیمہ کہ صفات قدرت و تکوین ست بواسطۂ تعلقات ارادۂ الٰہیہ متعلق مخلوقات یا وصل عباد با صل مراد کہ معرفت و وصول الی اللہ است۔ ۱۲ منہ

(۴) قال تعالیٰ: خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ۔ ۱۲ منہ

(۵) پس از چند روز بمطالعہ تحفۃ الاحرار حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی مشرف می شدم کہ در نعت مبارک ایں شعر بنظر آمد۔ رشحہ زجام کرمش سلسبیل ☆ مرغ ہوائے حرمش جبرئیل
شکر خداوندی بجائے آوردم کہ پرتوے از مہر جہاں تاب حضرت مولانا قدس سرہ برمن ذرۂ بے مقدار یافت کہ لا اراج بام کرم رشحہ یافت خواستم کہ ایں شعر آوردم باز دلم گفت بحمد اللہ مبارک ست و بہ لا فیض آنحضرت پس بر قرار داشتن اولی۔ ۱۲ منہ

(۶) زیرا کہ عالم ہمہ مظہر ذات و صفات اوست۔ ۱۲ منہ

(۷) کان اللہ و لم یکن معہ شیئی۔ ۱۲ منہ

(۸) کل شیء ھالک الا وجھہ۔ ۱۲ منہ

(۹) کرامیہ یا فتح و تشدید را، گروہے از بدمذہباں کہ صفات الٰہیہ معاذ اللہ حادث و قدیم داوانند۔ ۱۲ منہ

(۱۰) بدو با فتح ودال مہملہ ساکن پیش آمدن رائے درائے پیشیں۔ رافضیاں گویند حق جل وعلا حکم فرماید باز ازاں پشیمان شدہ حکمے دگر آرد وایں خود کفر جلی بود۔ متاخرین ایشاں از لفظ پشیمانی پشیمان شدہ گویند حکمے کند دباز مصلحت در امر دیگر معلوم شود تبدیلش وہد ایں ہم کفر نیست کہ جہل باری عزوجل لازم مے آید ایں را مسئلہ بدو گویند ۔۱۲ منہ

(۱۱) صفات الٰہیہ را جز بذات او سبحانہ ہیچ غیر او نیاز نیست وذات کریم خود از صفات خویش ہم غنی و بے نیاز ست زیرا کہ حاجت بچیزے منافی وجوب الوہیت ست ۔۱۲ منہ

(۱۲) اضافت نسبت میان دو چیز تا آں ہر دو موجود نبود امر اضافی متحقق نشود وصفات الٰہیہ از جملہ اضافات مستغنی ست کہ در وجود خود بغیر ذات اصلاً احتیاج نیست ۔۱۲ منہ

(۱۳) یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔۱۲ منہ

(۱۴) ضمیر سرش سوئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تا بمعنی مادام و پیدا است کہ بسر پاکش تاج کرامت تا ابد الآباد نہادہ اند، پس الا را بمعنی دوام وابدیت کردہ ۔۱۲ منہ

(۱۵) پیشوائے ایشاں در تقویۃ الایمان گفتہ است کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ اھ یعنی بالفعل نے داند اما اختیار دارد کہ ہر گاہ خواہد دریابد ۔۱۲ منہ

(۱۶) در تقویۃ الایمان گوید جو کہ اللہ کی شان ہے اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے گو کیسا ہی بڑا اور مقرب ہو مثلاً کوئی شخص کہے فلاں درخت میں کتنے پتے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے! کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ اھ یعنی پیدا گفتہ است کہ شمار برگ ہائے درخت دانستن خاص شان الٰہی ست ہیچ مخلوق را دراں دخلے نیست پس ہر کہ برگ شمرے شمرد لاجرم گوئے خدائی برد ۔۱۲ منہ

(۱۷) مصرع اول بمطالعہ تقویۃ الایمان ودوم بمطالعہ صراط مستقیم کہ ہر دو تالیف آں نجدی ست واضح و منجلی ست ۔۱۲ منہ

(۱۸) امام طائفہ وہابیہ در رسالۂ یک روزی گوید لا نسلم کہ کذب محال باشد عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملائکہ وانبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد اھ ۔۱۲ منہ

(۱۹) سماعیل مخفف اسماعیل وصوالید اولاد یعنی اتباع ۔۱۲

(۲۰) ایمان اہل سنت آں ست کہ بر حضرت حق عزوجل ہیچ چیز واجب نیست یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔ می کند آنچہ خواہد وحکم میدہد آنچہ ارادہ فرماید۔ رافضیاں از پیش خود بر وعقل او لطف واصلح را واجب کردہ اند یعنی ہر چہ در حق بندہ بہتر ست بروتعالیٰ واجب ست کہ ہماں کند پس خدا را خود را زیر حکم خود شان گرفتند ۔۱۲ منہ

(۲۱) رافضیاں گویند افعال ما را خدائے خالق نیست ما خود خلق کردہ ایم وی گویم ۔۱۲ منہ

اشعار مذکورست در روداد دوم ندوہ و رسالہ اتفاق وغیرہ بالتصریح مسطور ست۔ ۱۲ منہ

(۳۶) رند آزاد واعظ مراد رسالہ اتفاق ندوہ کہ در ثبوت ایں مطلب بدفعہ ۲۱ تحریرات بہ حوالت کردہ۔ ۱۲ منہ

(۳۷) اضافت مقلوب اے خدائے ندوہ۔ ۱۲ منہ

(۳۸) دور بالضم جمع دورہ بالضم بمعنی کرم بالکسر۔ ۱۲ منہ

(۳۹) خود صنمہائے خود را خدائے خود گرفتہ قال اللہ تعالیٰ: أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ۔ ۱۲ منہ

(۴۰) زیرا کہ خدا او خدائے نیست۔ ۱۲ منہ

(۴۱) قال اللہ تعالیٰ: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ۔ ۱۲ منہ

(۴۲) شمین حریر منقش در غایت لطافت و نزاکت مراد ظہور اولین کہ ظہور نور محمدی ست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۱۲ منہ

(۴۳) پنجہ یا پنج کلمہ زرہ مرادف کلا در عربی۔ ۱۲ منہ

(۴۵) اول مرتبہ وجود ست و وجود حقیقۃً خاصہ خدا است و ہست شدن مرتبہ حدوث شو ایجاد است و دریں مرتبہ ہمیں حقیقت محمدیہ است علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ کہ سر ساری و در ہمہ ذرات عالم است۔ ۱۲ منہ

(۴۶) از برائے سویع ست و گم شدن ہم چو گم شدن صبح در نور شمس ست برائے کوتاہ بیاں ہمیں قدر مثال بس ست۔ ۱۲ منہ

۴۷۔ جمع کافر کہ بکاف تصغیر برائے تحقیر

۴۸۔ گول بضم کاف و واؤ مجہول احمق بے خرد گول بضم کاف عربی و واؤ مجہول بمعنی پشتہ و ریگ تودہ کہ در عرب بسیارست غول بضم واؤ معروف قسمے از شیاطین کہ در صحراہا باشند و باشکال مختلفہ خود را نمایند غول بالضم بواو مجہول انبوہ سپاہ و لشکر ۱۲ منہ

۴۹۔ یعنی سورہ براءت شریف از براءت و فضیحت شاں خبر داد کہ وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۱۲ منہ

۵۰۔ یعنی کریمہ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا الآیۃ کہ در وے ذکر مکر اہل ندوہ با سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و در وجوہ ایذا رسانی مشورہ نمودن و آخر باشارات آں پیر کہن رائے ہمہ بر قتل افتادن و حفظ الٰہی بکار حبیب خود و تکمیل شدن سخن اہل ندوہ و پست افگندن مذکورست ۱۲ منہ

۵۱۔ نہود بالضم نو خاستگی پستان اہل ندوہ در قصیدہ مدح ندوہ گفتہ اند ع فصار جمیلۃ ولہا نہود۔ یعنی زنے صاحب جمال شد و پستانہائے او را نو خاستگی ست ۱۲ منہ

۵۲۔ قال اللہ تعالیٰ: اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ۔

۵۳۔ ایں نیم شعر از مطلع الانوار حضرت امیر خسرو قدس سرہ العزیز ست ۱۲ منہ

۵۴۔ درضا میں اربعہ ندوہ تقریر شیخ جی سلیمان گھکٹی پھلواری باید دید ۱۲ منہ

۵۵۔ در کتب ندوہ سکوت مقرر شدہ است ۱۲

۵۶۔ الا بلیھا اللہ وقد کثر مشتاق الجحیم ۱۲ منہ

۵۷۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی فرماید: تا توانی دور شو از یار بد   یار بد بدتر بود از مار بد   مار بد تنہا ہمیں بر جان زند   یار بد بر جان و بر ایمان زند

۵۸۔ بید بیائے مجہول ہوش ۱۲ منہ

۵۹۔ بادو بیدیگا ندہ دو تا سو وحدہ ۱۲ منہ

۶۰۔ زار مریض ۔۱۲ منہ

۶۱۔ سوئی بدی ۔۱۲

۶۲۔ برقاب آب برف مقصود معنی حقیقی ست بر سبیل استعارہ وطرفے ایہام بمعنی اصطلاحی ہم دارد برقاب دامن و مایوس ونا امید نمودن ۱۲

۶۳۔ برد بالفتح تسکین ژالہ ۱۲

۶۴۔ شرح آئین وورواہ در مصرع دوم ست ۱۲ منہ

۶۵۔ صیر بالفتح اول وکسر دوم وسکون دوم تیز دارد سے بالفتح معروف ۱۲ منہ

۶۶۔ والی سر مستقی ۱۲ منہ

۶۷۔ قال اللہ تعالیٰ: یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ جَاہِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْہِمْ وَمَاْوٰىہُمْ جَہَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۔ وقال تعالیٰ: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ وقال تعالیٰ: وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰہِلِیْنَ۔

۶۸۔ در حدیث ست کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در مجمع عام مسجد اقدس بر سر منبر منافقین را یگاں یگان نام بردہ از مسجد بدر فرمود اے فلاں برخیز بیرون شو کہ تو منافقی اے فلاں برخیز بیرون شو کہ تو منافقی ۱۲

۶۹۔ اخرہ بکسرہ وسکون خا برادران ۱۲

۷۰۔ صبیغ یا لظم نام مردے تمیمی کہ در سرش چیزے از بدعات گردیدن گرفت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ را خبر رسید ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ را فرمان فرستاد کہ صبیغ را بحضور خلافت گسیل کند چون حاضر آمد طلبید وشاخہائے خرما از پیش مہیا فرمودہ بود بر سرش کشید گفت من بندہ صبیغ فرمود منم بندۂ خدا عمر وشاخہائے خرما بر سرش زدن گرفت باز محبس فرستاد روز دوم وسوم بحضور خواند وہم چناں کرد تا آنکہ صبیغ گفت واللہ یا امیر المؤمنین از سرم بدر رفت انچہ یافتم آنگاہ اورا بہ یمن باز فرستادہ وابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ را نوشت کہ مسلمانان را باز دارد کہ تردد اونشینند تا آنکہ صلاحش ظاہر شود انتہ بدی در زمانہ غلبہ اسلام و

سطوت حق از بدمذہبی ہم چناں بر بیخ فرسودہ اند چہ جائے این دمن محن وشیوع فتن ولکن من لم یجعل اللہ نورا فالہ من نور۱۲ منہ

۷۱۔ جمع عالک تصغیر عالم۱۲

۷۲۔ قلب اضافت یعنی بزرگان ندوہ را کہ خارجیان عالم وعابد بودند بخاک بے ابر قرا سودہ۱۲ منہ

۷۳۔ الف ندا یعنی اے روندہ مجلس ندوہ و تیر بمعنی تیرہ وتاریک۱۲ منہ

۷۴۔ ہوے بافتح والف مقصورہ خواہش نفس وبدمذہبی ۱۲

۷۵۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا مولوی حافظ حاج شاہ محمد عبدالقادر صاحب قبلہ بدایونی امام اہلسنت دام ظلہم العالی مظہر حق [۱۲۵۳] نام تاریخی آن حضرت۱۲

۷۶۔ مبین الحق حضرت ارفع واجل مولانا مولوی شاہ محمد عبدالمجید قدس سرہ المجید۱۲ منہ

۷۷۔ محیی الحق والا حضرت عظیم الدرجہ خاتمۃ المحققین تقیۃ المبتدعین سیف اللہ المسلول حضرت مولانا شاہ محمد فضل الرسول قدس سرہ۱۲ منہ

۷۸۔ چنانچہ بحمد اللہ تعالیٰ بمطالعہ فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین آشکارست۱۲ منہ

۷۹۔ گلہ کردن آخرش ہائے عشقیہ باشد کہ اضافت در امثال آن شائع وذائع ست قال المولوی قدس سرہ القوی

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکان برد ۱۲ منہ

۸۰۔ ہو ہو بفتح ہر دو مین بانگ سگ قال المولوی قدس سرہ القوی

مہ فشاند نور وسگ ہو ہو کند ہر کسے بر خلقت خود می تند ۱۲ منہ

۸۱۔ مولانا مولوی محمد عبدالمقتدر صاحب خلف ارشد اعلیٰ حضرت تاج الفحول قبلہ مد ظلہم العالی ۱۲

۸۲۔ مولانا مولوی محمد عبدالقیوم بدایونی شہید مرحوم

۸۳۔ سہسوانی صدر مجلس علمائے اہل سنت دام فیضہ۱۲

۸۴۔ مولانا مولوی حکیم محمد سراج الحق مقیم علی گڑھ ۱۲ منہ

۸۵۔ فاضل ومحدث سورتی۔۱۲ منہ

۸۶۔ اشارہ بہ سہ اسم مولانا مولوی ابوالذکاء سراج الدین شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری ومولانا مولوی حافظ عنایت اللہ خان صاحب رامپوری ومولانا مولوی ہدایت اللہ خان صاحب جونپوری۱۲

۸۷۔ سہ نام مولانا مولوی عبدالغفار خان صاحب رامپوری ومولانا مولوی ظہور الحسین صاحب رامپوری ومولانا مولوی سید شاہ محمد حسین صاحب مہتمم مدرسہ۱۲

۸۸۔ دو اسم۔ مولانا مولوی شاہ احمد علی صاحب نقشبندی اویسی ومولانا مولوی حافظ محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی جبلپوری

۸۹۔ چار نام۔ مولانا شاہ محی الدین صاحب خلف الرشید حضرت والا مولانا مولوی شاہ بدرالدین الدین صاحب سجادہ پھلواری شریف و مولانا حاج سید قید محسن صاحب صاحبزادہ حضرت شاہ ابو العلاء محمد اکبر صاحب داناپوری و مولانا مولوی محمد عبد الواحد خان صاحب رامپوری بہاری و مولانا مولوی سید کریم رضا صاحب مقیم صاحب گنج ۱۲ منہ

۹۰۔ پانچ نام۔ حضرت مولانا مولوی۔۔۔۔ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہروی و مولانا سید شاہ عزیز الدین صاحب قمری ابو العلائی زیب سجادہ متین گھاٹ و مولوی سید شاہ محمد امیر صاحب سجادہ تکیہ و مولوی سید اعظم شاہ صاحب شاہجہانپوری و مولوی سید محمد بشیر صاحب الہ آبادی ۱۲ منہ

۹۱۔ پانچ نام۔ مولانا سید شاہ شہود الحق صاحب و مولانا سید شاہ نصیر الحق و مولانا سید شاہ وحید الحق صاحب بہاری و مولانا مولوی حافظ حاج حکیم محمد امیر اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ عربیہ مارہرہ شریف و مولانا مولوی محمد فضل المجید صاحب بدایونی ۱۲ منہ

۹۲۔ چار نام۔ مولانا مولوی حکیم محمد خلیل الرحمن خان صاحب پیلی بھیتی و مولانا حکیم مومن سجاد صاحب کانپوری و مولانا مولوی رمضان صاحب مدرس جامع اکبرآباد و مولانا مولوی عبد الخالق صاحب الہ آبادی ۱۲ منہ

۹۳۔ چار نام۔ مولوی محمد عبد اللطیف صاحب برادر مولانا محدث سورتی و مولوی محمد عبد العزیز صاحب مظفرپوری و مولانا مولوی حافظ عبد المجید صاحب حوطن آنولہ و مولوی محمد بشارت کریم صاحب ساکن صاحب گنج ۱۲ منہ

۹۴۔ پانچ نام مولانا حافظ بخش صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ بدایون و مولوی نبی بخش صاحب بہاری و مولوی امام الدین صاحب مدرس اٹالہ و مولوی مسیح الدین صاحب الہ آبادی و مولوی بشیر الدین صاحب جبلپوری ۱۲

۹۵۔ سہ نام۔ سید شاہ غلام حسین صاحب بہاری و سید شاہ غلام مظفر صاحب بلخی و مولانا مولوی اعجاز حسین صاحب رامپوری ۱۲

۹۶۔ محمد معروف بمولوی حامد رضا خان صاحبزادہ حضرت عالم اہل سنت ۱۲ منہ

۹۷۔ سہ نام۔ مولوی محمد عبید اللہ صاحب الہ آبادی و مولوی عبد الرحیم صاحب ہروی و مولوی محمد علی ارشد صاحب رامپوری

قند پارسی

مولانا محمد حسن رضا خان قادری برکاتی ابوالحسینی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

[مطبع اہل سنت و جماعت بریلی، سے شائع شدہ نسخے کا سرورق]

اگر در سوز میخواہی دلِ پرہیزگاراں را
بنوشاں ساقیا ساغر پیاپے میگساراں را

برائے یک نگاہِ نازِ چندے فتنہ سامانے
خدارا اے صنم مشکن دلِ امیدواراں را

زمی صد بار توبہ کردہ ام لیکن پشیمانم
چہ سازم زاہدا فصلِ گل و ابرِ بہاراں را

تجلی تو کز آئینہ ہم پرہیزہا دارد
نوید یاس می گوید نگاہ بے قراراں را

بیا از خانہ بیروں وز نگاہے فتنہ آگینے
بکش اے بت تماشائے ہجوم بے قراراں را

نثارِ ایں ادائے پائمالی صد چو من لیکن
ز کوئے خود جدا چہ سد خاکِ خاکساراں را

تجلی رُخت اے برق وش بنما مگر اول
بدہ تابِ نظارہ چشم ہائے بے قراراں را

خطا کردیم در ہجرِ تو اے بت چوں نہ جاں دادیم
مکن دیگر خجل بہرِ خدا ما شرمساراں را

سرت گردم رقیبِ رُو سیہ را امتحانے کن
چہ بنمائی صفائے تیغِ ابرو جاں نثاراں را

حسن از نازبرداری دلِ بے اختیارِ من
ترقی بر ترقی داد جورِ عشوہ کاراں را

سوئے افسردگان خود بسیر آ ❁ تو فرود ویں مکن ایام وی ما
بجائے آب ساقی بادہ دادی ❁ جَزَاکَ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا

-: دیگر :-

سرازتم جدا کن وازخود جدا مکن ❁ خونم بریز ولیک مریز آبروئے ما

-: دیگر :-

جسم پاک تو کہ از عالمِ جاں آمدہ است ❁ جانِ عالم بفدایش کہ چناں آمدہ است

-: دیگر :-

ہر کہ را درماں نمودی دردش از پایاں گزشت
ہر کہ را دردِ تو شد ہمدردِ از درماں گزشت

دردمنداں را دوائے کن کہ بے درمانِ تو
اے دوائے دردمنداں دردم از درماں گزشت

-: دیگر :-

چوں جدا گشت دست یار از دست ❁ دست از کار رفت و کار از دست

-: دیگر :-

فلکا باش کہ ہنگامِ دعا می آید ❁ بہر پاداشِ جفا آہ رسا می آید
پائے کوباں مگذر گوشِ دل اندک واکن ❁ بشنو از گورِ غریباں چہ صدا می آید
جگر و دل زمن خستہ بپوست اکنوں ❁ باز تیرِ نظرِ شوخ جدا می آید

می دہد مژدۂ صد یاس بخونِ جگرم ❁ بہر پابوسیِ آں گل چو حنا می آید
ایں نسیمِ سحر از مشک شمیمے دارد ❁ مگر از کوچۂ گیسوئے دوتا می آید
گل رُخاں ایں دل خوں گشتہ بپامال دہید ❁ تا بہ بینید چساں رنگ حنا می آید
بوئے گل باز بپوئید و بیادش میرید ❁ ہم صفیرانِ قفس مژدہ صبا می آید
تا تلا ہوش کُن مست مشو لطف ببیں ❁ کز گُلِ زخمِ دلم بوئے وفا می آید
ناز داریم حسنؔ بردل زحمت کش ازانکہ ❁ بہرش آں شوخ پئے مشقِ جفا می آید

❁

بیا ساقی کہ ابر تند خوش مستانہ می آید
برو زاہد کہ وقت شیشہ و پیمانہ می آید

کدامی دل ربا بے پردہ از کاشانہ می آید
نظارہ دست و پا گم کردہ بے تابانہ می آید

بہار تازہ دارد عشق حسنِ شمع رُخسارش
صدائے خندۂ گل از پئے پروانہ می آید

ندارم شکوہ از زلفش ز دل بر خویش می پیچم
بلاہا برسرم از دست ایں دیوانہ می آید

شب غم از جفایش گوئے قصہ خواں ہیچے
کہ خواب مرگ در چشم ازیں افسانہ می آید

عجب شمع دل افروزی بہار صد چمن داری
کہ بلبل پیش رویت صورت پروانہ می آید

چہ دارایں مے گلگوں درونش شد نہ غم پر خوں
مگر حالِ دلِ من بر لبِ پیمانہ می آید

متاعِ صبر خواہد بُرد ایک از دلِ عاشق
کہ گنج حسن بہر غارتِ ویرانہ می آید

ز پردہ جلوۂ بیصوری و محشر بپا کردی
صدائے نالہ و فریاد از ہر خانہ می آید

ستم گارے کہ دیشب از حیا سر بر نمی کردی
برائے کشتنم امروز بے باکانہ می آید

قیامت می رود ہر روز ہیچ بر سرِ عاشق
مگر وقتِ وفائے وعدۂ فردا نمی آید

دلِ سوزاں بیاو کوئے تو خوش مے کند آہے
ہوائے گلشنِ جنت ز آتش خانہ می آید

مگر آں شوخ در ہر جلوہ حسنِ شمع وگل دارد
کہ گلبانگِ عنادل از پے پروانہ می آید

قیامت سر بروں می آرد از ہر نقش پائے او
کدامی فتنہ با انداز معشوقانہ می آید

نفس در سینہ دام صد جا شکست از گریہ وحشت
خوشا آہے کہ تا لب از دلِ دیوانہ می آید

مدار از قاصدِ خود اے حسن چشمِ وفا ہرگز
ز بزمش ہر کہ مے آید وفا بیگانہ می آید

زاہدا گلشنِ فردوس فراموش کنی ❁ گر شبی بسر کوچہ اش ایاے چند

-: دیگر :-

ناکامیم فرود حسنؔ ناتوانیم ❁ آن ظالمم کجا کہ رحم بر مراد خویش

-: دیگر :-

بہار ہشت جنت ہچو رنداں مست از بویش
برنگِ عندلیباں رنگِ گلہا والۂ رویش

نگہدارد خدا عشاق را از دامِ گیسویش
بلا بیارد از رنگش جنوں می خیزد از بویش

-: دیگر :-

مشق یک رنگی بجوشِ عشق پیدا کردہ ایم
صورتِ خود را بچشمانت تماشا کردہ ایم

ایں دلِ پُر آرزو و سینہ پُر داغ بیں
انجمن ہا بہر تفریحِ تو برپا کردہ ایم

-: دیگر :-

بختم نہ چناں است کہ من پائے تو بوسم ❁ گر دست دہد خاک قدم ہائے تو بوسم

-: دیگر :-

شعلۂ بر طور پیدا بود و من می سوختم ❁ اخگرے در دستِ موسیٰ بود و من می سوختم

او بے دشمن بادہ پیما بود و من می سوختم ❁ آتشے در جانِ اعدا بود و من می سوختم

یار شمعِ بزمِ اعدا بود و من می سوختم ❁ ایں دو چشمِ من دو دریا بود و من می سوختم

-: دیگر :-

گریہ در چشم گلستاں نماند دلِ من ❁ کار ایں ست و دگر کار نماند دلِ من

گر تو اے روحِ رواں عزمِ سفر می داری ❁ ایں چنیں از دلِ من رو کہ نماند دلِ من

در رہِ خویش مرا بے سر و پا را دریاب ❁ تا کیم پائے تو سر کردہ دواند دلِ من

-: دیگر :-

نقاب از عارضِ رنگینِ خود اے جانِ گل وا کن

بدامِ غم طپیدنہائے بلبل را تماشا کن

بعشقِ قد بالائش علوِ جاہ پیدا کن

سرِ دار آ و پستیہائے عالم را تماشا کن

بیا اے خوش خرام زندہ اعجاز مسیحا کن

سرِ خاکِ غریباں گذر و احیائے موتیٰ کن

-: دیگر :-

بگلشن می رود آں گل بہارِ صد چمن با او

برنگِ عندلیباں ست پویش جانِ من با او

ز ہر نقشِ قدم سر می زند گلدستۂ خوبی

کہ از رنگیں خرامی می خرامد صد چمن با او

-: دیگر :-

تا شد جمال روے تو مہمان آئنہ ❁ آبِ بہشت برد گلستان آئنہ
اے برقِ حسن در تو کہ بیند مجال کیست ❁ رحمے نما بدیدۂ حیران آئنہ
بر چشمِ شوقِ من گزرے کن ز راہِ لطف ❁ تا کے علاج دیدۂ حیران آئنہ
روئے نماؤ کارِ جہاں را خراب کن ❁ برہم چہ میزنی سر و سامان آئنہ
خاکِ درت کہ آیۂ تطہیر دل بود ❁ نازل شدہ ز کوئے تو در شان آئنہ
در بزم خویش پردگیاں راہ می دہند ❁ از عکس تست پاکیِ دامان آئنہ
یوسف توئی و ما ہمہ حیرانِ ہجر تو ❁ بفرست بوئے خویش بکنعان آئنہ
بر حیرتم ز خندۂ دندان نما مخند ❁ کانِ گہر بریز بدامان آئنہ
دکانِ اہل حسن ز آئینہ زیب یافت ❁ حُسنِ تو گشت زینتِ دکان آئنہ
قلبِ سیہ بکوئے تو زین رو معظم ❁ جویم ز خاکِ پائے تو درمان آئنہ
ہر ذرہ از فروغِ خرامت ضیا گرفت ❁ شد رہگذارِ تو ہمہ دکان آئنہ
خاکِ درت کہ صیقلِ آئینۂ دل ست ❁ ہم جان آئنہ شد و ہم شان آئنہ
گاہے بہ نقشِ پات نگاہش فتادہ ست ❁ آئینہ شد ز دیدۂ حیران آئنہ
برگیر پردہ جلوہ نما در دلِ حسنؔ ❁ تنگ ست بر تو وسعتِ میدان آئنہ

❁

در منقبت حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ

طوطیا زمزمہ کن رفت الم ہائے شبی ❁ صبح آئینہ دمیدست ز شرقِ حلبی
مژدہ اے مردہ دلاں رفت دمِ تشنہ لبی ❁ آمد ابرِ حلبی در پئے برقِ عربی
عَلَم دار ایکہ مدار ست مدار ملت ❁ کہ مرادست مریدت اگر از وے طلبی

چہ رفیع است جوارِ تو چہ بدیع است مدار ❁ ایں سپہرِ شرف آں قیصرِ عالی نسبی

پرتوِ خسروِ دارین علیہ الصلوات ❁ پس رو و پیش رو خلق بامی و ابی

اے مکین پور مکیں شاہ زماں ماو زمیں ❁ سید جید دیر ابن علی آل نبی

ظاہر طاہر تو راو حتمیں ماو مبیں ❁ باطن فاخر تو سر خفی رمز نحی

مہری بارد از بام تو بر جوشِ ادب ❁ قہری جوشد از جام تو بر بے ادبی

چہ صفا جویت اے سایۂ تو مہرِ منیر ❁ چہ ثنا گویت اے مایۂ صد بوالعجبی

وصف وصاف تو حسن خلق (۱) و دیدہ کور ❁ مدح مداح تو حق آرق و ذہن غبی

من چہ گویم چہ کسم رو سیہے پر گنہے ❁ از رو امر جداؤ بچہ نہی سبی

خاری کارم و غافل ز خلشہائے درو ❁ خواری گردم و فارغ ز غم پدلقی

تا کسم بلکہ خسم واں قدوم بس کہ بود ❁ بحر ما یا حسب بے چارہ سر بے سببی

قطبی و قادریم قادریاں را جاہست ❁ پیشِ ہر قطب پہ آں جائے ہر شیخ وصی

ثمرۂ مدح کرام ست حسن آنکہ بخلق ❁ نخلِ فلک تو سر گشت بشیریں رطبی

-: دیگر :-

جانِ جہاں فداتِ جہاں را تو جاں شدی

عمرت دراز باز کہ جانِ جہاں شدی

-: دیگر :-

بر درت آمدہ ام طوقِ معاصی بگلو ❁ سرو بستانِ کرامت شہ جیلاں مددے

ہمہ خوئے حسنی خلق حسینی داری ❁ چاک شد سینہ زغم بہر شہیداں مددے

تا خدا نیست خدارا کرمے بر حالم ❁ کشتیم غرقِ الم بحر بلاواں مددے

(۱) سپیدۂ صبح صادق ۱۲ منہ

رباعی

ہیچ ست جہاں غمش نخوردن بہتر ❁ بر پشت غم ایں بار نبردن بہتر
از زندگی و جلوسِ تختِ شاہی ❁ بر خاک در حبیب مردن بہتر

❁

تقریظ کتاب مستطاب ہشت بہشت ثانی قصۂ خضر خان و دول رانی
مصنفہ: طوطیِ ہند حضرت مولانا امیر خسرو قدس سرہ

سپاسِ خالقِ کون و مکانے ❁ نہ آید راست از کج مج بیانے
بہ او کنہ اسرارش چہ پویم ❁ ز خود آگہہ نیم از وے چہ گویم
دریں یم عقل را کشتی شکستہ ❁ دریں منزل خرد را پائے خستہ
کجا یارائے آں کایں خستہ و زار ❁ زند دستے بتاؤ روانِ اسرار
بہ بزم کنہ ذاتِ کبریائی ❁ رسائی راست عذرِ نا رسائی
بہ راہش رہرواں گم کردہ ہوشند ❁ بہ بستانش نوا سنجاں خموشند
چہ یارا دست و پا گم کردۂ را ❁ زند گامے دریں رہ بے محابا
بہ عرش آشنا را وقت تنگ ست ❁ کہ اوّل گام در کامِ نہنگ ست
پس آں بہ کز رہِ عجز و نیازے ❁ رسم در درگہِ بندہ نوازے
بہ آں درگاہِ عالی در مناجات ❁ فقیرانہ نمایم عرضِ حاجات

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

الٰہی روشنائی دہ دلم را ❁ بآسانی بدل کن مشکلم را
الٰہی پائے بند حرص و آزم ❁ گرفتارِ ہوسہائے درازم
نمازم خالی از لطف نیاز ست ❁ نیازم مملو از صد حرص و آز ست
الٰہی چارۂ کن درد ما را ❁ دلے دہ جان غم پُر درد ما را
گرفتارم بدست نفس خود رائے ❁ خدایا بر گرفتاراں ببخشائے
شب دیجور دارم خانہ بے نور ❁ بہ مہرت صبح کن شبہائے دیجور
حسنؔ را از تو رحمت آرزو ہست ❁ کہ خود فرمانِ تو لَا تَقْنَطُوْا ہست
مسلماں را چو داد ایں مژدہ یزداں ❁ چرا مایوس باشند مسلماں
بری از عیب کفر و شرک ہستم ❁ بحمد اللہ کہ من یزداں پرستم
خداوندا خودی از من جدا کن ❁ بہ بند خود ز آزادی رہا کن
زہے طالع زہے ایں بخت فیروز ❁ کہ دادندم چراغ عالم افروز
گزشت از چرخ اعظم اوج جاہم ❁ کہ محبوب خدارا خاک راہم

زمزمہ پیرائی عندلیب خامہ درلغت گلعذاری کہ
بہار باغ فردوس جلوۂ از عارض رنگین اُوست

محمد آبروئے دین و ایماں ❁ سرورِ قلبِ محزوں راحتِ جاں

فلک را فرق زیرِ پائے جاہش ❁ بہارِ ہشت جنت خاکِ راہش

سرِ گردن فرازاں خاکِ او نیست ❁ دو عالم بستۂ فتراکِ او نیست

جمال و عشق را دادند پیوند ❁ چو شد پیوند احمد نام کردند

لطافت را من حیراں چہ گویم ❁ ز جاں بہ جسمِ او از جاں چگویم

تو اینجا کہ غم از دل رباید ❁ بیا و روئے رنگیں تر نماید

بہارِ ہشت جنت مست بویش ❁ ضیائے مہر و مہ قربانِ رویش

بجست و جوشِ سرو از خاک برخاست ❁ بعشقش گل گریباں چاک برخاست

جہاں سبز و شاداب از گلِ او ❁ بہارِ باغِ رضواں بلبلِ او

نہ تنہا خسرو روئے زمین ست ❁ مکاں تا لامکاں زیرِ نگیں ست

ملاذِ بے کساں فرخندہ شاہے ❁ غریب و خستہ حالاں را پناہے

شہے کو کرد اندر فقر شاہی ❁ بفرقش دولتِ شاہی مباہی

جہاندارے سریرش مسندِ خاک ❁ رواں فرمانِ او بر عالمِ پاک

کہن دلقے بجہدیں رقعہ در بر ❁ بہ نقش حلۂ شاہی گداگر

دریں گفتار رمزے ہست پنہاں ❁ کہ ہست آں مہ پناہِ خستہ حالاں

فریاں بر درِ او ایستادہ ❁ سراں دہر در پایش فتادہ

ز بس یار ست زو اُمیدِ احساں ❁ کہ حاجت مند او حاجت روائیاں

بہر جا کا ندرش یک قطرہ خوے ❁ ہزاراں کانِ گوہر چو شد از وے

چو آں جانِ جہاں باشد خراماں ❁ دمد از نقشِ پایش صد گلستاں

چہ ایں یک جملہ عوالم ثنائش ❁ خدا زو ہیچ داد از ماورائش

مگو کز خاک بر افلاک بنشست ❁ کز و ہم خاک و ہم افلاک شد ہست

بیانِ شب معراج و عروج صاحب تاج

شبے از اختراں گل پوش ماہے ❁ ہزاراں صبح در آغوش ماہے
ز شب چشم جہاں را سرمۂ نور ❁ سویدائے دل ما گیسوئے حور
ز شب چوں مردمک منظور دیدہ ❁ دل از تاریکی شبہا خریدہ
بدیں شب ہر کہ اندر گفتگو بست ❁ سواد الوجہ فی الدارین اویست
بشکل صبح روشن شد زمانہ ❁ پریدہ مرغ سدرہ ز آشیانہ
بباغ خلد رفت اندر چراگاہ ❁ براق آورد و آمد بر در شاہ
شہ بیدار بخت از خواب برخاست ❁ بشوق دید حق بیتاب برخاست
بہ پشت رخش بنشست و رواں شد ❁ بیک ساعت مکانش لامکاں شد
ہمی دادش عطیہ بر عطیہ ❁ ندائے اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃ
ہمی آمد و او پیش می رفت ❁ بپائے خویشتن از خویش می رفت
خدا را دید و خوش خوش باز برگشت ❁ سراپا عزت و اعزاز برگشت
چناں آمد ز دولت خانۂ غیب ❁ دلش معمور تر از دامن و جیب
کریما سرورا بیکس نوازا ❁ غریبان امم را چارہ سازا
گزشتی بر گدایانت زر افشاں ❁ زر از تاب جمالت گوہر افشاں
حسن چوں سگ قلادہ بر درت پست ❁ سگے را ہم نواز آخر سگت ہست
بدامان فقیراں گوہرے ریز ❁ بکام تلخ کاماں شکرے ریز

مدحِ مثنوی شریف

دول رانی خضر خاں را چو دیدم
بہر بیتش ز دل آہے کشیدم

ہمہ اشعار او دل ہائے رنجور
ز سوز جانگداز عشق معمور

بہر شعرش نہاں صد جان ناشاد
ز ہر بیتش بلند افغان و فریاد

کتاب ست ایں کہ معشوقیست طناز
سراپا آفتِ جاں عشوہ و ناز

کم از نشتر نمی ماند ادایش
ہمیشہ در رگ جانہا ست جایش

دریں گلشن ہشیاری قدم زن
کہ می گیرد گلش چوں خار دامن

نگویم رنگِ رعنائی نظر کن
تماشائے تماشائی نظر کن

اگر دیدی ز راہِ دیدہ مردی
ز چشمِ خویش چشمِ زخم خوردی

ز عاشق نالۂ غم دام کردند
دریں گلزار سروش نام کردند

ز خونِ بسملش گل آفریدند
ز دودِ آہ سنبل آفریدند

بخاکِ عاشقاں نخلش نشاندند
ز آبِ چشمِ گریاں آب دادند

ریودند اشک از چشمِ گرفتار
بہر جانب رواں کردند انہار

ز آہِ دردمنداں شد ہوایش
ز خونِ کشتگاں رنگِ حنایش

فراہم شد چو شور نالۂ دل
اذاں کردند گل بانگِ عنادل

اگر اہلِ دلے دانسوئے منگر
ببیں حالِ من بیتاب و مضطر

چوں از جاں سیرِ عشقی سیر او کن
وگرنہ رو براو خویش رو کن

بہ اہلِ نظر را وقتِ دیدن
ز غمِ خوں گشتن و در خوں طپیدن

نہ چوں عالم شود از نور معمور
ز سوزِ خسروست ایں شمع پُر نور

ہمیں دلہا نہ بے تاب و قرار ست
کہ جانہا گرد او پروانہ وار ست

زہے خسرو کہ از رنگیں کلامی
گرفت از فصلِ گل خطِ غلامی

زہے خسرو زہے شیریں بیانی
کہ شد ہر سنگ دل فرہاد ثانی

چو بہر تحفل ہندی خاست خسرو
بہ دنیا جشنے آراست خسرو

ز سوزِ دل کلامش کامیاب ست
برو ہر دل کہ مے اندر کباب ست

کتاب ست ایں کہ شمع خانۂ عشق
کزو ہر شمع رو پروانۂ عشق

بماند ایں داستاں تا دورِ دوراں
خضر را داد خسرو آبِ حیواں

ز خسرو نامِ شاں باقی ست ہر سو
دول رانی کجا و خضر خاں کو

مسلم گشت بر خوابش شاہی
کہ شد محبوبِ الٰہی (ؒ)

زہے تخلیقش کہ کارش با نظام ست
زہے تخلیقش کہ کارش با نظام ست

خوشا طالع کہ بر رازِ دانش
توسل کرد از سوزِ نہانش

الٰہی ز آتش و سوزِ جہنم
بحق سوزِ خسرو دہ امانم

الٰہی بہر سوزِ دل نوازے
بدہ جانِ مرا سوز و گدازے

گدازد جاں شب و روزم بشکست
بشکست سازم و سوزم بشکست

بسوز عشق سوز ایں جان بے نور
بآں سوزم بساز از سوختن دور
بدہ سوزے کہ آتش بر فروزد
ہمہ ناپاکیم را پاک سوزد
چو راز عشق نور دل فزاید
ازیں دوزخ بہار خلد زاید
کجا بودی کجا رفتی دریں جوش
مگر رفتی حسنؔ از خویش خاموش

تاریخ وصال سیدنا مولانا حضرت شاہ آل رسول رضی اللہ عنہ

کرد عزمِ آخرت چوں شاہِ ما آلِ رسول
خلق در روزِ سیہ بنشست با بختِ سیاہ
ہاتفِ غیبی بمن فرمود وقتِ فکرِ سال
"با خدا پیوست جان عالم ملکوت آہ"
۹ ۷ ۰ ۸ ۱

-: دیگر :-

آں آلِ رسول آں ماہِ مبیں
چوں رفت ز دنیا زیرِ زمیں
گفتم حسنؔ تاریخ چنیں
"اللہ معک در خلد بریں"
۶ ۹ ۵ ۲ ۱

قطعہ تاریخ وصال اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدی وماوائی مرشدی ومولائی عالیجناب مولانا مولوی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب رضی اللہ عنہ

مرشد ما شیخ اقطاب زمانہ بوالحسین
نور آگیں نور افزا نور رب نوری لقب

کاشف استار پنہاں واقف اسرار غیب
حزل انوار سبحاں مہبط افضال رب

آنکہ ہردم لطف فیضش بر غلاماں بے غرض
آنکہ ہیم فیض لطفش بر گدایاں بے سبب

آنکہ مہرش رشح دین منیاں را ابر جود
آنکہ قہرش رشیِ اہلِ زیغ را برقِ غضب

آنکہ کرد از نحۂ مو عرصۂ جانہا تتار
آنکہ کرد از لمعہ رو کشورِ دلہا حلب

جودِ او حاجت روائے مستنداں بے سوال
لطفِ او مشکل کشائے دردمنداں بے طلب

طلعتِ بیضا منور کرد و جانِ تازہ داد
سطوتِ موسیٰ بدستش رحمتِ عیسیٰ بلب

نورِ چشمِ مصطفیٰ چشم و چراغِ مرتضیٰ
شمعِ ایوانِ ہدیٰ مہرِ عجم ماہِ عرب

رفت زیں دارِ فنا وا حسرتا وا حسرتا

آں شہِ والا حسب عالی گہر بالا نسب

شد جہاں بے نور بے نور و چناں بے نور شد

شب چو بخت تیرہ بختاں روز روشن ہمچو خب

اے حسنؔ گفتم صوری معنوی تاریخِ نقل

بست و چار و سیزدہ صد دورۂ ماہِ رجب

۴ ۲ ھ ۳ ۱

-: دیگر :-

چوں بگل گشت خلد رفت ز دہر

سیدی بوالحسین احمد نور

سن نقلش حسنؔ بگوش رسید

نَوَّرَ اللّٰہُ سِرَّہُ الْمَسْتُوْر

۴ ۲ ھ ۳ ۱

تواریخ مساجد حسب فرمائش جناب حکیم احمد رضا خان صاحب

از کمالِ کوشش و سعیِ حکیم احمد رضا

خانۂ پاکِ خدا تعمیر شد در رام پور

فکرِ سالِ ابتدائے کار دامن گیر بود

"گفت رضواں اے حسنؔ فردوس ثانی بے قصور"

۱۳۱۹ھ

-: دیگر :-

بانیِ مسجد حکیم احمد رضا
مہبطِ اکرام و لطفِ سرمد ست

گر زمن تاریخ می پرسی حسنؔ
مطلعِ انوارِ فیضِ ایزد ست

۱۳۱۹ھ

-: دیگر :-

زمینِ بیتِ رب بر خویشتن بالیدہ می گوید
کہ اے احمد رضا از سعیِ پاکت شد سعید ایں جا

حسنؔ مژدہ رساں گفت از دلش تاریخ تعمیرش
ولا بے زاد منظیں از کشائش تا امید ایں جا

۹ ۱ ھ ۳ ۱

تاریخ نثر

جزاهم الله في الدارين خيرا

۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ وفات محبوب خان حسب فرمائش منشی احسان علی خان صاحب احسانؔ شاہجہانپوری

بست چو محبوب خان رخت سفر اے حسنؔ
بر رخ بابائے خود صد در زحمت کشاد

ہاتف غیبی ز من گفت دعائیہ سن
"تربت محبوب خان منزل محبوب باد"
۱ ۹ ۰ ۰ ۳

تاریخ انتقال پُر ملال محبی حکیم عبدالسلام صاحب مرحوم

آں نوجواں طبیب کرم پیشہ مہرباں
کز فیض عام خاص خواص و عوام شد

بربست رخت خویش ازیں دہر بے ثبات
بگزشت زیں خفیف و معلٰی مقام شد

تاریخ فوت گفت حسنؔ از سر بکا(۲)
عبدالسلام رہرو دارالسلام شد(۱۳۲۰)
۱۳۲۰+۲ ـــــ ۱۳۲۲ھ

تاریخ واسوخت عزیزی سید برکت علی صاحب نامیؔ سلمہ اللہ تعالیٰ

نامی من خوش ادا واسوختے تصنیف کرد
کز بہارش تازہ شد سرسبزی ریحانِ عشق

سال طبعش از دلم چوں آہ سر برزد حسنؔ
شمع بزم حسن و چاک سینۂ سوزانِ عشق
۱ ۳ ھ ۲ ۶

تاریخ گلدستۂ غنچۂ جاوید میر کاظم حسین صاحب لکھنوی
کہ از طبع اشاعت پذیرست

چمن حُسن غنچۂ جاوید
فرح بخش از گل و ریاحین ست

از سر انبساط سال دوم
"چمن بوستان رنگیں" ست
۱ + ۱۹۰۷ ___ ۱۹۰۸ء

تاریخ انتقال سید محفوظ علی صاحب برادر خورد
سید تہور علی صاحب تہورؔ تلمیذ مصنف

محفوظ علی چو رفت زین دار
از منظر خلد گشت محظوظ

گفتم حسنؔ سن وفاتش
"یا امن مقام اوج و محفوظ"
۵ ۲ ۳ ۱ ھ

تاریخ طبع دیوان نعتیہ مصنفۂ جناب قاضی خلیل الدین صاحب حافظؔ

طبع حافظ کہ بحر شعر ست
دارد ہر گونہ جوشِ مضموں

ہم معجہ زد و شاعرانہ
ہم گوہر مدحت ہمایوں

گفتم تاریخ آنچہ نعت ست
'مضمونِ نفیس و مدحِ موزوں'
۱۳۰۳

تاریخ کتاب مسمّی بہ (ترقی وتنزلی کے سبب)
مصنفہ نواب عبدالعزیز خان صاحب مرحوم

زہ چہ کتاب عزیز آبروئے طبع شد
کاشف استار خوش مظہر اسرار خوش

طوطیِ شکر شکن طرفہ نشیدے کشید
برد ز دل صبر و تاب شوخیِ گفتار خوش

ملہم غیب اے حسنؔ کرد دو تاریخ بذل
'شمع شبستان طبع' ۔ 'نامۂ افکار خوش'
۱۳۰۴ھ ۱۳۰۴ھ

تاریخ انتقال سید فضل غوث صاحب ساقی بریلوی

چوں قضا کردند سید فضل غوث
در جہاں رسم خوش اخلاقی نماند
جان و دل از بادہ شد اے مے کشاں
آں قدح بشکست آں ساقی نماند
۵ تخرجہ ۱۳۰۷ھ

تاریخ انتقال حکیم محمود خان صاحب مرحوم مغفور دہلوی

زیں دہر بے ثبات چو محمود خاں حکیم
بربست رخت خویش سوئے دار آخرت
چوں فکر سال دامن طبع حسنؔ گرفت
گفتا سروش۔ "رحلت محمود عاقبت"
۹ ۰ ھ ۳ ۱

تاریخ طبع دیوان محمد احسان خان صاحب احسانؔ شاہجہانپوری

چو مصر شدند احسان پئے سال طبع دیواں
سخن شرف گنجم۔ سخن شرف گنجم
۰ ۱ ھ ۳ ۱

تاریخ طبع دیوان منشی محمد الیاس صاحب برقؔ ساکن شہر بمبئی

ز رنگینیِ برق رنگیں بیاں
بہار آمد و باغ دیگر شگفت
چو تاریخ جستم ز ہاتف حسن
بہار است طورِ سخن برق گفت

۱۹۰۱ء

❁

شجرہ نسبی سید حبیب اللہ صاحب و شفق حسب ارشاد (سید صاحب)

محمد راحتِ دیں جانِ ایماں ❁ محمد قوتِ ایمانِ ایماں
علی و فاطمہ نورِ الٰہی ❁ مرایشاں را سروِ عالم پناہی
حسن آں قرۃٔ چشمانِ زہرا ❁ شہید زہر و روحِ جانِ زہرا
حسن را ہاشمی شد چو پیوند ❁ حسن را گشت نورِ چشم و دلبند
مثنٰی را بہ طلعت چوں مہ آمد ❁ چو عبداللہ محض انور شہ آمد
چو عبداللہ یافت از بخت انوار ❁ ز موسیٰ الجون شد چشمش ضیا بار
ز موسیٰ گشت عبداللہ پیدا ❁ ز عبداللہ شد موسیٰ ہویدا
چو شد داؤد موسیٰ را دل آرام ❁ محمد خاطرِ داؤد را کام
چو یحییٰ زاہد آمد از محمد ❁ مجد شد مجد شد مجد
ابی عبداللہ آں آرامِ یحییٰ ❁ دلِ یحییٰ رواں کامِ یحییٰ
ابی صالح ز عبداللہ ذی جاہ ❁ کزو چوں مہری یابد ضیا ماہ
خوشا بختِ ابی صالح ز تقدیر ❁ کہ طالع شد ازو ماہے جہانگیر
حضور عبدِ قادر غوثِ اعظم ❁ پناہِ مستمنداں قطبِ عالم
جواں بختانِ عرفاں را ست پیرے ❁ ز پا افتادگاں را دستگیرے
جنابِ غوث را ایں خوش اخلاق ❁ امام عہد سید عبد رزاق

ز شیخ عبد رزاق مجد ❁ منور شد وجود سید احمد
ز احمد نصر دین و ز نصر خوش خو ❁ جمال سیف دیں دلچسپ و دل جو
بر آمد شمس دین از مشرق سیف ❁ ز عبداللہ حاصل شمس را کیف
ز عبداللہ نور دیں شد اظہار ❁ ز نور دیں شرف یا دیں نمودار
شرف را نور دیدہ قاسم آمد ❁ سرورِ جان قاسم سید احمد
ز احمد گشت یحییٰ جلوہ فرما ❁ ز یحییٰ شد علی جانِ تمنا
نگہبانِ علی نور از محمد ❁ محمد را چو یوسف ابن ارشد
علی شد گرمی بازار یوسف ❁ عزیز خاطر و دلدار یوسف
علی را بوالوفا نور نگاہ ست ❁ کہ نور دین و عز عز و جاہ ست
چشم نور دیں از مصطفیٰ نور ❁ ز عز دیں بجان مصطفیٰ سور
باوج از عز دیں انوار محمود ❁ حبیب اللہ شد دلدار محمود
الٰہی حرمتِ آلِ پیمبر ❁ دل ما را ز عرفان کن منور
حسن را عقل و حسن خاتمہ بخش ❁ سرورے خاطرش را از غمے بخش

(قندپارسی تمام شد)

تاریخ از نتائج طبع وقاد مولوی حسن رضا خاں حسن بریلوی غلام حضرت مصنف مدظلہم و برادر و شاگرد مولوی صاحب ممدوح سلمہما اللہ تعالیٰ

مژدہ مسلماں تازہ شد ایماں نوگل خنداں جلوہ نما
از چمن مارہرہ دمید و آمدہ موسم نے پائے

حبر شریعت، بحر طریقت، بدر حقیقت ابر کرم
احمد نوری آں کہ بہ عالم دارد جلوہ نیرائے

زد بکرم در ساغر اوفی شہد مصفیٰ جان صفی
راحت روح مسلماں قاطع شک وسوائے

آب زلال صافی سلسلی جرعہ خوں تاب قبلی
شیرۂ جان مؤمن صادق تلخی زہری برکائے

کانِ حلاوت جانِ ملاحت شانِ فصاحت سرتاپا
زاجر قاہر ذاکر قاصر ذکر مذکر ہر تائے

متن مجمل و شرح مجمل کاشف معضل بے مشکل
بچو شگفتن غنچہ دے از باد بہار عبائے

قوت سنت قوت جماعت فوت ضلالت موت ضلال
طرفہ کتابے صدق مآبے کوہ صوابے بس رائے

از ہمہ اعلیٰ، اعلیٰ و اولیٰ حسن تصانیف موئے
وز ہر باطل عاری و عاطل حلہ خوبی راکائے

بندہ حسن یک زمزمہ زن بیں شور گلبن کائے اہل زمن
هن لکم نهر من عسل فیه شفاء للناس☆

☆ (العسل المصفی فی عقائد ارباب سنۃ المصطفیٰ (۱۲۹۸ھ) تصنیف حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ، ص ۴۳/۴۴۔ مطبع جماعت تجارت مطبع اسلامیہ میرٹھ لمیٹڈ)

ثمرِ فصاحت

{1319ھ}

-: تصنیف لطیف :-

فصیح بے مثال، بلیغ نازک خیال، محب سنت، عدو بدعت جناب مولانا
مولوی محمد حسن رضا خان حسنؔ قادری برکاتی بریلوی صین عن المحن

[مطبع اہل سنت وجماعت بریلی سے شائع شدہ نسخے کا سرورق]

فہرست

ردیف بائے تازی

ردیف بائے فارسی

ردیف تائے فوقانی

ردیف ثائے مثلثہ

ردیف جیم تازی

ردیف حائے حطی

ردیف خائے معجمہ

ردیف دال مہملہ

ردیف ذال معجمہ

ردیف رائے مہملہ

ردیف زائے معجمہ

ردیف سین مہملہ

ردیف شین منقوطہ

ردیف صاد مہملہ

ردیف ضاد معجمہ

ردیف طائے مہملہ

ردیف ظائے معجمہ

ردیف عین مہملہ

ردیف غین معجمہ

ردیف فا

ردیف قاف

ردیف کاف

ردیف لام

ردیف میم

ردیف نون

ردیف واو

ردیف ہائے ہوز

ردیف یائے تحتانی

تمام شد

تواریخ طبع دیوان

تواریخ وفات حضرت مصنف مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیوں کر ادا ہو وصف خدائے عظیم کا
جب بند ناطقہ ہے کلام و کلیم کا

چشمِ خیال اور ہوس جلوۂ جمال
بھولا ہوا ہوں واقعہ طور و کلیم کا

کیوں دل میرا دُکھائیں زمانے کے حادثات
تو ہے قدیم اور میں بندہ قدیم کا

اُس سے خود اُس کی ذات کی تشریح پوچھیے
اچھا علاج ہے یہ دماغِ حکیم کا

واجب کا ممکنات میں کیا ہو کوئی شریک
ممکن نہیں وجود عدیل و سہیم کا

ہیں امر و نہی لائقِ تسلیم بے دلیل
خالی حِکَم سے حکم نہ ہو گا حکیم کا

کیوں میرے پاس آئیں فرشتے عذاب کے
مجرم تو ہوں میں اپنے غفور الرحیم کا

پودوں میں شاخیں شاخوں میں گُل گُل میں رنگ و بو
کیوں کر کہوں یہ عطر ہے سعیِ نسیم کا

اے جمع کرنے والے عظامِ رمیم کے
کب تک رہے گا حال پریشاں سقیم کا

بعد فنا حدوث و قِدم کا کھلے گا حال
پوچھیں گے جب مزاج دماغِ حکیم کا

کج رَو کا راست باز کرے خوف کیا حسنؔ
طعمہ ہے مارِ سحر عصائے کلیم کا

باڑا بٹے جو پرتوِ حسنِ کریم کا
کشکول بھر دے گنبدِ عرشِ عظیم کا

مداحِ قد و زلف و دہانِ حضور ہوں
سر پر ہے میرے سایہ الف لام میم کا

کوثر کہ جس سے پیاس بجھے اہلِ حشر کی
قطرہ ہے ایک چشمۂ میم کریم کا

بے ظل وہ تجلیِ ذات مگر اس لیے بنا
سایہ زمین پر نہ پڑے اس عظیم کا

پروانے عندلیب کے ہم داستاں بنے
ہے گل فشاں چراغ تمہارے حریم کا

جب بھی نہ آئے ساحلِ بحرِ کرم نظر
چشمہ لگا کے دیکھیں جو میم کریم کا

فرمائے لطف کعبۂ حاجات تو تو ذوق
آغوشِ قبر میں ہو کنارہ حطیم کا

ہم پیاسے تو گھاٹ نہ اتریں گے روزِ حشر
دریا چڑھا ہوا ہے عطائے کریم کا

لَا تَقْنَطُوْا کے سائے میں میرا مقام ہو
جب آفتاب گرم ہو اُمید و بیم کا

اس طرح آؤں قبر سے میدانِ حشر میں
لب پہ سوال ہاتھ میں دامن کریم کا

سبطین بادشاہِ جوانانِ خلد ہیں
گل ہائے قدس ہے سایہ گلیم کا

اصحاب کالنجوم کا لمعانِ نقشِ پا
ظلمت میں راہبر ہے رہِ مستقیم کا

ہو سوئے اعتقاد جسے اہل بیت سے
مژدہ سناؤ اُس کو عذابِ الیم کا

جو پیرِ دستگیر کا منکر ہے اے حسنؔ
وہ ہے مُرید دیو مَرید و رجیم کا

میں اور شبِ فراق اُٹھانا عذاب کا ❁ یارب بُرا ہو اس دلِ خانہ خراب کا
یہ فصلِ گل یہ جُھوم کر آنا سحاب کا ❁ ساقی میں اور ایک پیالہ شراب کا
دیکھا ہے جب سے حسن رُخِ بے حجاب کا ❁ رنگ آفتاب میں ہے گلِ آفتاب کا
چھینٹے یہ دے رہا ہے برستا سحاب کا ❁ ٹھنڈی ہوا میں دور ہو جامِ شراب کا
تم منہ سے کیوں اٹھاتے ہو گوشہ نقاب کا ❁ چہرہ ابھی سے فق ہے مہ و آفتاب کا
جوبن اُبھار پر ہے بہارِ شباب کا ❁ اللہ حافظ اُن کی اداے حجاب کا

چمکا ہوا ہے حسنِ رُخِ بے حجاب کا ❁ طالع ہے گردشوں میں مہ و آفتاب کا

اُس بزمِ ناز میں ہیں غضب دل فریبیاں ❁ بے کار انتظار ہے خط کے جواب کا

خورشیدِ حشر میری نگاہوں میں کیا جچے ❁ جلوہ خیال میں ہے کسی کے نقاب کا

رُخسار و چشمِ یار کا مارا ہوا ہوں میں ❁ مشتاق سیرِ باغ نہ پیاسا شراب کا

ذرّاتِ کوئے یار میں چہرہ لگا لیا ❁ چوتھے فلک پہ اب ہے دماغ آفتاب کا

کم ملیں گے زمانے میں ہم سے بھی پاک باز ❁ شیشہ بغل میں ہاتھ میں ساغر شراب کا

دیکھو نہ دیکھو اس کی طرف چشمِ مست سے ❁ چکرا کے گر پڑے گا پیالہ شراب کا

مدِ نظر ہے ضبط مصیبت یونہی سہی ❁ بجلی گرے جو نام بھی لوں اضطراب کا

کچھ احتیاج شمع نہیں پیشِ آفتاب ❁ کیا کام تیرے ہوتے ہوئے آفتاب کا

فصلِ بہار کو میں خزاں کہہ رہا ہوں آج ❁ عالم میری نظر میں ہے کس کے شباب کا

فصلِ بہار اور یہ رنگینیاں دروغ ❁ پرتو پڑا ہے دور سے اُن کے شباب کا

سمجھا دیا کرشمۂ ابرو ہوا ہے یہ ❁ منظور پردہ تھا جو بہارِ شباب کا

کیں ابر نے اگرچہ عرق ریزیاں بہت ❁ خاکہ نہ کھنچ سکا میری چشمِ پُر آب کا

تم دل میں آؤ تو یہ تماشا دکھاؤں میں ❁ ہے ایک میرے پاس تمہارے جواب کا

تم حسن میں ہو ایک تو میں فردِ عشق میں ❁ ہے کوئی آج میرے تمہارے جواب کا

جب آ گیا ہے یاد تیرا نقشِ پا مجھے ❁ دیکھا ہے کیسی یاس میں منہ آفتاب کا

لکھا ہوا ہے پیرِ مغاں کی دکان پر ❁ کم ظرف کو حرام ہے پینا شراب کا

دیکھے کوئی حسنؔ کو درِ میکدہ پہ آج ❁ لب پر سوال ہاتھ میں ساغر شراب کا

نالہ سن کر ہنس رہا ہے عاشقِ ناشاد کا
اے تغافل کیش کچھ منہ کر لبِ فریاد کا

کب ہوا اے شوقِ وصل اُس پر اثر فریاد کا
کیوں کلیجہ نوچتا ہے تو دلِ ناشاد کا

حال میں کس سے کہوں اپنے دلِ ناشاد کا
ہائے کوئی سننے والا ہے میری فریاد کا

جب انہیں ملنا نہ ہو منظور تو کیسا اثر
کیا بھروسہ آہ کا، کیا آسرا فریاد کا

نوچ لیتے ہیں کلیجہ نالہ ہائے بے کسی
منہ نہ کھلوائے کوئی میرے لبِ فریاد کا

اہلِ اُلفت نالہ کش معشوق حیرت میں خموش
شور ہے تیری خموشی کا میری فریاد کا

بے خبر ہو، بے خبر کو کیا خبر اس درد کی
سنگ دل ہو، سنگ دل پر کیا اثر فریاد کا

لو چلے آؤ کہ رازِ عشق ہو جائے نہ فاش
لو چلے آؤ کہ اب وقت آگیا فریاد کا

وہ ادائے جاں ستاں پھڑکا گئی تڑپا گئی
وار مجھ پر تیغ سے پہلے چلا جلاد کا

خاک میں مل جائے گی قدرِ شہادت تیرے ساتھ
خونِ ناحق بچ رہا دامن اگر جلاد کا

خونِ حسرت ہاں دکھا رنگیں مزاجی کی بہار
دامنِ گل جیسے بنے دامن مرے جلاد کا

یاد کرنا تو بھلایا بھول جانا یاد ہے
بھول جانے والے قائل ہوں میں تیری یاد کا

کس کے جلووں نے ارادوں کو مسخر کر لیا
اب نہ کوئی جور کا شاکی نہ سائل داد کا

کوئے قاتل میں الٰہی کس نے رکھا ہے قدم
شور ہے کس کی زباں پر ہر چہ بادا باد کا

آ، پیا آنکھیں تلووں سے مَل آ، یہ دل پامال کر
دن دکھا دے چشم ما روشن دلِ ماشاد کا

او تغافل کیش چیخ اٹھے میرے نالوں سے کوہ
دل ترا پتھر کا، پتھر کا نہیں فولاد کا

ضبطِ عشقِ حُسن گندم گوں بہت دشوار ہے
چاہیے ہے پیٹ اس کے واسطے فولاد کا

اُف صفائے جسم جب وہ کھینچنے بیٹھا شبیہ
خامۂ بہزاد سے نقشہ کھنچا بہزاد کا

ہائے مجبوریٔ اُلفت ہائے جوشِ بے کسی
غیر سے کہتا ہوں میں یہ وقت ہے امداد کا

آنکھ شیریں سے لگی اب نیند کہتے ہیں کسے
خواب شیریں سے رہا کیا واسطہ فرہاد کا

گر نہ ہو مُہرِ دہن تیری نزاکت کا خیال
ہے ترا خاموش رہنا ایک ہی فریاد کا

جس طرح منہ تکتے ہیں ہم آج ظالم تو سہی
منہ تکے کل حشر میں تو شاکیِ بے داد کا

آ گیا ہے جب مجھے ذوقِ شہادت کا خیال
منہ میں بھر آیا ہے پانی خنجرِ جلاد کا

کیوں نہ ہو میرے سخن میں لذتِ سوز و گداز
اے حسنؔ شاگرد ہوں میں داغؔ سے اُستاد کا

❁

وہ ہنس ہنس کے مجھ کو رُلانا کسی کا ❁ وہ پھر گدگدا کر ہنسانا کسی کا
بہت یاد آتا ہے جانا کسی کا ❁ بگڑنا کسی کا منانا کسی کا
کلیجہ ہے بس میں نہ قابو میں دل ہے ❁ قیامت ہوا یاد آنا کسی کا
کہیں دل بھی بچتا ہے تیرِ نظر سے ❁ یہ تاکا ہوا ہے نشانہ کسی کا
بُرے حال والوں سے ان کو غرض کیا ❁ سنیں کس لیے وہ فسانہ کسی کا
ذرا آہ پُر درد سے بچتے رہنا ❁ نہیں دل لگی دل دُکھانا کسی کا
میرا بیٹھنا در پہ کس آرزو سے ❁ وہ ٹھوکر لگا کر اُٹھانا کسی کا
نئے سر سے پھر آگ بھڑکا گیا ہے ❁ وہ دستِ حنائی دکھانا کسی کا
ستم کرنے والوں کو سمجھا دے کوئی ❁ کہ اچھا نہیں دل دُکھانا کسی کا
کرے گا بہت چاک جیب و گریباں ❁ یہ پردے سے جلوہ دکھانا کسی کا
تمھیں حضرتِ دل کہیں رو نہ بیٹھو ❁ ہنسی تو نہیں مسکرانا کسی کا
حسنؔ آ گئے اُن کی باتوں میں آخر ❁ کہا ایک تم نے نہ مانا کسی کا

یہ دل ہے کہ دشمن ہے مری جانِ حزیں کا
مجھ کو اسی کم بخت نے رکھا نہ کہیں کا

اے مست مئے ناز ذرا دیکھ کے چلنا
پس جائے کہیں دل نہ کسی خاک نشیں کا

پھر جھوٹوں کے وعدے پہ ہے خوش اے دلِ ناداں
کم بخت ٹھکانا ہی نہیں تیرے یقیں کا

آغازِ محبت میں اُٹھائی وہ مصیبت
کچھ ڈر نہ رہا مجھ کو دمِ بازپسیں کا

پسپا ہوئے جاتی ہے سرِ شوق کی ہمت
عالی ہے یہ رُتبہ تیرے کوچے کی زمیں کا

اس شوخ کے انکار سے دل ٹکڑے ہوا کیوں
یا رب کوئی خنجر تو نہ تھا لفظ 'نہیں' کا

اک نالے ہی میں آپ جگر تھامے چلے آئے
اک وار بھی اُٹھا نہ مری جانِ حزیں کا

عالم میں اُٹھا چاہتی ہے تازہ قیامت
جوبن ہے ترقی پہ بتِ ماہ جبیں کا

عشاق ہیں رُسوا سرِ بازارِ محبت
ادنیٰ سا یہ اک ناز ہے اُس پردہ نشیں کا

جس میں ہے تمہارے رُخِ رنگیں کا تصور
اس دل کو لقب دیجیے فردوسِ بریں کا

اِس ضعف میں اُس کوچے کو جاتا ہوں کہ ہر گام
جو دیکھے وہ سمجھے کہ اِرادہ تھا یہیں کا

پھر صبر سکھائیں مجھے ناصح تو میں جانوں
جلوہ نظر آ جائے مرے ماہ جبیں کا

گر حضرتِ دل یار سے اِقرار ہو لینا
یوں کہیے کہ مشتاق ہوں میں تیری "نہیں" کا

دیکھو تو حسنؔ لوگ تمہیں کہتے ہیں کیا کیا
کیوں عشق کیا آپ نے اُس دشمنِ دیں کا

❁

اغیار کو دکھاؤ نہ انداز چال کا ❁ پس جائے دل کہیں نہ کسی پائمال کا
شکلِ کلیم ہم کو بھی بے ہوش کیجیے ❁ آئینہ بھیج دیجیے اپنے جمال کا
اُس گل کی بُو سمائی ہے میرے دماغ میں ❁ پھولوں کی ہے چنگیر مرقع خیال کا
خوابِ عدم سے چونک پڑے خفتگانِ خاک ❁ کیا شور حشر میں ہے اثر تیری چال کا
گر بہ شکست آئینۂ دل عیاں کریں ❁ کہیے تو پوست کھینچ لیں شیشہ کے بال کا
سب صورتوں میں جلوہ گری ایک ہی کی ہے ❁ نقشہ جما ہوا ہے کسی کے جمال کا
ساقی خمارِ ہجر کی شدت سے غش ہوں میں ❁ چھینٹا دے منہ پر اب تو شرابِ وصال کا
سنگِ غمِ فراق سے دل پر لگا نہ چوٹ ❁ آئینہ ٹوٹ جائے گا تیرے جمال کا
جلوہ کسی حسین کا ہے دل کی آرزو ❁ تصویر ڈھونڈتا ہے مرقع خیال کا
بیٹھے ہیں ہم بھی خرمنِ ہوش و خرد لیے ❁ یارب اِدھر بھی وار ہو برقِ جمال کا
پامالِ رشک کیجیے حسینانِ دہر کو ❁ پاپوش میں لگائیے کنٹھا ہلال کا
پہنچوں میں روضۂ شہِ والا پر اے حسنؔ ❁ اُمیدوار ہوں کرمِ ذوالجلال کا

قابو میں شرم ہی کے رہے گا شباب کیا
جلدی ہے تجھ کو اے دلِ پُر اضطراب کیا

اے دل سوال کے لیے یہ اضطراب کیا
کچھ یہ بھی ہے خبر کہ ملے گا جواب کیا

جلوے کی روک تھام کرے گا حجاب کیا
دریا کے آگے آبِ رواں کی نقاب کیا

بے پردہ کوئی دیکھ سکے تم کو تاب کیا
ایسی تجلیوں پہ ادائے حجاب کیا

تمہید امتحانِ قلق ہے وہ کہتے ہیں
فرقت کی رات آپ نے دیکھا ہے خواب کیا

سرکا اُدھر نقاب اِدھر ہوش اڑ گئے
بے پردہ ہو کر آپ ہوئے بے حجاب کیا

جو رضائے یار ہوں مجھ کو خبر نہیں
انداز لطف کیا ہے ادائے عتاب کیا

اپنی خطائیں اُن کی عطائیں ہیں بے حساب
اِن بے حسابیوں میں ہمارا حساب کیا

بے جا ہے ذکرِ وصل بجا ہے تمھیں کہو
پھر چاہتا ہے حُسن شبِ ماہ تاب کیا

ناصح نہ روک مے سے کہ تو جانتا نہیں
فصلِ بہار کیا ہے شبِ ماہ تاب کیا

کیا جانے ابر روتے ہیں کیونکر الم نصیب
کیا جانے برق، ہے تپش و اضطراب کیا

سن کر وہ سارا حال یہ کہتے ہیں کیا کہا
اس 'کیا کہا' کا کیسے کوئی دے جواب کیا

ساقی کی چشمِ مست نے سب کو چھکا دیا
اس دور میں ضرورتِ جامِ شراب کیا

کہتا ہے برق سے یہ مرا بے قرار دل
تڑپے ٹھہر ٹھہر کے تو پھر اضطراب کیا

آنکھوں کو روئیں دیکھنے والے جھلک کے ساتھ
جلوہ حجابِ جلوہ ہے پھر یہ حجاب کیا

کیا کیا تجلی کیا ہے سوالِ وصال نے
ہے 'کیا' ہی 'کیا' وہاں کہو 'کیا' کا جواب کیا

ان کی گلی کے ذرے سے یہ پوچھتا ہے مہر
محشر کے دن ہو گے تمھیں آفتاب کیا

خلوت پسندیاں ہیں تو کیوں خود نما ہوئے
ہیں خود نمائیاں تو ادائے حجاب کیا

وہ خود کرم کریں تو ہیں بندہ نوازیاں
ورنہ میں کیا مرا دلِ خانہ خراب کیا

تو خود نما ہے حسن تیرا عالم آشنا
ان بے حجابیوں پہ ادائے حجاب کیا

برقِ جمال ہوش رُبا ہے تو کیا عجب
بے ہوش ہو کے گر نہ پڑے گی نقاب کیا

ذرّاتِ کوئے یار میں کیا ہو فروغِ مہر
دن میں آفتاب میں ایک آفتاب کیا

جنت تو اس حضورِ محل کا جواب دے
گلشن ہو ہم سرِ دلِ خانہ خراب کیا

صحرا میں بے کسی کے مزے لے رہا ہے تو
اب اور چاہیے دلِ خانہ خراب کیا

کس واسطے نگاہ ٹھہرتی نہیں حسنؔ
رُخسارِ یار میں ہے رواں آفتاب کیا

❁

میں کیا پوچھوں کہ ہے میری خطا کیا ❁ عتاب بے سبب کا پوچھنا کیا
تمھیں احوالِ دل تعریفِ دشمن ❁ سنیں وہ کان دھر کر ماجرا کیا
چڑھاؤ آستیں خنجر نکالو ❁ یہ چپکے چپکے مجھ کو کوسنا کیا
یہ پہلے سینے سے لب تک تو آلے ❁ ہوا باندھے گی آہِ نارسا کیا
رہے گی بے اثر ہی حسرتِ دید ❁ نہ ہوگا حشر میں بھی سامنا کیا
بھرے ہیں دشمنوں نے کان اُن کے ❁ سنیں ٹوٹے ہوئے دل کی صدا کیا
فدا کرتے ہیں وہ اغیار پر روز ❁ میری تصویر کا خاکہ اڑا کیا
ہماری سخت جانی کو بھی دیکھو ❁ لگاؤ ہاتھ کوئی سوچنا کیا
اُنھیں جب جان سمجھیں اہلِ الفت ❁ پھر اُن کی بے وفائی کا گلہ کیا
ہوئے ہم ابتدائے عشق ہی کے ❁ خدا ہی جانے ہوگی انتہا کیا
حسنؔ اب کیوں ہے جامِ مے سے انکار ❁ کہو تو زہر اس میں گھل گیا کیا

کرے ایسے سے کوئی التجا کیا
مجھے جو سُن کے مطلب مدعا کیا

کوئی افسوں پڑھا یا گالیاں دیں
مجھے یہ چپکے چپکے کہہ لیا کیا

میرے گھر پوچھتا آیا انھیں غیر
مجھے حیرت کہ ہے یہ ماجرا کیا

ہمارے ہاتھ سے بھی کوئی ساغر
جو کھل کھیلے تو پھر شرم و حیا کیا

درِ دشمن پہ لے جاتا ہے ہر روز
ستم کرتا ہے تیرا نقشِ پا کیا

اگر وہ میرے جانے سے نہ آئے
تو پھر اے شوقِ دل تیری سزا کیا

میں حاضر ہوں جو کرتے ہو مجھے قتل
مگر کس بات پر میں نے کیا کیا

مرے سینے کو دیکھو دل کو دیکھو
نہیں ناوک نگاہ عشوہ زا کیا

گماں ہے آپ کا وہ کون میں کون
حسنؔ مجھ سے کسی سے واسطہ کیا

عیادت کیوں کریں وہ مدعا کیا ❁ کہ دردِ بے کسی کا پوچھنا کیا
ہجوم صدمۂ فرقت تو دیکھو ❁ کرے اب صبر طاقت آزما کیا
نہ سوجھا دل لگاتے وقت کچھ بھی ❁ پر اب کہتا ہوں یہ میں نے کیا کیا
یہ مانا دُکھ ہمارا لا دوا ہے ❁ جو وہ پوچھیں تو اے دل پوچھنا کیا
چمک رہ رہ کر اُٹھتی ہے یہ کیسی ❁ الٰہی میرے دل کو ہو گیا کیا
میری بالیں سے یہ کہتے اٹھے وہ ❁ مریضانِ محبت کی دوا کیا
کوئی دُکھ دینے والوں سے یہ پوچھے ❁ کہ تم کو اس میں آتا ہے مزا کیا
بجز حسرت سے تم کو دیکھے جانا ❁ سوا اِس کے ہمارا مدعا کیا
رہے مرنے ہی والے چین سے کچھ ❁ جو دُکھ بھرتے ہیں اُن کا پوچھنا کیا
ترس آتا نہیں مطلق کسی کو ❁ گزرتی ہے کسی پر ہائے کیا کیا
ستاؤ دل دُکھاؤ مار ڈالو ❁ نہ آئے گا کبھی روزِ جزا کیا
کٹے گی بے کسی کی رات کیوں کر ❁ جو دل ہی لے چلے تم پھر رہا کیا
حسنؔ کیوں کر دیا ٹکڑے گریباں ❁ یہ بیٹھے بیٹھے جی میں آ گیا کیا

❁

عدو نے حالِ محبت جو آشکار کیا ❁ تمہیں خدا کی قسم تم نے اعتبار کیا
تمہارے وعدے کا اتنا تو اعتبار کیا ❁ کہ بعدِ مرگ بھی مرقد میں انتظار کیا
مصیبت ایسی اٹھائی کہ صبح یاد نہیں ❁ یہ کس کی یاد نے شب مجھ کو بے قرار کیا
تمہیں تو شرم سے منہ کھولنا بھی مشکل ہے ❁ عدو کو رات مگر میں نے ہمکنار کیا
ستمگروں کے ستم کی ترقیاں دیکھو ❁ کہ مجھ کو خاک کیا خاک کو غبار کیا

خبر سنی جو میری نزع کی تو آتے ہیں ❁ دمِ اخیر بھی مجھ کو اُمیدوار کیا
کیا کمال بڑا تیر آپ نے مارا ❁ کسی غریب کے دل کو اگر شکار کیا
مرے ہی نقشِ قدم ہیں یہ کوئے دشمن میں ❁ قسم نہ کھائیے بس میں نے اعتبار کیا
عدو بھی چین سے ہے وہ بھی چین سے اے آہ ❁ مجھی کو تو نے بھی ہر پھر کے بے قرار کیا
میں چاہتا نہیں بدنامِ عشق ہو کے جیوں ق کہ اُس نے رازِ محبت کا آشکار کیا
میں کیوں سناؤں جو گزری گزر گئی دل پر ❁ میں کیوں بتاؤں کیا جس نے بے قرار کیا
خطا معاف کرو مجھ کو پیار کر لو تم ❁ خطا ہوئی جو مرے دل نے تم کو پیار کیا
مزا بھی ہے مرے بدگماں محبت کا ❁ کہ میں نے بات کہی تو نے اعتبار کیا
بہت دنوں سے یہ ہیں مہربانیاں مجھ پر ❁ اُمیدوار کیا اور بے قرار کیا
عدو ہو دل ہو کوئی ہو تمہاری جان سے دور ❁ وہ بے قرار رہے جس نے بے قرار کیا
سکونِ دل کا سبب ہو گئی تھی مایوسی ❁ یہ کیا کیا کہ مجھے پھر اُمیدوار کیا
فراقِ ساقی سے کش میں اے حسنؔ ہم نے ❁ شراب کا ہے کو پی زہر زہر مار کیا

❁

اس شان سے وہ بزم میں شب جلوہ گر ہوا
پروانہ جمالِ چراغِ قمر ہوا

تم چھپ گئے تو رازِ محبت نہ چھپ سکا
پردہ تمہارا عاشقوں کا پردہ در ہوا

دل اپنی راہ ہوش و خرد اپنی راہ تھے
وہ جلوۂ جمال جو پیشِ نظر ہوا

وہ نالہ سن کے چٹنے لگے بزمِ غیر میں
مجھ کو یہ انتظار کہ کتنا اثر ہوا

کیا خاک اُن کی بزم میں جانے کا لطف ہو
جب وہ کہیں کہ آپ کا آنا کدھر ہوا

توڑے گا شوقِ دید پہ اے دل قیامتیں
وہ آفتابِ حشر اگر جلوہ گر ہوا

مرغانِ قدس صدقے ہوئے صورتِ تذرو
ہنگامہ گرم کن جو وہ رشکِ قمر ہوا

ایسا گما کہ پھر نہ پتا آج تک چلا
عاشق کا دل بھی ہائے کسی کی کمر ہوا

حیرِ نگاہ تھا سببِ ازدیادِ عشق
تیری طرف سے اور مرے دل میں گھر ہوا

افسوس صدمے سہ کے دلِ سخت جاں میرا
پتھر ہوا مگر نہ ترا سنگِ در ہوا

وہ محوِ نغمۂ صبحِ شبِ وصل اور یہاں
فریادِ صورِ نالۂ مرغِ سحر ہوا

وہ ڈر کر اور غیر سے مل بیٹھے بزم میں
اچھا ہمارے نالۂ دل کا اثر ہوا

آزارِ عاشقی متعدی ہے اے حسنؔ
روتا ہوں اُس کو میں جو مرا چارہ گر ہوا

مے سے کیا رنگ کا نکھار ہوا ❁ پھول پیکر وہ گل عذار ہوا
خاک میں مل گئی خوشی اپنی ❁ کہ وہ دشمن کا سوگوار ہوا
میرے دل پہ بھی اب کوئی جلوہ ❁ طور کا تو بہت وقار ہوا
تمہیں ٹھوکر لگانے سے مطلب ❁ میں ہوا یا مرا مزار ہوا
آہ عاشق ذرا سنبھل کے سنو ❁ یہ بھی کیا نالۂ ہزار ہوا
اُن کے جلوے کی گرمیاں دیکھو ❁ دل ہر سنگ میں شرار ہوا
آنکھ وہ ہے جو اشک بار رہی ❁ دل وہی ہے جو بے قرار ہوا
تمہیں ملنا ہمیں تمہیں ملنا ❁ دل بھی یا رب مزاج یار ہوا
غیر تھا منہ لگانے کے قابل ❁ جاؤ بھی تم کو کس سے پیار ہوا
دستِ وحشت نے پھر نکالے پاؤں ❁ سر پہ اب پھر جنوں سوار ہوا
ہاں جی سچ تو ہے تم کو کیا معلوم ❁ دل مرا آپ بے قرار ہوا
فتنہ جو تیری چال سے اٹھا ❁ وہی آشوبِ روزگار ہوا
ہائے رے اُس کے دل کی ناکامی ❁ جو تمہارا اُمید وار ہوا
داغِ الفت جگر میں دیکھ لیے ❁ بد گماں اب تو اعتبار ہوا
لوگ دل تھامے پھر رہے ہیں کیوں ❁ کیا وہ پردے سے آشکار ہوا
سچ تو ہے تم کو غیر سے کیا کام ❁ یہ میں بیٹھا ہوں شرم سار ہوا
ترس آتا ہے اُس کی حالت پر ❁ تم کو جس دل پہ اختیار ہوا
ہیں بھی ضبط عشق کے دشمن ❁ تو ہوا موسم بہار ہوا
ہو گیا صرف گریہ عنصر آب ❁ دیکھ اتنا میں اشک بار ہوا

کھل گیا عشق غیر اسی سے کہ وہ ❁ تیرے آگے نہ بے قرار ہوا
شاید اب دوست دیکھنے آئے ❁ غیر حالِ وفا شعار ہوا
کیا قیامت تھیں پیار کی نظریں ❁ میٹھی چھُریوں سے دل فگار ہوا
تھا جو اک مست مے کا دیوانہ ❁ خشت خم سے میں سنگ سار ہوا
دیکھ بلبل سنبھل کر اس گل کو ❁ یہ بھی کیا جلوۂ بہار ہوا
مشک کی کس سے چھپ سکی خوشبو ❁ عشق کا کون پردہ دار ہوا
محوِ عشرت ہوں یہ کہ یاد نہیں ❁ رات کس سے میں ہمکنار ہوا
اس کو سمجھیں ہیں رازِ حضرتِ دل ❁ جو زمانے پہ آشکار ہوا
رفتہ رفتہ وہ جلوۂ بے باک ❁ آفتِ جانِ روزگار ہوا
آؤ تیار ہے جنازہ مرا ❁ یہ بھی کیا آپ کا سنگار ہوا
اے حسنؔ مے کشی کو بیٹھ گئے ❁ کچھ ہمارا بھی اِنتظار ہوا

❁

مر گیا بیمارِ فرقت مختصر قصہ ہوا
روز کا جھگڑا مٹا بہتر ہوا اچھا ہوا

مرگِ عاشق پر یہ رہ رہ کر تأسف کس لیے
خاک ڈالو ذکر بھی چھوڑو جو ہونا تھا ہوا

آپ ہی قصداً بلانا مجھ کو جاتا دیکھ کر
آپ ہی پھر چھیڑ سے کہنا مجھے دھوکا ہوا

آپ کی تو میری بدنامی سے بدنامی نہیں
آپ تو رُسوا نہ ہوں گے میں اگر رُسوا ہوا

الفتِ گیسوے جاناں عمر ہو تیری دراز
دل بلاؤں میں پھنسا کر مفت میں سودا ہوا

آنکھوں آنکھوں میں مرے دل کو چرانا آپ ہی
آپ ہی پھر میری حیرت پر یہ کہنا کیا ہوا

آپ سچے ہیں گیا تھا میں ہی بزمِ غیر میں
سر جھکائے میں ہی تو بیٹھا ہوں شرمایا ہوا

میں یہ کہتا ہی رہا دیکھو دلِ بے کس نہ لو
وہ یہ سنتا ہی رہا دل چھین کر چلتا ہوا

کلمۂ بے جا نہ کہنا تم حسنؔ کی شان میں
زاہدو تم اس کو کیا جانو وہ ہے پہنچا ہوا

پوچھتے ہیں لوگ کیوں مضطر ترا دل ہو گیا
کچھ تمھیں معلوم ہے کس پر یہ مائل ہو گیا

خوش نہ ہوں ٹکڑے اگر آئینۂ دل ہو گیا
ان کی یکتائی کا دعویٰ بھی تو باطل ہو گیا

آنکھ سے دیکھا ہو تو ناصح کسی کا نام لوں
کیا خبر کس کے لیے مضطر مرا دل ہو گیا

کیا تری تیغِ ادا ہے موجۂ آبِ حیات
بڑھ گیا زندوں میں وہ تو جس کا قاتل ہو گیا

حسنِ لیلیٰ کو غرض پردہ نشینی سے نہ تھی
قیس ہی کا عشقِ بد دور پردۂ محمل ہو گیا

دل دُکھانا کیا کہ اب ہے قتل بھی واجب مرا
یہ گنہ کیا کم ہے اُن پر قلب مائل ہو گیا

نرم ہو کر اپنے پہلو میں جگہ دینے لگا
پاؤں جس پتھر پر اُس نے رکھ دیا دل ہو گیا

سخت جانی نے نہ پوری ہونے دی اُمید قتل
بر گئی تلوار، شل بازوے قاتل ہو گیا

غیر دشمن اپنے بیگانے زمانہ بر خلاف
دل لگانے کا جو حاصل ہے وہ حاصل ہو گیا

خود لگانا تاک کر دل پر مرے تیر نظر
خود ہی کہنا بیٹھے بیٹھے کیوں یہ بسمل ہو گیا

حُسن عالم سوز کا پردے میں رہنا تھا محال
دیکھ لو جلوہ تمہارا شمع محفل ہو گیا

آئنے دیکھ اپنا منہ، حد سے قدم آگے نہ ڈال
تو بھی اُن کے سامنے آنے کے قابل ہو گیا

سخت جانوں سے اجل پھرتی ہے کتراتی ہوئی
ہم نے یہ صدمے سہے مرنا بھی مشکل ہو گیا

ناز اپنے دیکھیے انداز اپنے دیکھیے
کیا کہوں قابو سے باہر کیوں مرا دل ہو گیا

ایک جلوے نے ترے بدلی ہیں کیا کیا صورتیں
دل کا آئینہ ہوا آئینہ کا دل ہو گیا

کیا خبر اس کو کہ وہ ناوک فگن ہے مستِ حُسن
چھد رہا کس کا کلیجہ کون بسمل ہو گیا

پھر میں کہہ دوں گا جلا کیوں صورتِ پروانہ دل
یہ بتا دے پہلے تو کیوں شمعِ محفل ہو گیا

اس قدر قولِ منجم سے پریشاں کیوں ہوئے
مدتیں گزریں حسنؔ یہ علم باطل ہو گیا

فتنہ گر کیا میرا نالہ نارسا ہو جائے گا
کچھ نہ ہو گا جب بھی اِک محشر بپا ہو جائے گا

پردۂ در تو اُٹھاتے ہو جنابِ دل مگر
یہ بھی ہے معلوم کس کا سامنا ہو جائے گا

فتنے پیدا ہوتے ہیں طرزِ خرامِ ناز سے
جب چلو گے دو قدم محشر بپا ہو جائے گا

خوش ہوئے تھے ہم کہ خنجر تو گلے سے مل گیا
کیا خبر تھی یہ بھی دم دے کر جدا ہو جائے گا

جس کو دل دیتا ہوں جس پر جان کرتا ہوں فدا
یہ نہ سمجھا تھا وہی دشمن مرا ہو جائے گا

بے محابا تم چلے آؤ کہ اہلِ بزم پر
بے خودی چھائے گی خود ہی تخلیہ ہو جائے گا

آج بیمارِ الم کے طور کچھ بے طور ہیں
تم نظر بھر دیکھ آؤ گے تو کیا ہو جائے گا

قتل کرنے کو وہ کیا پردے میں چھپ کر آئیں گے
یوں بھی تو پورا ہمارا مدعا ہو جائے گا

دل نہ دینے کی شکایت ہے عدو کے سامنے
یہ تو کہیے آپ کا وعدہ وفا ہو جائے گا

رحم آ ہی جائے گا اُن کو دلِ بیمار پہ
درد بڑھتے بڑھتے آخر کو دوا ہو جائے گا

بے ڈبوئے پھر نہ چھوڑے گا ستم گر اے حسنؔ
کشتیِ دل کا اگر وہ ناخدا ہو جائے گا

چلا آیا کلیجا تھامے تجھ سا فتنہ گر دیکھا
دعا میں ہم سے مظلوموں کی ظالم کچھ اثر دیکھا

خفا کیوں ہو گئے کس واسطے آنکھیں چُراتے ہو
خطا کیا ہو گئی تم کو اگر آدمی نظر دیکھا

ستم یہ دشمنوں پر ہوں اُٹھائیں وہ تو ہم جانیں
ذرا اُن کا بھی دل دیکھو ہمارا تو جگر دیکھا

عجب سکتے کی صورت ہے غضب حیرت کا عالم ہے
خبر کیا آئنہ نے آج کیا وقتِ سحر دیکھا

لیے تو جاؤں اُس کی بزم میں اے دل مگر ڈر ہے
میں رو بیٹھوں گا تجھ کو اُس نے جب ہنس کر اِدھر دیکھا

گرے پڑتے ہیں آنسو دل ہوا جاتا ہے بے قابو
خدا سمجھے پھر اُن کم بخت آنکھوں نے اِدھر دیکھا

یہ ہیں کیفِ تجلی ہم اُٹھا کر دل کو سمجھا لیں
ہم اس کو دیکھ لیں جس نے تجھے آدمی نظر دیکھا

دلِ مشتاق کس کی یاد ہے کس کا تصور ہے
جو تو نے اِس قدر حسرت سے رُخسارِ قمر دیکھا

بیانِ مرگِ عاشق سن کے وہ دشمن سے کہتے ہیں
بلانے کو مرے اُس نے اُڑائی کیا خبر دیکھا

سنا تھا مرگِ عاشق کھینچ لاتی ہے جنازہ پر
نہ آیا نعش پر بھی وہ ستم گر ہم نے مر دیکھا

کسی رہرو پہ آ جانا طبیعت کا قیامت ہے
نہ اُس کے نام ہی سے واقفیت ہے نہ گھر دیکھا

وہ جلوے اس نے دیکھے ہیں نہ دیکھے جو ملائک نے
کہاں پہنچا کے دیکھا حسنؔ اوجِ بشر دیکھا

❁

قاصد سے کہہ رہے تھے سنا ماجرا سنا ❁ ہم سے تو کہیے حضرتِ دل تم نے کیا سنا
کس نے سنایا اور سنایا تو کیا سنا ❁ سنتا ہوں آج تم نے مرا ماجرا سنا
تم کیا سنو گے اور کہے تم سے کوئی کیا ❁ اس دل سے پوچھو جس نے مرا ماجرا سنا
مرنے کا میرے رنج نہیں ان کو ضد یہ ہے ❁ روئے مجھے نہ بخشے جو میرا کہا سنا
ایسے سے دل کا حال کہیں بھی تو کیا کہیں ❁ جو بے کہے کہے کہ چلو بس سنا سنا
وصلِ عدو کا حال سنانے سے فائدہ ❁ للہ رحم کیجیے بس بس سنا سنا
قاصد ترے سکوت سے دل بے قرار ہے ❁ کیا اُس جفا شعار نے تجھ سے کہا سنا
آخر یہ آج کیا ہے کہ صبحِ شبِ وصال ق تم ہم سے بخشواتے ہو اپنا کہا سنا
تم نے ہمیں عتاب میں جو کچھ کیا کہا ❁ ہم نے ہجومِ شوق میں جو کچھ سنا سنا
کانوں میں باتیں غیر سے پھر مجھ سے یوں سوال ❁ کیوں جی تمہیں ہماری قسم تم نے کیا سنا
آخر حسنؔ وہ روٹھ گئے اُٹھ کے چل دیے ❁ کم بخت اور حالِ دلِ مبتلا سنا

دمِ مُردن ترے قدموں پہ اگر سر ہوتا
حشر میں تاجِ کرامت مرے سر پہ ہوتا

پھر تو کچھ حالِ مصیبت تجھے باور ہوتا
ترے پہلو میں جو میرا دلِ مضطر ہوتا

کیا ہوا صدمے اٹھا کر جو ہوا دل پتھر
خوب ہوتا جو یہ پہلے ہی سے پتھر ہوتا

کیا کہوں طولِ شبِ ہجر ستم گر تجھ سے
کچھ نہ ہوتا تو تری زلف سے بڑھ کر ہوتا

اُلفتِ زلف نے بچپن ہی سے پھانسا مجھ کو
ہوش ہوتے تو میں دیوانہ کچھ کر ہوتا

غیر پر پھول وہ یوں پھینکے ہمارے آگے
ہائے یہ پھول نہ ہوتا کوئی پتھر ہوتا

قسمتِ بخت میں گردش تو لکھی تھی لیکن
خوب ہوتا جو تری بزم کا ساغر ہوتا

ہوتے بے خود تو وہ بہت خوب ہی گھل کر ملتا
وصل ہو کر جو نہ ہوتا وہ نہ ہو کر ہوتا

تیشہ کے بھیس میں آتے نہ اگر حضرتِ عشق
کوہ کا کاٹنا فرہاد کو پتھر ہوتا

میرے دشمن بنے اغیار کے وہ یار بنے
پھر کہو اُن سے مرا فیصلہ کیوں کر ہوتا

آپ کیا کہتے ہیں دشمن کے برابر ہے حسن
خوب ہوتا جو میں دشمن کے برابر ہوتا

مریض ہجر اُمید سحر نہیں رکھتا
غضب ہے پھر بھی وہ غافل خبر نہیں رکھتا

یہ پھنک رہا ہوں تپ عشق و سوز فرقت میں
کہ مجھ پہ ہاتھ کوئی چارہ گر نہیں رکھتا

گلہ ہے اُس سے تغافل کا حضرتِ دل کو
جو مستِ ناز ہے اپنی خبر نہیں رکھتا

تجھے رقیب کی کرنی پڑے گی چارہ گری
مجھے تو کیا مرا نالہ اثر نہیں رکھتا

تلاشِ مست تغافل میں میرا گم ہونا
وہ مبتدا ہے جو کوئی خبر نہیں رکھتا

ہم اُن سے پوچھیں سبب رنج بے سبب کا کیوں
رقیب ہم سے عداوت مگر نہیں رکھتا

غضب ہے آہ مری حالت تباہ مری
وہ اس لیے مجھے پیشِ نظر نہیں رکھتا

مگر قریب ہے اب کوئے قاتلِ عالم
کہ مجھ سے آگے قدم راہبر نہیں رکھتا

سوائے ڈیوڑھے ہیں بازار عشق میں اُس کے
جو فکرِ نفع و خیالِ ضرر نہیں رکھتا

کہو تو بزمِ عدو کا کہوں مفصل حال
تمہیں خبر ہے کہ میں کچھ خبر نہیں رکھتا

نگاہِ ناز سے اب کس لیے مجھے دیکھیں
حسنؔ میں دل نہیں رکھتا جگر نہیں رکھتا

جب مرا مہر جلوہ گر ہو گا ❁ دوپہر ہو گا جو پہر ہو گا
نا زیاں جو نہ آ سکا دل سے ❁ اُسی نالے میں تو اثر ہو گا
مر گیا کون کچھ خبر بھی ہے ❁ کوئی تم سا بھی بے خبر ہو گا
آئیں گے جب تمہارے فریادی ❁ حشر سا حشر حشر پر ہو گا
مہرباں آپ کا کرم کس دن ❁ مہرباں میرے حال پر ہو گا
کس سے کی جائے داد کی اُمید ❁ سب اُدھر ہوں گے وہ جدھر ہو گا
دردِ اُلفت میں زندگی کیسی ❁ موت کا کون چارہ گر ہو گا
بھر دیے دشمنوں نے کان اُن کے ❁ نالہ اب خاک کارگر ہو گا
مجھ سے پیاسے کو ساقی ایک ہی جام ❁ دو سبُو میں تو حلق تر ہو گا
تم نہیں کرتے قتل تو نہ کرو ❁ زہر میں بھی تو کچھ اثر ہو گا
جاتے ہیں اُن سے فیصلہ کرنے ❁ دلِ بدخواہ تو کدھر ہو گا
او رقیبوں کی رونقِ محفل ❁ اس طرف بھی کبھی گزر ہو گا
وہ جسے مَل رہے ہیں تلووں سے ❁ کسی مظلوم کا جگر ہو گا
حضرتِ دل مزاج کیسا ہے ❁ پھر بھی اس کوچہ میں گزر ہو گا
کس کو مطلب ہے بے کسوں سے حسنؔ ❁ کون میرا پیام بَر ہو گا

کسی شب بغل میں وہ دل بر نہ ہو گا
کوئی دن خوشی کا میسر نہ ہو گا

تیرے در پہ جب تک مرا سر نہ ہو گا
مجھے تاجِ عزت میسر نہ ہو گا

اگر بات کوئی ہو تو غم سناؤں
مجھے ہے یقیں اُن کو باور نہ ہو گا

بنیں اپنے منہ آپ وعدہ کے سچے
ہوا ہے یہ اے بندہ پرور نہ ہو گا

ستایا ہے عالم کو محشر میں ظالم
ترا نام کس کس کے لب پر نہ ہو گا

وہ اقرار اپنا نہ پورا کریں گے
مرا وعدہ جب تک برابر نہ ہو گا

ترے ناز بے جا پھر اٹھیں گے کس سے
مرے حق میں مرنا بھی بہتر نہ ہو گا

یہ اُمید بھی ٹوٹ جائے گی اے دل
اگر تیرے نالوں سے محشر نہ ہو گا

مزے سے وہ لیں چٹکیاں دل کے اندر
مرا دل کبھی اُن سے باہر نہ ہو گا

رگِ دل میں جس کی خلش ہو رہی ہے
کسی کی نظر ہو گی نشتر نہ ہو گا

گڑیں گے ترے در پہ ہم مرنے والے
کسی تکیے میں اپنا بستر نہ ہو گا

مسیحا ہو بیمارِ غم ہی کے دم تک
نہ اچھا کرو گے تو بہتر نہ ہو گا

وہاں وعدۂ دید محشر پہ ٹھہرا
تو اب میرے نالوں سے محشر نہ ہو گا

غضب ہے یہ کہتے ہیں وہ دل دکھا کر
اگر کچھ بھی اُف کی تو بہتر نہ ہو گا

خودی سے جدا ہو کہ وصلِ خدا ہو
نہ ہو کر جو ہو گا وہ ہو کر نہ ہو گا

نہیں کھیل کچھ سخت جانی حسنؔ کی
اگر سر نہ ہو گا تو خنجر نہ ہو گا

ہُوس نے تمہاری خاکِ پا کو کیمیا سمجھا
پڑیں پتھر سمجھ پر نا سمجھ سمجھا تو کیا سمجھا

وفا کو تم نے کیا سمجھا ہے جس پر یہ جفائیں ہیں
ہمارے دل کو دیکھو یہ جفا کو بھی وفا سمجھا

دیے جب ہاتھ اٹھا کر کوسنے مجھ کو ستم گر نے
دلِ ناداں کے سمجھانے کو میں اس کو دعا سمجھا

مچل جائے گا دل تو ساری شوخی بھول جاؤ گے
بلائے بد ہے یہ کیا جانئے تم نے اس کو کیا سمجھا

مئے الفت کی حرمت تو نے دیکھی ہے کہاں زاہد
تو اس تقریرِ مہمل کو بھی تو ذرا سمجھا

ذرا سن تو وہ کیا کہتے ہیں ہم ہرگز نہ آئیں گے
مرے کہنے کو اب بھی اے دلِ نا آشنا سمجھا

اسی حسرت میں خونِ عاشقاں کا خون ہوتا ہے
کبھی اس کو نہ اس خوں ریزِ عالم نے حنا سمجھا

جو میرے دل نے اُس کو باوفا جانا تو کیا جانا
جو اُس نے مجھ کو مطلب آشنا سمجھا تو کیا سمجھا

کہاں کا مہر کیسا ماہ شمع و گل کی کیا ہستی
تمہیں ان کور باطن دیکھنے والوں نے کیا سمجھا

تصدق اس سمجھ کے آشنا نا آشنا ٹھہرا
فدا اس فہم پر نا آشنا کو آشنا سمجھا

خموشی باعث اظہار اُلفت کیا نہیں ہوتی
حسنؔ اُس بزم میں کوئی نہ تیرا مدعا سمجھا

❁

اُن کا جلوہ نہیں دیکھا جاتا ❁ دیکھے دیکھا نہیں دیکھا جاتا
کیسے عیسیٰ ہو تمہارا بیمار ❁ کبھی اچھا نہیں دیکھا جاتا
قابل دید ہے تیرا جلوہ ❁ پر کریں کیا نہیں دیکھا جاتا
جور اٹھانے کی وہ تاکیدیں تھیں ❁ دُکھ ہمارا تمہیں دیکھا جاتا
دیکھیے کیا کہ تمہارا عالم ❁ مثل موسیٰ نہیں دیکھا جاتا
اب تو آؤ کہ بُری حالت ہے ❁ اگر اچھا نہیں دیکھا جاتا
اسے کیا آنکھ اُٹھا کر دیکھیں ❁ جس کا سایہ نہیں دیکھا جاتا
قتل کرنے کی وہ جلدی تھی تمہیں ❁ اب تڑپنا نہیں دیکھا جاتا
چشم خوں بار خدا رحم کرے ❁ تیرا رونا نہیں دیکھا جاتا
اس کے دیدار کی حسرت ہے ہمیں ❁ جس کا پردہ نہیں دیکھا جاتا
خیر ہے حال مرا خیر اچھا ❁ کوئی اچھا نہیں دیکھا جاتا
آہ پہلو سے وہی جاتے ہیں ❁ جنہیں جانا نہیں دیکھا جاتا

میرے نالوں کے ہیں شاکی احباب ❁ جور اُن کا نہیں دیکھا جاتا
اُلفت اُن کی نہیں چھوڑی جاتی ❁ حال دل کا نہیں دیکھا جاتا
تیری آنکھوں کی قسم بے تیرے ❁ جامِ صہبا نہیں دیکھا جاتا
التجا کیوں ہے ابھی سے مایوس ❁ جب وہ کہتا نہیں دیکھا جاتا
اس ستم پر بھی تری محفل سے ❁ کوئی آتا نہیں دیکھا جاتا
دیکھ آیا ہوں میں کس کے تلوے ❁ منہ کسی کا نہیں دیکھا جاتا
مرضِ عشق میں مہلت کیسی ❁ چارہ فرما نہیں دیکھا جاتا
برق و خورشید نہیں جلوۂ دوست ❁ دیکھیے کیا نہیں دیکھا جاتا
دیکھنے ہی کے لیے ہیں آنکھیں ق ان سے کیا کیا نہیں دیکھا جاتا
پر تری برقِ تجلی کا جمال ❁ خوب دیکھا نہیں دیکھا جاتا
نامہ پورا وہ حسنؔ کیا دیکھیں ❁ نام پورا نہیں دیکھا جاتا

❁

کیوں دلِ زار محبت کا نتیجہ دیکھا
دردِ فرقت کا کوئی پوچھنے والا دیکھا

بات پوچھی نہ کبھی حال ہمارا دیکھا
جائیے جائیے بس آپ کو دیکھا دیکھا

بس رُخِ یار سے اٹھتے ہوئے پردہ دیکھا
پھر خبر ہی نہ رہی کیا کہیں پھر کیا دیکھا

دلِ مُضطر نگہِ ناز کا جویا دیکھا
تیر کے واسطے نخچیر پھڑکتا دیکھا

چشمِ ظاہر سے رُخِ یار کا پردہ دیکھا
آنکھیں جب پھوٹ گئیں تب یہ تماشا دیکھا

شادیِ دید نے محجوب کیا ہے کیا کیا
وہ عیادت کو جب آئے مجھے اچھا دیکھا

دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے تمھیں کیسا چاہا
پوچھنا یہ ہے کہ تم نے ہمیں کیسا دیکھا

ہل گیا عرش بریں ساتوں فلک چکرائے
بے قراران جدائی کا تڑپنا دیکھا

پھر جلاؤ گے کبھی طالبِ دیدار کا خط
سیکڑوں آنکھوں سے اس نے تمھیں دیکھا دیکھا

کیوں گرا خاک پہ کیوں ہوش گئے کیا گزری
دیکھنے والے سے پوچھے تو کوئی کیا دیکھا

کان وہ کان ہے جس نے تیری آواز سنی
آنکھ وہ آنکھ ہے جس نے تیرا جلوہ دیکھا

تم گئے وشت میں تو وشت کو گلشن پایا
تم چلے باغ سے تو باغ کو صحرا دیکھا

تم خبر بھی نہ ہوئے خانہ بدوشوں سے کبھی
ہم نے گھر پھونک دیا سب نے تماشا دیکھا

دل لگانے کی سزا ہم نے جو پائی پائی
پیار کرنے کا مزہ دل نے جو دیکھا دیکھا

فیضِ ہم مشربیِ رندِ قدح کش یہ ہے
دل میں لہر آئی جہاں ابر کا ٹکڑا دیکھا

بزمِ جلوت میں کبھی یار کو تنہا پایا
کنجِ خلوت میں کبھی انجمن آرا دیکھا

تیرے انداز میں سو ناز انوکھے پائے
تیرے ہر ناز میں انداز نرالا دیکھا

مُردے ٹھوکر سے جلاتے ہیں جلانے والے
جنبش پا میں کمالِ لب عیسیٰ دیکھا

باہیں ڈالے ہوئے گردن میں وہ آنکھوں سے ہیں دُور
ملنے والوں کا گلے مل کے نہ ملنا دیکھا

جس جگہ پائی ترے کشتۂ دیدار کی خاک
ابرِ رحمت کو وہاں جم کے برستا دیکھا

جیسے تم ہو کوئی عشاق کے دل سے پوچھے
پھوٹے دیدہ سے تمہیں آئینہ نے کیا دیکھا

تشنہ لب ٹوٹ پڑے سوختہ جاں دوڑ گئے
تیغِ قاتل کو جو مقتل میں برستا دیکھا

واہ اے جلوۂ رُخِ یار ترا کیا کہنا
دمِ غش آنکھوں کے نیچے بھی اُجالا دیکھا

آپ کہتے ہیں کہ جا دیکھ لیا دل تیرا
کہیے تو اپنے سوا دل میں مرے کیا دیکھا

عیش منزل میں نہیں شاہ نشینوں میں نہیں
ٹوٹے پھوٹے دلِ عاشق میں جو جلوہ دیکھا

غش پہ غش آتے ہیں دل میں وہ چمک ہوتی ہے
اس اُجالے میں قیامت کا اندھیرا دیکھا

تم جن آنکھوں میں ہو وہ آنکھیں ترستی پائیں
تم ہو جس دل میں اسی دل کو ترستا دیکھا

گوش کر کان لگائے تری آواز پہ ہے
دیدۂ کور کو مشتاقِ نظارہ دیکھا

حسرتِ دل غمِ فرقت ہی میں یہ بے تابی
ابھی دیکھو گے مزہ تم نے ابھی کیا دیکھا

گنگ و حیرت زدہ سب دیکھنے والے پائے
بن گئے آپ تماشا وہ تماشا دیکھا

مہک اٹھی تمھیں جس راہ میں چلتا پایا
چمک اٹھی تمھیں جس بزم میں بیٹھا دیکھا

دیکھنے والے ترے لاکھ زبان بند رکھیں
آنکھیں کہہ اٹھتی ہیں ہم نے وہ تماشا دیکھا

کنجِ خلوت میں بھی ہیں وہ بھی جلوت میں
کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ کا جلوہ دیکھا

سب چراغاں رخِ پُرنور کے پروانے پائے
ہر گلستاں کو ترا بلبلِ شیدا دیکھا

تشنہ کامی سے تڑپتی ہوئی موجیں پائیں
لبِ کوثر کو تری دید کا پیاسا دیکھا

تشنہ مر جائے مگر حور سے بھی جام نہ لے
سخت مغرور تری دید کا پیاسا دیکھا

شربتِ دید میں کیا جانے مزے کیسے ہیں
جتنا سیراب ملا اُتنا ہی پیاسا دیکھا

جن سے ہوں سوختہ جانوں کے کلیجے ٹھنڈے
انہیں جلووں سے حسنؔ طور کو جلتا دیکھا

حسن جب مقتل کی جانب تیغ براں لے چلا
عشق اپنے مجرموں کو پا بہ جولاں لے چلا

چھُٹ گیا دامن کلیجہ تھام کر ہم رہ گئے
لے چلا دل چھین کر وہ دشمنِ جاں لے چلا

آرزوئے دیدِ جاناں بزم میں لائی مجھے
بزم سے میں آرزوئے دیدِ جاناں لے چلا

بے مروت ناوک افگن آفریں صد آفریں
دل کا دل زخمی کیا پیکاں کا پیکاں لے چلا

مژدہ اس کو جس نے زیرِ تیغ قاتل جان دی
حسرت اُس کم بخت پر جو دل میں ارماں لے چلا

بسملوں کو دم، دموں کو مبارک لذتیں
سوئے مقتل پھر کوئی تیغ و نمک داں لے چلا

خونِ ناحق کی حیا بولی ذرا منہ ڈھانک لو
ناز جب ان کو سرِ خاکِ شہیداں لے چلا

حضرتِ ناصح خدا کے واسطے فریاد ہے
دل مجھے پھر جانبِ بزمِ حسیناں لے چلا

وادیٔ ایمن سے نکلے طور پیچھے رہ گیا
اب کہاں اے اشتیاقِ دیدِ جاناں لے چلا

خاکِ عاشق جلوہ گاہِ یار سے جلد اُڑ گئی
پھر بھی اک اک ذرہ اک اک مہرِ تاباں لے چلا

میرے سر کو چال دے کر تیغِ ابرو لے گئی
میرے دل کو پر لگا کر تیرِ مژگاں لے چلا

لٹ گیا عاشق سرِ بازار سودا بک گیا
جان لے لی عشق نے دل حسنِ خوباں لے چلا

بزمِ محشر میں شہیدِ جور کو رسوا نہ کر
خونِ ناحق کیوں اُنھیں سر در گریباں لے چلا

خاکِ عاشق روکنے کو دور تک لپٹی گئی
جب سمندِ ناز کو وہ گرمِ جولاں لے چلا

میرے گھر تک پاؤں پڑ کر اُن کو لایا تھا نیاز
ناز دامن کھینچتا سوئے رقیباں لے چلا

کی ہیں کس کم بخت دل کے جذبے نے گستاخیاں
کون بے پرواہ انھیں سوئے شبستاں لے چلا

ہم کو بسمل کر چلا قاتل پھر اس پر یہ ستم
خاک وخوں میں لوٹنے کا عہد و پیماں لے چلا

پائے قاتل دامنِ قاتل سے محرومی رہی
خاک میں سب حسرتیں خونِ شہیداں لے چلا

آخر اس پردے کی کچھ حد بھی ہے اے پردہ نشیں
جو تری محفل میں آیا یاس و حرماں لے چلا

شمع تیری آرزو میں رات بھر روتی رہی
داغِ ناکامی جگر میں ماہِ تاباں لے چلا

دل کو جاناں سے حسنؔ سمجھا بجھا کر لائے تھے
دل ہمیں سمجھا بجھا کر سوئے جاناں لے چلا

بزم سے گلشن کو یادِ روئے جاناں لے چلا
میں گلستاں سے گلستاں کو گلستاں لے چلا

مجھ کو اُلجھن میں پھنسانے یادِ گیسو آ گئی
دل کو کانٹوں پر لٹانے عشقِ مژگاں لے چلا

جب چلی مقتل سے قاتل کی سواری رات کو
آگے آگے مشعلیں خونِ شہیداں لے چلا

دیکھیے اب خنجرِ ابرو کرے کیسا سلوک
دل کی مشکیں باندھ کر گیسوئے پیچاں لے چلا

بختِ عاشق سو گیا دزدِ نظر کی بن پڑی
آنکھ لگتے ہی مرا دل دشمنِ جاں لے چلا

مہنگا سستا بیچ ڈالا مال اُلفت پیٹھ تھی
اک جھلک میں وہ دمِ آخر دل و جاں لے چلا

محوِ حیرت ہوں جمالِ دل کش و دل دار سے
کورِ باطن آئینہ بھی چشمِ حیراں لے چلا

شعلہ خوئی حسن کی کیا عشق پر ظاہر نہ تھی
مجھ کو جلتی آگ میں یہ سوزِ پنہاں لے چلا

خاک کا ہر ذرہ ہو گا آنکھ للچائی ہوئی
حسرتیں دیدار کی بیمارِ ہجراں لے چلا

اُف رے حوالی جوانی کچھ خبر تجھ کو نہیں
ساغرے بوسۂ لب ہائے جاناں لے چلا

ہم تڑپتے رہ گئے اک زخمِ کاری کے لیے
قتل کر سے تیغ وہ سفاکِ دوراں لے چلا

داغِ عشقِ یار بھی کیسے مزے کی چیز ہے
لالہ و دل سے بچا تو ماہِ تاباں لے چلا

تیغ کے دم سے تھی روشن صحبتِ اربابِ عشق
آہ قاتل رونقِ بزمِ شہیداں لے چلا

اس سے بڑھ کر آرزو کیا تو ہو قاتل ہم شہید
پوچھتا کیا ہے ستم گر تیغ براں لے چلا

ڈھونڈتی تھی ہر طرف کس کو نگاہِ واپسیں
آس کس کے دید کی بیمارِ ہجراں لے چلا

دردِ فرقت دے چلا ظالم مجھے مچ وصال
مجھ سے فریاد و فغاں کا عہد و پیماں لے چلا

عشق ہے یہ جس کو مجبورانہ منہ تکنا پڑا
حُسن تھا وہ جو زبردستی دل و جاں لے چلا

نازِ آزادی حسنؔ وجہِ اسیری ہو گیا
سوکشاں دل کو خیالِ زلفِ پیچاں لے چلا

دل نشیں ہو کر مرا دل تیرِ جاناں لے چلا
آشیانے کو اُڑا کر مرغِ پراں لے چلا

خوش رہو واعظ کہ ذوقِ ذکرِ صہبائے طہور
مجھ کو از خود رفتہ سوئے بزمِ رنداں لے چلا

آنکھوں آنکھوں میں نگاہِ شرمگیں دل لے گئی
دل ہی دل میں دلبری کے لطف جاناں لے چلا

کیا سنے فریادِ بلبل وہ گلِ نازک مزاج
جو گلے کے ہار کو منہ بند کلیاں لے چلا

جلوہ گہ میں سیلِ گریہ نے رکھا محرومِ دید
تشنہ لب کو سوکھے گھاٹوں جوشِ طوفاں لے چلا

نشہ میں سرشار و بے خود ہو کے چکرانے لگا
جام جب کیفِ لبِ میگونِ جاناں لے چلا

بزمِ دشمن میں جہاں سے فتنے برپا ہوتے ہیں
چال دے کر ہم کو نقشِ پائے جاناں لے چلا

اُف ستم ایجاد اپنے دل جلوں کی قبر پر
محفلِ اغیار سے شمع فروزاں لے چلا

چین سے کیا خاک نیند آئے گی اُس کو قبر میں
جو تہِ تیغِ ادا سونے کا ارماں لے چلا

رونے والے روتے ہیں ایک آرزوئے دید کو
ایسی لاکھوں حسرتیں بیمارِ ہجراں لے چلا

ربط باہم کے مزے صحرا میں بھی یاد آئیں گے
دست و دامن کو جنون دست و گریباں لے چلا

کان میں کچھ کہہ دیا جب حسرتِ دیدار نے
آنکھ دے کر رخنۂ دیوارِ جاناں لے چلا

ساغرِ دل دیکھیے ملتا ہے کب اس مست سے
دست گرداں وہ یہ جنسِ دست گرداں لے چلا

کیوں نہ میں آہیں کروں روؤں نہ کیونکر زار زار
میرے گھر سے اُن کو عذرِ بادِ و یاراں لے چلا

موسمِ گل ہے چمن ہے گل رخانِ دہر میں
ہم کو دیوانہ جنوں سوئے بیاباں لے چلا

کچھ نہیں پروا اگر پیغام بر بہرِ طلب
کوچۂ جاناں سے خط سوئے رقیباں لے چلا

اہلِ اُلفت کو تصور نے وہ کچھ توقیر دی
میرے گھر آ کر مجھے خود کوئے جاناں لے چلا

تربتِ مجنوں نظر آئی جو وحشت میں حسنؔ
میں چڑھانے کو گلِ چاکِ گریباں لے چلا

یوں عشوۂ جنبشِ ابرو نظر آیا
گردن پہ چھری سر بہ زانو نظر آیا

ہر سمت ترا جلوۂ دل جو نظر آیا
اس آئینہ خانہ میں تو ہی تو نظر آیا

اعجاز کی باتیں تری گفتار میں دیکھیں
رفتار میں چلتا ہوا جادو نظر آیا

آباد رہے بے خودیِ شوق کا منظر
جب بند ہوئیں آنکھیں ہمیں تو نظر آیا

یادِ قدِ رنگیں نے رُلایا ہمیں ایسا
ہر سروِ چمن سرد لب جو نظر آیا

رکھ دی تھی چھُری شوقِ شہادت نے گلے پر
صد شکر کہ وہ خنجرِ ابرو نظر آیا

آنکھیں نہ اُٹھی تھیں کہ گری کوند کے بجلی
اے جلوۂ پرفن یہ ہمیں تو نظر آیا

ہر رُخ میں تجلی اُسی آئینہ کی دیکھی
ہر آئنہ میں وہ رُخِ دل جو نظر آیا

دیوانگیِ عشق سے اللہ بچائے
ہوش اُڑ گئے جب کوئی پری رُو نظر آیا

تھی اپنے ہی پردے میں نہاں شانِ تجلی
جب ہم نظر آئے تو ہمیں تو نظر آیا

اس پلہ کی ناوک فگنی چشمِ ستم گر
ہر تیر مرے دل میں ترازو نظر آیا

ایسی تری صورت مری آنکھوں میں بسی ہے
جب آئنہ دیکھا تو مجھے تو نظر آیا

سیدھے ہوئے دل توڑنے کو تیر نگہ کے
جب شکل کماں وہ خمِ ابرو نظر آیا

رونے کی ہنسی میت عاشق پہ اُڑائی
دیکھو تو کوئی آنکھ میں آنسو نظر آیا

کیونکر نہ پریشاں ہوں حسنؔ مرگِ عدو سے
ماتم میں وہ کھولے ہوئے گیسو نظر آیا

جب وہ قاتل قتل کو بدلے ہوئے تیور اٹھا
سر جھکے تسلیم کو تعظیم کو خنجر اٹھا

اپنے کوچے سے اٹھاتا ہے تو یوں دل بر اٹھا
مجھ کو دنیا سے اٹھا کر تو مرا بستر اُٹھا

آفریں یاد اے ہوائے بوسۂ پائے حبیب
خاکِ عاشق سے بگولوں کی جگہ محشر اٹھا

آئنہ خانہ میں اُن کی مستیِ رفتار سے
عکس بے خود ہو گیا اُٹھ کر گرا گر کر اٹھا

اے صبا برباد کرتی ہے عبث عمرِ بہار
باغ سے چل کر نقابِ عارضِ دل بر اٹھا

سیکڑوں فتنے اٹھے طرزِ خرامِ ناز سے
اور فتنہ فتنے سے شورِ اَنَا الْمَحْشَرْ اٹھا

پائے قاتل دامنِ قاتل سے بچ بچ کر تڑپ
قتل گہ میں اے تنِ بے سر نہ اتنا سر اٹھا

آسماں کیا عرش تک جانے میں یہ رفعت نہیں
خاکِ عاشق ان کے کوچے سے نہ اے صرصر اٹھا

وقتِ جلوہ شرم و شوخی کی کشاکش کیا کہوں
پردۂ روئے صنم اٹھ کر گرا گر کر اٹھا

تو ہے قاتل قتل ہونے والے ہم پھر دیر کیوں
باندھ دامن آستینوں کو چڑھا خنجر اٹھا

سر گرا جب پاؤں پر قاتل نے جھنجلا کر کہا
پاک کر مقتل کو اے گستاخ اپنا سر اٹھا

قتل گہ میں میرے آتے ہی عجب ساماں ہوئے
انگلیاں اٹھنے لگیں ہنگامۂ محشر اٹھا

بدلی تیوری بل پڑے پیشانی جلاد پر
آستینیں چڑھ گئیں دامن بندھے خنجر اٹھا

دردِ فرقت اب تو جانِ زار ہی پر بن گئی
دل کے اندر بیٹھ کر ظالم نہ اتنا سر اٹھا

کنجِ خلوت بزمِ عشرت تھا کہ دلبر پاس تھا
بزمِ عشرت کنجِ خلوت ہے کہ وہ دل بر اٹھا

جھلملاتے ہیں ستارے صبح ہوتی آتی ہے
دور جانا ہے حسنؔ ہشیار ہو بستر اٹھا

❁

آئینہ تمہارے نقشِ پا کا ❁ خورشید کو دے سبق جلا کا
کیوں شکوہ کروں تری جفا کا ❁ اللہ بُرا کرے وفا کا
عشق اور بُتانِ بے وفا کا ❁ اُف حضرتِ دل غضب خدا کا
او وصل میں منہ چھپانے والے ❁ یہ بھی کوئی وقت ہے حیا کا
کیا دیکھنے آئیں جو نہ پوچھیں ❁ کیا حال ہے مرے جلا کا
کیا ظلم ہے جور اٹھاؤں لیکن ❁ شکوہ نہ کروں کبھی جفا کا

میں تجھ پہ نثار دردِ اُلفت ❁ بے درد ہی نام لے دوا کا
دل نوچ کے کیوں نظر چُرا لی ❁ کچھ حق تو ادا کرو ادا کا
دنیا سے اُٹھیں کہ دور سے اُٹھ جائیں ❁ پردہ نہ اُٹھے گا دل رُبا کا
کیں جن سے بمنت التجائیں ❁ بت بن گئے وہ غضب خدا کا
قاتل نہ سمیٹ دامنِ ناز ❁ کچھ جرم بھی خونِ بے خطا کا
پنہاں ہی بھلا ہے رازِ الفت ❁ ممنون ہوں آہِ نارسا کا
ہے الغضب زُلف پیچ در پیچ ❁ ہر پیچ بلائے جاں بلا کا
کھلتا ہی نہیں مزاجِ دلبر ❁ یہ بھی کوئی بند ہے قبا کا
آئے ہو تو قتل کرتے جاؤ ❁ ہو جائے قضا نہ وقت اُدا کا
یہ بزمِ عدو ہے ضبط ہشیار ❁ اُڑ جائے نہ چشمِ تر کا خاکا
جب آنکھ کھلی تو بے خودوں سے ❁ پردہ تھا جمالِ خود نما کا
دل اور وہ بت زہے مقدر ❁ ظلم اور یہ دل غضب خدا کا
منہ پھیر کے بیٹھے ہیں شبِ وصل ❁ شوخی پہ مزاج ہے حیا کا
جا بیٹھے ہیں مجھ سے دور اُٹھ کر ❁ کیا پاس کیا ہے التجا کا
بولے وہ حسنؔ کا خون مل کر ❁ کیا شوخ ہے رنگ اس حنا کا

❁

میں اُن کی شکل دیکھ کے قربان ہو گیا
لو وصل میں وصال کا سامان ہو گیا

اے دل میں تیرے عشق کے قربان ہو گیا
وہ مجھ کو جان بوجھ کر انجان ہو گیا

اے دل نوید غیر نگہبان ہو گیا
اب وصلِ یار اور بھی آسان ہو گیا

گھبرا کر آئے وہ جو سنا جاں بلب مجھے
لو مرتے مرتے زیست کا ساماں ہو گیا

اے درد اُٹھ کہ بیٹھ چلا پھر دلِ حزیں
ٹھیرے وہی تڑپ ترے قرباں ہو گیا

گلزار بن گیا جو وہ صحرا میں آ گئے
گلزار سے چلے تو بیاباں ہو گیا

کرتی مری بلا غمِ مرگِ عدو مگر
گیسو کھلے تو دل بھی پریشاں ہو گیا

اللہ رے تیرے نورِ تجلی کا انبساط
ہر ذرہ دشتِ طور کا میداں ہو گیا

اے تیغِ ناز مجھ سے کشیدہ ہے کس لیے
مل جا گلے سے میں ترے قرباں ہو گیا

قسمت سے موت بھی ہمیں معشوق ہو گئی
فرقت میں دم بھی وصل کا ارماں ہو گیا

خونِ وفا کو خاک میں ملنا نصیب ہو
یہ کیا غضب ہوا وہ پشیماں ہو گیا

کچھ اُن سے ہم رُکے تو وہ کچھ ہم سے کھچ گئے
پورا دلِ رقیب کا ارماں ہو گیا

محرومیِ جمال کہ مشتاق روئے دوست
پردے کا حُسن دیکھ کے حیراں ہو گیا

اس بات پر خفا ہیں قتیلِ ادا سے وہ
یہ کیوں کہا کہ میں ترے قرباں ہو گیا

سینہ میں دل، تو دل میں نہاں اُلفتِ حبیب
پردے پہ پردہ اور پھر اعلان ہو گیا

کس کے نشانِ پا کی تجلی نظر میں ہے
آئینہ مجھ کو دیکھ کے حیران ہو گیا

کیوں روز روز چاک ہو دل ہجرِ یار میں
کیا یہ بھی صبح و گل کا گریبان ہو گیا

مشکل نہیں جو وصل ہے مشکل جناب دل
مشکل یہ ہے کہ غیر کو آسان ہو گیا

لکھا ہے روزِ عید درِ قتل گاہ پر
قرب اس کے واسطے ہے جو قربان ہو گیا

دی جان لے کے زندگی جاوداں مجھے
اے دردِ عشق تو تو مری جان ہو گیا

دل میں ہجومِ یاس ہے امید چل بسی
اتنا بسا یہ قصر کہ ویران ہو گیا

خوب آرزوے دل کی دعائیں ہوئیں قبول
ارمان غیر کا انھیں ارمان ہو گیا

نقصِ حبیب میں بھی ادائے کمال ہے
وہ بے وفا ہوا تو مری جان ہو گیا

ارمانِ وصل دل سے گیا نہیں کبھی
یہ بھی ہمارے دم کو ترا دھیان ہو گیا

اے خوں گرفتہ ہاں کوئی دل کش ادا رہے
آخر تو تیرے قتل کا سامان ہو گیا

جب جائیں ہاتھ پیار سے ڈالے گلے میں تیغ
قاتل کہے کہ میں ترے قربان ہو گیا

عاشق کے دل کو شاہ نشیں تم کہو حسنؔ
ہاں کچھ بنا ہوا تھا کہ میدان ہو گیا

ہم آہیں کر نہیں سکتے کہ نالہ ہو نہیں سکتا
تمہاری مہربانی ہے تو پھر کیا ہو نہیں سکتا

جب اُن سے رقصِ بسمل کا نظارہ ہو نہیں سکتا
تڑپ کر ہم ہوں ٹھنڈے دل تو ٹھنڈا ہو نہیں سکتا

کہا جب تم سے چارہ دردِ دل کا ہو نہیں سکتا
تو جھنجھلا کر کہا تیرا کلیجہ ہو نہیں سکتا

نزاکت سخت جانی کام پورا ہو نہیں سکتا
وہ قاتل بن نہیں سکتے میں کشتہ ہو نہیں سکتا

ہزاروں خواہشیں دل میں چھپائے کس طرح کوئی
مری جاں تم سے اک جوبن کا پردہ ہو نہیں سکتا

لبِ جاں بخش اسی حد پر ہے دعوائے مسیحائی
ذرا سے دردِ فرقت کا مداوا ہو نہیں سکتا

شبِ دیجورِ فرقت ہے سیہ بختی کی ظلمت ہے
غرض اب صبحِ محشر تک سویرا ہو نہیں سکتا

کہا یہ ضبط نے جوبن جو اُن کا جوش پر آیا
خبردار اے حیا اب ہم سے پردہ ہو نہیں سکتا

وہ اپنی ضد کے پورے ہٹ کے پورے آن کے پورے
فقط اتنی کمی ہے قول پورا ہو نہیں سکتا

کہاں کی چارہ فرمائی عیادت تک نہیں کرتے
مسیحائی پہ مرتے ہیں اور اتنا ہو نہیں سکتا

وہ عکر جاں بلب دشمن کے جائیں اس پہ یہ طرہ
ضروری کام ہے اس وقت آنا ہو نہیں سکتا

مری آنکھوں کے آگے ہے کلیم و طور کا عالم
تری بے پردگی سے بڑھ کے پردہ ہو نہیں سکتا

انہیں معلوم ہے اے دل جگہ محفل میں خالی ہے
نہ ہو جب دل میں گنجائش ٹھکانا ہو نہیں سکتا

سرِ طور اُن کے جلوے نے پکارا خود نما ہو کر
کہ اپنے چاہنے والے سے پردا ہو نہیں سکتا

نگاہِ مست کی گردش سے اک عالم ہے چکر میں
مئے گلگوں کا ایسا دور دورا ہو نہیں سکتا

کہا جب اُن سے میری زندگی تم ہو، کہا ہنس کر
میں سمجھا اب تمہیں میرا بھروسہ ہو نہیں سکتا

جنابِ دل شکایت غیر کی جانب سے گزری ہے
چلو اس رہ گزر میں اب گزارا ہو نہیں سکتا

نکل جائیں گے سب ارمان تم آؤ تو دم بھر کو
تمہارے واسطے کیا دل میں پردہ ہو نہیں سکتا

مرے دُکھ دینے والے کیوں وہ قسمیں یاد ہیں مجھ کو
تری تکلیف تیرا دُکھ گوارا ہو نہیں سکتا

خدا کی شان شکوہ دوست کا اور وہ بھی دشمن سے
وہ مانیں یا نہ مانیں مجھ سے ایسا ہو نہیں سکتا

نگاہِ ناوک افگن تیر باراں کی ضرورت ہے
جگر اک بوند پانی سے تو ٹھنڈا ہو نہیں سکتا

مرا گھر غیر کا گھر تو نہیں کیونکر وہ کھل کھیلیں
نگاہیں اٹھ نہیں سکتیں اشارہ ہو نہیں سکتا

تمہیں آنکھوں کے پردے میں بٹھا کر بھی نہ دیکھیں ہم
یہ کیسا ظلم ہے پردے میں پردہ ہو نہیں سکتا

یہ ملتا ہے وہ کھنچتی ہے نہ جب پھر کس طرح قاتل
گلو و تیغ میں دم بھر گزارا ہو نہیں سکتا

جو اپنا ہو نہیں سکتا وہ اُن کے دل کا پیارا ہے
جو اُن کا ہو نہیں سکتا وہ اپنا ہو نہیں سکتا

مری جاں دم سلامت چاہیے شمشیر ابرو کا
گھڑی ساعت تمہارا مرنے والا ہو نہیں سکتا

جو میں نے بزمِ دشمن میں اجازت چاہی آنے کی
کہا پھر آئیں وہ اس وقت پردہ ہو نہیں سکتا

قیامت کیا اٹھائی دل کہ تو پہلو میں بیٹھا ہے
ترے سر کی قسم اب حشر برپا ہو نہیں سکتا

لہو کے ساتھ لذت درد کی بھی نکل جاتی ہے
دہِ زخمِ جگر جلاد تیغا ہو نہیں سکتا

جنابِ دل غمِ فرقت میں مرتے ہیں تو مر جائیں
انھیں کچھ ایسی باتوں سے علاقہ ہو نہیں سکتا

تمور نوح ہو گی قبرِ عاشق جوشِ گریہ سے
جو تھوڑی خاک سے رُک جائے دریا ہو نہیں سکتا

دلِ پُر داغ میں تو دے لگے ہیں خاک حسرت کے
مرے گلشن سے بڑھ کر کوئی صحرا ہو نہیں سکتا

مریں تو مرنے کی مہلت نہیں الفت کے دھندوں میں
جئیں تو کیا جئیں فرقت میں جینا ہو نہیں سکتا

مریضِ ہجر کو تم نے عبث جھگڑے میں ڈالا ہے
یہی کہہ دو کہ اب ہم سے یہ اچھا ہو نہیں سکتا

سرِ دامن پہ میرا خون لے کر جائے گا قاتل
وہ خنجر پھیر کر بچ جائے کورا ہو نہیں سکتا

انھیں دل دے کے کیوں جھوٹا ہوں اہلِ محبت میں
نہ ہو جب دل تو کوئی دل سے پیارا ہو نہیں سکتا

اگر جلوہ دکھایا ہے تو سینہ سے بھی مل جاؤ
کہ دل آنکھوں کی ٹھنڈک سے تو ٹھنڈا ہو نہیں سکتا

نہ وہ دل دیں نہ بوسہ دیں عجب الجھن میں ڈالا ہے
یہاں پاسِ مروّت سے تقاضا ہو نہیں سکتا

یہ محرومی کہ اتنے قرب پر اس درجہ دُوری ہے
مرا اُن سے گلے مل کر بھی ملنا ہو نہیں سکتا

جو حسن گرم ہو دل سوز تو راحت ملے اے دل
تری سرد آہ سے ٹھنڈا کلیجا ہو نہیں سکتا

جو الفت صرف مطلب کی ہو تف ہے ایسی الفت پر
مبارک ہو یہ تم کو ہم سے ایسا ہو نہیں سکتا

فریب غیر پر کیوں اعتبار عاشقاں کم ہو
مری جاں ایک سا سارا زمانہ ہو نہیں سکتا

حسینوں کا کرم وہ دل بھی لے کر جور فرمائیں
محبت کا ستم یہ پھر بھی شکوہ ہو نہیں سکتا

ستم قاتل جفا قاتل نگہ قاتل ادا قاتل
مبارک اے دل اب خون تمنا ہو نہیں سکتا

فراق دائمی اس وصل کے پردے میں پنہاں ہے
کسی سے دل سے مل کر دل سے ملنا ہو نہیں سکتا

حیا بولی جو کھل کھیلا وہ گدرایا ہوا جوبن
انہیں اب تم چھپاؤ ہم سے پردہ ہو نہیں سکتا

پھرے دشمن سے وحشت رام ہو کر اے تری قدرت
ادا بندہ سے شکر حق تعالیٰ ہو نہیں سکتا

وہ میری موت پر اتنا ہنسے آنسو نکل آئے
حسنؔ ایسی خوشی سے غم عدو کا ہو نہیں سکتا

شرف اور رشک کے کہنے سے کچھ تک بندیاں کر لیں
حسنؔ افکار میں ہم سے دو غزلا ہو نہیں سکتا

ردیف ہائے تازی

سن لیا ہم نے سوالِ وصلِ دل بر کا جواب
نا امیدی کہہ گئی دل سے مقدر کا جواب

دیکھ کر تم دیدۂ پُر آب کو ہنسنے لگے
کیا یہی تھا گریۂ عشاق مضطر کا جواب

کچھ ترس آیا نزاکت پر بڑھا کچھ جوشِ قتل
ورنہ تیرِ آہ تھا قاتل کے خنجر کا جواب

یہ مرا دل ہے جو تیوری چڑھ جانے پر ہو چپ
آئینہ سے صاف سنیے گا برابر کا جواب

سخت باتیں سن کے دل کچھ کہتے کہتے چپ رہا
پی گیا شیشہ ہمارا اُن کے پتھر کا جواب

بال بیکا ہونے پر توڑے گئے شانے کے دانت
قہر تھا دنداں شکن زلفِ معنبر کا جواب

سایہ کچھ معشوق کا عاشق پہ ہوتا ہے ضرور
ہے مرا حالِ پریشاں زلفِ ابتر کا جواب

جب شکایت ہم نے دردِ زخمِ دل کی اُن سے کی
اُن کی جانب سے ملا تلوار کا چرکا جواب

دردِ اُٹھا دل میں، ہوئے پھر زندہ اگلے رنج و غم
ہے ہماری شامِ فرقت صبحِ محشر کا جواب

جوشِ حیرت سے زبانیں داد خواہوں کی ہیں بند
دے گیا جلوہ تمہارا اہلِ محشر کا جواب

نام نکلا ہے قیامت کا خرامِ ناز سے
لا سکے محشر کہاں سے تیری ٹھوکر کا جواب

حالِ غم سن کر کہا اُس نے غلط ہم مر گئے
تھا پیامِ مرگ اے دل اُس ستم گر کا جواب

دور سے وہ دیکھتا ہے تا پڑے پورا نہ عکس
ہو نہ آئینہ کے گھر میرے برابر کا جواب

زندے سب مر مر گئے مُردوں میں ہلچل پڑ گئی
دو قدم چلنا ترا ہے لاکھ محشر کا جواب

چاک کر کے اُس نے خطِ شوق قاصد سے کہا
بس ہمارے پاس یہ ہے اُن کے دفتر کا جواب

اُس نگاہِ مست کے جلووں سے دل لبریز ہے
آج ہے کس کے کدہ میں میرے ساغر کا جواب

پھول آئینے قمر خورشید سب موجود ہیں
ان میں کوئی بھی ہے نقشِ پائے دلبر کا جواب

تم نے خطِ شوق پڑھ کر کہہ دیا بالکل غلط
کیا یہی جملہ ہے میرے سارے دفتر کا جواب

دے کے خط پیغام بر کو یاس سے کہتا ہوں میں
آ رہے گا ہے اگر میرے مقدر کا جواب

آپ کہتے ہیں حسنؔ کو دور ہی سے ہے سلام
خیر میں کیا دوں سلام بندہ پرور کا جواب

دیکھے اگر یہ گرمیِ بازار آفتاب
سر بیچ کر ہو تیرا خریدار آفتاب

کب تھے نصیب مہر یہ انوار، یہ عروج
تو جس کو چاہے کر دے مرے یار آفتاب

کس نے نقابِ عارضِ روشن اٹھا دیا
ہر ذرّے سے ہے آج نمودار آفتاب

وہ حُسن خود فروش اگر بے نقاب ہو
بجاب مشتری ہو خریدار آفتاب

ذرّوں میں مل کے پھر نہ پتا حشر تک چلے
آئے تری گلی میں جو اے یار آفتاب

پوشیدہ گیسوؤں میں ہوا روئے پُر ضیا
ہے آج میہمانِ شبِ تار آفتاب

آساں نہیں تمہاری تجلّی کا سامنا
شکلِ چراغِ روز ہے اے یار آفتاب

اس کی تجلّیوں سے کرے کون ہم سری
ہو جس کے نقشِ پا سے نمودار آفتاب

رستہ ترا دلوں میں فلک اس کی رہ گزر
پائے کہاں یہ خوبیِ رفتار آفتاب

رُک رُک کے پردۂ رُخِ روشن اُٹھائیے
گر جائے چرخ کھا کے نہ اے یار آفتاب

آتا ہے جام لے کے صبوحی کے واسطے
ہر صبح پیشِ ساقیِ مے خوار آفتاب

تیرے فروغِ رُخ کی ثنا کس سے ہو اُدا
بنتا ہے تیرا طالبِ دیدار آفتاب

تارِ شعاع میں یہ خبر بھیجتا ہے روز
بے مہر مہر کر کہ ہوا زار آفتاب

ہر صبح آ کر ان کو جگاتا ہے خواب سے
رکھتا ہے کیا ہی طالعِ بیدار آفتاب

احباب کو حسنؔ وہ چمکتی غزل سنا
ہر لفظ سے ہو جس کے نمودار آفتاب

پائے کہاں تجلیِ دل دار آفتاب
ہیں اُس کے عکس سے در و دیوار آفتاب

اللہ رے تیرے حسنِ گلو کی تجلیاں
ہے پشتِ آئینہ سے نمودار آفتاب

کب حسنِ خود نما کو مکاں سدِّ باب ہو
تاباں ہے ہر طرف پسِ دیوار آفتاب

دم بھر ٹھہر گیا تھا جمالِ رُخِ حبیب
اب تک ہے چشم و دل میں ضیا بار آفتاب

رنگینی و فروغِ رُخِ یار کچھ نہ پوچھ
پیدا ہیں کس بناؤ سے گلزار آفتاب

ہر دم خیالِ پردۂ رُخسارِ یار ہے
ہر وقت ہیں نگاہ میں دو چار آفتاب

چشمِ خیال خیرہ ہے اُن کے خیال سے
کیوں کر کہوں کہ ہیں ترے رُخسار آفتاب

پروانوں میں چراغ ستاروں میں ماہتاب
گُل بلبلوں میں ذرّوں میں ہے یار آفتاب

چڑھ جائے کیوں نہ چرخ پر اس افتخار سے
اُترا ہوا ہے صدقۂ دل دار آفتاب

اس مست کا ہے جلوۂ رُخسار زُلف میں
رکھتی ہے مے کشوں کی شبِ تار آفتاب

ظلمت نہ پوچھیے مرے روزِ سیاہ کی
مانگیں چراغ آئیں جو دو چار آفتاب

مجھ تیرہ روزگار پر اک جلوہ تم کرو
مطلوب ماہتاب نہ درکار آفتاب

تاروں کے پھول پائے تو تارِ شعاع میں
گوندھے ترے گلے کے لیے ہار آفتاب

وہ نام ہے فروغِ دلِ اہلِ معرفت
جس نے کیا ہے تجھ کو ضیا بار آفتاب

پہنچیں گے کس طرح سے تمہارے جمال کو
ہے آفتاب باغ نہ گلزار آفتاب

لکھتا بیاضِ صبح پہ خطِ شعاع میں
سنتا اگر حسنؔ سے یہ اشعار آفتاب

جو کہے سن کے مدعا مطلب ❁ میرے مطلب سے اُس کو کیا مطلب
مل گیا دل نکل گیا مطلب ❁ آپ کو اب کسی سے کیا مطلب
جو نہ نکلے کبھی نہ پورا ہو ❁ وہ مرا مدعا مرا مطلب
حُسن کا رعب ضبط کی گرمی ❁ دل میں گھٹ گھٹ کے رہ گیا مطلب
نہ سہی عشق دُکھ سہی ناصح ❁ تجھ کو کیا کام تجھ کو کیا مطلب
مژدہ اے دل کہ نیم جاں ہوں میں ❁ اب تو پورا ہوا ترا مطلب
اپنے مطلب کے آشنا ہو تم ❁ سچ ہے تم کو کسی سے کیا مطلب
آتشِ شوق اور بھڑکا دی ❁ منہ چھپانے کا کھل گیا مطلب
کچھ ہے مطلب تو دل سے مطلب ہے ❁ مطلب دل سے ان کو کیا مطلب
اُن کی باتیں ہیں کتنی پہلو دار ❁ سب سمجھ لیں جدا جدا مطلب
جب مری آرزو سے کام نہیں ❁ پھر مرے دل سے تم کو کیا مطلب
حال کہنے سے مجھ کو یوں روکا ❁ میں تمہارا سمجھ لیا مطلب
خط میں لکھوں جو حال فرقت کا ❁ تو عبارت سے ہو جدا مطلب
نیل ہو گا عدو کے بوسوں کا ❁ منہ چھپانے سے اور کیا مطلب
اُس کو گھر سے نکال کر خوش ہو ❁ کیا حسن تھا رقیب کا مطلب

وہ مان گئے تو وصل کا ہو گا مزہ نصیب
دل کی گرہ کے ساتھ کھلے گا مرا نصیب
کھائیں گے رحم آپ اگر دل بگڑ گیا
ہو جائے گا ملاپ اگر لڑ گیا نصیب

خنجر گلے پہ سر تہِ زانوے دل رُبا
اے مجرمانِ عشق تمہارے خوشا نصیب

پچھلے کو لطفِ وصل سے فرقت ہوئی ہمیں
سویا سحر کو رات کا جاگا ہوا نصیب

شب بھر جمالِ یار ہو آنکھوں کے رُوبرو
جاگیں نصیب جس کو ہو یہ رَت جگا نصیب

اے دل وہ حال سن کے ہوئے برہم اور بھی
اب کوئی کیا کرے تری قسمت ترا نصیب

قسمت کے بھین سے بھی اذیت ہے ہجر میں
تڑپا میں ساری رات جو سویا مرا نصیب

بے درد دل عدو کی گلی اور یہ ذلتیں
اس درد کی تجھے نہ کبھی ہو دوا نصیب

پھرا دیا ہے دولتِ بیدار حسنؔ کا
سوئے جو وہ بغل میں تو جاگا مرا نصیب

پہنچا کے میری خاک درِ یار تک صبا
رخصت ہوئی یہ کہہ کر اب آگے ترا نصیب

محرومِ دید جلوہ گہِ یار سے چلے
اس سے زیادہ اور دکھائے گا کیا نصیب

اے دل وہ تجھ سے کہتے ہیں میری بلا ملے
ایسے ترے نصیب کہاں اے بلا نصیب

دشمن کی آنکھ اور ترا روے پُر ضیا
اس تیرہ بخت کا یہ چمکتا ہوا نصیب

دل کا قرار ہے تو انھیں پہلوؤں میں ہے
اے کاش ہو نصیب مرا غیر کا نصیب

بیٹھا ہے مے نے سر کو جھکا کر کیا سلام
تم بھی دعا دو حضرتِ زاہد بڑا نصیب

اس خاکِ در کا کنگرۂ عرش پہ دماغ
اس رہ گزر کے ذروں کا چمکا ہوا نصیب

اے دل عدو کا سینہ ہے اور دستِ یار ہے
تیرے ہی آبلوں کا ہے پھوٹا ہوا نصیب

جب دردِ دل بڑھا تو انھیں رحم آ گیا
پیدا ہوئی چمک تو چمکنے لگا نصیب

پہنچے ہم ان کے پاس نہ فریاد کان تک
کس کس کرم کا شکر کریں نارسا نصیب

وہ شیشیں میں رہ کے کھنڈر کیا کریں پسند
ٹوٹے ہوئے دلوں کا ہے پھوٹا ہوا نصیب

پہنچا دیا ہے تجھ کو لبِ گورِ ہجر میں
اے دل ہو دشمنوں کا ترے نارسا نصیب

تشریف لائے ہیں وہ مجھے سن کے جاں بلب
کس وقت دردِ دل کی ہوئی ہے دوا نصیب

دشمن کو لطفِ وصل، حسنؔ کو غمِ فراق
ہر شخص کا جدا ہے مقدر، جدا نصیب

ردیف پائے فارسی

کیوں حسن میں جھگڑتے ہیں شمس و قمر سے آپ
اپنا جمال دیکھیے میری نظر سے آپ

اے جانِ گل گزرتے ہیں جس رہ گزر سے آپ
کہتی ہیں نکہتیں کہ گئے ہیں ادھر سے آپ

دل دے کے جورِ شانِ تغافل اٹھائے کون
معلوم ہوتے ہیں ہمیں کچھ بے خبر سے آپ

تھیں شوخیاں مگر یہ قیامت کبھی نہ تھی
سیدھی طرح سے دیکھیے ترچھی نظر سے آپ

ہو جائے بات صاف میں عاشق ہوں یا رقیب
ہاں ہاں اسے تو پوچھ ہی لیں ہر بشر سے آپ

آنکھوں سے دیکھ لیتے مرے شوقِ دید کو
آتے جو میرے دل میں ذرا پیشتر سے آپ

میں نے کبھی کہا ہے کسی سے جو اب کیوں
کہہ جائیں میرا حال مرے چارہ گر سے آپ

عشاق چشم سے تو یہ پردہ کبھی نہ تھا
آنکھیں چھپائے بیٹھے ہیں اب کس نظر سے آپ

بے دیکھے کیوں گواہ ہوں دیکھیں تو کچھ کہیں
ہونے کو ہوں گے پیچ شمس و قمر سے آپ

ماتم ہے شرق و غرب میں عاشق کی مرگ کا
کیونکر کہوں خبر نہیں ایسی خبر سے آپ

عاشق کے دل میں کچھ نہ رہا اب سوائے حشر
پھر دیکھ لیجیے تکہِ فتنہ گر سے آپ

قسمت نے کامیابی کے رستے کیے تھے بند
میرے خیال میں چلے آئے کدھر سے آپ

میں کیا کہوں جنونِ محبت نے کیا کیا
یہ حال پوچھ لیجیے دیوار و در سے آپ

گنتی کے سانس باقی ہیں بیمارِ ہجر میں
آ جائیں کاش پیشتر اپنی خبر سے آپ

کیا حالِ دردِ دل میں گزارش کروں حسن
پہچان لیں گے آپ مری چشمِ تر سے آپ

ردیف تائے فوقانی

دیکھے جمالِ حور اگر جلوہ‌ہائے دوست
بے اختیار منہ سے نکل جائے ہائے دوست

دل میں مقامِ دوست ہے آنکھوں میں جائے دوست
پھر بھی تلاشِ دوست میں ہے مبتلائے دوست

سینہ میں دل نہاں ہے تو دل میں ولائے دوست
چھپتا نہیں ہے پھر بھی کبھی مبتلائے دوست

نیچی نظر سے کیوں نہ قیامت اُٹھائے وہ
سو شوخیاں جلو میں لیے ہے حیائے دوست

کیا سمجھے کوئی معنیٔ اسرارِ عاشقی
دل ہی میں دوست دل ہی میں شوقِ لقائے دوست

سرگشتہ جستجو میں پھرا ہوں کہاں کہاں
کیا چال دے گئے ہیں مجھے نقشِ پائے دوست

لائے گا رنگ جوشِ رنگیں شباب میں
پیسے گی سینکڑوں کے کلیجے حنائے دوست

دل کے ہزار ٹکڑے ہوں ہر ٹکڑے میں ہوں وہ
پھر بھی کہیں کیوں نہیں ملتی سرائے دوست

ہے دل کا دوست عقل کے دشمن کا دوست دار
دشمن کے دوست کو یہ کہے ہائے ہائے دوست

اے آسمان آہ کہ یوں انقلاب ہو
اپنا ہو غیر غیر ہو اپنا بجائے دوست

ہوتی ہے اُن کی لاش پہ عمرِ اَبد فدا
جو زندہ دل ہیں کشتۂ تیغِ ادائے دوست

کب دن پھریں گے دل کے خدا جانے اے حسنؔ
سنسان مدتوں سے ہے خلوت سرائے دوست

خوب آپے کو سنبھالے رہے شیدائی دوست
آج ہے معرکۂ انجمن آرائی دوست

جلوۂ یار جہاں پائے لڑا دے آنکھیں
حرم و دَیر سے بیگانہ ہے شیدائی دوست

پھوٹی تقدیر ہے آنکھوں کی یہ محروم رہیں
اور آئینہ بنا محوِ خود آرائی دوست

وادیٔ طور میں کیوں خاک اڑانے جائیں
دیکھ لیں دل ہی میں جب جلوۂ زیبائی دوست

چشمِ باطن سے کرے ان کا تماشا عاشق
نہیں کس آئنہ میں عکسِ خود آرائی دوست

منتظر بیٹھے ہیں ہم آئینۂ دل لے کر
اس طرف بھی کبھی او جلوۂ زیبائیِ دوست

بے مثالی کے لیے ہے یہ دلیلِ کافی
عدمِ سایہ ہے خود شاہدِ یکتائیِ دوست

اُن کی خوشبو سے بھی واقف نہیں گلزار و بہار
دلِ عاشق میں ہے رنگِ چمن آرائیِ دوست

ایک عالم کی نظر تیری طرف ہے کب سے
اب تو پردے سے نکل جلوۂ زیبائیِ دوست

حیرت آنکھوں پہ برستی ہے زبانیں خاموش
خود تماشا بنے بیٹھے ہیں تماشائیِ دوست

رحم کر تو ہی مری ترسی ہوئی آنکھوں پر
صدقے اے آئنہ اے محوِ خود آرائیِ دوست

شہدا کو وہ عطا کرتے ہیں عمرِ جاوید
لال پردے میں ہے پوشیدہ مسیحائیِ دوست

طور میں ہے نہ مرے دل میں نہ آنکھوں میں حسنؔ
آج کس پردہ میں ہے جلوۂ یکتائیِ دوست

ردیف ثائے مثلثہ

آج کس واسطے آئے ہو اِدھر کیا باعث
مہر کی کیوں ہے غریبوں پہ نظر کیا باعث

شب فرقت بھی ہے کیا روزِ قیامت یا رب!
کیوں نہیں ہوتی مری رات سحر کیا باعث

آہ ارمان بھرے دل کی بُری ہوتی ہے
دل میں اُس بُت کے نہ ہو کچھ بھی اثر کیا باعث

سامنے میرے رقیبوں کو بٹھانا کیسا
کس لیے آپ اُٹھاتے ہیں یہ شر کیا باعث

میں نے کب آرزوئے سیر چمن کی یا رب!
نوچ ڈالے مرے صیاد نے پَر کیا باعث

تم بھی کیا طالب دیدار مرے ماہ کے ہو
رات دن پھرنے کا اے شمس و قمر کیا باعث

مجھے بلوا کے سنو یا مرے پاس آ کے سنو
کیوں اس غم کو سر راہ گزر کیا باعث

کیا مرے قاتل عالم کی سواری نکلی
حشر برپا ہے سر راہ گزر کیا باعث

پھیرتا کیوں نہیں تلوار مری گردن پر
پھر گئی کیوں مرے قاتل کی نظر کیا باعث

وعدہ کرتے ہیں وہ آنے کا ضرور آئیں گے
اب تڑپنے کا دلِ خستہ جگر کیا باعث

اے حسنؔ اب ہیں کہاں دل میں گزرنے والے
ایک مدت سے ہے ویران یہ گھر کیا باعث

ردیف جیم تازی
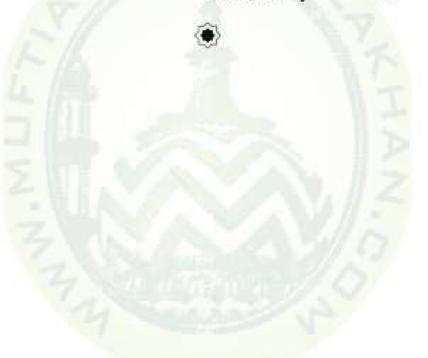
ہے تصور میں شکوہِ مے کشِ جانانہ آج
مستیوں کا دور ہے بے گردشِ پیمانہ آج

ہو گیا زاہد مریدِ مشربِ رندانہ آج
کھول ساقی فی سبیل اللہ کوئی مے خانہ آج

ابرِ رحمت کھولنے آیا درِ مے خانہ آج
مے کشو مژدہ ہو پیمانہ پہ پیمانہ آج

دستگیری کی جو تو نے لغزشِ مستانہ آج
آ ہی پہنچے گرتے پڑتے تا درِ مے خانہ آج

بزم میں بے پردہ ہے نورِ رخِ جانانہ آج
شمع کی جانب نہ جائے گا کوئی پروانہ آج

تجھ سے مل کر کس قدر خوش ہے دلِ دیوانہ آج
ساری دنیا میں سمائے گا نہ یہ ویرانہ آج

ہائے کل تھی بزم مے، ہم تھے، وہ مستِ ناز تھا
ہائے پھرتی ہے نظر میں گردشِ پیمانہ آج

انجمن میں ساغرِ مے مجھ تک آ کر پھر گیا
گردشِ تقدیر ٹھہری گردشِ پیمانہ آج

اُن کے لب پر مر کے ہم زندہ کریں گے اپنا نام
آبِ حیواں سے بھریں گے عمر کا پیمانہ آج

کیا کہوں کیا کہہ رہی ہے یہ گھٹا یہ فصل گل
کیا کہوں کیا چاہتے ہیں شیشہ و پیمانہ آج

چھا رہی ہیں مستیاں یادِ لب مے نوش سے
کون تجھ کو منہ لگائے اے لب پیمانہ آج

خواہش دیدار میں ہیں کعبہ و دل طور و عرش
شمع کس محفل کی ٹھیرا جلوۂ جانانہ آج

اہل عالم عشق میں آفت ہے دلوں کی جان پر
کیا تجھے منظور ہے اے جلوۂ جانانہ آج

بزم محشر مجمع عشاق جوش اشتیاق
تو بھی پردہ سے نکل اے جلوۂ جانانہ آج

بار سر سے گر سبک دوشی میسر ہو گئی
پائے قاتل پر کروں گا سجدۂ شکرانہ آج

یہ گھٹائیں کالی کالی یہ ہوائیں سرد سرد
ناصح مشفق خدا کے واسطے سمجھا نہ آج

بے قراری کل بھی تھی کل سے زیادہ آج ہے
صبر کا یارا دل بے تاب کو کل تھا نہ آج

رات یہ کس نے پڑھایا ہے تمھیں الٹا سبق
دوستوں سے دشمنی دشمن سے ہے یارانہ آج

گیسوؤں والے خدارا دل کو سمجھا جا ذرا
ہوش میرے کھوئے دیتا ہے ترا دیوانہ آج

دیکھ پائے گا جو چشم مست ساقی کا جمال
گرد پھر پھر کر فدا ہو جائے گا پیمانہ آج

آپ پر جادو بھری آنکھوں کا افسوں چل گیا
اے حسن سب کی زباں پر ہے یہی افسانہ آج

آیا ہوا ہے باغ میں وہ گل عذار آج
اِتراتی پھر رہی ہے نسیم بہار آج

گزرا ہے میری خاک سے وہ شہسوار آج
کرتا ہے آسمان سے باتیں غبار آج

تم مل گئے تو رُوٹھے ہوئے آپ من گئے
پہلو میں دل ہے آج تو دل میں قرار آج

مجبور کر کے کوسنے کھانے میں لطف ہے
جی چاہتا ہے تم کو کروں خوب پیار آج

لڑنے جھگڑنے کا تو مزا ہے وصال میں
اس رُوٹھنے کا کون کرے اعتبار آج

وہ آئیں یا نہ آئیں اُنھیں اختیار ہے
ہم کہہ چکے کہ دل پہ نہیں اختیار آج

بے تاب تھا تو ہجر میں تھا میں نہ وصل میں
مجھ سے بہت زیادہ ہیں وہ بے قرار آج

مایوسیوں سے دل کی تپش کو سکون تھا
وہ پھر بنا چلے مجھے اُمید وار آج

دورِ خزاں قریب ہے صیاد رحم کر
دیکھ آئیں کوئی دم کو ہوتی بہار آج

اس نے جو اپنی جان کہا تو بھی خوش نہ ہو
تم چشمِ غیر میں ہوئے بے اعتبار آج

کل رات ہجر کی تھی مگر یہ کھلا نہ تھی
بے اضطراب ستارہ ہے شبِ انتظار آج

تلوار کھنچ گئی ہے قاتل کے ہاتھ میں
بسمل گلے لگا کے کریں کیوں نہ پیار آج

اے دردِ دل اجل بھی نہ پوچھے گی ہجر میں
اُٹھ اُٹھ کے دیکھتا ہے کسے بار بار آج

مر مر کے صبح کی ہے شبِ وعدہ ہم نے کل
کم بخت دل کو پھر ہے وہی انتظار آج

بے کل کی بات وہ مرے بس میں تھے اے حسن
افسوس اپنے دل پہ نہیں اختیار آج

ردیف حائے حطّی

جینے نہ دے گی زُلف کی اُلفت کسی طرح
ٹل جائے میرے سر سے یہ آفت کسی طرح

پائیں گے ہم نہ قتل کی لذت کسی طرح
بننے نہ دے گی بات نزاکت کسی طرح

چاہا اگر تمھیں بہت اچھا بُرا کیا
بخشو گے بھی خطائے محبت کسی طرح

تیشہ سے کوہ کن کے نکلتی ہے یہ صدا
کٹتا نہیں زمانۂ فرقت کسی طرح

اب وہ مرے جنازے پہ رونے کو آئے ہیں
آخر کریں بھی رفعِ ندامت کسی طرح

کر لوں زبان بند تو دل بول اُٹھے ابھی
پوشیدہ ہو نہ رازِ محبت کسی طرح

اُمید اُن سے قتل کی رکھیں نہ وصل کی
دے گی نہ جینے اُن کی نزاکت کسی طرح

زاہد تمھیں شراب سے انکار ہی سہی
کہنے سے میرے تھوڑی سی حضرت کسی طرح

دل میں وہ چٹکیاں نہیں لی ہیں کہ چپ رہوں
اب صبر پر نہ ہو گی قناعت کسی طرح

لطف اے قضا کہ جینے سے عشاق تنگ ہیں
کٹ جائے غم زدوں کی مصیبت کسی طرح

لو دل دکھاؤ اُف بھی کروں تو گناہ گار
راضی بھی ہو تمہاری طبیعت کسی طرح

کب وہ بلانے بیٹھے ہیں جب یہ سمجھ لیے
اُٹھنے نہ دے گی اُس کو نقاہت کسی طرح

وہ نازنیں ہے قتل پہ باندھے ہوئے کمر
ہم کو نہیں اُمیدِ جراحت کسی طرح

اک آہ کے قصور پہ تیروں سے چھید دیے
جائے بھی رات دن کی شکایت کسی طرح

ہر فتنہ کہہ رہا ہے کہ رفتارِ ناز سے
بڑھ کر نہ چل سکے گی قیامت کسی طرح

فصلِ گل و مغنی و ساقی بتانِ شوخ
بھرتی ہے ان مزوں سے طبیعت کسی طرح

ان دونوں پہلوؤں میں مرے دل کو چین ہے
قسمت عدو کی ہو مری قسمت کسی طرح

چل جائے گا پتہ دلِ گم گشتہ کا یہیں
چھن جائے خاکِ کوئے محبت کسی طرح

دل ہاتھ میں ہے آنکھ جگر سے لڑی ہوئی
بھرتی نہیں حسینوں کی نیت کسی طرح

مدت ہوئی ہے ہم کو یہ کہتے ہوئے حسنؔ
ہو جائے صبح یہ شبِ فرقت کسی طرح

دل میں آتا ہے تو آؤ مہر و اُلفت کی طرح
تم تو آفت ڈھاتے آتے ہو قیامت کی طرح

غیر یوں بے باک دیکھیں جلوہ اُن کا یا نصیب
پھوٹ جائیں اُن کی آنکھیں میری قسمت کی طرح

ہم تصدق اُن پہ ہوں وہ غیر کو چاہا کریں
یا خدا مٹ جائے دنیا سے محبت کی طرح

جانِ عاشق بن کے جاتے ہیں اگر جاتے ہیں وہ
اور آتے ہیں تو آتے ہیں قیامت کی طرح

کیا عیادت ایسی ہوتی ہے مریضِ عشق کی
بیٹھے ناوک کی طرح اُٹھے قیامت کی طرح

کہتے ہیں رنجش بھی ہے تو خاص تیری ذات سے
وہ عداوت بھی جتاتے ہیں محبت کی طرح

بس معاف اے ناصحِ مشفق کہاں تک وعظ و پند
یہ غرض ہے میں بھی کیا ہو جاؤں حضرت کی طرح

کرتے ہیں برباد لاکھوں کو ہزاروں کو تباہ
جس گلی سے وہ گزر جاتے ہیں آفت کی طرح

یہ نرالی آزمائش ہے کہ مجھ سے رنج ہے
آزماتے ہیں محبت کو محبت کی طرح

کیا تمھیں بھی بے قراری ہے کسی کی یاد میں
نکلے جاتے ہو جو قابو سے طبیعت کی طرح

مرنے والے زندگی بھر کی مصیبت بھول جائیں
دم نکل جائے اگر دشمن کی حسرت کی طرح

اے حسنؔ کل تک تم اس کو زہر فرماتے رہے
مے چڑھائے جاتے ہو کیوں آج شربت کی طرح

ردیفِ خائے معجمہ

فغان و شیون عاشق وہاں ہوں کیا گستاخ
کبھی نہ اس کی گلی میں چلے صبا گستاخ

ہمیشہ تم مجھے کہتے ہو بے حیا گستاخ
دھری رہیں گی یہ باتیں جو میں ہوا گستاخ

تمہاری شانِ عطا نے قوی کیا دل کو
تمہارے مہر و وفا نے مجھے کیا گستاخ

یہ رات کون تھا دشمن کے گھر کہو تو سہی
مجھے تو کہتے ہو بے شرم بے حیا گستاخ

مقابل آئنہ ہر دم رہے تو کچھ نہ کہو
میں اک نگاہ ہی کرنے سے ہو گیا گستاخ

میں ایک بوسہ کی خواہش پہ بے ادب ٹھہروں
تمہارے غنچۂ لب سے رہے صبا گستاخ

عدو نے ایک نہ مانی وہ با ادب ٹھہرا
بجا درست کہا میں نے میں ہوا گستاخ

خدا نخواستہ بے دست و پا بنایا ہے
یہاں تلک آپ کی خدمت میں بے حیا گستاخ

لپٹ کے لے ہی لیے میں نے اے حسنؔ بوسے
وہ کہتے ہی رہے او بے ادب بھلا گستاخ

ردیف دال مہملہ

جتنا زمین سے ہے فلک ہفت میں بلند
اُس سے اُسی قدر ترے دَر کی زمیں بلند

گو قدر میں ہے رُتبۂ خلدِ بریں بلند
لیکن ترا مکان ہے اُس سے کہیں بلند

بزمِ عدو نہیں شبِ وصلِ عدو نہیں
اب کس طرح سے ہو گئیں شرمگیں بلند

خاموش ادب کے ساتھ کٹا دوں سر کس طرح
ہو قتل گہ میں غلغلۂ آفریں بلند

اُونچا ہو آسمان ترے دَر سے کس طرح
ہو جائے آسمان سے کیوں کر زمیں بلند

فریاد ہم سے خاک نشینوں کی کیا کرے
جب آسماں سے بھی ہو ترا شہ نشیں بلند

اُترے نہ دل سے دل میں جو اُترے وہ دل نشیں
ہوتی ہے اُس مکان سے قدرِ مکیں بلند

بیکار سر جھکانے سے کیا فائدہ مجھے
جب تجھ سے تیغ ہی نہ ہوا ے نازنیں بلند

آئے اگر ہوا بھی کبھی کوئے یار سے
شعلے کرے نہ یوں نفسِ آتشیں بلند

اُن کے تو جلوے عرش سے اونچے نکل گئے
ہے مہر بھی بلند پہ اتنا نہیں بلند

چُپ چاپ وحشتِ نجد سے ناقہ نکل چلے
شورِ جرس نہ ہو مرے محمل نشیں بلند

مجنوں کی رُوح خوابِ عدم سے نہ چونک اُٹھے
مرقد سے ہو نہ شورِ قیامت کہیں بلند

ہے جس کے دل میں یادِ رُخِ یار اے حسنؔ
ہو اُس کے منہ سے نورِ دمِ واپسیں بلند

ردیف ذال معجمہ

نظرِ بد کے لیے تو نے جو باندھا تعویذ
ڈال کر باہیں گلے سے ترے لپٹا تعویذ

عشق کے جن کا اثر جس پہ ہوا پھر نہ بچے
اس بلا پہ نہیں چلتا کوئی گنڈا تعویذ

نہیں آتا نہیں آتا وہ کسی صورت سے
نہیں ملتا نہیں ملتا کوئی چلتا تعویذ

عاملو دردِ جدائی بھی کہیں مٹتا ہے
مفت میں ہار گلے کا مرے ہوگا تعویذ

اس کے جوبن پہ تصدق ہیں ہزاروں عاشق
نقشِ تسخیر ہے اے بت ترے سر کا تعویذ

مرنے والے ترے پھر کس لیے بے چین رہیں
ہو ترا نقشِ کفِ پا جو لحد کا تعویذ

دیکھنا دیدۂ بسمل کا ہنسی کھیل نہیں
باندھ لیں پہلے ذرا آپ نظر کا تعویذ

آہ پُر سوز تری شعلہ فشانی دیکھوں
غیر نے میرے جلانے کو جلایا تعویذ

نہ ہوا پر نہ ہوا آہ حسنؔ کو آرام
ہم نے دنیا میں نہ چھوڑا کوئی گنڈا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

آئے میری قضا ادا ہو کر ✿ دم نکل جائے مدعا ہو کر
چھپ گیا یار خود نما ہو کر ✿ رہ گئی چشمِ شوق وا ہو کر
ہم ترے در سے مٹ کر اٹھیں گے ✿ جم کے بیٹھے ہیں نقشِ پا ہو کر
مار رکھیں گی شوخیاں اُن کی ✿ جان لے گی ادا قضا ہو کر
فخر کی جا ہے بزمِ دشمن سے ✿ نکلے ہم اُن کا مدعا ہو کر
نام زندہ ہے مرنے والوں کا ✿ جی گئے کشتۂ ادا ہو کر
روزِ فردا کی باندھ دی صورت ✿ تیرے پردہ نے آج وا ہو کر
قید انکار دین و دنیا سے ✿ چھُٹ گئے تیرے مبتلا ہو کر
ہم غریبوں سے لعل لب تیرے ✿ سستے چھوٹے گراں بہا ہو کر
بے قراروں سے اُن کو شرم آئی ✿ شوخیاں رہ گئیں حیا ہو کر
مر کے جی جاؤں میں جو دم میرا ✿ ٹوٹے دشمن کا آسرا ہو کر
کیا کہوں کیا ہے میرے دل کی خوشی ✿ تم چلے جاؤ گے خفا ہو کر
ہجر کے انقلاب کس سے کہوں ✿ کھائے جاتا ہے غم غذا ہو کر
دیکھوں تم کو بھی اپنے حال کو بھی ✿ سامنے آؤ آئنہ ہو کر
ہو گیا خاک نقشِ پا کی طرح ✿ تیرے قدموں سے میں جدا ہو کر
دے کے دل اُن کو ہم چھٹے دل سے ✿ ہو گیا رنج فیصلہ ہو کر
شب دیجور ہجر اور عاشق ✿ اُف یہ اندھیر مہ لقا ہو کر
شورِ محشر جگانے آئے ہمیں ✿ تیری رفتار کی صدا ہو کر

ہائے وہ وقت میں افسوں اور وہ ❁ کوسنے دیں مجھے خفا ہو کر

رُوٹھ کر اُن سے ہم کہاں جیتیں ❁ وہ منا لیتے ہیں خفا ہو کر

منہ دکھاتا انھیں نہیں آتا ❁ کیا کرے گا دل آئنہ ہو کر

حُسن والوں میں ہے وہ یکتائی ❁ سایہ تک وہ گیا جدا ہو کر

پھنس گیا دل تو چھوڑ دو ہم کو ❁ اب کہاں جائیں گے رہا ہو کر

دشمنوں نے بھرے ہیں کان اُن کے ❁ کیا کرے آہ دل رسا ہو کر

میں تو خوش ہو کے یوں دعائیں دوں ❁ آپ کوسیں مجھے خفا ہو کر

پاؤں رکھتے نہیں زمیں پر وہ ❁ خاک پاؤں گا نقشِ پا ہو کر

کر دیا فاش پردۂ محشر ❁ چشم دلبر نے فتنہ زا ہو کر

دل سے کچھ کہہ رہی ہیں وہ آنکھیں ❁ دیکھیں کیا ٹھہرے مشورہ ہو کر

ہائے سب دل کے بھید کھول دیے ❁ تو نے اے چشم شوق وا ہو کر

صورِ محشر ہے نالۂ بلبل ❁ گوشِ گل کیوں نہ اے صبا ہو کر

آہ دل بھی اثر سے یاس ❁ ہاتھ اُٹھائے مری دعا ہو کر

ہاتھ اٹھا کر تلاشِ دل سے حسنؔ ❁ بیٹھ رہیے شکستہ پا ہو کر

❁

دردِ دل لب پہ نہ لائیں کیوں کر ❁ جب چھپو تم تو چھپائیں کیوں کر

ہم لگی دل کی بجھائیں کیوں کر ❁ عشق کو آگ لگائیں کیوں کر

ناتواں زندۂ جاوید ہوئے ❁ ضعف میں جان سے جائیں کیوں کر

اشک پینے کو تو غم کھانے کو ❁ اُنھیں مہمان بلائیں کیوں کر

ہم کہاں لذتِ دیدار کہاں ❁ ناتواں حشر اٹھائیں کیوں کر

دلِ عشاق ہدف ہے دیکھیں ❁ تیر قضا ہے ادائیں کیوں کر

جب نزاکت نے قدم پکڑے ہوں ❁ پھر مرے بس میں وہ آئیں کیوں کر

آئنہ سے بھی جو شرماتے ہوں ❁ وہ مجھے شکل دکھائیں کیوں کر

آپ نازک ہیں تو ہم نا طاقت ❁ دل سے پھر ہاتھ اُٹھائیں کیوں کر

دلِ پُر سوز کو جلنا روزی ❁ اُن کو سینہ سے لگائیں کیوں کر

آنکھ لگ جائے تو پھر نیند کہاں ❁ کوئی دم آنکھ لگائیں کیوں کر

سر دشمن ہے اور اُن کا زانو ❁ وہ مرے خواب میں آئیں کیوں کر

حسن حوران بہشتی تسلیم ❁ پر تمہیں چھوڑ کے جائیں کیوں کر

وہ کبھی ہم سے کھلے ہیں نہ کھلیں ❁ دل کی اُمید بندھائیں کیوں کر

دردِ دل کون سنے کس سے کہیں ❁ اور چھپائیں تو چھپائیں کیوں کر

دل مرا ہاتھ میں لیں مشکل ہے ❁ بوجھ بھاری ہے اُٹھائیں کیوں کر

دیکھ کر جلوہ ہوئے ہیں خود گم ❁ مہر و مہ یار کو پائیں کیوں کر

یار دل مانگے ہم انکار کریں ❁ جان سے جان چھڑائیں کیوں کر

اُلفت اور پردہ نشیں کی اُلفت ق جان اس غم سے بچائیں کیوں کر

کس طرح ضبط کریں رونے کو ❁ درد کو دل میں چھپائیں کیوں کر

نہ کہیں تو ہو کلیجہ ٹکڑے ❁ کوئی پوچھے تو سنائیں کیوں کر

نام لے لے کے پکاریں کس کا ❁ آنکھیں رو رو کے بجھائیں کیوں کر

ناز سے جب وہ کہیں ہوش میں آ
پھر حسنؔ ہوش میں آئیں کیوں کر

تیغ قہر ہے ہر لحظہ گرفتاروں پر
دیکھیے کیا غضب آتا ہے گنہگاروں پر

قتل ہونے کی تمنا ہے یہ ان ہاتھوں سے
خود گلا دوڑ کے ہم رکھتے ہیں تلواروں پر

ساقیا جامِ مئے سرخ کا پھر دور چلے
دیکھ وہ کالی گھٹا چھائی ہے گلزاروں پر

بڑھ کے نکلے یہ قمر حسن میں تجھ سے توبہ
ایسے سو چاند تصدق ترے رُخساروں پر

بلبلو فصلِ بہاری کا بھروسہ کیا ہے
خاک اڑ جائے گی دو روز میں گلزاروں پر

کر دے پامال ہی ظالم کہ یہ جھگڑا تو مٹے
ہاتھ رکھتا نہیں کوئی ترے بیماروں پر

تو نے اس شعلۂ عارض سے لگائی پھر لو
دل پُر سوز لٹاؤں تجھے انگاروں پر

پوچھنا چھوڑ دیا جب سے مری جاں تو نے
مُردنی چھائی ہوئی ہے ترے بیماروں پر

اے حسنؔ اٹھو کمر باندھو چلو صبح ہوئی
بُجھ گئیں شمعیں وہ جوبن نہ رہا تاروں پر

جہان سے اُسے کیا کام جو ہو جان سے دُور
جو تم سے دُور ہے گویا ہے سب جہان سے دُور

ہوئے ہیں جب سے ہم اس ذرے اس مکان سے دُور
ہمارے دم پہ بنی ہے تمہاری جان سے دُور

عدو کے ہوتے کریں پاسِ ذلتِ عاشق
یہ بات ہے مرے نزدیک اُن کی شان سے دُور

وہ دستِ شوق کی گستاخیاں وصال کی شب
وہ اُن کا شرم سے کہنا دبی زبان سے دُور

بلائیں غیر کو میں جاؤں تو وہ فرمائیں
مری گلی سے مرے در مرے مکان سے دُور

ملا ہے آنکھ کے تارے سے وہ مہِ خوبی
غمِ فراق رہے یا رب اس قِران سے دُور

تلاش کر دلِ گم راہ بے نشاں ہو کر
یہی نشان ہے اُن کا کہ ہیں نشان سے دُور

یہ پاسِ اہلِ محبت کیا کہ محفل میں
رقیب کا نہ ہوا منہ تمہارے کان سے دُور

جو راست باز ہیں کج رو سے میل رکھتے نہیں
کہ تیر چلتے ہی ہو جاتے ہیں کمان سے دُور

عجب نہیں جو بُلایا ہو دُور کرنے کو
جنابِ دل نہیں کچھ میرے مہربان سے دُور

مرے نصیب کو گردش مجھے دیے چکر
پہ اُن کا راہ پہ لانا تھا آسمان سے دُور

عدو کی بزم میں وہ بے بُلائے جاتے ہیں
مرے ہی پاس کا آنا تھا اُن کی آن سے دُور

خرامِ ناز کے نزدیک کوئی چیز نہیں
جو بات فتنۂ محشر کے ہو گمان سے دُور

وہیں چلا دلِ مضطر جہاں سن آیا تھا
اِسی میں غیر ہے رہتا مرے مکان سے دُور

یہ دل کا حال ہے ظالم تری جدائی میں
کہ جس طرح ہو کوئی اپنے مہربان سے دُور

نصیبِ غیر کھلا دل بھی پاس جان بھی پاس
غریبِ اہلِ وفا دل سے دُور جان سے دُور

غمِ فراق اور ایسا غمِ فراق حسنؔ
میں اُن کے دل سے، میرا حال اُن کے کان سے دُور

ردیف زائے معجمہ

کیوں نہ ہو جلوۂ دیدار عزیز ❁ جان کس کو نہیں اے یار عزیز
کیا یوں ہی ملتے ہیں ملنے والے ❁ دوست اغیار ہیں اغیار عزیز
زندگی سے مجھے آنکھیں پیاری ❁ پیاری آنکھوں سے وہ دیدار عزیز
ہو بُرے وقت کا ساتھی نہ کوئی ❁ دوست بے فائدہ بے کار عزیز
دوست احباب ہیں دشمن اغیار ❁ دشمن اغیار تمہیں یار عزیز
حسن کو عشق سے پردہ محبوب ❁ عشق کو حُسن کا دیدار عزیز
سخت جانوں سے بچائے رہنا ❁ ہے اگر آپ کو تلوار عزیز
مجھے جنت سے وہ کوچہ پیارا ❁ تجھے شاہی سے درِ یار عزیز
رحم کر اب تو مری جاں مجھ پر ❁ ہیں مری جان سے بیزار عزیز
زندگی یہ ہے کہ اُن پر مر جائیں ❁ زندگی ہے ہمیں بے کار عزیز

کوچۂ دوست میں کیوں آئے حسنؔ
زندگی ہو جسے اے یار عزیز

ردیف سین مہملہ

تیز کرتا ہے چھری آج نگہبانِ قفس
ہائے کس نیند پڑے سوتے ہیں مرغانِ قفس

چہچہے کرتے تھے گلزار میں وہ دن تو گئے
اب کہو کیسی گزرتی ہے اسیرانِ قفس

خندۂ گل کے مزے جب انھیں یاد آتے ہیں
ہائے کس درد سے روتے ہیں اسیرانِ قفس

یُوں ہی کہہ دینا خدا کے لیے اس گل سے صبا
تو جو کچھ دیکھ چلی حال اسیرانِ قفس

دیکھو تقدیر دکھاتی ہے تماشے کیا کیا
کوئی شایانِ چمن ہے کوئی شایانِ قفس

چھوٹ کر باغ سے آئے ہیں بچھڑ کر گل سے
اب کسے دیکھ کے بہلیں گے اسیرانِ قفس

ہم صفیرانِ چمن جی نہیں لگتا میرا
یاد آتی ہے مجھے صحبتِ یارانِ قفس

اثرِ نوحۂ بے تاب سے اللہ بچائے
ٹکڑے کرتا ہے جگر نالۂ مرغانِ قفس

اب میں بہلاؤں گا کس سے دلِ بے تاب اپنا
چھوڑے کیوں جاتے ہو تنہا مجھے یارانِ قفس

اے صبا لائی جو دو پھول تو کیا ہوتا ہے
چھوڑ کر آئے ہیں گلزار اسیرانِ قفس

اپنے صدقے میں خدا کے لیے چھوڑ اے صیاد
فصلِ گل آئی ہے بے چین ہیں مرغانِ قفس

کیوں ہمیں بھول گئے باغ بسانے والو
دیکھ تو جاؤ کبھی حالِ اسیرانِ قفس

رخصتِ سیرِ چمن دے کہ پھر آئی ہے بہار
تیرا اللہ نگہبان نگہبانِ قفس

ہم غریبوں کے مقدر میں یوں ہی لکھا تھا
ہائے کہلائیں گے اک روز اسیرانِ قفس

ایک دن وہ تھا کہ ہم کرتے تھے سیرِ گلزار
ایک دن یہ ہے کہ ہیں قیدیٔ زندانِ قفس

اے حسنؔ فصلِ بہاری کی ہے آمد شاید
پھر بنانے لگے صیاد جو سامانِ قفس

ردیف شین منقوطہ

غمِ اُلفت تجھے رکھے خدا خوش
خفا ہوں دل سے میں دل مجھ سے ناخوش

ستائیں بت میں خوش میرا خدا خوش
خوشی ان کی اگر اب بھی ہوں ناخوش

جدا ہوتی نہیں اک آن کو بھی
کچھ ان آنکھوں سے ہے اتنی حیا خوش

شبیہِ یار سے میں کہہ رہا ہوں
کہو تو تم خفا ہو ہم سے یا خوش

تمہیں تو نذر میں ہم نے دیا دل
ہمیں بھی تم نے صاحب کچھ کیا خوش

نہ پوچھ اب حال او بے درد ہم سے
گلا سے تیرے ہیں غمگیں یا خوش

خدا خوش رکھے تجھ کو جلوۂ یار
کہ تو نے غم زدہ دل کو کیا خوش

وہی میری خوشی جس میں وہ خوش ہوں
خدا خوش رکھے وہ اب بھی ہیں ناخوش

اُٹھائے دیتے ہیں وہ اپنے در سے
دلِ بے تاب کیوں اب تو رہا خوش

تمہیں خوش پا کے میں نے کر لیا پیار
خوشی کی بات میں ہوتے ہیں نا خوش

خبر لو چل بسا بیمارِ فرقت
یہاں بیٹھے ہوئے ہیں آپ کیا خوش

ہمیں ہے جلوۂ رنگینِ جاناں
نہ آئے گی بہارِ جاں فزا خوش

جو وہ دیں حُسن کی دولت کا صدقہ
نہ کیوں ہو اپنے گھر سے یہ گدا خوش

مجھے کیوں خوش نہ آئے پھر مرا غم
مرے غم سے ہے میرا دل رُبا خوش

حسنؔ ہم سے نہ چھوٹے گا وہ کوچہ
کوئی راضی ہو اِس میں یا ہو نا خوش

ردیف صاد مہملہ

بے وفاؤں سے نہ کر اے دلِ شیدا اخلاص
تو نے کم بخت نکالا ہے کہاں کا اخلاص

کس طرح کی یہ عداوت ہے یہ کیسا اخلاص
دوست سے رنج ہے دشمن سے تمہارا اخلاص

حُسنِ دل دار کو آنکھوں سے ہمیشہ کا رنج
شوقِ دیدار کا دل سے ہے پرانا اخلاص

جس قدر مجھ کو محبت تمہیں اُتنی رنجش
جس قدر تم کو عداوت مجھے اُتنا اخلاص

اپنے مطلب کا زمانہ ہے غرض اپنی غرض
دوستی نام ہے کس چیز کا کیسا اخلاص

جینے دیتی نہیں عاشق کو تمہاری اُلفت
چین لینے نہیں دیتا ہے تمہارا اخلاص

چاہنے والوں کو یوں قتل کیا کرتا ہے
دشمنی کہتے ہیں جلاد اسے یا اخلاص

بے طلب جان اُنھیں دیتے ہیں دینے والے
وہ بڑھا لیتے ہیں دو روز میں ایسا اخلاص

چھوڑ کر ساتھ مرا پیار نکالا اُن سے
خوب ہی تو نے نباہا دلِ شیدا اخلاص

جان لے جائے گی اک روز تمہاری اُلفت
داغ دے جائے گا اک روز تمہارا اخلاص

اے حسنؔ کہیے تو کیوں چھوڑ دیا وہ کوچہ
سنتے ہیں آپ میں اُن میں تو بہت تھا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

ہم گدا تیرے ہمیں فرماں روائی سے غرض
ہے شہِ خوباں ترے در کی گدائی سے غرض

تم اسے رندی کہو یا پارسائی زاہدو!
یار کے در پر ہے ہم کو جبہ سائی سے غرض

آنکھیں جھپکیں ہوش جائیں کوئی مر جائے مگر
ان کے حسنِ شوخ کو ہے خود نمائی سے غرض

آشیاں اُجڑا، خزاں آئی، قفس میں پر نچے
ہائے اب کس کے لیے رکھیں رہائی سے غرض

پھر چلیں شاید وہ اپنی بزم میں دے دیں جگہ
ہے دلِ مایوس قسمت آزمائی سے غرض

دل ہمارا ہم کو دو تم کو اگر ملتا نہیں
روز کے جھگڑوں سے مطلب اِس لڑائی سے غرض

جاں بلب ہو یا کوئی بے دل اُسے مطلب نہیں
ہے اَدائے دل رُبا کو دل رُبائی سے غرض

جان ان کو کیا کہا جینے کے لالے پڑ گئے
ہائے وہ رکھنے لگے اب بے وفائی سے غرض

بٹ رہی ہے بادۂ اُلفت چلو رندو چلو
حضرت زاہد ہی رکھیں پارسائی سے غرض

خاک ڈالے سلطنت پر تاج پھینکے خاک پر
کوچۂ جاناں میں ہو جس کو گدائی سے غرض

اے حسنؔ وہ وقت ملے تجھ سے خدا کا نام لے
یہ نہ نکلے گی تری ساری خدائی سے غرض

✿

ردیف طائے مہملہ

قاصد میں کیا بیان کروں ماجرائے خط
لکھا مرے نصیب کا ہے مدعائے خط

تجھ کو اور اُن کی بزم میں قاصد جگہ ملے
وہ اور دل لگا کے سنیں ماجرائے خط

اس خط کے دیکھتے ہی مرے ہوش اُڑ گئے
اے نامہ بر سناؤں میں کیا ماجرائے خط

خط بھی نہ آئے آپ کا اور آپ بھی نہ آئیں
وہ ابتدائے خط ہے تو یہ انتہائے خط

اچھا ملا جواب حسنؔ خطِ شوق کا
ہے نامہ بر کے ہاتھ میں خنجر بجائے خط

شاید جب اُن کے مصحفِ عارض پر آئے خط
تفسیر بن کے ہم کو یہ سورت پڑھائے خط

جلاد سخت جاں ہوں میں ایسا کہ وقتِ قتل
تلواریں تو ہزار لگائے نہ آئے خط

کھل جائے گی رقیب کی اُلفت ہماری چاہ
وہ دن تو ہو کہ آپ کے عارض پر آئے خط

مدت کے بعد آج وہ آنے کو لکھتے ہیں
کیوں کر نہ اپنی آنکھوں سے عاشق لگائے خط

آتا ہے خالی ہاتھ حسنؔ نامہ بر مرا
قسمت جواب دے تو کہو کون لائے خط

ردیف ظائے معجمہ

جب تک وہ بدزباں نہ ہوئے تھے کیا لحاظ
اب بد لحاظ بن کے تو ہم سے ہوا لحاظ

میں اور دشمنوں کی سنوں لن ترانیاں
کیا جانے کس لحاظ سے میں کر گیا لحاظ

وہ کہتے ہیں ملوں جو میں تم سے تو کیا نہ ہو
بس دُوری کا پاس ہے اور دُور کا لحاظ

کیوں کر میں جاؤں اور وہ مجھ کو بلائیں کیا
اُن کو عدو کا پاس مجھے بات کا لحاظ

اب تم بُرا کہو تو ہمیں بزمِ غیر میں
تم سے گئی جو شرم تو ہم سے گیا لحاظ

دشمن کے گھر جمی تو شبِ وعدہ تم رہے
میرا بڑا خیال ہے تم کو بڑا لحاظ

اے دل وہ تجھ کو منہ پہ کہیں یوں بُرا بھلا
آنکھوں کی شرم بھی نہ رہی جب تو کیا لحاظ

اب بھی تمھیں لحاظ نہیں شرم چاہیے
بے شرم بے لحاظ سنا اور کیا لحاظ

تیری بھی کس قدر ہے بُری زندگی حسن
دنیا کی تجھ کو شرم نہ کچھ دین کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

اپنی ضیا دکھائے چمک کر ہزار شمع
کیا تاب ہے کہ پائے تمہاری بہار شمع

جلتا ہے اُس کا دل بھی مرے سوزِ ہجر پر
روتی ہے میرے حال پہ کیا زار زار شمع

بے نور ہے حضورِ رُخِ پاک آفتاب
ہے بے فروغ پیش کفِ پائے یار شمع

کہتی ہے انجمن میں مرے گل کو دیکھ کر
اے جانِ شمع تیری ضیا پر نثار شمع

محروم و نا مراد رہیں آہ دل جلے
اور اُن کی بزمِ ناز میں یوں پائے بار شمع

ممکن نہیں کہ سامنے اُس کے فروغ پائے
جل جل کر اپنے دل کا نکالے بخار شمع

آئینہ طوطیوں میں چکوروں میں ماہ تاب
گلشن میں پھول بزم میں ہے روئے یار شمع

گر صبح ہوتے اُس کو بڑھا دے وہ جانِ گل
گل ہو کے بلبلوں کو کرے بے قرار شمع

پروانے کس طرح سے نہ ہوں شمع پر نثار
قربانِ حسنِ یار ہے پروانہ وار شمع

وہ دل جو حسنِ یار سے محرومِ نور ہے
تاریک گھر ہے جس میں نہیں جلوہ بار شمع

جل جل کے خاک ہو وہ حسد سے پرائے حسنؔ
پائے نہ حسن جلوۂ روئے نگار شمع

ردیف غین معجمہ

پوچھے کوئی ہمارے جگر سے بہائے داغ
سکہ ہے شاہ عشق کا مہر طلائے داغ

آخر دوا ہے داغ مگر سوز عشق نے
افسوس چھوٹتے ہی ہمیں دی دوائے داغ

مہر فلک نے پھیر لیا منہ کو شرم سے
آئی فروغ پر جو بہار ضیائے داغ

کیا لطف پائیں تیری محبت کا بوالہوس
داغ آشنائے دل ہے نہ دل آشنائے داغ

جس کو زمانہ بلبل ہندوستاں کہے
اب کون ہے حسن شعرا میں سوائے داغ

بے درد کو جھلک بھی نہ اپنی دکھائے داغ
جس دل میں درد ہو اُسے اپنا بنائے داغ

دل تم سے مل کے سوز جدائی سے کیوں جلے
کیوں اپنے اچھے خاصے جگر کو لگائے داغ

ہے کوئی جو تمہاری محبت میں یوں جلے
ہے کوئی جو ہماری طرح سے اُٹھائے داغ

ہنس ہنس کے تم جو کرتے ہو وعدہ وصال کا
اس وعدہ نے ضرور جگر کے مٹائے داغ

بخشے اگر عروج تجلی سوز عشق
قندیل عرش پر بھی حسن فخر پائے داغ

ردیف فا

اُس رُخ پہ گیسوے رَسا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف
ہے گردِ مہ کالی گھٹا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

وہ ہم سے کچھ کھنچنے لگے ہم اُن سے کچھ رُکنے لگے
غمّاز ظالم کہہ گیا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

ہے کس کے آنے کی خبر چھڑکا ہے مَنّت رہ گزر
ہیں شمع لاکھوں جلا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

ہنگامہ حُسن و عشق کا ہم تم اگر کر دیں بپا
ہو جائے مخلوقِ خدا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

دشمن اُڑائیں پے بہ پے ہم یوں رہیں محروم سے
اے ساقیِ رنگیں اَدا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

اللہ دل کو کیا ہوا یا ربّ جگر کیوں دُکھ گیا
ہے پہلوؤں میں درد سا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

وہ نازنیں، میں سخت جاں، تیغ و گلو کا اِمتحاں
احباب مصروفِ دُعا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

دشمن نے جو اُن سے جڑی قاصد نے وہ ہم سے کہی
ہے بدگمانی کا مزہ کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

ملتا جو آہوں کو اثر رہتا نہ دشمن ہی کے گھر
ہوتا خیالِ دل رُبا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

وہ آستیں اُلٹے ہوئے ہاتھوں میں تلواریں لیے
کُشتے پڑے ہیں جابجا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

جب ابتدا تھی عشق کی تھا دل کو میرا دھیان بھی
آتا رہا جاتا رہا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

سلطانِ خوباں آئے گا ہر راہ میں میلہ لگا
کاسہ لیے لاکھوں گدا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

محبوبِ جانِ زار بھی پیارا حسنؔ دل دار بھی
دل آج کل ہے آپ کا کچھ اِس طرف کچھ اُس طرف

ردیف قاف

آنکھیں جب پھوٹیں تو دیکھا جلوۂ زیبائے عشق
کوڑیوں کے مول ہم کو مل گیا سودائے عشق

یار کا جلوہ اگر دیر و حرم میں دیکھتا
خاک اڑاتا جنگلوں میں کس لیے رُسوائے عشق

جو ہوا بدنام اُلفت نام نیک اُس کا رہا
اس کی عزت ہو گئی جو بن گیا رُسوائے عشق

پرتوِ داغِ محبت کی تجلّی دل میں ہو
شمعِ لیلیٰ دل ہو یا رب جلوۂ لیلائے عشق

پھر بہار آئی بڑھے جوشِ جنوں کے ولولے
پھر نئے سر سے ہوا پیدا مجھے سودائے عشق

خون ہو جائے وہ کم بخت آنکھ جو پُرنم نہ ہو
خاک ہو جائے وہ دل جس میں نہ ہو سودائے عشق

شورِ محشر کیا سنے صورِ قیامت کیا سنے
شور افگن جس کے کانوں میں رہے غوغائے عشق

دونوں عالم سے مجھے کھو کر ملا ہے آج تو
مرحبا صد مرحبا اے جلوۂ زیبائے عشق

چاہ اُس بحرِ لطافت کی ہے دل میں موجزن
ایک کوزے میں لیے بیٹھے ہیں ہم دریائے عشق

سوزِ غم کے دل جلوں دل سوختوں کے دل کباب
بے گناہوں کا لہو ہے بادۂ مینائے عشق

بزمِ محشر میں بھی پیارے بے ترے رونق نہیں
انجمن آرا ہو اب اے انجمن آرائے عشق

داغِ دل مُرجھا گئے زخموں کے گل کھلا گئے
کوئی جلوہ اس طرف بھی اے چمن آرائے عشق

بزمِ جاناں میں ہوئی ذلت تو کیا شکوہ حسنؔ
آبرو سے کچھ غرض رکھتا نہیں رسوائے عشق

ردیف کاف

جب ہمیں پہنچے نہ کوئے یار تک ❁ خاک کیا جائے درِ دل دار تک

موت بھی کیا جانے کچھ بیار ہے ❁ کیوں نہیں آتی ترے بیمار تک

ہو جو وہ بے پردہ روشن ہوں ابھی ❁ دل تو دل دل کے چھپے اسرار تک

جاں بلب ہوں پا شکستہ ناتواں ❁ کوئی پہنچا دے درِ دل دار تک

حشر سے پہلے ہو یا ہو حشر میں ❁ اور جیتے ہیں ترے دیدار تک

پَر شکستوں ناتوانوں کی خبر ❁ اڑتے اڑتے جائے کیا گلزار تک

دل جلوں دل سوختوں کا سوزِ دل ❁ پھونک دے گا آہ آتش بار تک

یار تجھ کو رحم کس دن آئے گا ❁ اب ترس کھانے لگے اغیار تک

تلخ کامی مریضِ ہجر آہ ❁ بد مزہ ہے لذتِ آزار تک

یاد رکھ ظالم کہ ہے قدرِ ستم ❁ میرے دل تک میری جانِ زار تک

ہم ہیں وہ برگشتہ قسمت قاتلو ❁ تم تو کیا منہ پھیر لے تلوار تک

ہم تو مجنوں ہیں اگر دیکھیں وہ حُسن ❁ ہوش کھو دیں عاقل و ہشیار تک

خاک ہم سے نامرادوں کی حسنؔ

خاک پہنچے دامنِ دل دار تک

ردیف لام

کہنے کو کہہ لو کہ میرا ہے وہ قاتل قاتل
سچ اگر پوچھتے ہو تو ہے یہی دل قاتل

لے خبر جلد چلا اب ترا بسمل قاتل
دو گھڑی سے کہے جاتا ہے یہ قاتل قاتل

واہ وا اے نگہِ یاس ترا کیا کہنا
آج جلاد ہے بسمل تو ہے بسمل قاتل

کیوں بگڑتا ہے نہ بیٹھیں گے چلے جائیں گے
رہے آباد ہمیشہ تیری محفل قاتل

کوئی ناز اس انداز سے پھڑکا تڑپا
قتل کرتے ہی ہوا آپ بھی بسمل قاتل

خونِ بسمل اُسے دے جائے حنا کا دھوکا
میرے اللہ شہیدوں میں ہو داخل قاتل

آستیں اُلٹے ہوئے ہاتھ میں تلوار لیے
آج خوں ریزیٔ بسمل پہ ہے مائل قاتل

شربتِ دید کے پیاسوں کی یوں ہی پیاس بجھے
لا پلا دے مجھے جامِ سمِ قاتل قاتل

شربتِ وصل تو بیماروں کو ملنے سے رہا
کاسۂ زہر کے بھی کیا نہیں قابل قاتل

ہے گرفتار عجب کشمکشِ ہجر میں جاں
کر دے آسان خدارا مری مشکل قاتل

یا لگا دے کوئی وہ ہاتھ کہ جھگڑا کٹ جائے
یا ابھی کھول کر آغوش گلے مل قاتل

جاں فزائی ہے ہر انداز سے اُس کے پیدا
اے حسنؔ پر ہے یہ بے مہری قاتل

❁

زہر ہی سے میں کروں چارۂ بیماریِ دل
لاؤں اب اُن کو کہاں سے پئے غم خواریِ دل

نہ کوئی چارۂ دل ہے نہ خبرداریِ دل
ہائے بیماریِ دل وائے گرفتاریِ دل

دل لگا کر نہ سنی تم نے کبھی زاریِ دل
عاقبت جان کو بھی ہو گئی بیماریِ دل

کے مطلب ہے سنے کون ہماری فریاد
ہاں مگر خود ہی کہیں خود ہی سنیں زاریِ دل

ناصحا سچ ہے نہیں دل کا پھنسانا اچھا
اور جو بھاتی ہو ہمیں طرزِ گرفتاریِ دل

بے حجابانہ چلے آیئے پردہ کیسا
یا میں بیمارِ غمِ ہجر ہوں یا زاریِ دل

بے کسی میری عیاں حالِ دلِ زار سے ہے
ٹپکی پڑتی ہے مری شکل سے ناچاریِ دل

عشق اور عشق بتاں ہائے مصیبت میری
درد اور درد فراق آہ گرفتاریِ دل

شوقِ دیدار سے کھنچ آئی ہے جاں آنکھوں میں
تم جو آ جاؤ تو آسان ہے دشواریِ دل

مری قسمت یہ کہاں تھی کہ دھریں دل پہ وہ ہاتھ
آ کلیجے سے لگا لوں تجھے بیماریِ دل

اے دل آزار تجھے خاک کہوں میں دل دار
جان جانے پہ بھی کی تو نے نہ دل داریِ دل

مل گئے خاک میں سب چاہ کے دعوے افسوس
بے وفاؤں نے نہ کی قدرِ وفاداریِ دل

اپنی صورت تو حسنؔ دیکھے آئینہ میں
کوئی چھپتی ہے چھپائے سے یہ بیماریِ دل

لباس رنگیں کے تابت بھی نہ بھول کے پھول
ہوئے ہیں وحشیِ الفت ہمارے بھول کے پھول

قدم سے اُن کے گلی پھرتی ہے بہارِ چمن
نہ کیوں ہوں نقش کفِ پا مرے رسول کے پھول

دکھائے گی یہ گراں بار یہ الم تاثیر
کہ مجھ سے اٹھ نہ سکیں گے ترے ملول کے پھول

گلے میں ہار پہنتا ہے جب مرا گل رو
نہال ہوتے ہیں کیا کیا خوشی میں پھول کے پھول

دلِ فسردہ کو کیوں خار دیتے ہیں کہہ دو
نہ کھل کھلا کے ہنسیں ترہب طول کے پھول

ہمیں فروغِ کواکب سے ہو گیا روشن
چمک رہے ہیں یہ فیلِ فلک کی جھول کے پھول

خیال میں تری پوشاک زعفرانی ہے
رلا رہے ہیں مجھے دشت میں ببول کے پھول

چمکتے گال ترے اُن میں لطفِ رنگینی
یہ آئنے کے ہیں آئینے اور پھول کے پھول

خدا اُڑا دے زمانے سے تجھ کو اے صرصر
کہ تو نے کیے سزاوارِ خاک دھول کے پھول

یہ راہ گیروں کو رستہ بھلائے دیتا ہے
تمہارے ہار میں ہیں کیا چراغِ غول کے پھول

نسیم چلتی ہے آیا ہے جھوم جھوم کر ابر
بہار گاتے ہیں شاخوں پہ جھول جھول کے پھول

بساطِ دہر کی لے رنگیاں بہار پہ ہیں
شمار ہو نہ سکیں اُس کے عرض و طول کے پھول

تمہاری یاد میں دنیا سے جو اداس گئے
چڑھائے اُن کی لحد پر نہ تم نے بھول کے پھول

ہماری نخلِ تمنا بھی بید مجنوں ہے
کہ پھل تو پھل نہ کبھی آئے اس میں بھول کے پھول

جو تیری مست نگاہی کا ہے یہی عالم
تو آج کل میں اٹھاتے ہیں رند بھول کے پھول

قریب دورِ خزاں آ چکا ہے یاد رہے
نہ لائے ہزار بہارِ چمن پہ بھول کے پھول

عیاں ہے عترتِ اطہر سے رنگ و بوئے نبی
فروع کی ہیں یہ شاخیں تو ہیں اصول کے پھول

یہ باغیوں نے دیے داغ کربلا میں حسنؔ
کہ چمن کے خاک کیے گلشنِ بتول کے پھول

ردیف میم

ہاتھ دھو بیٹھے جب اپنے سر سے ہم
پھر نہیں ڈرتے کسی خنجر سے ہم

کیوں جگر تھامے پھریں مضطر سے ہم
کیوں چلے جائیں تمہارے در سے ہم

غیر کی باتوں کو سن کر پی گئے
چپ رہے کیا جانیے کس ڈر سے ہم

خود پریشاں یار رسوا غیر خوش
باز آئے اس دلِ مضطر سے ہم

ہاتھ آئی دولتِ وصلِ صنم
خوش بہت ہیں آج اپنے گھر سے ہم

جوش پر سودائے وصلِ بت ہے آج
پھوڑتے پھرتے ہیں سر پتھر سے ہم

آئے تھے کیا جانے کیا حسرت لیے
پھر چلے محروم تیرے در سے ہم

سخت جانی کا برا ہو اے خدا
منفعل ہیں یار کے خنجر سے ہم

شیخ کو جن باتوں کی ہے آرزو
سنتے ہیں وہ سب لبِ ساغر سے ہم

نقش پا سے شرط بد کر بیٹھے ہیں
مٹ کے اٹھیں گے تمہارے در سے ہم

دو قدم چلنے کی ایذا ہی سہی
زندہ ہو جائیں گے اک ٹھوکر سے ہم

گر یہی ہے شورِ فریاد و فغاں
تو نکالے جائیں گے محشر سے ہم

بے خودی پوچھے جو کوئی کیا کہیں
کس ارادے پر چلے ہیں گھر سے ہم

تو سمے دیدار کا وعدہ تو کر
پیاسے اٹھتے ہیں ابھی کوثر سے ہم

ایک جانِ بے حقیقت کے لیے
دم چرائیں کیا ترے خنجر سے ہم

ہائے جس پر تھا پڑا رہنا ہمیں
ہائے اتنی دور ہیں اُس در سے ہم

اے محبت تیرے صدقے جایئے
ہم سے دل ناخوش دل مضطر سے ہم

آہ کیسی بے کسی کا وقت ہے
جاں بلب اور دُور تیرے دَر سے ہم

جب تو آئے درس گاہِ عشق میں
اے حسنؔ فاضل تھے اپنے گھر سے ہم

رازِ دل لاتے ہیں زباں تک ہم ❁ دُکھ بھریں اے خدا کہاں تک ہم
آہ وہ حال جس کو ڈر سے ترے ❁ لا بھی سکتے نہ ہوں زباں تک ہم
اور وہ ہم سے کھنچے جاتے ہیں ❁ غش کرتے ہیں جہاں تک ہم
نہ اُٹھا فتنہ گر کر گر پڑ کر ❁ آئے ہیں تیرے آستاں تک ہم
دیکھ کر حسنِ یار کہتے ہیں ❁ دل کو سمجھائیں گے کہاں تک ہم
نہ اُڑا باغباں کہ گلشن میں ❁ اور ہیں آمدِ خزاں تک ہم
اُن کے کوچے میں رہتے ہیں مہماں ❁ دورِ باشِ نگاہ باں تک ہم
نہ صدائے جرس نہ نقشِ قدم ❁ خاک پہنچیں گے کارواں تک ہم
آپ کے لطف نے تو قہر کیا ❁ خوب تھے جورِ آسماں تک ہم
آسماں تک گیا ہے سیلِ سرشک ❁ دل کو رویا کریں کہاں تک ہم
بے خودی میں ترا پتا پایا ❁ گم کے پہنچے ترے نشاں تک ہم
اُن کا آنا بھی اب نہیں منظور ❁ جان سے تنگ ہیں یہاں تک ہم

تیرا پیغام بھی سنا دیں گے
اے حسن پہنچیں تو وہاں تک ہم

ردیفِ نون

وہ کرم کرتے ہیں ہم پہ جو ستم کرتے ہیں
پر ستم کرتے ہیں غیروں پہ کرم کرتے ہیں

ستم و جور وہ عشاق پہ کم کرتے ہیں
اب تو مدت میں غریبوں پہ کرم کرتے ہیں

نامہ بر اُن سے جو تو لائے جوابِ نامہ
شرط کچھ بدتے ہیں ہم ہاتھ قلم کرتے ہیں

چشمِ بد دُور عجب آنکھ ہے ماشاء اللہ
سجدے جھک جھک کے غزالانِ حرم کرتے ہیں

حسرت اُس پر ہے جو کم بخت اُنھیں یاد نہ آئے
میں تو مرتا ہوں اگر جور وہ کم کرتے ہیں

اُن کو ڈر ہے کہ یہ محشر میں نہ ہو دامن گیر
ذبح سے پہلے وہ ہاتھوں کو قلم کرتے ہیں

کیا اجل غیروں میں رہتی ہے شبِ غم تو بھی
رات بھر صبر تری جان کو ہم کرتے ہیں

سامنے داورِ محشر کے دکھا دیں گے تجھے
مرنے والے بھی مری جان ستم کرتے ہیں

بات رکھنے کو دمِ نزع یہ میں کہتا ہوں
دیکھوں کیا کیا مرے مرنے کا وہ غم کرتے ہیں

شبِ فرقت دلِ بیمار جو دُکھ جاتا ہے
لے کے ہم نام ترا سینے پہ دم کرتے ہیں

حال اب ہے یہ حسنؔ کا کہ بقول اُستاد
رات بھر ہائے صنم ہائے صنم کرتے ہیں

ایک عندلیب کیا ہے میں کہہ دوں ہزار میں
بس ایک تو ہی پھول ہے ساری بہار میں

اٹکی رہے گی رُوح جو لب ہائے یار میں
جیتا رہے گا کشتۂ فرقت مزار میں

اب اُس نگاہِ ناز کی آنکھیں ہی وہ نہیں
اے یاس محسن کر تو دلِ بے قرار میں

حُسن اُن کا جوش پر ہے یہاں عشق زور پر
وہ اختیار میں ہیں نہ ہم اختیار میں

دل میں ہے جلوہ گر لبِ جاں بخش کا خیال
آئے ہیں زندگی کو لیے ہم مزار میں

پہلے تو ضبطِ عشق پہ قابو نصیب تھا
مجبوریاں بھی اب تو نہیں اختیار میں

وہ حسن ہے کہ قبضہ کرے دو جہان پر
وہ عشق ہے کہ کچھ نہ رہے اختیار میں

دیکھوں بہار رابطۂ حسن و عشق کی
پڑ جائے میری جان جو تصویرِ یار میں

ہم کو تو جھوٹے وعدے جگائیں گے ساری رات
سوتا رہے نصیب شبِ انتظار میں

مجبور ہو کے کوئی جیا بھی تو کیا جیا
پر کیا کروں کہ موت نہیں اختیار میں

بے موت مجھ کو مار گیا جانِ جاں مرا
بے جان جی رہا ہوں غمِ ہجرِ یار میں

اس فتنہ گر کے بس سے نکلنے کی ہو اُمید
طاقت اب اتنی بھی تو نہیں جانِ زار میں

جس نازنیں کو ناز نہ چلنے دے دو قدم
وہ کس طرح سے آئے مرے اختیار میں

دل میں خیالِ عارضِ پُر نورِ یار ہے
ہم شمع لے کر آئے ہیں اپنے مزار میں

عکسِ جمالِ عارضِ رنگین و پُر عرق
آئینہ کو بسائے گا عطرِ بہار میں

جائے نہ بعد دفن ترے دیکھنے کی آس
آئے نہ موت مجھ کو مری جاں مزار میں

اے غنچہ لب کہاں سے وہ لائے مثالِ لب
کلیاں ہوں لاکھ دامنِ ابرِ بہار میں

زاہد اگر حلال ہے فردوس میں شراب
پھر کیا گناہ ہے جو چھکیں بزمِ یار میں

تجھ سے گلے ملے تو مہک اتنی بڑھ گئی
ہیں ہار جیت میں گلِ فردوس ہار میں

وہ مر گئے جو زندہ وہاں سے پھرے حسنؔ
وہ جی گئے جو دفن ہوئے کوئے یار میں

ہر سخن میں وہ سحر کرتے ہیں ❁ مردے جیتے ہیں زندے مرتے ہیں
ہے ستم گر کی بات بات میں چھیڑ ❁ مجھ سے کہتا ہے تم پہ مرتے ہیں
دیکھ کر مجھ کو بولے دشمن سے ❁ ایک دل تم پہ یہ بھی مرتے ہیں
تیغِ جلاد مشکل آساں کر ❁ دم ترا مدتوں سے بھرتے ہیں
جو جوابِ سلام اُن سے دلائے ❁ ہم اُسے سو سلام کرتے ہیں
ہے ترے چال میں مسیحائی ❁ مٹ کے نقشِ زمیں اُبھرتے ہیں
خانۂ دل کی دیکھیے قسمت ❁ اُن کے تیرِ نظر اُترتے ہیں
میرے صبر و سکوں سے وقتِ ذبح ❁ ہوش جلاد کے بکھرتے ہیں
حضرتِ دل وہی ہے دشمنِ جاں ❁ آپ جس بت کو پیار کرتے ہیں
میری اُلفت کا حال سن کے کہا ❁ جن کی موت آتی ہے وہ مرتے ہیں
دیکھیے فتنہ کیا اُٹھائے چرخ ❁ اُن کے کوچہ میں پاؤں دھرتے ہیں
خوش ہے اُن کے بناؤ پر کیوں دل ❁ کچھ وہ تیرے لیے سنورتے ہیں
حال میرا سنا جو قاصد سے ق بولے وہ جی سے کیوں گزرتے ہیں
کیا کسی ماہوش پہ دل آیا ❁ کیوں گریبان چاک کرتے ہیں
موت سے جن کو ڈر نہیں لگتا ❁ کب خدا سے وہ لوگ ڈرتے ہیں
ہمیں کس طرح سے یقیں آئے ❁ کہ ہمارا ہی دم وہ بھرتے ہیں
جن کی تقدیر میں بگڑنا ہے ❁ کب سنوارے سے وہ سنورتے ہیں
کوئی معشوق ناز کرتا ہے ❁ تو اُسے لاکھ عیب دھرتے ہیں
بھولے کہلاتے ہیں مگر عاشق ❁ پَر فرشتوں کے بھی کترتے ہیں
اُن کے فقروں میں ہم نہ آئیں گے ❁ ہم نے ایسے ہزاروں برتے ہیں

اِس ڈراوے سے ہے غرض اتنی ❁ یا ملو ہم سے ورنہ مرتے ہیں
جب سرِ راہ ملتے ہیں مجھ کو ق یہ رقیبوں سے ذکر کرتے ہیں
جانتے ہو انہیں بھی ہیں حسنؔ ❁ یہ مرے دشمنوں پہ مرتے ہیں

❁

ہو گئے ہم سے خفا وہ ایک ہی فریاد میں
حسرتیں کیا کیا بھری تھیں خاطرِ ناشاد میں

اشک آنکھوں میں کلیجہ ٹکڑے دل بے اختیار
ہم نے کیا کیا لطف پائے ہیں تمہاری یاد میں

کب رہے تھے تفتہ دل اُس گل کے پابندِ قفس
آگ لگ جائے الٰہی خانۂ صیاد میں

منع کرتا ہے تری نازک مزاجی کا خیال
ورنہ ہے تاثیر آفت کی مری فریاد میں

دولت و نعمت کی خواہش ہم فقیروں کو نہیں
اے خدا تاثیر بھر دے کاسۂ فریاد میں

ظلم اُٹھانے پر بھی آتے ہیں ترے کوچہ میں ہم
کچھ تو لذّت پائی ہے ظالم تری بیداد میں

لے چکے دل کس لیے پھر میرے پہلو پر نظر
اب دھرا کیا ہے ہمارے خانۂ برباد میں

لو خدا کے واسطے اپنا بنا لو اب مجھے
دونوں عالم چھوڑ بیٹھا میں تمہاری یاد میں

پھیر بیٹھا منہ جو میری سخت جانی دیکھ کر
آ گئی اُن کی ادا کچھ خنجرِ فولاد میں

حضرتِ اُستاد کے دیکھیں قدم چل کر حسنؔ
گر خدا پہنچا دے ہم کو مصطفےٰ آباد میں

مزے ہزاروں اُٹھا چکے ہیں وصال کے لطف پا چکے ہیں
گلے سے اُن کو لگا چکے ہیں گلی ہم اپنی بجا چکے ہیں

کمی ہے کیوں عقل تیری اے دل یہاں نہ کر اُن سے شوق کا مل
دعاؤں پر تو وہ مجھ کو غافل ہزاروں باتیں سنا چکے ہیں

وہ صورتِ نازنیں دکھاتے مراد ہم اپنے دل کی پاتے
وہ کاش پھر خاک میں ملاتے ابھی جو ہم کو ملا چکے ہیں

رہے تھے کچھ روز زیست کے جو میں بچ رہا زندہ ہم نشینو
وہ اپنی دانست میں تو مجھ کو مٹا چکے ہیں گما چکے ہیں

ہزار محشر بپا ہوں اُن پہ نہ جائیں اُٹھ کر کہیں وہ دم بھر
جو دونوں عالم کو چھوڑ کر گھر تری گلی میں بنا چکے ہیں

ستائیں ایسی مجھے برابر کے آگ لگ اٹھے دل کے اندر
وہ صورتِ شمع مجھ کو شب بھر رُلا چکے ہیں جلا چکے ہیں

نہ ملتے صورت سے کس طرح غم رہیں نہ کیوں اپنی آنکھیں پُر نم
کسی نگاہِ شریر کی ہم کلیجہ پر چوٹ کھا چکے ہیں

مرادِ دل وہ نہ پائیں کیونکر ملے نہ کیوں اُن کو وصل دلبر
جو راہِ اُلفت میں کھا کے ٹھوکر نصیب اپنے جگا چکے ہیں

گیا یہ پھر اُن کے پاس دیکھو کمی ہے مت اِس کی کیسی یارو
سنا ہے ہم نے کہ کل حسنؔ کو وہ اپنے در سے اُٹھا چکے ہیں

دیوانے ہیں جو اپنے دلِ زار کو ڈھونڈیں
دل جس نے چرایا اسی دل دار کو ڈھونڈیں

مٹ جائیں جو ہم تیرے سوا اور کو چاہیں
گم جائیں اگر اور طرح دار کو ڈھونڈیں

بت خانہ و کعبہ میں پتا اُس کا نہ پایا
اب جائیں کدھر آہ کہاں یار کو ڈھونڈیں

کیوں کنجِ قناعت میں بسر کرتے ہو زاہد
اٹھو کسی معشوق طرح دار کو ڈھونڈیں

افسوس کہ وہ جلوہ کریں دل میں ہمارے
ہم آئنہ میں عکسِ رُخِ یار کو ڈھونڈیں

جو دیکھ چکے یار کے کوچے کی بہاریں
فردوس کو چاہیں نہ وہ گلزار کو ڈھونڈیں

زاہد سے کہو اُس کو تنفر ہے خودی سے
گم جائیں دو عالم سے پھر اُس یار کو ڈھونڈیں

دنیا میں پیا چاہیں جو زاہد مے کوثر
مسجد سے اُٹھیں خانۂ خمار کو ڈھونڈیں

پھر کوچۂ دل دار کی ہم خاک کریں جمع
پھر آؤ حسنؔ اپنے دلِ زار کو ڈھونڈیں

وہ تو نظر اُٹھا کر اِدھر دیکھتا نہیں
کیوں کر کہوں کہ درد میرا لا دوا نہیں

وہ تم کہ جان لے کے بھی کرتے وفا نہیں
یہ ہم کہ پھر بھی شکوہ نہیں کچھ گلہ نہیں

مٹ جاؤں میں اگر تجھے مجھ سے نہ رنج ہو
مر جائے غیر گر میں ترا جلا نہیں

گھل گھل کے جس کے ہجر میں ہم ہو گئے تمام
افسوس وہ کہے کہ میں پہچانتا نہیں

ہیں آپ اگر مسیح تو اوروں کے واسطے
میرے تو درد دل کی بھی ہوتی دوا نہیں

وہ حال جس پہ غیر کے آنسو نکل پڑے
تم نے تو کان دھر کے ذرا بھی سنا نہیں

دشمن عزیز بخت عدو چرخ بر خلاف
اُٹھ کر میں تیرے در سے کہیں کا رہا نہیں

ساقی بھی ہے عدو بھی ہے مطرب بھی مے بھی ہے
اک تیری انجمن میں ہماری ہی جا نہیں

افسانہ درازیِ شب ہائے غم نہ پوچھ
اب طولِ روزِ حشر سے کچھ ڈر رہا نہیں

وہ کون ہے وہ میں ہی تو خانہ بدوش ہوں
جس نامراد کی تری محفل میں جا نہیں

وہ غیر جس پہ لطف و کرم بے شمار ہیں
وہ میں کہ جس پہ جور کی کچھ انتہا نہیں

اے دل خدا کے واسطے بچ ان بتوں سے تو
یہ عالم آشنا ہیں مگر آشنا نہیں

سب دل لگی تھی دم سے دلِ بے قرار کے
اب لطف نالہ ہائے شبِ غم رہا نہیں

تن تن کر آپ دیکھتے ہیں مجھ کو کس لیے
بندہ حسنؔ نہیں ہے کوئی آئنہ نہیں

کیوں جان سے بیزار ہوں کیوں دل سے خفا ہوں
دیوانہ ہوں جو تم سے جفا دوست کو چاہوں

یہ کیوں کہوں اغیار بُرے ہیں میں بھلا ہوں
سودا تو نہیں مجھ کو جو میں اُن سے بُرا ہوں

شکوہ نہ ہو نالوں سے جو اب آئے قیامت
ارمان بھرا میں تیری محفل سے اُٹھا ہوں

مدت کی محبت میں مصیبت میں قلق میں
یہ نام نکالا ہے کہ بدنام ہوا ہوں

مشہور ہے جو دوست کا ہے دوست وہ ہے دوست
جی میں ہے کہ میں اب کسی دشمن ہی کو چاہوں

ہیں لائق تعزیر خطاوار محبت
سچ کہتے ہیں دشمن میں سزاوار سزا ہوں

اے آہِ شبِ غم تجھے غیرت نہیں آتی
مر جانے کی جا ہے کہ میں محتاجِ قضا ہوں

کیوں ہوتی ہے دشمن کی ثنا سامنے میرے
کیا تیری یہ مرضی ہے کہ میں غیر کو چاہوں

کچھ منزلت و قدر نہیں میری کسی جا
عشاق میں دل شہرِ حسیناں میں وفا ہوں

دیکھے تو کوئی عشق سے یہ حسن کی شوخی
ہیں وہ مہِ عید اور میں انگشت نما ہوں

کہتا ہے یہ ہر نقشِ قدمِ یار کا مجھ سے
چل غیر کے گھر تک میں ترا راہنما ہوں

اے گردشِ افلاک کبھی یوں بھی تو ٹھہرے
قربان ہوں وہ مجھ پہ میں اوروں پہ فدا ہوں

وہ دیکھنے والے ہیں حسنؔ بگڑی بنی کے
بندہ میں اُنھیں کا ہوں بُرا ہوں کہ بھلا ہوں

اے خدا تقدیر نے پھر اُن سے سنوائی نہیں
اب ترے در کے سوا عالم میں سنوائی نہیں

سیکڑوں ارمان ہیں کچھ فکرِ تنہائی نہیں
یادِ جاناں میں یہاں کب محفل آرائی نہیں

باتوں باتوں میں ہم اُن کو لا چکے تھے راہ پر
تیری جلدی نے دلِ بے تاب سنوائی نہیں

پھر کہو بیمارِ فرقت کس سہارے سے جیے
تم معالج تم کو فکرِ چارہ فرمائی نہیں

ہے تمہارے قول پر حجت جمالِ دل فریب
سچ کہا تم نے کہ میں مشتاق و شیدائی نہیں

آہیں کس اُمید پر، اے دل یہ نالے کس لیے
کہہ چکے ہم تیری اُس محفل میں سنوائی نہیں

دستِ وحشت چاک کرتا جیب و داماں سوچ کر
کیا مری رُسوائیوں میں اُن کی رُسوائی نہیں

رشک اُن آنکھوں سے ہے جن کو میسر ہے جمال
حسرت اُس دل پر ہے جو تیرا تمنائی نہیں

کیا وہ در جس تک غریبوں کی پہنچ ہونے نہ پائے
کیا وہ کوچہ بے کسوں کی جس میں سنوائی نہیں

آنکھیں پائی ہیں وہ آنکھیں جو رہیں رونے سے خوش
دل ملا وہ دل جسے تابِ شکیبائی نہیں

ہر طرف حدِ نظر تک عالم گلزار ہے
اور ابھی پردے سے باہر حسنِ زیبائی نہیں

پھر اجل پھڑکا کے دم لینے سے کیا حاصل تجھے
جب وہ قاتل رقصِ بسمل کا تماشائی نہیں

جانِ عالم کیا ہے تیری چاہ تیری آرزو
کس طرح جیتا ہے جو تیرا تمنائی نہیں

جان لینی ہے تو حاضر ہے مگر یہ جان لو
جاں ستانی لائقِ شانِ مسیحائی نہیں

پردہ اُٹھتے ہی گرے غش کھا کے مشتاقانِ دید
کیا تماشا ہے کہ اب کوئی تماشائی نہیں

جان سے جاتا ہے عاشق تجھ کو سوجھا ہے سنگار
اے تغافل کیش یہ وقتِ خود آرائی نہیں

بزمِ محشر، شکوۂ دردِ جدائی، اور حسن
کیا یہ تیری انجمن ہے جس میں شنوائی نہیں

بھلا ہو بختِ جانی کا کہ اس نسبت کے قابل ہوں
ترا دل جان ہے میری مری جاں میں ترا دل ہوں

ابھی تو جاں بلب ہوں مردہ دل ہوں نیم بسمل ہوں
ترے کشتوں میں شامل ہوں تو میں زندوں میں داخل ہوں

تمھیں پہلی نظر میں دے کے دل مسرور و خوش دل ہوں
ترس کھاتا کہ انجامِ محبت سے میں غافل ہوں

نہ میں تلوار کا گھائل نہ میں خنجر سے بسمل ہوں
شہیدِ ناز قاتل کشتۂ اندازِ قاتل ہوں

گناہِ عشق پر کیوں کر میں اُس محفل میں شامل ہوں
خدا ایسی بھرا دے دل آرزو جنت میں داخل ہوں

جفا کا رو کلیجہ نوچ لیتے ہیں مرے نالے
میں اک حسرت بھرے سینہ میں اک ٹوٹا ہوا دل ہوں

مرا دل لے کے کہتے ہو ذرا تو دل میں شرماؤ
ذرا تو دل میں شرماؤ میں کس کے دل میں قابل ہوں

نرالے ڈھنگ ہیں اُن کی اداؤں کے مرے دل کے
وہ بے تلوار قاتل ہیں تو میں بے زخم بسمل ہوں

مجھے حبِ وطن کھینچے لیے جاتی ہے پھر گھر کو
مدد اے خضرِ دشت بے کسی گم کردہ منزل ہوں

جفائیں تم کو آتی ہیں وفائیں مجھ کو آتی ہیں
تم اپنے فن میں کامل ہو میں اپنے فن میں کامل ہوں

تمہیں رنجش سہی میں وہ نہیں جو دوستی چھوڑوں
تغافل تم کرو میں وہ نہیں جو تم سے غافل ہوں

سُنا ہے آج مقتل میں وہ قتلِ عام کرتے ہیں
الٰہ العالمیں کیا میں بھی اِس نعمت کے قابل ہوں

تجلی اُن کی جس ذرّہ پہ ہو جاتی ہے کہتا ہے
فروغِ مہر ہوں چشم و چراغ ماہِ کامل ہوں

بھلا دیتا ہے تاجِ خسروی کاسہ گدائی کا
مجھے جب یہ خیال آتا ہے کس کے در کا سائل ہوں

اُٹھا پردہ تو یہ اُلجھن ہوئی دیدار کی مانع
ادائیں سیکڑوں ہیں ایک دل کس کس پہ مائل ہوں

یہ مجبوری تو دیکھو جس ستم گر نے ستایا ہے
اسی ظالم سے دادِ جورِ فرقت کا میں سائل ہوں

کہے دیتے ہیں حُسن و عشق جو کچھ ہونے والا ہے
وہ ظالم ہیں میں فریادی وہ قاتل ہیں میں بسمل ہوں

کچھ ایسی آفتوں کا سامنا ہوتا ہے فرقت میں
پکار اُٹھتا ہے دل میں بھی عجب کم بخت کا دل ہوں

جدائی ہے کسی دل ٹکڑے ٹکڑے جان آنکھوں میں
ترے نزدیک کیا میں اب بھی دکھ بھرنے کے قابل ہوں

یہ حسن و عشق کی باتیں ہیں اِن کو کوئی کیا سمجھے
وہ جتنا مجھ سے کھنچتے ہیں میں اُتنا اُن پہ مائل ہوں

تجھے دل دے دیا ہے اِس سے بڑھ کر کیا خطا ہو گی
ستائے جا ستم گر میں ستانے ہی کے قابل ہوں

خدا جانے اُنھیں کیا ہو گیا ہے کیوں وہ قاتل ہیں
خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے کیوں میں بسمل ہوں

خیالِ ماسوا گم ہے ہجومِ آہ و نالہ ہے
میں محفل میں ہوں تنہائی میں، تنہائی میں محفل ہوں

خدا جانے خودی مجھ کو حسنؔ ترسائے گی کب تک
نگاہِ شوق و حُسنِ یار میں میں آپ حائل ہوں

بہاریں ہی بہاریں ہیں گلِ چاکِ گریباں میں
گلستاں کے مزے ہم کو میسر ہیں بیاباں میں

ادا کی شوخیاں بے تابیوں کے رنگ میں ڈوبیں
یہ کس نے بھیج دی تصویر اپنی بزمِ خوباں میں

ہمارے ہاتھ میں ہو گا گریباں دستِ وحشت کا
اگر اک تار بھی باقی رہے گا جیب و داماں میں

جنونِ عشق میں جو دھجیاں ہو کر نہ اُڑ جائے
وہ کس دامن میں دامن وہ گریباں کس گریباں میں

پیا ہے آبِ خنجر، روز تازے زخم کھائے ہیں
خدا رکھے نہایت مشکل پائے کوئے جاناں میں

ہمارے زخم للچائی ہوئی آنکھوں سے تکتے ہیں
خدا جانے انھیں بیٹھا ہے کیا ایسے نمکداں میں

جو دشمن کو کرے خوش وہ نظر جب اس طرف آئے
جگر میں تیر ناوک دل میں ہو نشتر رگِ جاں میں

نہ کیوں ہو شمع پروانہ نہ کیوں ہو گل ترا بلبل
نہ ایسی شمع محفل میں نہ ایسا گل گلستاں میں

گئے سب خوش نوا زندانیِ دام و قفس ہو کر
بہار سبز پا اچھی گھڑی آئی گلستاں میں

نہ رکھا فرقِ تسخیرِ خرامِ ناز دل کش نے
تمھارے نقشِ پا میں خاتمِ دستِ سلیماں میں

صفائے حسن ہے محرومیِ دیدار کی باعث
نظر آتی ہے اپنی شکل ہم کو روئے جاناں میں

خیالِ آمدِ لیلیٰ کی تعظیم اس کو کہتے ہیں
کہ اب تک گردباد اُٹھتے ہیں مجنوں کے بیاباں میں

پہنچ جائیں حسنؔ اس دولتِ بیدار تک ہم بھی
جو خوابِ بختِ خفتہ گھر کرے چشمِ نگہباں میں

نہ سبزی ہے نہ سبزہ خاک اُڑتی ہے گلستاں میں
رہائی ڈھونڈنے آئی ہمیں کس وقت زنداں میں

مرے مذہب میں یہ رُسوائیٔ اُلفت ہے اے مجنوں
کہ دل ٹکڑے نہ ہو اور چاک ہوں جیب و گریباں میں

دلِ ایذا طلب کو چین ہی آتا نہیں ہرگز
نہ جب تک ٹوٹ کر رہ جائیں سو نشتر رگِ جاں میں

جگر کرتے ہیں ٹکڑے کاملانِ وحشت و سودا
اُلجھ رہتے ہیں ایسے ویسے دامان و گریباں میں

ہمارا آشیاں کنجِ قفس قسمت نے ٹھہرایا
بہار اب قید تنہائی کے دن کاٹے گلستاں میں

جنابِ عشق کے حسنِ ادب کو کوئی تو دیکھے
زلیخا اپنے ایواں میں ہو یوسف کنجِ زنداں میں

ہمیشہ کہہ کر آتے ہیں کہ اب ہرگز نہ آئیں گے
مگر یہ عہد یاد آتا ہے جا کر بزمِ جاناں میں

بہارِ عارضِ رنگیں کے جلوے ہیں بہاروں پر
کہ غنچے ہے ہزاروں جنتوں کا بزمِ جاناں میں

لگا دے تیر کوئی صبر کر لوں جانِ غم کش کو
ستم گر میں لگی دل کی بجھا لوں آپ پیکاں میں

تمہیں تو ایک دم کی گرمیٔ صحبت سے نفرت ہے
تمہاری یاد کیوں کر رہتی ہے دل ہائے سوزاں میں

یہاں ہر ذرہ میں محمل ہے ہر محمل میں لیلیٰ ہے
جناب قیس آئے ہی نہیں دل کے بیاباں میں

مجھے تڑپا دیا ہے درد تو نے تو بھی ظالم
تجھے بھی چین میں لینے نہ دوں شب ہائے ہجراں میں

وہ سچ کہتے ہیں چاک پیرہن سے کھل گیا پردہ
خجل ہو کر حسن منہ ڈالیے کس کے گریباں میں

چلو سودائیو کیا کر رہے ہو دشتِ ویراں میں
مبارکباد جنت لٹ رہی ہے کوئے جاناں میں

نظر آتے ہیں کچھ کچھ تار اب تک جیب و داماں میں
ذرا منہ ڈال اے وحشتِ جنوں اپنے گریباں میں

گلستاں سے ہوائے عشق لائی کوئے جاناں میں
خوشا تقدیر آئے ہم بیاباں سے گلستاں میں

خدا رکھے عجب رنگینیاں ہیں بزمِ جاناں میں
بہار اک غنچۂ افسردہ ہے اپنے گلستاں میں

بہارِ حسنِ خوباں دل میں دل بزمِ حسیناں میں
گلستاں ہے بیاباں میں بیاباں ہے گلستاں میں

جنابِ دل اٹھو اللہ والی ہے غریبوں کا
ترس کھا کر کوئی پہنچا ہی دے گا کوئے جاناں میں

ادھر بھی کوئی چلو دم قدم کی خیر ہو ساقی
بھلا ہو ہم بھی آ بیٹھے ہیں داتا بزمِ رنداں میں

کہاں کا دل کسے کہتے ہیں بوسہ جان بھی دے دی
ہمیں لینے کے دینے پڑ گئے بزمِ حسیناں میں

جسے وہ میری وحشت پر تو وحشت سے ہوئی نفرت
کیا ہے خندۂ دنداں نما نے بخیہ داماں میں

ہوائے وصلِ لیلیٰ خاکِ مجنوں کی گرہ میں ہے
بگولے ڈھونڈتے پھرتے ہیں محمل کو بیاباں میں

زبانیں رک گئیں سر جھک گئے خیرہ ہوئیں آنکھیں
نقاب الٹے ہوئے کون آ گیا محشر کے میداں میں

گلستاں دشتِ ویراں ہو جو تم جاؤ گلستاں سے
بیاباں باغِ رضواں ہو جو تم آؤ بیاباں میں

بہار آئی گھٹا چھائی چھلکے شیشے بھرے ساغر
گھڑی بھر کو چلو ہو آئیں زاہد بزمِ رنداں میں

مرے قاتل مرے دل پر بھی کوئی زخم گہرا سا
تری تیغِ ادا موجیں کرے خونِ شہیداں میں

چمک ہے درد کی یا دل سے آہِ آتشیں نکلی
یہ کیسی روشنی ہے کوچۂ چاکِ گریباں میں

مری وحشت سے روشن ہیں اسی کے عشق کے جلوے
وہی خورشید رو ہے مطلعِ چاکِ گریباں میں

حسنؔ اب تربتِ دل میں عبث بے چین ہوتے ہو
کہا تھا تم سے کس نے کیوں گئے بزمِ حسیناں میں

بتانِ حیلہ جو قابو سے جب باہر نکلتے ہیں
یہ دم دے کر نکلنے والے دم لے کر نکلتے ہیں

کریں جوہی کے گل بحث نزاکت اُن کے گالوں سے
سرِ بازار ایسے بے ادب بندھ کر نکلتے ہیں

یہ کیسی جستجو ہے کس ادا کی جلوہ فرمائی
جنھیں دل ڈھونڈتا ہے دل ہی کے اندر نکلتے ہیں

وہ مجرم ہوں مری تعظیم کو اُٹھتی ہیں تلواریں
مری ہی پیشوائی کے لیے خنجر نکلتے ہیں

مرے گل کو ہوا ہے شوق جب سے زیورِ گل کا
ہوائے شوق میں شاخوں سے پھول اُڑ کر نکلتے ہیں

نہ ہم چھوٹے محبت کے بکھیڑوں سے نہ چھوٹیں گے
جو دل خالی ہو رونے سے تو آہیں بھر نکلتے ہیں

جو تیرا نقشِ پا دیکھا سرورِ بے خودی چھایا
لبِ عاشق سے بوسے مست ہو ہو کر نکلتے ہیں

یہ میرے خون کے پیاسے تھے کس مدت سے اے قاتل
زباں سوکھی دکھاتے میان سے خنجر نکلتے ہیں

کلیجہ منہ کو آیا دل ہوا جاتا ہے بے قابو
نکلنے والے تیری بزم سے کیوں کر نکلتے ہیں

چلے آؤ کہیں پردہ محبت کا نہ کھل جائے
کہ ضبطِ عشق کو اب اشک رو رو کر نکلتے ہیں

چمک اُٹھتا ہے جس گھر میں وہ آ جاتے ہیں دم بھر کو
مہک جاتا ہے جس کوچہ سے وہ ہو کر نکلتے ہیں

اگر چشمِ حقیقت بیں ہو زاہد دیکھ لو تم بھی
یہی جامِ محبت ساغرِ کوثر نکلتے ہیں

شہیدوں کو ستائے مہرِ محشر کیا کہ دنیا سے
تری تلوار کے سائے میں دم لے کر نکلتے ہیں

ترے وارے گلے تک آ کے رُک رُک جاتے ہیں نالے
گریباں عاشقوں کے تنگ ہو ہو کر نکلتے ہیں

بتوں کے نرم و نازک جسم میں کیا گدگدا پن ہے
مگر ان موم کے پتلوں کے دل پتھر نکلتے ہیں

شرابِ عشق کے پیاسوں میں ملتا ہے ہمیں زم زم
اسی کے تشنہ کاموں میں لبِ کوثر نکلتے ہیں

الٰہی خیر کرنا سالکانِ دید کے دم کی
کہ اُس کوچہ سے کچھ لپٹے ہوئے بستر نکلتے ہیں

نئی لذت ہے ہر دم بادۂ اُلفت کے ساغر میں
اسی مے سے اسی سے زم زم و کوثر نکلتے ہیں

دلِ مضطر ترے جذبِ محبت سے خدا سمجھے
جو پردہ میں بھی شرماتے تھے وہ باہر نکلتے ہیں

ترے آتے ہی تصویرِ قیامت بنتی ہے محفل
فدا ہونے کو عکس آئینوں سے باہر نکلتے ہیں

ترے دیدار کے پیاسوں کے بنتے ہیں جہاں مدفن
زیارت کو زمیں سے زم زم و کوثر نکلتے ہیں

حسابِ دوستاں در دل کہ بوسے وصل کی شب میں
کبھی ان پر نکلتے ہیں کبھی ہم پر نکلتے ہیں

حسنؔ اس آہ پر اس آہ کی تاثیر کے صدقے
مجھے در سے اٹھانے گھر سے وہ باہر نکلتے ہیں

جی میں ہے آج تو ایسی کوئی فریاد کریں
کچھ دنوں بھولنے والے بھی ذرا یاد کریں

گلۂ جور کریں شکوۂ بے داد کریں
اور کس طور سے ظالم تجھے ہم یاد کریں

ظلم سے خوش ہوں کہ ہم جور سے دل شاد کریں
ہجر میں کون سا احسان ترا یاد کریں

وہ مجھے خاک کریں خاک کو برباد کریں
اور ابھی فکر ہے کوئی ستم ایجاد کریں

مذہبِ عشق میں ہے شکوۂ معشوق گناہ
ضبط کی تاب نہ ہو جن کو وہ فریاد کریں

وہ اگر یاد کریں ہم کو تو بھولیں کس کو
ہم اگر ان کو بھلائیں تو کسے یاد کریں

ادبِ عشق اگر ہاتھ نہ رکھ دے منہ پر
چٹکیاں لے جو کلیجے میں وہ فریاد کریں

اے تری شان ستا کر بھی وہ اچھے کہلائیں
ہم بُرے ٹھہریں اگر نالہ و فریاد کریں

عشق و صد گونہ الم حسن و ہزاراں غفلت
کیسے بھولوں میں انھیں وہ مجھے کیا یاد کریں

دے چکے دل ہی تو پھر گالیوں کا شکوہ کیا
اُن کی بن آئی ہے جو چاہیں اب اِرشاد کریں

مجھے ایسی ہی لگی ہے کہ نہ بھولوں اُن کو
اُنھیں کیا ایسی پڑی ہے کہ مجھے یاد کریں

حضرت عشق کے انداز و ادا پہ صدقے
وہ ہمیں دل سے بھلا دیں جنہیں ہم یاد کریں

خونِ ناحق سے بچائے تو رہے حق میں
اور ہم کیا ادبِ دامنِ جلاد کریں

چاہنے والوں کو اندازِ تغافل ہے ستم
مہربانی ہے کسی پر جو وہ بے داد کریں

اے حسن حضرت احسن نے کیا ہے مجبور
ورنہ اِس بھولے ہوئے قتل کو ہم یاد کریں

سحر سے پہلے وہ پہلو سے اُٹھے جاتے ہیں
بگڑ کے کیوں مرے دم پر بنی بناتے ہیں

غضب ہے جھوٹی محبت وہ اب جتاتے ہیں
شہید ہجر کے لاشے سے لپٹے جاتے ہیں

ہنسی ہنسی میں کبھی وہ مجھے رُلاتے ہیں
رُلا کے چتے ہیں ہنس ہنس کے گدگداتے ہیں

سمجھ رکھا ہے کہ جیتا ہے دیکھ کر مجھ کو
غلط کہ شرم سے اپنا وہ منہ چھپاتے ہیں

تمہاری بزم میں کیا جانے کیا گزرتی ہے
کہ جانے والے کلیجہ ہی تھامے آتے ہیں

جو میرے پاس سے جاتے ہیں وہ نہیں آتے
وہاں سے یوں تو بہت لوگ آتے جاتے ہیں

انھیں کے جلوے انھیں کی ادائیں ہیں اس میں
ستائیں دل کو سمجھ کر اگر ستاتے ہیں

الٰہی خیر کہ پھر عشق رنگ لاتا ہے
غضب ہے حضرت دل پھر بُری بناتے ہیں

ہمیں بھی چاہ کے ارمان تھے کبھی کیا کیا
پر اب تو ذکر محبت سے ہوش جاتے ہیں

کچھ اُن کی بو ہے کچھ اوروں کی بو ہے ہاروں میں
خبر نہیں کہ سینے سے وہ لگاتے ہیں

ملے گی غیر سے فرصت اُنھیں وہ آئیں گے
خدا ہی جانے کہ ہم آنکھیں کیوں بچھاتے ہیں

خدا کرے مرے ناصح بھی دیکھ لیں وہ ادا
جھکا کر آنکھیں وہ جس وقت مسکراتے ہیں

جواب دے دیں اطبا قضا ہی آئے نہ کیوں
مگر جو درد کی دارو ہے وہ کب آتے ہیں

وہ مسکراتے ہیں منہ پھیر کر حسنؔ کیا کیا
کبھی جو ہم اُنھیں زخم جگر دکھاتے ہیں

کیوں کہوں میرے لیے شربت دیدار نہیں
اتنا میٹھا تو مجھے یہ دل بیمار نہیں

وہ مرے ٹکڑے اڑائیں مجھے انکار نہیں
دل سے بیزار ہوں میں جان سے بیزار نہیں

برق و خورشید، تجلی رُخِ یار نہیں
ہوش اُسی کے ہیں ٹھکانے سے جو ہشیار نہیں

جن کو اُلفت کا مرض چاہ کا آزار نہیں
اُن سے بڑھ کر کوئی روگی نہیں بیمار نہیں

بزمِ دشمن میں مجھے دیکھ کے حیرت کیوں ہے
یہ بھی کچھ آپ کا گھر ہے کہ مجھے بار نہیں

اس 'نہیں' پر تو یہ حالت ہے جو 'ہاں' ہو گیا ہو
سیکڑوں طالب دیدار ہیں دو چار نہیں

اپنی تصویر بھی لے جایئے اغیار کے گھر
دل مرا چین سے ہے اب مجھے درکار نہیں

کیا جواب اس کا اُنھیں دیجیے وہ پوچھتے ہیں
کیا غمِ ہجر میں تم جان سے بیزار نہیں

دلِ بے درد نہ کہیے تو اُسے کیا کہیے
قیس جس چھالے کے اندر خلش خار نہیں

لاکھوں برباد ہوئے سیکڑوں پامال ہوئے
اور وہ شوخ ابھی مائل رفتار نہیں

کیوں پریشاں ہیں مرے قتل کی تدبیر سے آپ
جن کے حسرت مری کہہ دیجیے اک بار نہیں

مجھ سے کرتے ہیں وہ تعریف وفائے دشمن
وہ بھی اِس طور سے گویا میں وفادار نہیں

خود معالج کی ضرورت ہے معالج کو مرے
میرے نسخے میں کہیں شربت دیدار نہیں

اُن کو بیمار سے پرہیز ہے اغیار سے ربط
ہوتی ہے اُن کی دوا جن کو کچھ آزار نہیں

دل کا آنا تو بہت سہل ہے پر اے ناصح
وہی مشکل ہے جسے کہتے ہو دُشوار نہیں

پھر یہ کیا ہے کہ ہوئے جاتے ہیں دل کے ٹکڑے
شب فرقت ہے ابھی کوئی تلوار نہیں

داد شوریدہ سری کس سے ملے گی یا رب
جس جگہ میں ہوں وہاں در نہیں دیوار نہیں

میں فدا او مرے پہلو میں تڑپنے والے!
قصر جاناں کی بلند اتنی تو دیوار نہیں

خانۂ غیر میں تم پاؤں نہ رکھنا للہ
آج قابو کی مرے آو شرر بار نہیں

شانِ بے رنگ میں نے رنگ بھرے ہیں کیا کیا
کب تری دید سے حاصل مجھے گلزار نہیں

دشمنِ جاں نظر آتے ہیں مجھے سب غم خوار
جس کا تو یار نہیں اُس کا کوئی یار نہیں

جس قدر زلف سے چھٹ کر ہے مرا دل بے تاب
دامِ صیاد میں وہ حالِ گرفتار نہیں

طلبِ دل میں دیا اس نے جوابِ مسکت
کیوں جی کیا آپ کے نزدیک میں دل دار نہیں

ارمغاں بھیجئے مجنوں کے لیے ہم بھی کچھ
پر حسنؔ جیب و گریباں میں یہاں تار نہیں

یہ ہدایت مجھے نقشِ کفِ پا کرتے ہیں
راہ محبوب میں اس طرح مٹا کرتے ہیں

پوچھتا کیا ہے غمِ ہجر میں کیا کرتے ہیں
دل کو ہم کوستے ہیں تیری دعا کرتے ہیں

ان کے در پر یہ فقیرانہ صدا کرتے ہیں
خوش رہیں وہ جو ہمیں رنج دیا کرتے ہیں

چارہ گر میرے عبث فکرِ دوا کرتے ہیں
کہیں بیمارِ محبت بھی بچا کرتے ہیں

عاشق گردشِ قسمت کو کہا کرتے ہیں
دن کہیں چاہنے والوں کے پھرا کرتے ہیں

سب حسیں ایک ہی عادت کے ہوا کرتے ہیں
پھول بھی نالۂ بلبل پہ ہنسا کرتے ہیں

کوئے اغیار کے رستے سے میں کب واقف تھا
رہبری آپ کے نقشِ کفِ پا کرتے ہیں

کس سے پوچھیں کہ ترے جلوے میں کیا عالم ہے
دیکھنے والے تو غش کھا کے گرا کرتے ہیں

اب تو راضی ہو کہ ہم جیتے سے بیٹھے ہیں خفا
اب تو خوش ہو کہ تمہارا ہی کہا کرتے ہیں

تیرے ارمان بھی ہیں تیری طرح ہرجائی
کبھی آنکھوں میں کبھی دل میں رہا کرتے ہیں

بدگمانوں کو گزرتے ہیں گماں کیا کیا کچھ
مجھے پامالِ جفا دستِ دعا کرتے ہیں

بزمِ دشمن میں جو وہ پوچھتے ہیں نفس کے مزاج
ہم بھی جھنجھلا کے یہ کہتے ہیں دعا کرتے ہیں

ایک بوسہ پہ یہ رنجش ہے الٰہی توبہ
پہلی تقصیر تو سب بخش دیا کرتے ہیں

ایک وہ آنکھیں میسر ہے جنہیں تیری دید
ایک وہ دل ہیں جو مشتاق رہا کرتے ہیں

بے خبر کچھ تجھے اُن کی بھی خبر ہے کہ نہیں
تیرے کوچہ میں جو دل تھامے پھرا کرتے ہیں

تم حسیں ہو تمہیں زیبا نہیں چہرے پہ نقاب
خوبصورت کہیں پردہ میں رہا کرتے ہیں

ہیں محبت کے خریدار عجب سودائی
دل دیا کرتے ہیں دکھ مول لیا کرتے ہیں

ہجر بت ہے سبب ذکر خدا اے واعظ
رات دن ہائے خدا ہائے خدا کرتے ہیں

ایک ہم ہیں جو خوشی اُن کی وہ اپنی مرضی
ایک وہ ہیں جو ہمیں رنج دیا کرتے ہیں

جنہیں نظارۂ دل بر ہے نہ اُمید وصال
کس سہارے پہ وہ کم بخت جیا کرتے ہیں

قہر ہوتی ہے محبت کی نظر پیار کی آنکھ
وہ اسی واسطے عاشق سے چھپا کرتے ہیں

چٹکیاں ناز سے لے لے کر چمک لطف دکھا
آپ بیٹھے ہوئے دل میں مرے کیا کرتے ہیں

ہے جو محشر ہی پہ موقوف تمہارا دیدار
تو ابھی نالوں سے ہم حشر بپا کرتے ہیں

اعتبار اُن کو تمہارا نہیں یہ مطلب ہے
میرے دشمن جو تمہیں جان کہا کرتے ہیں

حضرتِ دل کے فریبوں میں نہ آئیں عاشق
سخت عیار ہیں مل کر یہ دغا کرتے ہیں

اپنے دشمن کو بُرا کون نہیں کہتا ہے
آپ ہر بات میں کیوں بول اُٹھا کرتے ہیں

جن پہ ہیں لطف وہی ظلم و ستم سہ لیں گے
آپ اب کیوں مرے جینے کی دعا کرتے ہیں

شب فرقت بھی بسر کرتے ہیں اک لطف سے ہم
تیری تصویر سے ہنس بول لیا کرتے ہیں

ستم و جور کی توبہ نے کیا اور ستم
وہ مرے سامنے آنے سے حیا کرتے ہیں

خیر ہم حسرتِ دیدار کو سمجھا لیں گے
دل میں آئیں جو وہ آنکھوں سے حیا کرتے ہیں

واہ اُس انجمنِ ناز کی کیا بات حسنؔ
بیٹھنے والے جگر تھامے اُٹھا کرتے ہیں

یہاں آئیں کیا اُن کو فرصت نہیں
نہیں بلکہ حکم و اجازت نہیں

کہا کرتے ہیں غیر حور و پری
غرض آپ میں آدمیت نہیں

جو پہلو میں دل ہو تو اُلفت بھی ہو
مجھے اب تمہاری محبت نہیں

دمِ نزع ہے لطف ہیں یہ کرم
مرے دل میں اب کوئی حسرت نہیں

خدا جانے کب ہو گا دیدارِ یار
یہاں کون سے دن قیامت نہیں

جیے کس تمنا پہ بیمارِ غم
حسینوں میں رسمِ عیادت نہیں

عنایت یہ سب حضرتِ دل کی ہے
ہمیں آپ سے کچھ شکایت نہیں

نہ دیجے مجھے بوسہ دل لیجے
کہ میں آپ سا بے مروت نہیں

جو ہو دوست ہی دشمنِ آبرو
تو دشمن کی پھر کچھ شکایت نہیں

ستم پر ستم جور پر جور ہے
مرے حال پر کب عنایت نہیں

وہ کہتے ہیں آئینے میں دیکھ کر
تمہاری ہماری سی صورت نہیں

مرا حال قاصد سے سن کر کہا
مری اُن سے صاحب سلامت نہیں

پھکے صور پر نقشِ پائے ترے
ہمیں سر اٹھانے کی فرصت نہیں

ہم آئے تھے کہنے کچھ احوالِ دل
یہاں بولنے کی اجازت نہیں

وہ لیں چٹکیاں دل میں اس پر یہ قید
جو اُف کی تو پاسِ محبت نہیں

جو دل دے کے بوسہ کو میں نے کہا
تو ہنس کر کہا اپنی عادت نہیں

جہاں حال کہنے کو کہتا ہے دل
وہاں بات کرنے کی جرأت نہیں

حسنؔ کس طرح جائیں اجمیر کو
کہ دم لینے کی ہم کو مہلت نہیں

مرگِ عاشق کا وہ ماتم کیا کریں ❁ یہ خوشی کی بات ہے غم کیا کریں

بے خودی میں سیرِ عالم کیا کریں ❁ ساقیا ہم ساغرِ جم کیا کریں

اب بھی ظالم تجھ کو رحم آتا نہیں ❁ غیر سے کہتا ہوں اب ہم کیا کریں

مرگِ عاشق کی جو مانیں منتیں ❁ وہ مرے مرنے کا ماتم کیا کریں

تم کو شوخی ہم کو بے تابی کی خو ❁ سچ تو ہے تم کیا کرو ہم کیا کریں

بن سنور کر نعش پر آئے تو ہیں ❁ اس سے بڑھ کر وہ مرا غم کیا کریں

ان کو اے دل تجھ پہ رحم آتا نہیں ❁ اب تری تقدیر کو ہم کیا کریں

دل ہو اے ناصح اگر بے اختیار ❁ آپ ہی فرمایئے ہم کیا کریں

زاہدو اب ایک غم پر ہے گزر ❁ اس سے بڑھ کر اور سے کم کیا کریں

دے دیا ہے سب اطبا نے جواب ❁ تم نہ کچھ دیتا کہیں ہم کیا کریں

جو ہیں پیاسے شربتِ دیدار کے ❁ کوثر و تسنیم و زم زم کیا کریں

جن کو آتا ہو ستانے میں مزہ ❁ وہ کسی کو شاد و خرم کیا کریں

ہیں پریشاں عشق کے جنجال سے ❁ شکوۂ گیسوئے برہم کیا کریں

یہ نہ دھیان آیا تمھیں وقتِ خرام ❁ پائمالی دو عالم کیا کریں

جانتے ہوں جو ترے اقرار کو ❁ کھا نہ لیں گر شام سے سم کیا کریں

زلف نے تو دل کی مشکیں باندھ لیں ❁ دیکھیے ابروئے پُرخم کیا کریں

جب کہا فرقت میں مرتا ہے حسنؔ ❁ بولے وہ منہ پھیر کر ہم کیا کریں

جو معشوقوں کو مہر و ماہ سے اچھا سمجھتے ہیں
انھیں جلوہ دکھا دو دیکھیں تم کو کیا سمجھتے ہیں

سمجھ والے تو یگانوں کو بیگانہ سمجھتے ہیں
وہ کیا سمجھے ہیں جو اغیار کو اپنا سمجھتے ہیں

تحیّر میں جنھیں آئینہ ساں رکھے جھلک تیری
وہ تیرے سامنے آنے کو بھی پردہ سمجھتے ہیں

مرے لاشہ پہ وہ کس واسطے بیٹھے ہیں منہ ڈھانکے
کوئی پوچھے تو اب بھی کیا مجھے زندہ سمجھتے ہیں

انھیں معلوم ہے کیا کہ چپ ہرا دیتی ہے لاکھوں کو
لبِ خاموش کی باتوں کو ہم اچھا سمجھتے ہیں

قیامت تک دلِ مضطر کو اپنے کل نہ آئے گی
اسے بھی ہم تمہارا وعدۂ فردا سمجھتے ہیں

شبِ وصل ان کی قسمت میں اگر ہو بھی تو کیا حاصل
جو عاشق تیرے منہ کو نور کا تڑکا سمجھتے ہیں

ہمیں تو قتل ہی ہونا ہے ہاں وہ دم بجھا جائیں
ترے خنجر کو جو چلتا ہوا فقرہ سمجھتے ہیں

غمِ اُلفت کا کس ترکیب سے اُن کو یقیں آئے
کہ میرے خط کے ہر جملے کو وہ فقرہ سمجھتے ہیں

ہزاروں حسرتیں کشتہ ہوئیں فرقت میں جینے سے
ہم اس تارِ نفس کو تیغ کا ڈورا سمجھتے ہیں

لگایا پار بیڑا سینکڑوں کشتوں کا دم بھر میں
تمہاری تیغ کو ہم فیض کا دریا سمجھتے ہیں

کیا پردہ جو چشمِ شوق میں حسرت نظر آئی
زبانِ حال کی باتوں کو وہ گویا سمجھتے ہیں

بلا کے بیچ میں لائی ہے قسمت کی کجی اُن کو
ابھی تک حضرتِ دل زُلف کو سیدھا سمجھتے ہیں

لیا تو بوسہ لڑ بھڑ کر بلا سے جان دی دل نے
ہم اس کام آنے کو بھی کام آ جانا سمجھتے ہیں

نہ ہوتے وہ اگر آگاہ تو کیوں جاتے پہلو سے
غضب تو بے قراری ہم تجھے کیسا سمجھتے ہیں

نظر آتا نہیں ہم کو کسی محفل میں حسن ایسا
جمالِ عالم آرا کو ترا حصہ سمجھتے ہیں

جدا ہوں تجھ سے تو اسبابِ فرحت سے بھی نفرت ہو
نہ ہو جب تو تو ہم گلشن کو بھی صحرا سمجھتے ہیں

نگاہِ ناز کی پھرتے ہی بس پھر جائیں گی آنکھیں
ترے تارِ نگہ کو سانس کا ڈورا سمجھتے ہیں

ہزاروں باتیں سننے پر نہ نکلی آدھی بات اُس سے
لبِ خاموش کو ہم بات کا پورا سمجھتے ہیں

نظر پڑتے ہی لہراتی ہوئی آتی ہے بے ہوشی
تمہارے شربتِ دیدار کو صہبا سمجھتے ہیں

جنہیں مطلب نہیں اُن کو ستانے سے غرض کیا ہے
بڑے نا فہم ہیں جو تم کو بے پروا سمجھتے ہیں

مریں گے مرنے والے رشتۂ اُلفت نہ توڑو تم
مری جاں اس کو عاشق سانس کا ڈورا سمجھتے ہیں

الٰہی اب کروں میں دل کو خوش یا جان کا ماتم
وہ کہتے ہیں تجھے ہم دیکھ تو کیسا سمجھتے ہیں

کلیجہ ٹکڑے ہوگا سبزہ رنگوں کی محبت میں
کہ حسنِ سبز کو ہم زہر کی پڑیا سمجھتے ہیں

نہ کیوں کر اپنا دشمن جانیں ہم مشتاق بے خود کو
کہ ہر کھوئے ہوئے کو آپ کا جویا سمجھتے ہیں

شبِ فرقت دکھائے گی برے دن ہم کو روشن ہے
سوادِ شامِ غم کو صبح آئینہ سمجھتے ہیں

حسنؔ اُن سے کسی صورت صفائی ہو نہیں سکتی
کہ اب وہ صلح کی باتوں کو بھی جھگڑا سمجھتے ہیں

تمنائیں مرے پر ہیں ارادے گدگداتے ہیں
خدا کا نام لے کر پھر بتوں سے دل لگاتے ہیں

فقیرانہ صدائیں اُن کے کوچہ میں لگاتے ہیں
الٰہی خوش رہیں جو ہم غریبوں کو ستاتے ہیں

مرا سر اُن کے قدموں پر ہے وہ دامن چھڑاتے ہیں
الٰہی کس طرح دنیا میں رُوٹھوں کو مناتے ہیں

ہزاروں جور سہ کر آج نالہ لب پہ لاتے ہیں
وہ ہم کو اور ہم اے چرخ تجھ کو آزماتے ہیں

یہ کس آنے میں آتا ہے یہ کس جانے میں جاتا ہے
قیامت ہو کر آئے جانِ محشر بن کے جاتے ہیں

مثالِ نقشِ پا بستر جما بیٹھے ہیں اُس در پر
ہمیں بھی دیکھتا ہے آج وہ کیوں کر اُٹھاتے ہیں

لبِ خاموش پر لائے ہیں نالہ گالیاں کھا کر
ہزاروں سن چکے اُن کی اب ایک اپنی سناتے ہیں

بہار دل رُبا ہیں عارضِ گل رنگ کے جلوے
وہ اپنے عکس سے آئینہ کو گلشن بناتے ہیں

ہمارا زور کیا ہے کیوں بگڑتا ہے فقیروں سے
بھلا ہو اے ستم گر لے تری محفل سے جاتے ہیں

مرا دل لے چکے ہو اب تو مجھ کو چین پر چھوڑ دو
مری جاں بے کسوں کے حال پر سب رحم کھاتے ہیں

برابر کی بھی سن کر آئینہ سے کچھ نہیں کہتے
لبِ خاموش ہی کو سینکڑوں باتیں سناتے ہیں

شباب اُمڈا ہوا ہے مستیاں چھائی ہیں آنکھوں پر
مزے ہیں جوش پر وہ آئینہ سے لپٹے جاتے ہیں

مسافر سے دمِ رخصت کوئی رُوٹھا نہیں کرتا
خدارا اب تو مَن جاؤ کہ ہم دنیا سے جاتے ہیں

اُٹھی ہے ہوک دل میں اُن کے جانے کی گھڑی آئی
سحر چمکی ستارے آسماں پر جھلملاتے ہیں

الٰہی خیر ہو اُفتادگانِ خاک کے دم کی
جنہیں سیدھی طرح چلنا نہیں آتا وہ آتے ہیں

یہاں سے اُٹھ کے جانے کا تصور دل بٹھاتا ہے
کلیجہ دیکھیے اُن کا جو اُس محفل سے جاتے ہیں

مرے رونے پہ رحم آیا انھیں جب بھی ستم ڈھایا
گلے میں باہیں بھی ڈالی ہیں اور چُٹکے بھی جاتے ہیں

نہ رحم آئے حسنؔ مجھ کو اگر اُن کی نزاکت پر
ابھی وہ ایک نالہ میں کلیجہ تھامے آتے ہیں

نظارۂ رُخِ جاناں کی ہم کو تاب نہیں
وہ بے حجاب ہوئے جب بھی بے حجاب نہیں

نقاب میں بھی وہ جلوہ تہِ نقاب نہیں
سحاب سے جو چھپے یہ وہ آفتاب نہیں

کب اُن کے چہرۂ پُرنور پر نقاب نہیں
عیاں نقاب سے کب لاکھ آفتاب نہیں

چھکا دیا نگہِ مست نے زمانے کو
تمہارے دَور میں کچھ حاجتِ شراب نہیں

وہ سن کے وصل کی خواہش نہ کس طرح چپ ہوں
سوال ہی یہ وہ ہے جس کا کچھ جواب نہیں

غمِ زوال ہے خورشید کو قمر داغی
وہ لاجواب ہیں اُن کا کوئی جواب نہیں

ہماری آہ سے تم پر اثر نہ ہم کو ثمر
یہ حد وہ ہے جو کہیں داخلِ حساب نہیں

وہ سیر دیکھ رہے ہیں قرار سے بیٹھے
یہ میرے دل کی تسلی ہے اضطراب نہیں

سرور آنکھوں میں گھر آئے مستیاں چھائیں
شراب حسن کی مستی ہے یہ شباب نہیں

ہمارے دل پہ تو الزام بے قراری ہے
تری نگاہ کو کس وقت اضطراب نہیں

ہزاروں حشر کی کیفیتیں خیال میں ہیں
فروغ چشم تصور ترا شباب نہیں

ہمیں بھی ابھی تک شوق ہے رسائی کا
وہاں تو پیکِ تصور بھی باریاب نہیں

پہاڑ چیخ اٹھے سن کے نالۂ عاشق
پر اُن بتوں ہی سے ملتا ہمیں جواب نہیں

تمہاری بزم میں کیا کیا مصیبتیں نہ سہیں
سنا تھا ہم نے کہ جنت میں کچھ عذاب نہیں

دل آتش غم فرقت میں جل گیا خاموش
جو تھوڑی آنچ میں رو دے یہ وہ کباب نہیں

نشیلی آنکھ رہے جانبِ دلِ بریاں
کہ بے کباب کے کیفیتِ شراب نہیں

برابری کرے آئینہ اُن سے یوں سرِ بزم
میں منہ پہ کہہ دوں کہ تو قابل خطاب نہیں

خدا ہی جانے اسے کیا ادھر نظر آیا
ازل کے دن سے ادھر روئے آفتاب نہیں

نقاب ڈال کے میدانِ حشر میں آؤ
کہ دیدِ برقِ تجلی کہ ہم کو تاب نہیں

بہارِ حسن کو شانِ غضب نے چمکایا
رُخِ جمال کا غازہ ہے یہ عتاب نہیں

چھپو ہزار، نظر باز دیکھ ہی لیں گے
تمہیں حجاب سہی ہم کو تو حجاب نہیں

مقامِ حیف ہے شخص سیاہ آئینہ
ترے جمال سے مل کر بھی آفتاب نہیں

نگاہیں دوڑ پڑیں حسن خود نمائی پر
نقاب سے جو چھپے وہ ترا شباب نہیں

سنا ہے آنکھ کا لگنا ہے نیند کا آنا
یہ کیسی آنکھ لگی ایک دم کو خواب نہیں

نگاہِ شوق نے بے چین کر دیا دل کو
ٹھہر ٹھہر کے میں تڑپوں وہ اضطراب نہیں

سنبھالنے سے جو سنبھلے نہیں وہ میرا دل
جو روکنے سے رُکے وہ ترا شباب نہیں

تمہارے چہرے میں ہم دیکھتے ہیں اپنی شکل
صفائے عارضِ پُر نور کیا حجاب نہیں

تڑپ جو برق میں ہے گر یہی رہے اے شوخ
تو میں یہ جانوں مرے دل کو اضطراب نہیں

جو مجرمانِ محبت میں ہو چکے ہیں شمار
وہ بچ بیٹھے ہیں اُن کو غمِ حساب نہیں

نگاہِ شوق سے کہہ دو کہ اپنی خیر منائے
جمالِ یار، تجلّیِ آفتاب نہیں

حسنؔ درازیِ شب ہائے غم ہے برسوں سے
ہمارے دور میں تحویلِ آفتاب نہیں

لوگ کہتے ہیں عدو سے دوستی اچھی نہیں
کیا یہ عادت آپ کے نزدیک بھی اچھی نہیں

دل بٹھائے ہیں تمہارے اُٹھتے جوبن نے بہت
اس کو سمجھا دو کہ ایسی سرکشی اچھی نہیں

توبہ کر زاہد شرابِ عشق کی توہین سے
توبہ توبہ اب نہ کہنا مے کشی اچھی نہیں

یہ وہ دل دار ہے یہ آستانِ یار ہے
اے سرِ شوریدہ ایسی خود سری اچھی نہیں

بے قراری ہجر میں بے اختیاری وصل میں
ہائے ظالم دل کی عادت کوئی بھی اچھی نہیں

دیکھ اے دل پردہ اُٹھتا ہے جمالِ یار سے
اب تو آنکھیں کھول غافل بے خودی اچھی نہیں

وہ کہیں کیوں چپ لگی ہے تو نہ بولے منہ سے کچھ
اے لبِ خاموش یہ باتیں تری اچھی نہیں

سو بُری مجھ کو سنائیں وہ تو سو اچھی بتائیں
میں جو سو اچھی کہوں تو ایک بھی اچھی نہیں

ہم سے چھپ کر دشمنوں سے دوستی کی آپ نے
دوستی کے پردہ میں یہ دشمنی اچھی نہیں

سو کی سو اچھی اگر سو خواہشیں ہوں غیر کی
میری لاکھوں حسرتوں میں ایک بھی اچھی نہیں

موت اچھی ہے جو دم نکلے تمہارے سامنے
آنکھ سے اوجھل ہو تم تو زندگی اچھی نہیں

پیشِ دشمن تو نہیں مجبور گو مجبور ہوں
بے کسی اچھی ہے ظالم بے بسی اچھی نہیں

اے دلِ غمگیں کبھی جس بول بھی لے ہجر میں
روتی شکل آٹھوں پہر چوبیس گھڑی اچھی نہیں

دستِ نازک تیغ و سر کا فیصلہ ہے ناتمام
دست کش ہوتا ہے یہ نا منصفی اچھی نہیں

کیوں پھنساتے ہو بلا میں حضرتِ دل جان کو
گیسوئے دل دار سے دل بستگی اچھی نہیں

درد تھک کر بیٹھ جاتا ہے تو کہہ اٹھتا ہے دل
اٹھ مرے ہمدرد اتنی کاہلی اچھی نہیں

بے کسوں کی دل لگی ہے تیرے دم سے ہجر میں
بے کسی کے یار یہ پہلو تہی اچھی نہیں

وصل میں جب ہاتھ گھونگھٹ کو لگایا اے حسنؔ
شرم بولی منہ چھپا کر یہ ہنسی اچھی نہیں

عشق اچھا ہے دل اچھا دل لگی اچھی نہیں
حُسن اچھا ہے حسیں اچھے ہنسی اچھی نہیں

تو مسیحا اور بیمارانِ فرقت جاں بلب
اے لبِ جاں بخش یہ باتیں تری اچھی نہیں

جی بھرا آتا ہے اب آغوشِ خالی دیکھ کر
حضرتِ دل اس قدر پہلو تہی اچھی نہیں

یہ مزے کا درد ہے ظالم مزے کا درد ہے
چارہ گر دردِ محبت میں کمی اچھی نہیں

آج دل میں ہیں تو کل وہ محفلِ اغیار میں
حالتِ عاشق کبھی اچھی کبھی اچھی نہیں

وہ بگڑ کر چل دیے اب ضبطِ نالہ کس لیے
بن گئی دم پر تو پھر اے دل گھٹی اچھی نہیں

زلف ٹیڑھی ہو مگر عاشق سے تم ٹیڑھے نہ ہو
زلف میں اچھی طبیعت میں کجی اچھی نہیں

ان کے دل میں گدگدی کی جب شبابِ حسن نے
جھینپ کر بولی حیا ایسی ہنسی اچھی نہیں

کیا مزے کی بات ہے دل چھین لو بوسہ نہ دو
دل تو اچھا ہے مگر دل کی خوشی اچھی نہیں

دیکھ ظالم کشمکش میں دم ہے تیغِ ناز کا
سخت جانی اس قدر گردن کشی اچھی نہیں

غیر اپنے پیارے اپنے دوست اپنے غیر
ایسے بھولے جانتے ہی کچھ بری اچھی نہیں

اب تو آنکھیں کھولئے دے دیکھنے آئے ہیں وہ
ہوش میں آیے خودی ایسی خودی اچھی نہیں

چلتے چلتے زخمِ دل آخر لہو رونے لگے
خنجرِ جلاد اتنی گدگدی اچھی نہیں

منع کر اشکوں کو وقتِ جلوۂ مہرِ جمال
دیدۂ تر دیکھ بے موقع ہنسی اچھی نہیں

ہاتھ قاتل کا پڑا اوچھا چھری کا کیا قصور
زخمِ دل منہ بند کر ایسی ہنسی اچھی نہیں

کوئی کب تک انتظارِ قتل میں بیٹھا رہے
لو اٹھاؤ تیغ ایسی نازکی اچھی نہیں

اے وفا دشمن عدو کی دوستی سے فائدہ
اے جفا جُو دوستوں سے دشمنی اچھی نہیں

آمدِ عمرِ جوانی سے ہیں اُلجھن میں حسیں
بھولے بھالے جان سکتے کچھ بری اچھی نہیں

خود نمائی کا تقاضا ہے کھلے بندوں پھرو
شرم کہتی ہے مجھے بے پردگی اچھی نہیں

ناز پردہ ضد پہ آئینہ سے بھی منہ پھیر لو
حسنِ جلوہ ہٹ پر ایسی بے رخی اچھی نہیں

اُٹھتے جوبن نے کہا دو بری ہمیں بے کار ہیں
جھکتی گردن بولی اتنی سرکشی اچھی نہیں

چشمِ تر پر مسکرائے لب تو کہہ اُٹھی حیا
رونے والوں سے تمہاری یہ ہنسی اچھی نہیں

آہ اُس عیار کا انجان بن کر پوچھنا
اے حسنؔ کب سے طبیعت آپ کی اچھی نہیں

کیا کریں ضبط ہمیں ضبط کا یارا ہی نہیں
کیا کہیں حال ہمارا کوئی سنتا ہی نہیں

غیر اپنے ہیں کہ بے پردہ وہ ہوتا ہی نہیں
غیر اپنے ہیں کسی بات کا پردہ ہی نہیں

دل بھی معشوق ہے یا رب کہ بنا دی دم پر
دم بھی ارمان ہے دل کا کہ نکلتا ہی نہیں

دو شریروں کو وہ قابو میں کریں گے کیوں کر
غیر سے ایک دوپٹہ تو سنبھلتا ہی نہیں

چشمِ عشاق کو مشتاق بنانا کیا تھا
جب تمہیں جلوۂ دیدار دکھانا ہی نہیں

بے کسی آ کر گلے مل کے تجھی سے رو لیں
عید کا روز ہے ہم سے کوئی ملتا ہی نہیں

شب وعدہ ہی پہ موقوف نہیں اے ظالم
تیرے آنے کا تصور کبھی جاتا ہی نہیں

کس مصیبت میں ہیں اللہ مریضانِ فراق
دم نکلتا ہی نہیں حال سنبھلتا ہی نہیں

چارہ گر پوچھتے ہیں چارہ گروں سے کیا کام
حال کہنا ہے ہمیں جس سے وہ سنتا ہی نہیں

درد و غم ضبط کریں ہم تو جگر پھٹتا ہے
اور کہیں بھی تو کہیں کس سے وہ سنتا ہی نہیں

آہ اچھی جو کبھی دل سے نکل جاتی ہے
درد ظالم تو کلیجہ سے نکلتا ہی نہیں

الفت غیر کا مذکور ہے میرے آگے
وہ بھی اس ڈھب سے کہ میں چاہنے والا ہی نہیں

جان قربان اس انداز مسیحائی پہ
دم نکلتا ہے مرا آپ کو پروا ہی نہیں

کوئی آ جائے تو غش خبر کر دینا
بے خودی آپ میں آنا ہمیں آتا ہی نہیں

وصل کیسا نہ رہی قتل کی اُمید ہمیں
کہ نزاکت سے اُنھیں تیغ پہ قبضہ ہی نہیں

مانعِ دید نہ ہو چشم تصور کو حجاب
دیکھنے والوں کو تم نے ابھی دیکھا ہی نہیں

التجاؤں سے مرا عرضِ تمنا کرنا
اُن کا جھنجلا کے یہ کہنا کہ میں سنتا ہی نہیں

چشم بسمل کو خدا جانے تمنا کیا تھی
آہ جلاد نے منہ پھیر کے دیکھا ہی نہیں

غیر بڑھ بڑھ کے مرے سامنے باتیں مارے
ایسی باتوں کی تو سرکار کو پروا ہی نہیں

شکوۂ رسم و رہِ غیر پہ ملنا چھوڑا
سچ کہا تم نے کہ میں غیر سے ملتا ہی نہیں

ہم ترا حال کہیں کس سے خدا رحم کرے
دلِ بیمار ہماری کوئی سنتا ہی نہیں

دل گیا جان بھی رخصت ہے غمِ فرقت میں
ساتھ بگڑی میں کسی کا کوئی ہوتا ہی نہیں

جان گھٹ گھٹ کے غمِ ہجر میں رہ جاتی ہے
کیا اجل وقت پہ آتا تجھے آتا ہی نہیں

ان کی الفت نے عجب تفرقہ پردازی کی
دل کو ہم سے تو ہمیں دل سے علاقہ ہی نہیں

یہ گھٹا کیوں نہ بڑھا دے مرے دل کی الجھن
جب مرے پاس مرا گیسوؤں والا ہی نہیں

لیے چلتا ہوں میں لے چلنے کو پر حضرتِ دل
بزم میں غیر نہ ہوں یہ کبھی ہوتا ہی نہیں

دل نکلتے ہوئے سینہ سے تو اکثر دیکھا
دل سے ارمان نکلتے کبھی دیکھا ہی نہیں

مستِ دیدار ہے بے ہوش پڑا رہتا ہے
رخِ دلدار کا پردہ کبھی اٹھتا ہی نہیں

برقِ دیدار دکھایا یہ تماشا کیسا
اس نے دیکھا مجھے میں نے اسے دیکھا ہی نہیں

فرقت و یاس میں کیا لطفِ محبت ظالم
سینہ میں دل ہی نہیں، دل میں تمنا ہی نہیں

شہرتِ حسن کہ بے دیکھے ہوئے کہتے ہیں
دیکھنے والے کہ ایسا کوئی دیکھا ہی نہیں

لاکھ تم باندھ کے رکھو مگر اُٹھتا جوبن
کھل ہی کھیلے گا کہ چھپنا اسے آتا ہی نہیں

حسرتِ دید پہ پھر کیوں نہ قیامت ٹوٹے
دل نہ کیوں حشر کرے حشر تو ہوتا ہی نہیں

اب تو بے پردہ رہو تم کہ ہوئے ہم بے خود
تم نے دیکھا کہ ہمیں دیکھنا آتا ہی نہیں

دے کے دم موت کو خوش خوش میں عدم سے پھرتا
نام لے لے کے مرے غم میں وہ رویا ہی نہیں

خاک میں مل گئی افسوس یہ حسرت بھی حسنؔ
قبرِ عشاق پہ آنا انھیں آتا ہی نہیں

عکس افگن ہو جو ان کا روئے روشن آب میں
جلوہ آرا ہو جمالِ وشتِ ایمن آب میں

جب ہوا وہ حسنِ رنگیں عکس افگن آب میں
دامنِ گل بن گیا ہے موجوں کے دامن آب میں

جب پڑی وحشت زدوں کی خاک مدفن آب میں
ٹکڑے ٹکڑے کر دیے موجوں نے دامن آب میں

میرے رونے سے یہ حالت ہے فلک کی جس طرح
نیلوفر ڈوبا ہوا ہوتا ہے گردن آب میں

اب بھی اے قاتل مرے دل کی لگی بجھتی نہیں
گو ہوں آبِ تیغ سے میں تا بگردن آب میں

بعدِ مردن گر یہی ہے گریۂ فرقت کا جوش
آپ مدفن میں ہے اب پھر ہو گا مدفن آب میں

سیرِ دریا کو وہ گل جائے تو بلبل کی طرح
بلبلے ہوں مدحِ عارض میں نوا زن آب میں

آپ ہی بیڑے ڈبوئیں آپ ہی پھر غم دیں
ڈوبتو ہشیار ہاں تر ہو نہ دامن آب میں

جب وہ آئے گوہرِ دنداں کا صدقہ بانٹنے
دوڑ کر پھیلا دیے موجوں نے دامن آب میں

ہو اگر تر دامنوں پر مہر اے مہرِ کرم
خشک ہوتے ہیں ابھی موجوں کے دامن آب میں

دل سلگ اٹھا جو یاد آئی تری چینِ جبیں
آگ بھڑکانے لگے موجوں کے دامن آب میں

موج کے دامن میں جو عکس اس شمع رخ کا وقتِ شب
آئنہ خانے چراغاں سے ہوں روشن آب میں

سوزِ غم سے پانی پانی دل ہے دل میں سوزِ غم
آبِ آتش میں ہے پیدا آگ روشن آب میں

باغ میں وہ گل لبِ جو رنگ و عکسِ حسن سے
آبِ گلشن میں ہے پیدا آگ روشن آب میں

غیر سے بے حس بھی یوں شیر و شکر ہوتے نہیں
دیکھ لو تم ڈال کر تھوڑا سا روغن آب میں

اس گھٹا میں کیوں گھٹاتے ہو مرا لطفِ وصال
ابر کھلنے کے لیے ڈالو نہ روغن آب میں

چشمِ گریاں میں وہی ہے آب و تابِ حسنِ دوست
کوئی رہ سکتا ہے قائم رنگ و روغن آب میں

ہجر میں رویا تو بھڑکی اور بھی دل کی لگی
وائے قسمت آ گئی تاثیرِ روغن آب میں

بلبلوں کا لطف نہروں نے دوبالا کر دیا
عکسِ گلشن آب میں عکسِ نشیمن آب میں

رات دن ڈوبا ہی رہتا ہے غمِ فرقت میں دل
یہ وہ طائر ہے کہ ہے اس کا نشیمن آب میں

چشمِ گریاں میں بسی ہے ان کی مہندی کی بہار
طائرِ رنگِ حنا کا ہے نشیمن آب میں

صحبتِ اہلِ صفا سے ہوں مکدر تیرہ دل
اور میلا ہو اگر رہ جائے آہن آب میں

صاف باطن سے منافق ہو کے ملنا قہر ہے
آبداری اپنی کھو دیتا ہے آہن آب میں

تابِ دنداں کے مقابل پانی پانی میں گہر
چمپئی رنگت کے آگے ماند کندن آب میں

حسن رنگیں سے لبِ دریا الٹ تو دو نقاب
میں دکھا دوں گا تمھیں پھولوں کے خرمن آب میں

قطرہ قطرہ میں حیاتِ جاوداں کا جوش ہو
گر لبِ جاں بخش کا پڑ جائے دھوون آب میں

دیکھیں وہ مژگانِ تر، رحم آئے ٹھنڈا ہو جگر
خس کی ٹٹی ہو اگر بھیگے یہ چلمن آب میں

ہے مشک دل میں سوز و گریہ فرقت کا گھر
کوئی روزن آگ میں ہے کوئی روزن آب میں

انقلابِ دہر ہے سادہ سادہ سے عیاں
آب بن میں ہو گیا جاری بنا بن آب میں

اشک کہتے ہیں کہ دیکھیں کتنے پانی میں ہے موج
بحث کر لے باندھ کر دامن سے دامن آب میں

گر ہوائے یار میں بھڑکے دل وحشی کی آگ
خاک مجنوں کے بگولے ڈھونڈیں مسکن آب میں

یار گل سے جھک چلیں شاخیں لبِ جو کیا عجب
بلبلے ہوں ڈال پر بلبل کا مسکن آب میں

میرے اشکوں سے ملے دریا تو ڈوبے شرم سے
کیا ہو قطرہ کی حقیقت سینکڑوں من آب میں

یادِ رخ میں گر لبِ جو سوزِ دل ظاہر کروں
ہو حبابوں کے کنول میں شمع روشن آب میں

کون دریا سے گیا ہے کس کے جانے کا ہے غم
رنجِ فرقت میں تلاطم سے ہے شیون آب میں

دیدۂ گرداب میں حلقے پڑے ہیں ضعف سے
صورتِ بسمل ہیں موجیں دست و پا زن آب میں

شاخِ خامہ سے ہوئے بحرِ غزل رشکِ چمن
طبعِ رنگیں نے جمایا رنگِ گلشن آب میں

ذوقؔ کے شاگرد کے شاگرد کا دیکھیں کلام
باحیا ہیں اب بھی گر ڈوبیں نہ دشمن آب میں

ماہیِ بے آب جیسے خاک پر تڑپے حسنؔ
اشک بارِ ہجر ہیں یوں دست و پا زن آب میں

ہمیں غرض جو کسی کا ہم اعتبار کریں
جنابِ دل ہی شبِ وعدہ انتظار کریں

خفا ہیں آپ تو ہوں ماننے کی بات نہیں
کہ ایسی سوہنی صورت کو ہم نہ پیار کریں

ابھی سزا نہیں پائی ہے جرمِ الفت کی
ابھی وہ اور مرے دل کو بے قرار کریں

ہمیں تو اپنی کہانی انھیں سنانی تھی
وہ اعتبار کریں یا نہ اعتبار کریں

سوالِ بوسہ پہ منہ پھیر کر جواب دیا
کہ ایسے ویسے مرے دشمنوں کو پیار کریں

ستارے چھپ گئے شمعوں کے منہ سپید ہوئے
جنابِ دل کہو کچھ اور انتظار کریں

ہنسی کی بات تھی وہ ایک دل بھی کچھ شے ہے
ہزار دل ہوں تو ہم آپ پر نثار کریں

کوئی مرے دلِ مایوس کی دعا تو سنے
خدانخواستہ وہ پھر اُمیدوار کریں

جنابِ دل ہمیں کیا کام ان بکھیڑوں سے
وہ جھوٹے وعدے کریں آپ اعتبار کریں

جو تیغِ ناز کشیدہ نہ ہو تو اے قاتل
گلے لگا کر اُسے آج خوب پیار کریں

میں توبہ کرتا ہوں زاہد یہ آپ کا ذمہ
کہ فصلِ گل کے مزے پھر نہ بادہ خوار کریں

ہمارے نالہ و فریاد پر یہ شکوے ہیں
وہ اپنے ظلم و ستم تو ذرا شمار کریں

ہزاروں آنکھیں ہیں مشتاق دید سینکڑوں دل
کہیں وہ اپنی تجلی تو آشکار کریں

یہ کیا کہ بوسہ پہ منہ پھیر کر وہ بیٹھ گئے
جو پیار میں ہے برائی تو مجھ کو پیار کریں

خرامِ ناز سے محشر ہوا تو کچھ نہ ہوا
ابھی وہ چال کو آشوبِ روزگار کریں

رقیب دوست ہے اُن کا کہ ہے وفا دشمن
ہمیں وہ چاہنے والوں میں کیوں شمار کریں

اگر سنے کوئی بے رحم بے وفا جلاد
ہمارے نالہ و فریاد کیوں پکار کریں

بُرا کہا ہے مئے عشق کو بُرا سن کر
جنابِ شیخ ہمیں کیوں گناہ گار کریں

وہی فغاں وہی نالے ہیں کوئے غیر میں بھی
جنابِ دل مری مٹی نہ آپ خوار کریں

اگر ہزار کہے دو ہزار جھوٹی ہوں
عدو کی بات کا سرکار اعتبار کریں

جو کچھ بھی چاہنے والوں کی قدر ہو اُن کو
وہ میرے دل کو جگر سے لگا کے پیار کریں

جو آنکھیں ہیں تو ہیں بے نور دل ہے تو ویراں
کہیں تو اپنی تجلی وہ آشکار کریں

جگر سے آہ تو دل سے نکل گئے نالے
کوئی بتائے کہ اب کس کو رازدار کریں

حسنؔ جو دل ہی نے بچپن کا ساتھ چھوڑ دیا
کہو زمانہ میں پھر کس کا اعتبار کریں

ہم جاں بلب ہوں جب بھی رہیں وہ حجاب میں
اے برقِ آہ آگ لگا دے نقاب میں

کھل جائے حالِ دل نہ کہیں اضطراب میں
ہم کو بھی اپنے ساتھ چھپا لو حجاب میں

حسرت کا کام کیا دلِ ناکامیاب میں
اے عشق تو نے ڈال دیا کس عذاب میں

ہیں خود نمائیوں پہ امنگیں شباب میں
اب دیکھنا ہے چھپتے ہو کیوں کر حجاب میں

تنگ آکر آہ کرتے ہیں اب اضطراب میں
تم کو قسم ہے بیٹھے ہی رہنا حجاب میں

یہ ابر یہ گھٹا یہ چمن اور ایک جام
ہم کو ڈبو دے آج تو ساقی شراب میں

تدبیرِ وصل یہ ہے عدو کو بُرا لکھوں
جھنجلا کر آپ آئیں گے خط کے جواب میں

اقرار کر کے رکھتے ہیں ہر رات منتظر
مطلب یہ ہے کہ دیکھ نہ لے مجھ کو خواب میں

بوسے ہمارے کم ہیں زیادہ ہیں گالیاں
پھر جانچ لو اگر غلطی ہے حساب میں

پارہ کو آگ بجلیوں کو ابر چاہیے
دل منتظر مدد کا نہیں اضطراب میں

تم چھپ گئے تو وجہ ندامت ہوئی حلا
ڈوبے ہیں سر سے پاؤں تک آئینے آب میں

چل باد پائے نازکی باگیں لیے ہوئے
مجھ ناتواں کی خاک ہے تیری رکاب میں

اے شیخ ہم سے پوچھ مے عشق کے مزے
تیرے لیے تو زہر گھلا ہے شراب میں

ظالم نے دل پہ ہاتھ تسلی کو رکھ دیا
جب ہم کو لطف ملنے لگا اضطراب میں

کیا دل کے ساتھ سارے مزے بھی وہ لے گئے
کیف و سرور مے میں نہ لذت کباب میں

یاد حبیب ہم کو جگاتی ہے رات بھر
یہ رت جگے نہ دیکھے ہوں دشمن نے خواب میں

سب طالبان دید ہیں بے خود پڑے ہوئے
اب کیوں چھپے تمہاری تجلی نقاب میں

اک آہ بھی تو کرنے نہ پائے تھے دل جلے
ہے داغ ماہ میں تو جلن آفتاب میں

تم نے عتاب میں جو نہ کہنا تھا کہہ لیا
رہ جائے کتنی گر میں کہوں کچھ جواب میں

میں نے سوال بوسہ کیا بلکہ لے لیا
اب کوسنے سناتے رہیں وہ جواب میں

اس نازکی پہ غیر کے گھر سے نکل چکے
دکھ جائیں ان کے پاؤں جو آئیں وہ خواب میں

اے دل تجھے قرار نہیں اُن پہ بس نہیں
کم بخت تو نے ڈال دیا کس عذاب میں

اُن کے کرم کو خاص توجہ ہے اس طرف
خوبی ہے کوئی تو مرے حالِ خراب میں

یہ چاہتی ہیں عفو و شفاعت کی لذتیں
سب کے گناہ کاش ہوں میرے حساب میں

ساقی شراب عشق کہ زاہد نہیں حسنؔ
اُلجھا رہے جو فکر ثواب و عذاب میں

ردیف واؤ

ہمدمو کیا پوچھتے ہو عشق کے آزار کو
کوسنے دیتا ہوں رو رو کر دلِ بیمار کو

سچ کہو تسکین دوں میں اپنی جانِ زار کو
سچ کہو سچا ہی سمجھوں وعدۂ دیدار کو

چشمِ تر پر لے کے عکسِ عارضِ دل دار کو
دیکھیے جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَهَا الۡاَنۡهٰار کو

عاشقوں کے ہوش کھوتا ہے یہ اندازِ خرام
دورِ ساغر جانتا ہوں میں تری رفتار کو

حالِ شوریدہ سری میں کیا کہوں اے سنگ دل
کچھ ہے در کو آگہی کچھ علم ہے دیوار کو

بے ترے دیکھے جو دم بھر چین آیا ہو کبھی
عمر بھر آنکھیں مری ترسیں ترے دیدار کو

تو چلا کیا پاس سے اٹھ کر خدائی پھر گئی
گردشِ قسمت کہوں گا میں تری رفتار کو

گر ترے وحشی ثنائے عارضِ رنگیں کریں
دامنِ گل جیسی بنا دیں دامنِ کہسار کو

ہاں اٹھا دے پردۂ رخ ہاں دکھا دے حسنِ گرم
سرد کر دے آفتابِ حشر کے بازار کو

کیا کہوں میں کس قیامت کے مزے ہیں چال میں
بس چلے تو دل میں ٹھہرا لوں تری رفتار کو

ہم کو دنیا سے گنوا کر آپ نے کچھ پا لیا
سر ہمارا کاٹ کر کچھ پھل ملا تلوار کو

صبح ہونے آئی چین اس کو کسی پہلو نہیں
کروٹیں کب تک بدلواؤں دلِ بیمار کو

ہائے رو رو کر کفِ افسوس ملیے تا بکے
ہائے کیوں چھوڑا تھا ہم نے دامنِ دل دار کو

دیکھنا ہو گر نگاہِ مستِ ساقی کا کمال
شیخ لے آئیں کسی ہشیار سے ہشیار کو

پیاس سے دم بھی نکلتا ہو تو وہ منہ پھیر لے
حور دے گر جامِ کوثر تشنۂ دیدار کو

آنکھ جب لگ جائے تو پھر آنکھ لگتا ہے محال
دیکھوں کیوں کر خواب میں اس دولتِ بیدار کو

ہجر کی راتیں ہیں میں ہوں اور میری بے کسی
دے خدا توفیقِ خیر اس بے سبب آزار کو

وہ چلے ہم پس گئے کیسا جنازہ کس کی گور
ان بکھیڑوں سے غرض کیا پائمالِ یار کو

دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھامے بیٹھا ہے حسنؔ
یا خدا اب کون پکڑے دامنِ دل دار کو

جو دم بھر دیکھ لوں میں عارضِ رنگیں کے جوبن کو
تو داماں نظر پر رشک ہو گل چیں کے دامن کو

دمِ گلگشت رنگِ تازہ بخشا تو نے گلشن کو
ترے جلوہ نے پھولوں سے بھرا پھولوں کے دامن کو

ترے وحشی نے چھوڑیں یادگاریں دشت میں کیا کیا
کہیں ڈالا گریباں کو کہیں پھینکا ہے دامن کو

عداوت سے محبت ہے محبت سے عداوت ہے
وہ دشمن دوست کو سمجھے ہوئے ہیں دوست دشمن کو

کریں گے شوق پیدا دل میں تجھ سے قتل ہونے کا
لگائیں گے تری تلوار کے ڈورے پہ گردن کو

وہ میرا وقتِ رخصت اُن سے رو رو کر قسم لینا
وہ اُن کا منتیں کر کے چھڑانا اپنے دامن کو

بہار آئی اڑائے پھرتی ہے عشاق کو وحشت
کبھی گلشن سے صحرا کو کبھی صحرا سے گلشن کو

کسی کی یادِ عارض کام دے جائے گی دونوں کا
نہیں کچھ احتیاجِ شمع و گل عاشق کے مدفن کو

بہار آیا کرے اُن کی گلی سے ہم نہ اٹھیں گے
کسے ہے اتنی فرصت کون جائے سیرِ گلشن کو

لگی ہے خاک اس میں خاکسارانِ محبت کی
نہ ٹھکراتے چلو دیکھو سنبھالو اپنے دامن کو

جو عاشق ہے وہی اس رمز کے مطلب کو پہنچے گا
کہ دل سے کیوں زیادہ چاہتا ہوں اپنی گردن کو

تبسم لب پہ خنجر کف ڈھیلا ہاتھ منہ پھیرے
بڑی بے دردیوں سے کاٹتے ہو میری گردن کو

نہ ٹھہرا وہ شہِ خوباں کہاں کی خاک عاشق کی
ذرا او جانے والے روک لینا اپنے توسن کو

رقیبوں کی نہ سنتے ایک بھی وہ اے حسنؔ ہرگز
جو سن لیتے کسی دن دل لگا کر میرے شیون کو

حالِ مرگِ بے کسی سن کر اثر کوئی نہ ہو
سچ تو یہ ہے آپ سا بھی بے خبر کوئی نہ ہو

جلوہ کر تو دیکھیے بے پردگی کیسی حضور
لطف یہ ہے بزم میں سب ہوں مگر کوئی نہ ہو

پردۂ دل داری تک ہیں یہ ساری تابشیں
جب نقاب اٹھ جائے تو شمس و قمر کوئی نہ ہو

واہ رے قسمت اُدھر وہ ہوں عدو ہو بزم ہو
میں ہوں میری بے کسی ہو اور اِدھر کوئی نہ ہو

کب تحمل ہو سکے محرومیِ دیدار کا
کیوں کہوں میں کشتۂ تیغِ نظر کوئی نہ ہو

ہاں مصیبت ہی سے کھلتے ہیں محبت کے مزے
لطفِ اُلفت کیا اگر بیداد گر کوئی نہ ہو

یا وہی آ جائیں گے یا جان سے جاؤں گا میں
وہ مرا نالہ نہیں جس میں اثر کوئی نہ ہو

کیوں ہوں یہ رُسوائیاں گر آپ ہرجائی نہ ہوں
خاک بر سر، آہ بر لب، در بدر کوئی نہ ہو

وہ اگر آ جائیں مشتاقِ لقا کے سامنے
جس میں سوالاکھ نہ ہوں ایسی نظر کوئی نہ ہو

دیکھ کر جلوہ کسی کا عالم رویا میں آہ
جب اٹھوں خوش ہو کے تو پیش نظر کوئی نہ ہو

ہائے دشمن دیکھیں اُن کے اُٹھتے جوبن کی بہار
ہائے میں کوئی نہ ہوں میری نظر کوئی نہ ہو

کیا مزے کی آرزو ہے کیا مزے کی جستجو
یار کے گم کردہ رَہ کا راہبر کوئی نہ ہو

سرگزشتِ عاشقاں کا حال کچھ کھلتا نہیں
عشق ہے وہ مبتدا جس کی خبر کوئی نہ ہو

رشک کہتا ہے کہ خود ہی جاؤں لے کر خطِ شوق
نامہ بَر کوئی نہ ہو پیغام بَر کوئی نہ ہو

کیوں کوئی واقف ہو راہِ منزلِ محبوب سے
میری ہمراہی میں اے گردِ سفر کوئی نہ ہو

وہ اگر بے پردہ ہو جائیں تو عالم ہو تباہ
اس گلی میں ہو زمانہ اپنے گھر کوئی نہ ہو

زُلف کے سودے میں دل دے کرنہ پچھتائے کوئی
نفع کی کیا قدر ہو جب تک ضرر کوئی نہ ہو

وائے قسمت توڑ لے سب کو ترا تیرِ نظر
اس میں دل ہو یا جگر اپنا جگر کوئی نہ ہو

اب تو سودائے محبت کا ضرر ہی نفع ہے
اب کہاں وہ دن کہ ڈرتے تھے ضرر کوئی نہ ہو

اس تمنا پر کٹے مرتے ہیں مشتاقانِ قتل
یار پر قربان ہم سے پیشتر کوئی نہ ہو

کیوں کروں رُسوا کسی کو کیوں کہوں میں حالِ دل
جان جائے یار ہے پر چارہ گر کوئی نہ ہو

عاشقِ مہجور کی صورت پہ ہے کیا بے کسی
مہرباں جیسے کسی کے حال پر کوئی نہ ہو

عاشقوں سے حال ملتا ہے کچھ اُس کم بخت کا
دل میں جس کے درد ہو اور چارہ گر کوئی نہ ہو

وہ قیامت کی گھڑی ہے طالبِ دیدار پر
جب اُٹھے پردہ تو پردے کے اُدھر کوئی نہ ہو

وہ نہ آئیں میرے گھر وہ جائیں میرے پاس سے
جذبۂ دل ایسی شام ایسی سحر کوئی نہ ہو

عشق میں بے تابیاں ہوتی ہیں چین اے حسنؔ
جس قدر بے چین تم ہو اس قدر کوئی نہ ہو

تو نے منہ پھیر لیا چھوڑ کے بسمل مجھ کو
یہ تو امید نہ تھی تجز قاتل مجھ کو

یادِ جاناں میں عجب لطف ہے حاصل مجھ کو
اے خدا اور اک ارمان بھرا دل مجھ کو

آج برسوں میں نظر آئی ہے اُس کی صورت
دم تو لینے دے ذرا خنجر قاتل مجھ کو

اس عنایت کا میں کیا شکر کروں اے ظالم!
تو نے سمجھا تو کسی جور کے قابل مجھ کو

کس نے دزدیدہ نگاہی سے مجھے دیکھ لیا
نظر آتا نہیں پہلو میں مرا دل مجھ کو

رنگ پر شوقِ شہادت کی بہاریں آئیں
کہ ہے پھولوں کی چھڑی خنجر قاتل مجھ کو

جلوۂ شاہدِ حقیقت نظر آ جائے
میری ہستی نہ ہو گر پردۂ حائل مجھ کو

پیار کرتا ہے مرا دل تو تجھے اے ظالم
لطف تو جب ہے کرے پیار ترا دل مجھ کو

دیکھ لے میرے تڑپنے کا تماشا لیکن
اس طرح چھوڑ نہ جانا مرے قاتل مجھ کو

لیے جاتا ہے غبارِ پسِ محمل اے قیس!
آسرے آسرے میں سینکڑوں منزل مجھ کو

یا الٰہی یہ امانت میں خیانت کیسی
کیا غضب ہے نہیں دیتے وہ مرا دل مجھ کو

ہائے اے حسرت دیدار تری مایوسی
ذبح منہ پھیر کے کرتا ہے وہ قاتل مجھ کو

ایک مٹھی بھی ہو گل کی جو قفس میں صیاد
یوں نہ بے چین رکھے شورِ عنادل مجھ کو

میرے نالوں سے وہ اور اس کی تپش سے میں تنگ
کوستا ہوں میں کبھی دل کو کبھی دل مجھ کو

دل کے بدلے میں نہ دو بوسۂ رخ بھیک میں دو
نہیں عاشق نہ سہی جان لو سائل مجھ کو

ہائے مجبوریِ اُلفت کہ مرے دشمن نے
پاؤں پڑتے ہوئے دیکھا سرِ محفل مجھ کو

کالے کوسوں حسنؔ اُس زلف کا سودا لے جائے
پاؤں پڑ پڑ کے نہ روکے جو سلاسل مجھ کو

حسین و نازنیں ہو خوش اَدا و دل رُبا تم ہو
ہزاروں میں تمھیں تم ہو جو کچھ بھی باوفا تم ہو

کہوں گا تو یہی اب مجھ سے خوش ہو یا خفا تم ہو
مرے بس میں ہے جب تک دل جبھی تک آشنا تم ہو

مرے اغیار سے تم کو محبت سی محبت ہے
مرے نزدیک مجھ سے بھی زیادہ بے وفا تم ہو

جگر کا درد وہ کچھ بے قراری دل کی ایسی کچھ
اگر اب بھی نہ پوچھا کس مرض کی پھر دوا تم ہو

نہ دیتا دل کبھی خوش ہوتے مجھ سے یا خفا رہتے
اگر معلوم ہو جاتا کہ ایسے بے وفا تم ہو

ابھی کا ماجرا ہے دل مرا میری بغل میں تھا
کوئی آیا ہو تو میں نام لوں یا میں ہوں یا تم ہو

یہ دردِ عشق ہے یہ ان طبیبوں سے نہ جائے گا
مجھے آرام کیا ہو میرے دکھ کی تو دوا تم ہو

نرالی خود نمائی ہے کہ اک عالم سے پردہ ہے
نئی پردہ نشینی ہے کہ عالم آشنا تم ہو

تمہارے حسنِ رنگیں کی بہاریں ہیں بہاروں پر
وہی فردوس ہے جس بزم میں رونق فزا تم ہو

محبت حضرتِ دل ایک دن دم پر بنا دے گی
قضا آئی ہے جو یوں مائل حسن ادا تم ہو

مرا دل لے چکے ہو بوسہ دینے میں تامل ہے
کہو اب خود غرض میں ہوں کہ مطلب آشنا تم ہو

شرابِ عشق سے پرہیز کیسا حضرتِ ناصح
مبارک ہو یہ تقویٰ تم کو ایسے پارسا تم ہو

حسن کیوں ہم نہ کہتے تھے محبت سخت آفت ہے
چھٹیاں دل لگانے سے کہو اب ہم ہیں یا تم ہو

شکیبِ جاں ہو قرارِ دلِ حزیں تم ہو
ہمارے درد کی دارو تو بس تمہیں تم ہو

عدو کے رونقِ محفل ہو یا کہیں تم ہو
بس ایک آہ میں اے مہرباں یہیں تم ہو

نہ مہر کی یہ تجلی نہ ماہ کا یہ فروغ
ہمارے دل سے جو پوچھو تو بس تمہیں تم ہو

نشانہ تیرِ نظر کا بناؤ دل کو مگر
اُٹھا کے پردہ ذرا دیکھ لو یہیں تم ہو

مزے چکھاؤں تمہیں بھی نگاہِ حسرت کے
خدا کرے کہ یہاں وقتِ واپسیں تم ہو

عدو کی بزم ہے اور رات دن کے جلسے ہیں
مجھے گماں تھا کہ میرے ہی دل نشیں تم ہو

یہ بارِ تیغ یہ مجھ سخت جاں کو کرنا قتل
یہ کیا غضب ہے کہ اس پر بھی نازنیں تم ہو

یہ میرے سامنے اغیار سے ملی کیسی
پھر اُس پہ کہتے ہو بے باک میں نہیں تم ہو

اُنھوں نے خواب میں آنے سے بھی اُٹھایا ہاتھ
بُرا کیا جو کہا میں نے نازنیں تم ہو

خدا خودی کو مٹائے دوئی اُسی کی ہے
جو یہ نہ ہو تو تمہیں ہم ہیں اور ہمیں تم ہو

حسنؔ کے عشق کا تم کو نہ اعتبار ہوا
کسے خبر تھی کہ اِس درجہ بے یقیں تم ہو

پردے سے گر تجلیِ یار آشکار ہو ❁ پروانہ بزم میں نہ چمن میں ہزار ہو

کب تھا ہمیں نصیب کہ پہلو میں یار ہو ❁ دنیا ہو اور جذبِ دلِ بے قرار ہو

کچھ سوزِ عشق دل سے اگر آشکار ہو ❁ بادِ بہار تک نفسِ شعلہ بار ہو

بیدادِ چرخ اس کے لیے مشغلہ ہے ❁ جلاد جس کے دل پہ تجھے اختیار ہو

کہتے نہ تھے کہ کوئی بُرا مان جائے گا ❁ لے اور بے قرار دلِ بے قرار ہو

جب اپنی جان آپ کو سارا جہاں کہے ❁ کیسے پھر آپ کا ہمیں کیا اعتبار ہو

اللہ اب تو داد کو پہنچیں یہ حسرتیں ❁ وہ پوچھتے ہیں کس کے لیے بے قرار ہو

پہلو میں ایک دم نہیں رہتے قرار سے ❁ میرے لیے تو تم بھی دلِ بے قرار ہو

جو کچھ عدو نے مجھ کو کہا میں اگر کہوں ❁ تم کیوں خفا ہو تم کو وہ کیوں ناگوار ہو

جب اپنی ضد پہ آتے ہو پھر مانتے نہیں ❁ تم آدمی ہو یا دلِ بے اختیار ہو

دشمن مجھے بُرا نہ کہیں گر تو کیا کہیں ❁ شکوہ یہ ہے کہ دوست کو کیوں اعتبار ہو

اظہارِ حالِ ہجر سے اُمیدِ وصل ہے ❁ یہ کون چاہتا ہے کہ تم شرمسار ہو

تم دل میں آ گئے تو بنے درد جاں گزا ❁ جب چل کھڑے ہوئے تو شکیب و قرار ہو

دل آخر عدو کے چمکنے سے جل گیا ❁ ہاں اب شریکِ آہ دمِ شعلہ بار ہو

زحمت کشِ فراق ہیں وہم و خیال بھی ❁ اب کس اُمید پہ کوئی اُمیدوار ہو

اچھا کیا جو تم نے حسنؔ چھوڑ دی شراب
یہ ذکر میرے سامنے کیوں بار بار ہو

ہیں شوخیاں وہاں تو یہاں اضطراب ہو
اب اُن کی بات بات کا اے دل جواب ہو

تم ہو چمن ہو میں ہوں شب ماہ تاب ہو
بانہیں گلے میں دور میں جامِ شراب ہو

چھپ کر ہزار پردوں میں جو آفتاب ہو
کیسی قیامت آئے اگر بے حجاب ہو

گو سینکڑوں حجاب ہیں پر بے حجاب ہو
ذرے بتا رہے ہیں کہ تم آفتاب ہو

جس کی نقاب رشکِ صد آفتاب ہو
کیا ہو جو دفعۃً وہ صنم بے حجاب ہو

ہو کر غبار ان کی گلی میں اڑا کروں
مٹی میں مل کے کیوں مری مٹی خراب ہو

قابو سے نکلے جاتے ہو کن شوخیوں کے ساتھ
میری بغل میں تم دلِ پُر اضطراب ہو

در کارِ خیر حاجتِ ہیچ استخارہ نیست
ساقی بہار آئی ہے دورِ شراب ہو

عاشق کے قلب و چشم میں رہتی ہیں حسرتیں
تم کس کے دل کے چین کن آنکھوں کے خواب ہو

فرقت میں کچھ تو لطف دکھائیں مصیبتیں
دم کھینچ کے سے ہو جل کے مرا دل کباب ہو

ہنگامہ گرم کن ہوں جو محشر میں حسن و عشق
تیرا جواب ہو نہ ہمارا جواب ہو

دو دن مزے دکھا کے بلا میں پھنسا گئے
تم موسمِ بہار ہو عہدِ شباب ہو

اُن کی گلی سے وحشتِ مصیبت میں لا دھرا
اے وحشتِ جنوں تیرا خانہ خراب ہو

اے برق دم میں منہ سے کلیجہ نکل پڑے
تجھ میں ہمارے دل کا اگر اضطراب ہو

عرضِ گنہ کو طولِ قیامت تو بس نہیں
شاید شبِ فراق میں میرا حساب ہو

دورِ جہاں اشارے پہ چلتا ہے رات دن
پھیریں نہ آپ آنکھ نہ یہ انقلاب ہو

بے ہوش ہے زمانہ یہ رفتار دیکھ کر
تم اس خرامِ مست سے دورِ شراب ہو

کہتے ہیں ذرّے خاک نشینوں کی خاک کے
پھیرو ہمارے دن بھی اگر آفتاب ہو

محشر میں داد خواہ ہیں بے خود پڑے ہوئے
کس نے کہا تھا تم سے کہ تم بے حجاب ہو

روشن اگر کرو نہ مرا گھر تو مجھ کو کیا
تم چودھویں کے چاند ہو یا آفتاب ہو

ہم خاک ہو گئے ہیں فقط اس اُمید پر
شاید کبھی وہ نقشِ قدم دستیاب ہو

غفلت نے کر دیا دلِ مشتاق کا یہ حال
اب وہ ستم بھی ڈھائیں تو اُن کو ثواب ہو

بے مہریوں سے تم نے تو اندھیر کر دیا
ہم نے سنا تھا مہر میں تم آفتاب ہو

دیکھے تو کوئی چرخ بد اختر کا انقلاب
آنکھوں میں تو نہ ہو مرے طالع میں خواب ہو

حیرت ہو چشمِ شوق کو جس کے جمال سے
پردے سے باہر آ کے وہ کیا بے حجاب ہو

بے چین ہیں وہ میری شبِ وصل بے طرح
مر جاؤں میں جو ہجر میں یہ اضطراب ہو

افسوس ہے کہ آپ کے دامن کے دور میں
یوں خاکِ پائمال کی مٹی خراب ہو

محرم بنائے جلوۂ رنگیں ترا جسے
وہ آئنہ بہشت بریں کا جواب ہو

ہم جاگ کر شبِ فرقت سحر کریں
سوئے ہوئے نصیب کی آنکھوں میں خواب ہو

کیوں کر نہ چشمِ شوق کی حسرت پہ پی ڈر کے
جب وہ ہوں بے حجاب تو دل کو نہ تاب ہو

عاشق کے دل سے لطف و کرم کو غرض نہیں
کچھ مہربان ہو تو نگاہِ عتاب ہو

ہم بھی ستائیں دل کو ہمیں بھی بتائیے
بے کس پہ ظلم کرنے میں گر کچھ ثواب ہو

پردے اٹھا دے محفلِ طور و کلیم کے
او منہ چھپانے والے ذرا بے حجاب ہو

جب پیشِ حسن تنگ ہو وسعت جہان کی
پھر آئنہ کے گھر میں ترا کیا جواب ہو

دشمن پہ لطف کیجیے مجھ کو ستائیے
جس پر عنایتیں ہوں اُسی پر عتاب ہو

شوقِ لقا میں آپ سے باہر ہے اک جہاں
او چھپنے والے ذوق سے اب بے حجاب ہو

تم جس کے دل کے چین ہو وہ مضطرب رہے
تم جس کی جان ہو اُسے جینا عذاب ہو

کچھ بھی نہ ہو تو دل کی تسلی ہو کس طرح
خوئے کرم نہیں نہ سہی کچھ عتاب ہو

سن کر سوالِ وصل نہ نکلا زباں سے کچھ
تم کو تو لوگ کہتے تھے حاضر جواب ہو

عاشق کے ہوش کھوتی ہوں جن کی تجلیاں
وہ بے حجاب ہو کے بھی کیا بے حجاب ہو

ہر چشمِ کور چشمۂ آبِ بصر بنے
اندھوں میں جلوہ گر جو مرا آفتاب ہو

بے چینیوں کا اُن کو یقین اب نہ آئے گا
جب دل نہ ہو بغل میں تو کیوں اضطراب ہو

اُس کے جمال کی کوئی کیا تاب لا سکے
جس کی نقابِ رخ کا لقب آفتاب ہو

خواہش ہے آبرو کی تجھے گر تو اے حسنؔ
جا کر نجف میں خاکِ درِ بوتراب ہو

جورِ تازہ سے خفا اے دلِ ناشاد نہ ہو
وہ تو معشوق نہیں جو ستم ایجاد نہ ہو

مجھ سے تم کہتے ہو تم شاکیِ بیداد نہ ہو
دل جو دُکھ جائے تو ممکن ہے کہ فریاد نہ ہو

میں تمھیں یاد کروں تم کو مری یاد نہ ہو
اور پھر کہتے ہو مضطر نہ ہو ناشاد نہ ہو

دل خفا، یار خفا، دستِ عدو، چرخ خلاف
مجھ سا بدبخت کوئی عاشقِ ناشاد نہ ہو

پھیر دو شوق سے دشمن کے گلے پر خنجر
کون کہتا ہے کہ تم بانیِ بیداد نہ ہو

چٹکیاں لے کے مرا دل وہ دکھا دیتے ہیں
اس پہ یہ قید کہ بس نالہ و فریاد نہ ہو

پھوٹے وہ آنکھ نہیں شوقِ نظارہ جس کو
خاک ہو جائے وہ دل جس میں تری یاد نہ ہو

اور کیا چاہیے وہ آپ ستاتے ہیں مجھے
اب بھی گر چین نہیں تو دلِ ناشاد نہ ہو

ایک دم چین سے ٹھہرا ہو جو دل ہجر کی شب
آپ کے وصل سے کم بخت کبھی شاد نہ ہو

لطف اِن شستہ مضامیں میں کہاں سے آئے
اے حسنؔ گر کرمِ حضرتِ اُستاد نہ ہو

فدائے مے کدہ کو بھی عنایت اک پیالا ہو
مرے ساقی ترا دونوں جہاں میں بول بالا ہو

نقاب اُلٹے ہوئے تشریف لے آئیں وہ پہلو میں
مرے ظلمت کدے میں بھی کبھی یا رب اُجالا ہو

ٹھکانا دونوں عالم میں نہیں اُس خانہ ویراں کا
جسے اے دوست تو نے اپنے کوچہ سے نکالا ہو

نہ اُٹھے سخت جانی نازکی کی شرم رہ جائے
الٰہی مرتے دم قاتل سے میرا منہ اُجالا ہو

جہاں غش دل پھڑکتے سر جھکے آنکھیں جھپکتی ہیں
کہیں ایسا نہ ہو پردے سے اُس نے منہ نکالا ہو

خبر سن کر وہ میری نزع کی ہنستے ہوئے آئیں
مبارک یا الٰہی مجھ سے بگڑے کا سنبھالا ہو

فقیروں کو بھی اک بوسہ خدارا اپنے صدقہ میں
فروغِ حسن تیرا روز دونا ہو دوبالا ہو

نہ کیوں کر اشک بھر آئیں دلِ مجروح کے دُکھ پر
اسے یوں خاک و خوں میں دیکھیں جو نازوں کا پالا ہو

حسنؔ تقدیر پر اس کے ہزاروں رند صدقے ہوں
جسے جھکتے ہوئے گرنے میں ساقی نے سنبھالا ہو

یہ اپنے چاہنے والوں کا حال کرتے ہو
کمال کرتے ہو صاحب کمال کرتے ہو

تمہاری چال میں انداز ہے قیامت کا
قدم قدم پہ مجھے پامال کرتے ہو

انہوں نے دیکھیے کیا کیا جواب سوچے ہیں
وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کیا سوال کرتے ہو

ذرا سے حرفِ تمنا پہ اس قدر غصہ
ذرا سی بات کا اتنا ملال کرتے ہو

جو میں نے بوسہ لبوں کا لیا بگڑ بیٹھے
اسی زبان سے عہدِ وصال کرتے ہو

تمہارے ہجر کے بیمار روز مرتے ہیں
کسی مریض کی بھی دیکھ بھال کرتے ہو

میں اور چاہوں کسی اور کو نہیں ممکن
خدا کے واسطے کیا احتمال کرتے ہو

غضب ہے قہرِ خدا سے بھی تم نہیں ڈرتے
خدا کے بندوں کو یوں پائمال کرتے ہو

تم اور وصل کی خواہش پھر ایسے ظالم سے
حسنؔ خدا کے لیے کیا سوال کرتے ہو

کون کہتا ہے کہ آ کر دیکھ لو ❁ حال عاشق کا بُلا کر دیکھ لو
دم ہے آنکھوں میں مریضِ ہجر کا ❁ جھوٹ کہتا ہوں تو جا کر دیکھ لو
مرنا جینا ہے تمہارے ہاتھ میں ❁ دل سے جا کر دل میں آ کر دیکھ لو
جھوٹ سچ کا حال ابھی کھل جائے گا ❁ دشمنوں کو آزما کر دیکھ لو
پوچھتے کیا ہو کہ دل میں کون ہے ❁ لو یہ آئینہ اُٹھا کر دیکھ لو
کس طرح غش کھا کے گرتا ہے کوئی ❁ یہ تماشا منہ دکھا کر دیکھ لو
ایک آئینہ میں تجلی بند ہے ❁ وقتِ شوخی دل میں آ کر دیکھ لو
اس نزاکت پر یہ دعوی قتل کے ❁ پہلے خنجر تو اُٹھا کر دیکھ لو
کیوں بتائیں یادگارِ وصلِ غیر ❁ آپ آئینہ منگا کر دیکھ لو
پوچھنا یہ ہے کہ پوچھو مجھ سے حال ❁ دیکھنا یہ ہے کہ آ کر دیکھ لو
ہے یہ بختوں سے زینتِ حُسن کی ❁ سرمہ آنکھوں میں لگا کر دیکھ لو
غیر سے بے سوچے سمجھے میل جول ❁ پہلے کچھ دن آزما کر دیکھ لو
ہاتھ سے جاتا رہے گا دل ابھی ❁ میرے دل سے ہاتھ اٹھا کر دیکھ لو
امتحانِ غیر پر رنجش عبث ❁ غیر جی تم منہ لگا کر دیکھ لو
دیکھنے والے کی آنکھیں پھوٹ جائیں ❁ اب تو تم پردہ اٹھا کر دیکھ لو
حضرتِ دل پھر چلے دشمن کے گھر ❁ آپ کے وہ منہ چھپا کر۔ دیکھ لو

وہ اگر دیکھے تو آنکھیں پھوٹ جائیں
تم حسنؔ کو چھپ چھپا کر دیکھ لو

وقتِ جلوہ بے خود و مدہوش شیدا کیوں نہ ہو
یہ تماشا ہو تو پھر ایسا تماشا کیوں نہ ہو

جب ترے جلوے کو طرز خود نمائی ہے پسند
سیکڑوں پردوں میں چھپ کر عالم آرا کیوں نہ ہو

ایک ہی جلوہ نے روشن کر دیے دونوں جہاں
کیوں نہ ہو اے آفتاب عالم آرا کیوں نہ ہو

خواہشیں اپنی فدا کر دے رضائے دوست پر
پھر میں دیکھوں چاہنے والے کو چاہا کیوں نہ ہو

جس گھڑی تک وہ رہیں وہ کس طرح دیکھوں انھیں
جس گھڑی تک میں رہوں میں مجھ سے پردہ کیوں نہ ہو

مجھ سے میں جب تک گما ہوں ان کو پا سکتا نہیں
ڈھونڈلوں مجھ کو اگر میں ان سے ملنا کیوں نہ ہو

بے خودی کا قول ہے گمنے میں ملنا ہے نہاں
ہوش کہتے ہیں کہ ملنا ہو تو گمنا کیوں نہ ہو

آپ کے نقشِ قدم کو خاک سے کیوں ربط ہے
دل کا ٹکڑا کیوں نہ ہو آنکھوں کا تارا کیوں نہ ہو

دیکھنے والے کی آنکھیں بند ہونی چاہئیں
پھر میں دیکھوں پردہ والوں کا نظارا کیوں نہ ہو

گرنے والی بجلیاں آنکھ اُٹھنے دیں ممکن نہیں
بے حجابی جلوۂ جاناں کا پردہ کیوں نہ ہو

جان اگر ہو جان تو کیوں کر نہ ہو تجھ پر نثار
دل اگر ہو دل تری صورت پہ شیدا کیوں نہ ہو

تیرے جلوے ہیں زمانہ سے نرالے اے حسیں
تیرے جلووں پر فدا سارا زمانہ کیوں نہ ہو

ناصیہ سا ہیں درِ دلبر پر اللہ رے نصیب
اب تو سر اُٹھتا نہیں محشر ہی برپا کیوں نہ ہو

موت اور ان کی گلی کی، صدقے ایسی موت پر
زندگی کا لطف اس مرنے سے پیدا کیوں نہ ہو

اپنی ہستی سدِّ راہِ وصلِ جاناں ہے حسنؔ
ہم اگر گم جائیں تو پھر ان سے ملنا کیوں نہ ہو

بے خود دیدار کی تربت پہ میلہ کیوں نہ ہو
اُن کے جلوہ کا تماشائی تماشا کیوں نہ ہو

چوٹ جب دل پر لگے فریاد پیدا کیوں نہ ہو
اے ستم آرا جو ایسا ہو تو ایسا کیوں نہ ہو

دلبر آنکھیں ہوں تو پھر دل کیوں ٹھکانے سے رہے
دل نشیں صورت ہو تو دل میں ٹھکانا کیوں نہ ہو

آپ ہی فرمایئے دل مفت دیتا ہے کوئی
آپ ہی انصاف کیجئے پھر تقاضا کیوں نہ ہو

جائے حیرت ہے عدوئے غیر سے تم خوش نہیں
جو بُرے کا ہو بُرا اچھے کا اچھا کیوں نہ ہو

جو وہ چاہیں گے وہ ہوگا اب وہ جو چاہیں کریں
دل ہی جب چاہے انھیں پھر اُن کا چاہا کیوں نہ ہو

حسرتِ پابوسِ جاناں میں ہوئے ہیں خاک ہم
ذرّہ ذرّہ محشرستانِ تمنا کیوں نہ ہو

تم سوالِ وصل سن کر ڈال دو ممکن نہیں
چھوڑ دوں پاسِ نزاکت میں تو پھر کیا کیوں نہ ہو

جب کرم ہو حسن کا جب مہربانی عشق کی
پھر وہ میری کیوں سنیں پھر اُن کا کہنا کیوں نہ ہو

دل کا تنگ آ کر دعا کرنا نہ ہو ایسوں سے میل
اُس ستم آرا کا جھنجلا کر یہ کہنا کیوں نہ ہو

حسن کی سرکار کا اِنصاف تو دیکھے کوئی
ضبط کر لینے سے مطلب دل کسی کا کیوں نہ ہو

جب دیت ہو جلوۂ جاناں قتیلِ عشق کی
زندۂ جاوید اُن کا مرنے والا کیوں نہ ہو

اُن کے دل کو کچھ بھی گرمائے جو آہ آتشیں
سوزِ فرقت سے کلیجہ دل کا ٹھنڈا کیوں نہ ہو

جب چھکا کر مست کر دے گردشِ چشمِ حبیب
رندِ مے آشام کا پھر دور دورا کیوں نہ ہو

چارۂ آزارِ اُلفت سے ہے پرہیز اے حسنؔ
چارہ گر اپنے زمانے کا مسیحا کیوں نہ ہو

ردیف ہائے رموز

جو جگر تھامے چلے آتے تھے فریاد کے ساتھ
رنگ لائے ہیں وہی اب دلِ ناشاد کے ساتھ

آگ سینے میں بھڑک اٹھتی ہے فریاد کے ساتھ
کیا گزرتی ہے مرے ہیں دلِ ناشاد کے ساتھ

کچھ بھی تاثیر جو آ جائے تو اِن شاء اللہ
دوڑتے آپ چلے آئیں گے فریاد کے ساتھ

آنکھ وہ آنکھ جسے ہجر میں روتے گزرے
دل ہے وہ دل جو گزر جائے تری یاد کے ساتھ

عندلیبانِ چمن بندۂ بے دام بنے
ہو لیے چھوڑ کے گلشن مرے صیاد کے ساتھ

جاں کنی سینہ دری ہو تو قرار آ جائے
فتنہ گر لاکھ بکھیڑے ہیں تری یاد کے ساتھ

کیوں چلے آتے ہو بے تاب کلیجہ تھامے
تم کو کچھ ضد ہے مرے نالہ و فریاد کے ساتھ

سینہ میں خاک جگہ دوں ترے ارمانوں کو
چین سے کوئی رہا ہے دلِ ناشاد کے ساتھ

اُن کا پردہ سے نکلنا کہ فدائی تھا جہاں
رابطہ عشق کو ہے حسنِ خدا داد کے ساتھ

کس سے ملتے ہو حسنؔ خیر ہے کیا کرتے ہو
کچھ عداوت ہے تمھیں کیا دلِ ناشاد کے ساتھ

مے سے میں نے کب کی توبہ
توبہ توبہ کیسی توبہ

شیخ نہ جنت میں بھی پیے مے
جب جانیں، ہے پکی توبہ

میں اور عشق بتوں کا ناصح
تو اور جھوٹ الٰہی توبہ

زاہد کی کم فہمی دیکھو
مے تو نہ کھینچی کھینچی توبہ

کیوں دل عشق نہ چھوڑا تو نے
ہم نے دیکھی تیری توبہ

دے اے ساقی جام لبالب
فصلِ گل میں کیسی توبہ

شیشہ اٹھا کر طاق سے ہم نے
طاق پہ ساقی رکھ دی توبہ

جو صہبائے ولا سے روکے
ایسے زہد سے اپنی توبہ

توبہ کرو اے حضرتِ واعظ
عہدِ شباب میں کیسی توبہ

پیرِ مغاں کے ہاتھ پہ زاہد
آج حسنؔ نے توڑی توبہ

ردیف یائے تحتانی

صدقے ہو کر یہ مرے شوخ پہ کیا آتی ہے
فتنے کے عطر میں ڈوبی جو حیا آتی ہے

قلق و درد و سوزشِ دل نالہ و آہ
شبِ غم آتی ہے یا کوئی بلا آتی ہے

ذبح کرنے کو جو بیٹھے تھے تو کچھ شرم نہ تھی
اب مری لاش پہ آنے سے حیا آتی ہے

کس طرح قافلۂ اہلِ عدم کو ڈھونڈیں
نقشِ پا ہی ہے نہ آوازِ درا آتی ہے

تیرا کوچہ ہے عجب گلشنِ دلچسپ اے بت
دور تک خلقِ خدا رو بہ قضا آتی ہے

دلِ بے تاب اس اُمید کو بھی رو کہ وہاں
داستاں گو کو بلایا ہے حنا آتی ہے

دل اور اُس زلف میں پھنس جائے خدا کی قدرت
عقل کٹ جاتی ہے جب سر پہ بلا آتی ہے

یاد میں ساقیِ کوثر کی چڑھاؤ خم سے
مے کشو مژدہ کہ گھنگھور گھٹا آتی ہے

سنیے تو آپ کو عشاق کا کچھ دھیان بھی ہے
کہیے تو آپ کو یادِ غربا آتی ہے

غیر کی چاہ نے ناراض کیا مجھ سے انھیں
الٹی سیدھی بھی دو چار سنا آتی ہے

صرصر اڑ جائے الٰہی کہ کسی کے در سے
جب نہ تب خاک غریبوں کی اڑا آتی ہے

ناصحا مجھ سے اور اُس بت سے تعلق کیا خوب
کچھ تجھے شرم بھی اے مرد خدا آتی ہے

ہو نہ ہو آج حسنؔ ان کی گلی میں پہنچا
سن لو وہ درد بھرے دل کی صدا آتی ہے

یا نگاہِ منتظر کا آئینہ میں گھر بنے
یا مرا دل جلوہ گاہِ عارضِ دلبر بنے

جانے والے ہم کو بھی پامال کرتا جا ذرا
فتنہ جو اٹھے تری رفتار سے محشر بنے

جو جفا کو روز تک بیچے لڑائی کو ملاپ
ایسے ظالم سے کہو کیوں کر مجھے کیوں کر بنے

وہ چلے آئیں پریشاں حال دل تھامے ہوئے
ان پہ بھی بن جائے کچھ ایسی مرے دم پر بنے

تم رہو آباد ہم نے پا لیا انعامِ عشق
خانماں برباد ٹھہرے لٹ گئے بے گھر بنے

گر یہی جلوے ہیں تو عالم ہوا ویراں تمام
دیکھ لینا ان کے کوچے میں ہزاروں گھر بنے

شکوہ تیرا حال اپنا غیر کی بے باکیاں
خط میں گر میں کم سے کم لکھوں تو اک دفتر بنے

عکسِ رُخِ گردن پہ میرے چاند کا ٹھہرا قمر
خاکِ رہ سے ذرّے جو اُڑ کر اُٹھے اختر بنے

خشک ہو جائے وہ پانی جو بنے سیلابِ اشک
خاک ہو جائے وہ مٹی جو دلِ مضطر بنے

چین سے وہ شوخ بیٹھا ہے کنارِ غیر میں
ہم پڑے پھرتے ہیں دل تھامے ہوئے مضطر بنے

ایک مدت سے یوں ہی بنتے بگڑتے ہیں حسنؔ
غیر سے بگڑے پھر اُن کی بزم میں جا کر بنے

❁

اللہ رے بے کسی کہ نہ دل ہے نہ یار ہے
اک جانِ زار ہے بھی تو وہ جاں نہار ہے

یہ جانِ زار ہے یہ دلِ بے قرار ہے
آگے تری پسند تجھے اختیار ہے

کس درجہ گل فشاں دہنِ تنگِ یار ہے
اس غنچہ میں ہزار چمن کی بہار ہے

بے باکیاں ہیں دل میں نظر شرمسار ہے
ایسوں کی بات کا ہمیں کیوں اعتبار ہے

دل دے کر اس سے بات کرے کوئی کیا مجال
جب تک بغل میں دل ہے وہ یاروں کا یار ہے

وہ لکھتے ہیں کہ یاد بھی آتے نہ ہوں گے ہم
ہر لحظہ یاس پاس ہے غم غمگسار ہے

تم کو خیال چارہ گری چاہیے ضرور
دشمن کے دل میں میری طرف سے بخار ہے

پہلو تہی کروں جو نہ دل سے تو کیا کروں
دشمن ہے یہ مرا مرے دشمن کا یار ہے

ہر دم ہے مجھ کو ابروئے جلاد کا خیال
اے دل مگر قضا ترے سر پہ سوار ہے

وہ کہتے ہیں کہ کر تو عاشق کے دیکھیے
جب دل نہیں بغل میں تو کیا بے قرار ہے

بھولے جو قبرِ غیر کو وہ وقتِ فاتحہ
غل بر لحد میں تھا یہ وہی تو مزار ہے

جلاد اک نظر کی بھی مہلت نہیں مجھے
بے ڈھب تری چھری مرے دم پر سوار ہے

جب سے بنے ہیں آپ مسیحائے روزگار
کوئی ہے جاں بلب تو کوئی دل فگار ہے

پہلے وہ میرے دل میں تھے اب بزمِ غیر میں
سچ کہتے ہیں کہ جان کا کیا اعتبار ہے

کوئی تو بات دل میں ہے جو ان کو ہے پسند
کوئی تو اُن میں آن ہے جو دل نثار ہے

اقرارِ یار بھی ہے عجب چیز ہم نشیں
سب جھوٹ جانتے ہیں مگر اعتبار ہے

بس میں کسی کے رہ نہیں سکتا کسی طرح
معشوق دوسرا دلِ بے اختیار ہے

اک اک کے منہ کو تکتا ہے کیوں نزع میں حسنؔ
کیا جانے کس کی دید کا اُمیدوار ہے

کہتے ہو ہمیں ملنے کی فرصت نہیں ملتی
فرصت نہیں ملتی کہ اجازت نہیں ملتی

کوچہ میں ترے کون سی نعمت نہیں ملتی
صدمہ نہیں پاتے کہ اذیت نہیں ملتی

کب محفلِ دشمن سے اُٹھایا نہیں جاتا
کب آپ کے گھر سے مجھے عزت نہیں ملتی

کس حق سے وہ اب جان طلب کرتے ہیں مجھ سے
اُن سے ابھی اک دل ہی کی قیمت نہیں ملتی

کیوں زندۂ جاوید نہ ہوں اہلِ محبت
اس کام میں مرنے کی بھی مہلت نہیں ملتی

آخر کوئی پامالیِ عشاق کی حد بھی
خود ڈھونڈھ رہے ہو مری تربت نہیں ملتی

میں تو دل و سر جان و جگر دے کے خریدوں
بکتی ہوئی اچھی کوئی قسمت نہیں ملتی

ایسا تری اُلفت نے مرے دل کو نچوڑا
کیا خون کہیں خون کی رنگت نہیں ملتی

میں وصل کی تدبیر میں وہ فکرِ ستم میں
اُلفت میں کسی شخص کو راحت نہیں ملتی

دیکھوں مرے سینہ میں بھی دل ہے کہ نہیں ہے
اُن آنکھوں میں اب مجھ کو مروّت نہیں ملتی

مجھ کو تو ستایا ہے میں دنیا سے مٹا دوں
پر وصل کے دن یہ شبِ فرقت نہیں ملتی

کیا جانے عدو لطف جو ہے اُن کے ستم میں
ایسوں کو یہ تقدیر یہ قسمت نہیں ملتی

یہ حسن نرالا ہے ادا اور ہی کچھ ہے
آج آپ کی تصویر سے صورت نہیں ملتی

کیا بات کروں کش مکشِ نزع میں اُن سے
افسوس کہ دم لینے کی مہلت نہیں ملتی

وہ شکوۂ آزار پہ بولے تو یہ بولے
ہم کو بھی ترے نالوں سے فرصت نہیں ملتی

دل بیچ کے لیں ہم تری آنکھوں کے لیے مول
دنیا میں کہیں جنس مروّت نہیں ملتی

ہر ایک سے سائل نہیں ہوتا ہے زمانہ
ہر ایک کو یہ حسن کی دولت نہیں ملتی

دل کا کبھی رونا ہے کبھی جان کا ماتم
الفت کے بکھیڑوں سے فراغت نہیں ملتی

گر آپ اُٹھاتے ہیں مزے لطف و کرم کے
کیا ظلم و ستم میں ہمیں لذت نہیں ملتی

نشتر سے بھی کچھ تیز ہیں قاتل کی نگاہیں
رگ کوئی کلیجہ کی سلامت نہیں ملتی

کیا یار کی صورت سے حسنؔ چاند کو نسبت
ایسوں کو یہ طلعت یہ نزاکت نہیں ملتی

ابرِ بہار زور اٹھا کوہ و راغ سے
پھر دل نے لو لگائی شراب و ایاغ سے

اس شمعِ انجمن کی تجلی کہاں نہیں
پروانے کیوں لپٹتے ہیں آ کر چراغ سے

کیا جانے کیا گزرتی ہے فرہاد و قیس پر
ماتم کی آ رہی ہے صدا کوہ و راغ سے

بلبل تڑپ رہی ہیں گریبانِ گل ہے چاک
فصلِ بہار آج بچھڑتی ہے باغ سے

اے عاشقو نوید کہ سنتے ہیں آج وہ
افسانہ دل جلوں کا زبانِ چراغ سے

اے گل نہ جاؤں گا ترے کوچہ سے میں کبھی
بلبل وہ کیا ہے سیر ہو جو سیرِ باغ سے

بل کھا رہے ہیں چہرہ پہ گیسوئے پُر شکن
مارِ سیاہ کھیل رہے ہیں چراغ سے

ہو میرے گل کو زیورِ گل کی جو احتیاج
اُڑ کر ہوا میں پھول چلے آئیں باغ سے

چمکی ہے میرے عشق سے تقدیر آپ کی
روشن چراغِ حسن ہوا دل کے داغ سے

اس کی تلاش عالمِ اسباب میں نہ کر
ملتا نہیں کسی کو نشان و سراغ سے

یہ گل فشانیاں تو نہ ہوتیں کبھی حسنؔ
تم نے چنے ہیں پھول یہ گلزارِ داغ سے

باڑھ بندھوائی ہے جلاد نے تلواروں کی
یا خدا خیر ہو الفت کے گرفتاروں کی

فصلِ گل آئی ہے گلشن میں گھٹا چھائی ہے
سیر اب دیکھیے میخانے میں مے خواروں کی

زاہدو جوشِ عطا پر وہ کریم آیا ہے
شکل اب دید کے قابل ہے گناہ گاروں کی

بے وفا خواب میں بھی تو نے تو آنا چھوڑا
یوں ہی ہوتی ہے دوا ہجر کے بیماروں کی

صحنِ گلشن سے وہ صیاد کا باہر لانا
ہائے وہ درد سے فریاد گرفتاروں کی

دمِ رفتار کٹے جاتے ہیں خوبانِ جہاں
چال اڑائی ہے تری چال نے تلواروں کی

سخت جاں ہوں میں وہ جلاد ہے آمادۂ قتل
دیکھیے کیسی ہنسی اڑتی ہے تلواروں کی

نہ رہا کچھ بھی پہ کنجِ قفس تک آ کر
کچھ تو سن لے مرے صیاد گرفتاروں کی

شام نزدیک، عدو گھات میں ہے، منزل دُور
مشکل آسان کرے اللہ تھکے ہاروں کی

کیا سمائی ہے ترے دل میں بتا تو ظالم
نیم جانوں پہ یہ بوچھار ہے تلواروں کی

کچھ تو چاٹا ہے مرا خونِ جگر اے جلاد
سرخ بے وجہ زبانیں نہیں سوفاروں کی

جو کہا حالِ حسنؔ اُن سے وہ اُلٹا ہی کہے
مجھے لیتی ہے خبر اُن کے خبرداروں کی

پلا دے آج جو ہوں شیشہ و سبو باقی
رہے نہ ساقی مے نوش آرزو باقی

خدا کے واسطے کچھ رحم جانِ بسمل پر
نہ چھوڑ خنجرِ قاتل رگِ گلو باقی

دکھاؤ پھر بھی جھلک اپنے روئے روشن کی
ابھی ہے دل میں مری جانِ آرزو باقی

زبانِ حال سے گویا ہے بے ثباتیِ دہر
فنا ہے سب کے لیے اک رہے گا تو باقی

کہو کلیم سے دیکھیں جو دیکھنا چاہیں
ابھی تجلیِ ایمن ہے چار سو باقی

دکھا دے پردہ سے اک بار تو وہ جلوۂ حسن
تری بلا سے جو پھر بھی ہو آرزو باقی

وہ ایک بار کا جلوہ بھی کیا قیامت تھا
ازل سے آنکھوں کو ہے جس کی جستجو باقی

ٹھکانا کیا ہے پھر اُس نامراد کا یا رب
جو دل کی دل ہی میں رہ جائے آرزو باقی

نمک نہ چھڑکو مرے زخم پہ لگاؤ ہاتھ
مزہ یہ ہے کہ نہ رہ جائے آرزو باقی

نہ چھیڑ ہولِ قیامت کا ذکر اے واعظ!
ابھی ہے نشۂ صہبائے مشک بو باقی

دکھا دو آج تم اپنے خرام کا انداز
رہے نہ فتنۂ محشر میں گفتگو باقی

قفس میں کیسی تھی بلبل تڑپ تڑپ کے حسن
ابھی ہے دیدِ گلستاں کی آرزو باقی

❁

وہ مجھ سے بے خبر ہیں اُن کی عادت ہی کچھ ایسی ہے
میں اُن کو یاد کرتا ہوں محبت ہی کچھ ایسی ہے

ہم اس کو دیکھ کر ایمان و دل کیوں کر نہ کھو بیٹھیں
مسلمانو بتِ کافر کی صورت ہی کچھ ایسی ہے

میں دل کیوں کر تمھیں دوں وصل کی کیوں کر نہ خواہش ہو
یہ دولت ہی کچھ ایسی ہے وہ نعمت ہی کچھ ایسی ہے

جہاں دیکھا اُسے بے سر جھکائے پھر نہیں بنتی
تمھارے نقشِ پا میں شان و عزت ہی کچھ ایسی ہے

کسی پہلو نہیں ہوتی دلِ بے تاب کو تسکیں
تری اُلفت میں اے ظالم مصیبت ہی کچھ ایسی ہے

جسے دیکھا پھر اُس کا دل نہیں رہتا ٹھکانے سے
تری ترچھی نگاہوں میں شرارت ہی کچھ ایسی ہے

میں وقتِ صبح اُن کے روکنے کو اُن سے کہتا ہوں
کوئی جاتا نہیں اُس میں یہ ساعت ہی کچھ ایسی ہے

چمن کیسا بہارِ ہشت جنت اُس پہ قرباں ہو
تمہارے عارضِ رنگیں کی رنگت ہی کچھ ایسی ہے

میں آؤں وعظ میں سو بار جب یہ دل بھی آنے دے
کروں کیا واعظو رندوں کی صحبت ہی کچھ ایسی ہے

میں کس گنتی میں ہوں اور اک مرے دل کی حقیقت کیا
ہزاروں جان دیتے ہیں وہ صورت ہی کچھ ایسی ہے

ہمارے زخم منہ کھولے ہوئے ہیں زخم کھانے کو
تمہاری تیغ کے چرکوں میں لذت ہی کچھ ایسی ہے

کوئی آئے یہ آتی ہے کوئی جائے یہ جاتا ہے
مرا دل ہی کچھ ایسا ہے طبیعت ہی کچھ ایسی ہے

ہمارا کیا بگڑ جاتا حسنؔ تیری سفارش میں
ہماری اُن کی اب صاحب سلامت ہی کچھ ایسی ہے

دل میں پھر درد اُٹھا پھر وہی ساعت آئی
پھر مرے سر پہ بلائے شبِ فرقت آئی

ہم تو آئے تھے اُنھیں حال سنانے اپنا
وہ خفا ہو گئے لو اور قیامت آئی

اُن کی زُلفوں سے اُلجھنے کو کہا تھا کس نے
دیکھ اے دل کوئی دم میں تری شامت آئی

اور تو کوئی نہ تھا میرے جنازے پہ مگر
بے کسی روتی ہوئی تا سرِ تربت آئی

حضرتِ عشق سلامت رہیں آباد رہیں
ساری آفت انھیں مرشد کی بدولت آئی

ترے بیمار کو پوچھا نہ کسی نے غافل
آئی تو ایک غشی بہرِ عیادت آئی

منہ بنائے ہوئے غصے میں جبیں پر سو بل
آپ کیا آئے مرے گھر کوئی آفت آئی

شکر ہے کشتۂ فرقت کے تڑپنے پر آج
اس قدر ان کو بھی آئی کہ رقت آئی

جی میں شرمندہ ہوا کاٹ کے سر عاشق کا
ہائے جلاد کو کس وقت ندامت آئی

اُس کو ہیں شکل دکھانے میں بھی لاکھوں انکار
ہائے کس شرم کے پتلے پہ طبیعت آئی

میرے رونے پہ تو اب ہنستے ہو لیکن تم بھی
جان جاؤ گے کسی پر جو طبیعت آئی

چاہنے والوں کو بھی بھول گئے یا اللہ
دشمنوں پر تمھیں اس درجہ محبت آئی

اے حسنؔ شکر کرو زندہ وہاں سے آئے
دل کو جانا تھا گیا جان سلامت آئی

اُٹھاؤ پردہ دکھاؤ صورت کہو تو عذرِ وصال کیا ہے
تمہیں فقیروں سے رنج کیوں ہے بلاکشوں سے ملال کیا ہے

جو چاہتا ہے کسی کو کوئی تو دل سے رکھتا ہے فکر اُس کی
مریضِ غم سے کبھی نہ پوچھا یہ تو نے ظالم کہ حال کیا ہے

اگر وہ منہ سے نقاب اُٹھائیں تمام عالم کے ہوش اُڑائیں
رہیں کسی کے حواس قائم جنابِ موسیٰ مجال کیا ہے

تجلیاں ہیں نثار اُس پر خدا نما ہے ضیائے دل بر
یہ مہر کیا ہے یہ ماہ کیا ہے یہ آئنہ کا جمال کیا ہے

مریضِ غم کی نہ پوچھو حالت جو تم کو ملنا ہے جلد آؤ
پھری ہیں آنکھیں چھٹی ہیں نبضیں بتاؤں کیا تم کو حال کیا ہے

نہ ہٹ کرو، آؤ مل بھی جاؤ نہ مرنے والوں سے منہ چھپاؤ
یہ نیم جانوں سے رنج کیوں ہے مسافروں سے ملال کیا ہے

مریضِ فرقت پہ لے کے خنجر چڑھ آئیں کیوں تم نے آستینیں
اجل نصیب آپ مر رہا ہے اب اُس میں دیکھو تو حال کیا ہے

ہم اپنے غفلت شعار کے گھر ابھی گئے تھے فقیر بن کر
وہاں نہ پوچھا کسی نے اتنا کہ شاہ صاحب سوال کیا ہے

نہ باغِ جنت کی آرزو کر نہ جامِ کوثر کی جستجو کر
شرابِ اُلفت حرام ٹھہری پھر اور زاہد حلال کیا ہے

نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن، عجیب آفت میں مبتلا ہوں
لگاتے تو دل لگا دیا پر نہ سمجھا اِس کا مآل کیا ہے

خدا نے چاہا تو دیکھ لینا ترا بھی ایسا ہی حال ہو گا
رقیب اُس کی گلی سے مجھ کو نکال کر تو نہال کیا ہے

لگا یہ تیر نگاہ کس کا یہ کس نے بسمل تجھے بنایا
نہیں جو تجھ کو قرار دم بھر بتا تو اے دل یہ حال کیا ہے

علاج بیمار عشق کیوں ہو بتو اب اس کو خدا پہ چھوڑو
ملا دیا جس کو خاک وطن میں پھر اس کی اب دیکھ بھال کیا ہے

یہ ناز و انداز ہیں قیامت اور اُس پہ یہ شوخیاں بلا ہیں
زمانہ پامال ہو رہا ہے غضب ہے آفت ہے چال کیا ہے

رقیب تسکین کو تمہاری سناتے ہیں آ کر اچھی خبریں
حسنؔ کو ہم دیکھنے گئے تھے وہی ہے صورت بحال کیا ہے

کعبے کوئی گئے کوئی بیت الصنم چلے
اُن کی گلی میں خاک اُڑانے کو ہم چلے

منزل ہے دُور پاؤں میں رعشہ ہے دل ضعیف
للہ کوئی ہاتھ پکڑتا کہ ہم چلے

وحشت نے بیٹھنے نہ دیا دل کو چھیڑ کر
کیا جانے اُٹھ کے گھر سے کدھر آج ہم چلے

بزم عدو میں کھینچ کے دل لے چلا ہمیں
بیٹھے بٹھائے رنج اُٹھانے کو ہم چلے

پایا اشارہ ابروئے سفاک کا جو کچھ
آنکھوں کے بل حرم سے غزالِ حرم چلے

اس شعلہ خُو سے قطع تعلق کریں گے آج
دل کی لگی کو آگ لگانے کو ہم چلے

دعویٰ ہمارا کیا ہے بگڑتا ہے کس لیے
لے دشمنِ وفا تری محفل سے ہم چلے

ساقی اشارہ کر دے تو مے خانہ کی طرف
مستوں کی شکل جھوم کر ابرِ کرم چلے

ہے اک جہان تجھ پہ فدا شکلِ عندلیب
اے گل نہال ہو کہ ترے رنگ جم چلے

وہ نامراد ہوں جو کبھی زہر کھاؤں میں
دم بن کے میرے سینہ میں تاثیر سم چلے

جلوہ نما ہو کعبۂ حاجات تو اگر
تیرے طواف کے لیے بیت الحرم چلے

جیتی ہمیں نے بازیِ میدانِ امتحاں
گھٹ گھٹ گئے رقیب جو بڑھ بڑھ کے ہم چلے

وہ سنگ دل کبھی تو ادھر کھنچ کے آئے گا
ہم آہ کھینچے جائیں گے جب تک کہ دم چلے

فضلِ خدا نے ہارے حسنؔ کو بچا لیا
کم ہو گیا وہ دردِ جگر اشک تھم چلے

جانتے تھے کہ ہمیشہ یہی ساماں ہوں گے
کیا خبر تھی کہ اسیرِ غمِ ہجراں ہوں گے

جانتا یہ تو نہ کہتا میں کبھی حالتِ دل
کہ وہ سن کر اسے جھینپیں گے پشیماں ہوں گے

جن کی فرقت میں یہاں دم ہے لبوں پر اپنا
دلِ ناشاد وہاں اور ہی ساماں ہوں گے

ہائے وہ دن کہ تمنا تھی فدا ہونے کی
یہ سمجھتے ہی نہ تھے ہو کے پشیماں ہوں گے

ہائے وہ آنکھ جو دیدار کی طالب ہو گی
ہائے وہ دل کہ جسے چاہ کے ارماں ہوں گے

صدمۂ ہجر میں کیا خوب نباہی اس نے
آج اپنے دلِ بے تاب کے قرباں ہوں گے

عاشقوں سے جو چھپے گا تو جنوں اچھلے گا
چاک کیا کیا ترے پردہ پہ گریباں ہوں گے

ایک ہم ہیں کہ ستم ہوتے ہیں ہم پر کیا کیا
ایک وہ ہوں گے کہ جن پر ترے احساں ہوں گے

سن کے سودہ زدۂ زلف کا حالِ اختر
کیا غرض ان کی بلا کو جو پریشاں ہوں گے

مژۂ یار کو کیا دیکھتے ہو حضرتِ دل
ایک دن پارِ جگر کے یہی پیکاں ہوں گے

چیر کر تم دلِ بسمل کو نہ دیکھو دیکھو
جن سے نفرت تھی تمھیں اُس میں وہ ارماں ہوں گے

تھوڑی تکلیف اٹھائی ہے حسنؔ فرقت میں
اب نہ دل دیں گے بتوں کو جو مسلماں ہوں گے

تم بھی ہو خنجر خوشاب بھی ہے ❁ اور یہ خانماں خراب بھی ہے
وہ بھی ہیں ساغر شراب بھی ہے ❁ چاند کے پاس آفتاب بھی ہے
دیکھیں اب اُٹھتی ہیں کدھر آنکھیں ❁ آج تم بھی ہو ماہتاب بھی ہے
بولے وہ بوسہاے پیہم پر ❁ ارے کم بخت کچھ حساب بھی ہے
پوچھتے جاتے ہیں یہ ہم سب سے ❁ مجلسِ وعظ میں شراب بھی ہے
دیکھ آؤ مریضِ فرقت کو ❁ رسمِ دنیا بھی ہے ثواب بھی ہے
اک سوالِ وصال پر یہ غرور ❁ غور تو کیجے کچھ حساب بھی ہے
ایسے جلسے کہاں کہاں ے کش ❁ مدرسہ میں کہیں شراب بھی ہے
رد نہ فرمایئے سوالِ وصال ❁ نام کی بات ہے ثواب بھی ہے
برقِ دیدار دیدنی ہے کلیم ❁ ہیں وہ بے پردہ بھی حجاب بھی ہے
تم جو آؤ تو رنگ جم جائے ❁ موسمِ گل بھی ہے شراب بھی ہے
تیرے ہی دم کی روشنی ہے سب ❁ چاند بھی ہے تو آفتاب بھی ہے
کیوں نہ تجھ پر نظر پڑے سب کی ❁ تو دو عالم کا انتخاب بھی ہے
توبہ نبھتی نظر نہیں آتی ❁ وہ بھی ہیں باغ بھی شراب بھی ہے
ان کی باتوں کی تہ نہیں کھلتی ❁ ملتے ہیں اور اجتناب بھی ہے
وعدۂ وصل بھی کیا جھوٹا ❁ دل کے لینے میں اضطراب بھی ہے

کیوں نہ اس بزم کو کہوں جنت ❁ حور بھی ہے وہاں شراب بھی ہے

ان کے وعدے سے کشمکش میں ہوں ❁ کچھ ہے تسکیں کچھ اضطراب بھی ہے

اب کسی کی خبر وہ کیوں رکھیں ❁ نشۂ مے بھی ہے شباب بھی ہے

آج گاڑھی چھنے گی رندوں میں ❁ مے بھی ہے ریزشِ سحاب بھی ہے

پوچھو اس بزم میں حسنؔ کو یوں ❁ وہ یہاں خانماں خراب بھی ہے

❁

شکایت کیا کریں ہم آسماں سے ❁ کہ جی ڈرتا ہے یارِ بدگماں سے

اگر غفلت کروں اشکِ رواں سے ❁ اٹھے طوفانِ نوح اس خاکداں سے

چھپاتا ہوں جو غم ضبطِ فغاں سے ❁ برس جاتا ہے چشمِ خوں فشاں سے

تجھے نفرت ہے گر عشقِ بتاں سے ❁ تو حوریں آ چکیں زاہد جناں سے

بلا سے چاک ہوں جیب و گریباں ❁ مگر پردہ تو اٹھے درمیاں سے

کہاں تک ضبط چلیے حضرتِ دل ❁ لپٹ کر روئیں ان کے آستاں سے

کہاں تک پاسِ رسوائی کہاں تک ❁ کلیجہ پک گیا سوزِ نہاں سے

جو پتھر کے جگر میں چٹکیاں لے ❁ انھیں نیند آتی ہے اس داستاں سے

جو ان سات آسمانوں سے نہ سنبھلا ❁ وہ اٹھوایا ہے بوجھ اک ناتواں سے

وہاں پھر لے چلی ہے بے قراری ❁ جہاں سن آئے تھے اٹھ جا یہاں سے

ترس کھاتا کہ سب تم کو سنا دیں ❁ چھپائی تھیں جو باتیں رازداں سے

شبِ فرقت بھی جلسے میں کٹے گی ❁ بلائیں آ رہیں گی آسمان سے

شبِ وصل ان سے حالِ دل کہیں گے ❁ اچٹ جاتی ہے نیند اس داستاں سے

سسکتا کس لیے دم توڑتا کیوں ❁ کبھی پوچھو تو اپنے نیم جاں سے

مزے جاتے رہے درد و الم کے ❁ دلِ گم گشتہ کو لاؤں کہاں سے

تمہیں تم دونوں عالم میں نظر آؤ ❁ اگر اُٹھ جائے پردہ درمیاں سے
میں کہہ آتا ہوں اُن سے دل کی باتیں ❁ وہ ہو جاتے ہیں بڑھ کر راز داں سے
سرِ شوریدہ کے ہیں عزم بے ڈھب ❁ الگ بیٹھا ہوں اُن کے آستاں سے
شبِ وعدہ حسنؔ کی بے کسی آہ ❁ وہ کیا کوئی نہیں آتا وہاں سے

❁

خدا سمجھے غمِ ہجرِ بتاں سے ❁ کہ ٹکراتے ہیں نالے آسماں سے
وہ دل یوں لے گئے ہم سے کہ گویا ❁ اُٹھا لائے تھے ہم اُن کے یہاں سے
اُسی کو بھید دیتے ہیں وہ اپنا ❁ جو فارغ ہو خیالِ این و آں سے
مٹا جھگڑا، گیا سودا، کٹا سر ❁ ہوئے ہلکے ہم اس بارِ گراں سے
رہِ اُلفت میں برسوں کھا کے چکر ❁ وہیں پہنچے چلے تھے ہم جہاں سے
جو ہے کچھ پاسِ رُسوائی تو آؤ ❁ عیاں ہے حالِ دل دردِ نہاں سے
پریشاں حال رنگ رو پریدہ ❁ کہو تو کچھ تم آتے ہو کہاں سے
شکایت کو گئے تھے شکر کر آئے ❁ یہ کیا تھا کچھ کا کچھ نکلا زباں سے
نہ سمجھا اس نے عاشق آزما کر ❁ ہم آگے ہیں مقامِ امتحاں سے
جو دشمن نے کہا تم کو سرِ بزم ❁ اُسے دہراؤں کیا اپنی زباں سے
نہ ٹھہرے منہ بنا کر چل دیے وہ ❁ یہ پوچھا تھا کہ آتے ہو کہاں سے
شکایت ہائے فرقت پر نہ بنیے ❁ نکل جائے نہ کچھ میری زباں سے
غمِ فرقت کے صدمے سہنے والے ❁ بہل جائیں گے مرگِ ناگہاں سے
دلِ پُر سوز تو مدت سے ہے گم ❁ یہ شعلے اُٹھ رہے ہیں اب کہاں سے
دمِ آخر نہ دُکھ پہنچاؤ مجھ کو ❁ وہیں جاؤ تم آئے ہو جہاں سے
گئے گزرے ہیں کیا دربان سے ہم ❁ اُٹھاتے ہو جو ہم کو آستاں سے

ابھی مجھ پر کیے جاؤ یوں ہی غور ❁ مزا ملنے لگا ہے امتحاں سے
نہیں اچھا غریبوں کا ستانا ❁ کوئی کہہ دے مرے نا مہرباں سے
حسنؔ چپ چپ پڑے ہیں مدرسہ میں ❁ کھلیں گے صحبتِ پیر مغاں سے

❁

جو خاص جلوے تھے عشاق کی نظر کے لیے
وہ عام کر دیے تم نے جہان بھر کے لیے

ہمیں تو دیکھیے دل دینے سے نہ منہ پھیرا
نگاہ پھیر گئے آپ اک نظر کے لیے

گما ہے کوچۂ دلدار میں دل گمراہ
گئے ہوئے ہیں قرار و خرد خبر کے لیے

ہماری وصل کی رات ان کی ہجر کی شب ہے
وہ آج شام سے بے چین ہیں سحر کے لیے

نہ مفت کھاتے جو ناصح کو یہ سمجھ ہوتی
معاملہ کوئی کرتا نہیں ضرر کے لیے

میں چاہتا نہیں فرق اُن کی وضع میں آئے
وہ آج اور نہ آئیں مری خبر کے لیے

درازیِ شب فرقت نہیں قیامت ہے
ہماری رات بنی ہی نہ تھی سحر کے لیے

تمہارے تیر کی جانب سے کیوں نہ دل میں ہو گھر
کہ زخم و درد پہ لایا مرے جگر کے لیے

میں اُن کے سامنے کیوں جاؤں گالیاں کھانے
غمِ فراق بہت ہے مری گزر کے لیے

نکلا ہے اک دل مضطر اگر گیا تو گیا
مزے تو ہم نے تری شوخیِ نظر کے لیے

اُبھارتی ہے اُنھیں یوں نگاہِ شوق مری
نقاب خوب نہیں حسنِ پردہ در کے لیے

مریضِ عشق کے سایہ سے بھی خدا کی پناہ
دعائیں مانگ رہا ہوں میں چارہ گر کے لیے

دعاے وصل جو کی چرخ سے صدا آئی
یہ التجا تو بنی ہی نہیں اثر کے لیے

تمھارے جلوے میں ہر جا ئی ہے کیفیت
سرور دل کے لیے، نور ہے نظر کے لیے

طریقِ منزلِ اُلفت میں ہیں کچھ ایسے پھیر
کہ رہنما کی ضرورت ہے راہبر کے لیے

شبِ فراق نہیں شور نالہ و فریاد
دعائیں ہیں یہ کسی شوخ فتنہ گر کے لیے

وہ مجھ بلا کشِ فرقت سے پھر بھی بہتر ہیں
جو لوگ دیکھتے رہ جائیں اک نظر کے لیے

کیا ہے طولِ شبِ ہجر نے عجب اندھیر
گرا ہے سجدہ میں خورشید بھی سحر کے لیے

ہمارے خون کا پیاسا تھا کب سے سوزِ فراق
کہ ایک بوند بھی چھوڑی نہ چشمِ تر کے لیے

دعاے وصل کی جلدی ہے کیا دلِ مضطر
دعائیں مانگ تو لیں پہلے کچھ اثر کے لیے

ترے مکان کے رستے میں کیا تھی حاجتِ خلد
مگر یہ روک بنا دی نظر گزر کے لیے

کہو تو ہم سے بھی خط کا جواب کیا آیا
حسنؔ جو آج قدم تم نے نامہ بر کے لیے

❁

جس کو میں کہتا تھا میرے دل میں ہے ❁ آج وہ اغیار کی محفل میں ہے
عاشقِ مجبور اب مشکل میں ہے ❁ کچھ کہو تو کیا تمھارے دل میں ہے
ہائے کیا تاثیر جذب دل میں ہے ❁ وہ بتِ جلوہ نشیں محفل میں ہے
خیر وہ رنج و عداوت ہی سہی ❁ کچھ تو میرا دھیان تیرے دل میں ہے
کیوں سنائیں جو سنا ہے ہم نے آج ❁ کیوں بتائیں جو ہمارے دل میں ہے
سیر کرتے پھرتے ہیں ارماں ترے ❁ کوئی آنکھوں میں ہے کوئی دل میں ہے
عشق پر مخفی نہیں اسرارِ حسن ❁ میرے لب پر ہے جو ان کے دل میں ہے
ایک ہی نالہ میں تم گھبرا گئے ❁ دل جلیں جس سے ابھی وہ دل میں ہے
کیوں نہ آہوں سے قیامت ہو عیاں ❁ فتنۂ محشر حجابِ دل میں ہے
کیا خبر مجھ کو تمھارے تیر کی ❁ دل کہاں ہے جو کہوں میں دل میں ہے
بے خودی تھی صرف پردے کے لیے ❁ پہلے جو آنکھوں میں تھا اب دل میں ہے
دیکھ کر آتا ہے پردہ نشیں ❁ فرش آنکھوں کا تری محفل میں ہے
کیوں نہ ہوں بے ہوش سب شکلِ کلیم ❁ جلوۂ ایمن تری محفل میں ہے
پاسبانوں کا نہیں ملتا مزاج ❁ اس کا کیا کہنا جو اس محفل میں ہے
تیرے جلووں سے ہے بے خود اک جہاں ❁ تو اکیلا اس بھری محفل میں ہے
پردہ در ہے پردہ و بے پردگی ❁ جلا تیرا عجب مشکل میں ہے
رشکِ دشمن، پندِ ناصح، ہجرِ یار ❁ جانِ عاشق کی عجب مشکل میں ہے

اُن کے جھنجلانے میں آتا ہے مزا ❁ لطفِ صحبت شکوۂ باطل میں ہے
مشکلاتِ عشق کا تو ذکر کیا ❁ ہے وہ آسانی میں جو مشکل میں ہے
دل میں آنکھوں میں تجلی ہے تری ❁ تو وہ اختر ہے جو ہر منزل میں ہے
رات دن ہے زُلف و عارض کا خیال ❁ دل وہ رہرو ہے جو ہر منزل میں ہے
کہہ رہی ہے یاس آلودہ نگاہ ❁ اب بھی کچھ حسرت دلِ بسمل میں ہے
آہ سن کر بھی یہی کہتے ہو تم ❁ داغ یہ کیسا مہِ کامل میں ہے
دیکھ کر ناقہ ہی کو غش میں ہے قیس ❁ صاحبِ محمل ابھی محمل میں ہے
موت ہے ترک ہوائے سوزِ عشق ❁ یہ تو ناصح میرے آب و گِل میں ہے
بسمل اپنے دم سے رکھتے ہیں عزیز ❁ کچھ تو جوہر خنجرِ قاتل میں ہے
بن گئی جب دم پہ پھر کیسا لحاظ ❁ اے حسنؔ کہہ ڈالیے جو دل میں ہے

❁

وہ خرامِ ناز ہے چلتا ہوا جادو مجھے
دل کے بچنے کا نظر آتا نہیں پہلو مجھے

ناصحِ ناداں عبث دق کر رہا ہے تو مجھے
دل کے قابو میں ہوں میں دل پر نہیں قابو مجھے

رات دن کی آہ و زاری ہر گھڑی کا اضطراب
کیا دلِ بے تاب اب جینے نہ دے گا تو مجھے

دشمنوں پر رازِ غم رونے سے ظاہر ہو گیا
واہ رے تقدیر لے ڈوبے مرے آنسو مجھے

دونوں عالم میں کہیں میرا پتہ ملتا نہیں
جلوۂ جاناں کہاں گم کر گیا ہے تو مجھے

ہم سے وہ کھنچے جو ظاہر ہو گیا عشقِ مژہ
خوب کانٹوں میں گھسیٹا اے دلِ بدخو مجھے

زندگی سے دم ہے الجھن میں پریشانی میں دل
اک نہ اک دن مار رکھیں گے ترے گیسو مجھے

بیخودی چھائے سرور اُمنڈیں بہک جائیں حواس
اور بھی اے ساقی دے کش کوئی چلّو مجھے

حسرتیں پوری ہوں بس جائیں مکھڑوں کے گلے
دو گھڑی کو اُن پہ مل جائے اگر قابو مجھے

جس طرف میں دیکھتا ہوں تیرے جلوے ہیں عیاں
دونوں عالم میں نظر آتا ہے تو ہی تو مجھے

میں بیٹھے خلوت میں دیتا ہوں دعائیں اے حسنؔ
کوستا ہے وہ سرِ محفل مرے بر رو مجھے

❁

ہم ہیں اور تیری یادگاری ہے
کچھ تجھے بھی خبر ہماری ہے

دل کی خاطر یہ آہ و زاری ہے
بھولے بچھڑے کی یادگاری ہے

آ کہ وقت آ چکا ہے جانے کا
آ کہ ہنگامِ دم شماری ہے

اس میں کوئی تو بات ہے ناصح
اس کی جو بات ہے وہ پیاری ہے

سب جسے کہتے ہیں شبِ فرقت
گور کی رات سے بھی بھاری ہے

دل گئی ساری دل کے ساتھ گئی
اب تو ہم ہیں فغان و زاری ہے

دُور باشِ نگاہ ہاں اور ہم
کیا کہیں کس کی پاسداری ہے

ہم جاں چھوڑ کر چلے مجھ کو
تیغ میں خاک آبداری ہے

کس لیے دیں ہم کو ذلتیں اس نے
رشکِ عزت ہماری خواری ہے

دل گیا تو یہ جانئے جان گئی
دل نہ دے جس کو جان پیاری ہے

خوش رہو خیر کیا کہوں تم سے
رات کس طور سے گزاری ہے

وہ ہوں، میں ہوں، سحاب ہو، مے ہو
بس یہی موسمِ بہاری ہے

وہ ہیں اور اُن کے روکنے والے
ہم ہیں اور بے کسی ہماری ہے

دل دیا جس نے جان دے کے چھٹا
وہ گنہ یہ گناہ گاری ہے

دل پہ قبضہ نہ جان پر قابو
ہے تو اک بے کسی ہماری ہے

دل کی راحت ہے بے قراری کو
چین کرنے کو بے قراری ہے

ابر برسے کبھی کبھی تھم جائے
یہ بھی کیا میری اشک باری ہے

راز کھل بھی گیا حریفوں پر
اور یہاں فکرِ پردہ داری ہے

روحِ سیماب ہے ہماری جان
زندہ جب تک ہیں بے قراری ہے

اک دن آنکھوں کو روئے بیٹھا ہوں
گر یہی جوشِ اشکباری ہے

کیا عجب قتل ہو اگر عاشق
مجرمِ جُرم جاں نثاری ہے

رشکِ دشمن ہے اور جفائے حبیب
یہ سزائے وفا شعاری ہے

ہاتھ جانے لگا گریباں تک
آمدِ موسمِ بہاری ہے

اس تغافل کو میں سمجھتا ہوں
یہ بھی ایک ان کی ہوشیاری ہے

مہ و خورشید کو میں کیا جانوں
رات دن روشنی تمہاری ہے

وہی دل جوئے جستجو پائے
جن دلوں میں جگہ تمہاری ہے

ساری دنیا ہے کیا تری عاشق
سب یہ کہتے ہیں جان پیاری ہے

کیا اُسے احتیاج دشمن کی
تیری اے عشق جس سے یاری ہے

آپ جب سے ہوئے ہیں جانِ جہاں
جان سے اک جہان عاری ہے

چاند جس سے زمانہ روشن ہو
حُسنِ عارض کا اک بھکاری ہے

بس گیا جب تری مہک سے وہ
ہار جیتا بہار ہاری ہے

یوں حسنؔ ان بتوں پہ صدقے ہو
واہ کیا شانِ کردگاری ہے

✽

دردمندِ ہجر کا اب چارہ فرما کون ہے
جان لینے والے تم ٹھہرے مسیحا کون ہے

صبر کر نالے وہاں ایسوں کی سنتا کون ہے
بے کسی میں پوچھنے والا کسی کا کون ہے

برق آسا کر لیا پردہ دکھا کر اک جھلک
دیکھنے والوں نے یہ بھی تو نہ دیکھا کون ہے

سیکڑوں پردوں سے بڑھ کر ہے تری بے پردگی
وقفِ حیرت ہے جہاں محوِ تماشا کون ہے

دردِ دل اُٹھ اُٹھ کے کس کا راستہ تکتا ہے تو
پوچھنے والا مریضِ بے کسی کا کون ہے

اُف رے استغنا وہ اک جلوہ دکھا کر چھپ رہے
کیا غرض اُن کو کہ اب عالم میں رُسوا کون ہے

مہر کا طالب نہ یہ حسن قمر کا خواست گار
دیدۂ مشتاق کی آنکھوں کا تارا کون ہے

آستانِ دل پہ دستک دی غمِ فرقت نے جب
جان سے کہنے لگے ارمانِ جانا کون ہے

جس کا دامن چھوڑ کر ہم خاک پر تڑپا کیے
اُس نے پیچھے پھر کے یہ بھی تو نہ دیکھا کون ہے

شوق سے جا درد فرقت شوق سے جا جانِ زار
بے کسوں کا غمزدوں کا چارہ فرما کون ہے

تو عبث کہتا ہے ناصح تم مری سنتے نہیں
میں تری سنتا ہوں لیکن میری سنتا کون ہے

اس سے کہہ دو اب کیا جاتا ہے پردہ کس لیے
میت عاشق پہ یہ منہ ڈھکنے والا کون ہے

میں تو ہنستا تھا ترے دشمن کرھیں دل کے لیے
دل مرا تجھ پر تصدق تجھ سے پیارا کون ہے

کیا تعجب ہے شہیدانِ ادا پھر جی اٹھیں
یاد آ جائے اگر قاتل ہمارا کون ہے

ہائے کیا کہتے ہو ہم کو تجھ سے کچھ مطلب نہیں
تم کو کچھ مطلب نہیں تو پھر ہمارا کون ہے

گل فسردہ شمع سوزاں مہر و مہ آوارہ گرد
اے دلوں میں رہنے والے تجھ سے اچھا کون ہے

جس کے در پر ہم سر شوریدہ ٹکرا کر مرے
اُس تغافل کیش نے یہ بھی نہ پوچھا کون ہے

اس قدر یک رنگ ہوں ہم تم کہ کچھ کھلنے نہ پائے
جلوہ فرما کون ہے محو تماشا کون ہے

شوق و ارماں، درد و غم جتنے تھے سب موجود ہیں
آہ نالے کے سوا دل سے نکلتا کون ہے

جی جلانے کو ہیں آہ و نالۂ آتش فشاں
جو جدائی میں بنے دل سوز ایسا کون ہے

وہ کرے ہمدردیاں جس کو کسی کا درد ہو
بے کسوں کے درد دل کا چارہ فرما کون ہے

تیرے ظلم و جور سے گھبرا کے میں جاؤں کہے
اے برائی کرنے والے تجھ سے اچھا کون ہے

سچ تو ہے وہ کس لیے آئیں عدو کو چھوڑ کر
سچ تو ہے میں کون ہوں میری تمنا کون ہے

آپ کیا فرما رہے ہیں مجھ سے دیکھوں گا تجھے
دیکھنے والا مریض بے کسی کا کون ہے

اے حسنؔ عاصی ہوں خاطی ہوں سیہ رو ہوں مگر
میں بُرا جس کا ہوں اُس اچھے سے اچھا کون ہے

مرے مرنے سے تم کو فکر اے دلدار کیسی ہے
تمہاری دل لگی کو محفل اغیار کیسی ہے

کوئی پامال ہوتا ہے کوئی دشنام پاتا ہے
تری رفتار کیسی ہے تری گفتار کیسی ہے

ادائیں شوخیوں کی جس کے نقشِ پا سے ظاہر ہوں
خدا جانے کہ ایسے شوخ کی رفتار کیسی ہے

مزے پامالیوں کے ٹھوکروں کے لطف پائے ہیں
مرے دل سے کوئی پوچھے تری رفتار کیسی ہے

ہمارے گھر سے جانا مسکرا کر پھر یہ فرمانا
تمھیں میری قسم دیکھو مری رفتار کیسی ہے

رگِ گردن رگِ خارا نہیں پھر یہ رکاوٹ کیوں
غضب رُک رُک کے چلتی ہے تری تلوار کیسی ہے

وہ مجھ سے پوچھتے ہیں غیر سے اور تم سے کیوں بگڑی
ذرا ہم بھی سنیں آپس میں یہ تکرار کیسی ہے

شبابِ حسن خود بر لائے گا دل کی تمنائیں
تری عادت میں جلدی طالبِ دیدار کیسی ہے

کیا سرگشتہ مہر و ماہ کو جس کی تمنا نے
خدا جانے تجلّی رُخِ دلدار کیسی ہے

نہیں بجھتی کسی صورت لگی دل کی نہیں بجھتی
یہ تیری اشکباری چشمِ دریا بار کیسی ہے

محبت سب کو ہوتی ہے محبت کرنے والوں کی
ہمیں اُلفت ہے تم سے تم کو ہم سے عار کیسی ہے

معاذ اللہ برقِ حُسن کس کی آنکھیں اُٹھنے دے
تماشائی نہیں واقف کہ شکلِ یار کیسی ہے

فسردہ کی فسردہ ہی رہی دل کی کلی اب تک
یہ تیری تازگی اے موسمِ گلزار کیسی ہے

دوا کو زہر سمجھوں زہر کو اپنی دوا جانوں
جو وہ پوچھیں طبیعت تیری اے بیمار کیسی ہے

حسنؔ جامِ مئے گل رنگ لے کر سوچتے کیا ہو
اگر قیمت نہیں قیمت میں یہ دستار کیسی ہے

✻

عجب انداز سے تلوار زیبِ دستِ قاتل ہے
گلے سے کیا کلیجہ سے لگا لینے کے قابل ہے

الٰہی کس کی تیغِ ناز سے مخلوق گھائل ہے
کوئی مقتل میں بسمل ہے کوئی جیتے میں بسمل ہے

کہیں ملتا ہے دم دینے سے دل بوسہ عطا کیجے
اگر اب بھی نہ مانیں آپ تو یہ آپ کا دل ہے

رہے گا خونِ ناحق مرثیہ خواں صبحِ محشر تک
نہیں مقتل، شہیدانِ محبت کی یہ محفل ہے

ترا محوِ رضا میں، تیرا مطلب میری ناکامی
اگر مطلب نہ نکلے جب بھی تو مقصود حاصل ہے

خدا ہی جانے چرچا ہو گیا کیوں کر زمانے میں
محبت تیری میرے دل میں ہے اور سینہ میں دل ہے

وہاں عذرِ نزاکت، ناتوانی کی یہاں شدت
وہ آئیں کس طرح میں جاؤں کیا مشکل ہی مشکل ہے

کسے رکھتے ہیں اب تو جان تیری دلبری جانے
محبت ہے جبھی تک سینہ میں جس وقت تک دل ہے

وہ مجھ سے کہتے ہیں کیا حال ہے دردِ مصیبت کا
کہاں کا حال کہنا سانس لینا اب تو مشکل ہے

نظر میں کیوں نہ رکھیں شعلۂ برقِ تجلی کو
دلِ پُر سوز کی کشتِ تمنا کا یہ حاصل ہے

اگر میں ڈھونڈھ بھی لوں اُن کو تو دل کو گنوا بیٹھوں
مری مشکل کی آسانی میں بھی اک سخت مشکل ہے

دل و دلبر نہ آئے تو نہ آئے موت ہی آتی
ہمارے حال سے اے بے کسی دنیا ہی غافل ہے

حسنؔ بس میں جو دل تھا اب کہاں ہے ہم نہ کہتے تھے
ذرا سنبھلے ہوئے جانا یہ محفل ان کی محفل ہے

جو میری لاش خاکِ کوچۂ قاتل میں رہ جاتی
یہ بے چینی نہ ہوتی یوں نہ دل کی دل میں رہ جاتی

اگر دم بھر تری تابش مہِ کامل میں رہ جاتی
تمنا داغِ حسرت بن کے پھر کیوں دل میں رہ جاتی

ہماری بات سن لینے میں تیرا کیا بگڑتا تھا
ہماری بات ظالم غیر کی محفل میں رہ جاتی

نقابِ رُخ اُٹھا کر دیکھیے عالم منور ہے
تجلی آپ کی کیا ایک ہی منزل میں رہ جاتی

اگر جذبِ محبت آپ کا کچھ بھی اثر رکھتا
جنابِ قیس لیلیٰ پردۂ محمل میں رہ جاتی

تجلی سے چمک پر ہے مقدر، چشم و دل روشن
تمہاری روشنی کیا ایک ہی منزل میں رہ جاتی

اگر میں آج ان کو دل نہ دے دیتا تو اے ناصح
ہمیشہ کے لیے یہ بات اُن کے دل میں رہ جاتی

خدا جانے یہ اچھی شکل والے کیا غضب کرتے
جو تھوڑی سی وفا ان ظالموں کے دل میں رہ جاتی

نہ چڑھتی سخت جانی سے گرہ ابروے قاتل پر
جہاں لاکھوں ہیں یہ بھی قسمتِ بسمل میں رہ جاتی

مزا ملتا جبھی کچھ زندگی کا حضرتِ ناصح
جگر میں چوٹ رہ جاتی تمنا دل میں رہ جاتی

اگر اُٹھ کر نزاکت سے نہ رُکتا ہاتھ میں خنجر
تڑپ کر روح اے قاتل تنِ بسمل میں رہ جاتی

ہزاروں تیر مارے ایک بھی ٹھہرا نہ پہلو میں
ترے ہاتھوں کی کوئی تو نشانی دل میں رہ جاتی

اگر بحرِ مصیبت سے اُترنا چاہتے عاشق
ہمیشہ کی طرح یہ آرزو بھی دل میں رہ جاتی

زباں سے بھی نہ کہنے پاتے بسم اللہ مجریہا
کہ ناکاموں کی کشتی ڈوب کر ساحل میں رہ جاتی

قمر کا داغ ناکامی حسنؔ روشن ہے عالم پر
تجلی اُن کی کیا بحث مہِ کامل میں رہ جاتی

❁

اپنے معشوق کی اُلفت سے جسے کہنا ہے
ایسے خوش بخت کی تقدیر کا کیا کہنا ہے

گلشن خلد کی کیا بات ہے کیا کہنا ہے
پر ہمیں تیرے ہی کوچے میں پڑا رہنا ہے

طلب وصل ہی پر آپ کو چپ رہنا ہے
لب خاموش کی کیا بات ہے کیا کہنا ہے

حسن والوں کی ہوئی زیورِ گل سے زینت
زیورِ گل کے لیے حسن ترا گہنا ہے

ان کے تیروں سے سوا ظلم ہیں ان تیروں کے
کہ عدو کہتے ہیں کیا بات ہے کیا کہنا ہے

بے قراری ہے تو وہ کچھ ہے قلق ایسا کچھ
دلِ مضطر مرے پہلو میں تجھے رہنا ہے

ایک کہہ کر جسے سنتی ہوں ہزاروں باتیں
وہ کہے اُن سے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے

تیرے پامال کہاں جائیں ترے کوچے سے
نقش پا ہیں انھیں مٹ کر بھی یہیں رہنا ہے

لے گیا غیر مرے پاس سے یہ کہہ کر انھیں
آپ تکلیف کریں آپ سے کچھ کہنا ہے

عشرتِ وصل سے کیا واسطہ ناکاموں کو
عیش کیوں کر ہو مقدر میں تو دُکھ سہنا ہے

گریۂ ہجر ہی کو روتے ہیں رونے والے
اور آنکھوں سے ابھی خونِ جگر بہنا ہے

آپ کہتے نہیں کچھ ہم کو یہی سننا تھا
آپ سنتے نہیں کچھ ہم کو یہی کہنا ہے

فکرِ عقبیٰ سے حسنؔ بیٹھے ہو ایسے فارغ
جیسے دنیا میں ہمیشہ ہی تمھیں رہنا ہے

اُلفت ہو کسی کی نہ محبت ہو کسی کی
پہلو میں نہ دل ہو نہ یہ حالت ہو کسی کی

دل تم نے لیا، ہجر نے دم، عشق نے راحت
برباد نہ اس طرح بھی دولت ہو کسی کی

جب دیکھیے قابو سے ہوئی جاتی ہے باہر
ایسی تو نہ بے چین طبیعت ہو کسی کی

ہم یوں دلِ مظلوم کو بہلائے ہوئے ہیں
شاید کہ ستانے ہی کی عادت ہو کسی کی

اے ناصحِ ناداں ہمیں یہ پند و نصیحت
اللہ کرے تجھ کو بھی اُلفت ہو کسی کی

دشمن ہی کی آئی مجھے آ جائے الٰہی
پوری کہیں مانی ہوئی منت ہو کسی کی

قابو میں ہمارے نہ ٹھہرنا تھا نہ ٹھہرے
تم بھی کوئی بے چین طبیعت ہو کسی کی

تاثیر ابھی جذبِ محبت کی دکھا دیں
مانع نہ اگر ہم کو نزاکت ہو کسی کی

آنے میں جو تم دل کے لیے ہو غم و اندوہ
جانے میں یہ لازم ہے کہ حسرت ہو کسی کی

آئینہ میں کیا دیکھنے دوں حسنِ ادا کو
ڈرتا ہوں کہ میری ہی نہ صورت ہو کسی کی

اے دل مجھے کیا تو نے ستایا جو ستاؤں
ظالم نہ اگر تجھ میں محبت ہو کسی کی

پامالیِ عشاق سے آگاہ ہے عالم
کیا خاک ترے کوچہ میں تربت ہو کسی کی

ناصح ستمِ یار سے کیا خوف دلاتا
گر جور اٹھانے ہی کی نیت ہو کسی کی

دل دے کے کریں چاہ کے رتبہ سے غرض کیا
کیوں کر ہمیں پھر دل سے محبت ہو کسی کی

کیوں دل سے نکلتے نہیں اے ہجر کے صدمو!
ارمان ہو تم یا کوئی حسرت ہو کسی کی

جب دیکھو حسنؔ کو ہے وہی ذکر وہی فکر
اتنی بھی کسی کو نہ محبت ہو کسی کی

شبِ ہجر ہے یاد جانی تمہاری ❁ سناتے ہیں دل کو کہانی تمہاری

ہمیں پیار کی آنکھ نے مار رکھا ❁ ستم کر گئی مہربانی تمہاری

سبب کیا جو قبضہ نہ بیٹھے دلوں پر ❁ یہ کہہ کر اُٹھی ہے جوانی تمہاری

مجھے لائقِ جور تو تم نے جانا ❁ تمہارا کرم قدر دانی تمہاری

سرِ بزم جوبن تمہیں کھینچ لایا ❁ گئی اب کہاں لن ترانی تمہاری

نشیلی ہیں آنکھیں رسیلا ہے جوبن ❁ قیامت ہے جانی جوانی تمہاری

کسی کا کبھی دل بھی آنے نہ پائے ❁ اگر ہم کریں پاسبانی تمہاری

دیا ہم نے دل تم نے ہم کو ستایا ❁ اجی دیکھ لی قدر دانی تمہاری

بگڑتے ہو جب تم مرے بس میں آ کر ❁ مزا دیتی ہے بد زبانی تمہاری

تمہیں کیوں دکھائیں تمہیں کیوں بتائیں ❁ ہمیں کچھ ملی ہے نشانی تمہاری

غضب ابھرے سینہ پہ چھایا ہے جوبن ❁ قیامت کرے گی جوانی تمہاری

حسنؔ کیا اُنھیں ان بکھیڑوں سے مطلب ❁ سنیں کس لیے وہ کہانی تمہاری

❁

ہے جوانی جوش پر گیسو ہیں بل کھائے ہوئے
آج کل ہیں دونوں عالم کو وہ اُلجھائے ہوئے

بن پڑی ہے اُن کو دیکھا ہے جو شرمائے ہوئے
آج ہیں شوق و تمنا ہاتھ پھیلائے ہوئے

ہم جدائی میں بھی لطفِ وصل سے خالی نہیں
داغِ فرقت کو کلیجہ سے ہیں لپٹائے ہوئے

کیا مزے زُلفِ پریشاں نے دکھائے صبحِ وصل
آئنہ دیکھا ہے بیٹھے ہیں وہ شرمائے ہوئے

جن کے ہاتھوں شب مجھے سرگشتگی میں کٹ گئی
چین سے وہ سو رہے ہیں پاؤں پھیلائے ہوئے

اک دلِ پُر آرزو ہے ذرّہ ذرّہ خاک کا
کون جاتا ہے مری تربت کو ٹھکرائے ہوئے

جس نگہ نے کر دیا صبر و سکوں کو بے قرار
بے قراری کو مرے دل میں ہے ٹھہرائے ہوئے

آہیں لب پر، آرزوئیں دل میں، یوں اس در پہ ہم
بیٹھے ہیں دھونی رمائے چھاؤنی چھائے ہوئے

کم نہیں ہوتیں تصور میں بھی اُن کی شوخیاں
پھر رہے ہیں میری آنکھوں میں وہ اِٹھلائے ہوئے

تیری آنکھوں سے تری زلفوں سے دل کو ربط ہے
چار پریوں کے ترے دیوانہ پر سائے ہوئے

ناخنِ تدبیر سے کیوں کر کھلے اپنی گرہ
ہم ہیں اے زُلفِ پریشاں تیرے اُلجھائے ہوئے

رُوح تازہ کر جنازہ کو مرے جنت بنا
ڈال دے اپنے گلے کے ہار مرجھائے ہوئے

سرد مہری پر بھی جو بھرتے نہیں ہم آہِ سرد
سوزِ اُلفت ہے ہمارے دل کو گرمائے ہوئے

بزمِ جاناں، ساغرِ مے، نغمۂ نے، فصلِ گل
اے حسنؔ جاتے تو ہو پر دل کو سمجھائے ہوئے

سنا کیا کہہ رہی ہے آہ دل کی ❁ خبر لیتے رہو للہ دل کی
وہ سن کر مسکرائیں آہ دل کی ❁ ذرا سن لے مرے اللہ دل کی
چڑھی ہے چادرِ خونِ تمنا ❁ عجب درگاہ ہے درگاہ دل کی
ترس کھانا نہ کھانا پر ستم گر ❁ کہانی سن تو لے للہ دل کی
شبِ ہجر و ہجومِ یاس و حرماں ❁ نہیں کٹتی مصیبت آہ دل کی
کرم فرماؤ ترچھی نظروں والو ❁ بہت سیدھی بنی ہے راہ دل کی
نہیں سنتا کوئی سوزِ دروں کو ❁ کہاں دھونی رمائے آہ دل کی
جو پہلے اُن کا رستہ دیکھتے تھے ❁ وہی اب تک رہے ہیں راہ دل کی
خدا جانے تمنا کو ہوا کیا ❁ گئی سر پٹختی کیوں آہ دل کی
اگر دل کو نہیں ہم سے تعلق ❁ ہمیں بھی کچھ نہیں پرواہ دل کی
ہنسی سمجھو نہ مظلوموں کا رونا ❁ کلیجہ نوچ لے گی آہ دل کی
نگاہیں ان بتوں کی برچھیاں ہیں ❁ بچانا جان اے اللہ دل کی
حسنؔ ان کی گلی کی خاک چھانو ❁ ملے شاید خبر گمراہ دل کی

کہیں تو مل رہے گی داد دل کی ❁ کہ یہ فریاد ہے فریاد دل کی
نہیں سنتا کوئی ناشاد دل کی ❁ الٰہی تجھ سے ہے فریاد دل کی
کروں ہر ایک سے فریاد دل کی ❁ کوئی تو دے ہی دے گا داد دل کی
وہ پھر کچھ مسکراتے آ رہے ہیں ❁ الٰہی خیر ہو ناشاد دل کی
کہاں میں اور کہاں یہ جور سہنا ❁ مرے دم پر ہے یہ بیداد دل کی

کوئی ٹوٹا ہوا شیشہ جو دیکھا ❁ مجھے یاد آ گئی ناشاد دل کی
مچل جاتا کبھی فریاد کرتا ❁ ہوا کرتی ہیں باتیں یاد دل کی
گلِ پژمردہ پر آتا ہے رونا ❁ کہ یہ تصویر ہے ناشاد دل کی
سرشکِ عشق و سوزِ غم کے ہاتھوں ❁ عبث مٹی ہوئی برباد دل کی
ملا کرتے تھے پہلے دل سے صدمے ❁ ستاتی ہے ہمیں اب یاد دل کی
ترس کھا سننے والوں پر ستم گر ❁ نہ کہہ بات اے لبِ فریاد دل کی
نکل جائیں اسی رستے سے ارماں ❁ کوئی رگ کھول دے فصاد دل کی
تمہارے رنج دینے سے بھی خوش ہوں ❁ قسم ہے مجھ کو اس ناشاد دل کی
ہوئے ہیں بے کسی میں دوست بھی غیر ❁ نہیں کرتا کوئی امداد دل کی
اسے اُس جلنے والے کی خبر ہے ❁ سنو تم شمع سے رُوداد دل کی
تجھے بھی جان ہی کھوتے بن آئی ❁ نہ اٹھی چوٹ اے فرہاد دل کی
کسی کے ظلم ہیں آثارِ محشر ❁ الٰہی کچھ نہیں بنیاد دل کی
ہلا دے عرش تیرا دل تو کیا ہے ❁ قیامت آہ ہے ناشاد دل کی
یہی ہے اُس ستم آرا کا کوچہ ❁ یہیں مٹی ہوئی برباد دل کی
جو وہ بھولا تمہیں تم بھی بھلا دو ❁ حسنؔ کیوں کر رہے ہو یاد دل کی

❁

جسے میں دیکھتا ہوں بے خود و مستانہ آتا ہے
بہار آتی ہے یا رب یا مرا جانانہ آتا ہے

تبسم کر رہی ہے چپکے چپکے میرے رونے پر
تری تصویر کو بھی نازِ معشوقانہ آتا ہے

کسی کے ہوش کھو دینا کسی کو خاک کر دینا
تجھے کچھ اور بھی اے جلوۂ جانانہ آتا ہے

تصور دل میں آنے کو ہے اُس کی چشم میگوں کا
ہمارے واسطے کعبے میں بھی پیمانہ آتا ہے

بہاروں میں ہوں یہ رنگینیاں پھولوں میں یہ جوبن
مگر پردہ میں چھپ کر جلوۂ جانانہ آتا ہے

ادائے شوخ نے بے چین کر رکھا ہے عالم کو
تری محفل سے جو آتا ہے بے تابانہ آتا ہے

نہیں بے وجہ یہ سوز و گداز و گریہ حسرت
مرے دل کا زبانِ شمع پر افسانہ آتا ہے

نظر آتی ہیں آنکھیں یا خدا کس مست خوبی کی
کہ چشم شوق کھولے بزم میں پیمانہ آتا ہے

دلِ وحشی کے آنے میں ہے اُن کی چال کا عالم
ہمیں پامال کرتا ہے جو یہ دیوانہ آتا ہے

یہاں تک تو لگا لائے ہیں ہم رستے پہ زاہد کو
کہ سمجھاتا ہوا اب تا درِ مے خانہ آتا ہے

دکھایا کس نے جلوہ انجمن میں چشم و گیسو کا
کوئی مستانہ آتا ہے کوئی دیوانہ آتا ہے

خدا ہی جانے کیا گزری حسن پر اُن کی محفل میں
کلیجہ پر ہیں دونوں ہاتھ بے تابانہ آتا ہے

آئی کیا جی میں تیغِ قاتل کے ❁ کہ جدا ہو گئی گلے مل کے
گھٹ گئے زورِ نالۂ دل کے ❁ رہ گئے آسمان ہل ہل کے
بے کسی سے مری تمہیں کیا کام ❁ تم مزے لو عدو کی محفل کے
کس کے چہرے سے اُٹھ گیا پردہ ❁ جھلملائے چراغ محفل کے
باغِ جنت کے رہنے والوں میں ❁ ذکر ہوتے ہیں اُن کی محفل کے
فصلِ گل کو خزاں سمجھتا ہوں ❁ رنگ دیکھے ہیں کس کی محفل کے
بے کسوں کی کوئی نہیں سنتا ❁ واہ کیا کہنے تیری محفل کے
نہ چھپو مجھ سے اِک نظر کے لیے ❁ منہ نہ تکواؤ ساری محفل کے
اپنے بے کس کی بھی خبر ہے تجھے ❁ جانے والے عدو کی محفل کے
دونوں عالم سے کھو دیا تو نے ❁ او دغا دینے والے مل مل کے
تیرے در سے کوئی پھرا ہو گا ❁ رہ گئے ہم تو خاک میں مل کے
کیوں کیا چشمِ شوق سے پردہ ❁ کیوں چھپے مجھ سے تم گلے مل کے
یہ بھی دیکھا نہ تم نے وقتِ خرام ❁ رہ گیا کون خاک میں مل کے
بے کر باندھے قتل پر قاتل ❁ کھل گئے ہیں نصیب بسمل کے
آنکھیں کچھ کہہ رہی ہیں اے قاتل ❁ سن لے ارمان اپنے بسمل کے
نظر آنے لگے ہزاروں قیس ❁ پردے اٹھتے ہیں کس کے محمل کے
کیوں نکلتے نہیں ہو اے نالو ❁ تم بھی ارمان بن گئے دل کے
کیوں نہ ارمان ہوں عزیز مجھے ❁ نام لیوا ہیں یہ مرے دل کے
ان کی یکتائی کا خدا حافظ ❁ توڑتے ہیں جو آئنے دل کے
چھپ گیا حسنِ یار پردے میں ❁ منہ تکیں کس کا آئنے دل کے
حسنِ یکتائے یار ہے بے عکس ❁ آنکھ کھولیں نہ آئنے دل کے

سخت ہے راہِ عشق اس پر ضعف ❁ ہر قدم سامنے ہیں منزل کے
سخت جانو ذرا ترس کھاؤ ❁ ہاتھ شل ہو گئے ہیں قاتل کے
یادِ عارض کھٹکتی ہے دل میں ❁ خار دیتے ہیں پھول کھل کھل کے
عشقِ گیسو کہاں حسنؔ کے بعد ❁ قطع ہیں سلسلے سلاسل کے

اے دل ستا رہے ہیں بیداد کرنے والے
کس سوچ میں ہے میرے فریاد کرنے والے

گر آہ لب پہ لائیں فریاد کرنے والے
سب ظلم بھول جائیں بیداد کرنے والے

تو نے جھلک دکھا کر برپا کیا ہے محشر
چپکے پڑے ہوئے تھے فریاد کرنے والے

جو میری آہ سن لیں اور پھر ترس نہ کھائیں
دیکھوں وہ کون سے ہیں بیداد کرنے والے

دل گیسوؤں میں پھانسا گیسو میں گرہیں ڈالیں
ایسے ہی ہوتے ہیں کیا آزاد کرنے والے

سن کر فغانِ بلبل چپتے ہو صورتِ گل
دیکھے نہیں ہیں تم نے فریاد کرنے والے

دل لے کے پھر ستانا یہ ظلم کس نے مانا
اب کون ہوتے ہو تم بیداد کرنے والے

ہم شکلِ نقشِ پا ہیں مہمان کوئی دم کے
کیا خاک پائیں گے پھر بیداد کرنے والے

اُس نے تو گیسوؤں میں پھانسی ہیں سب کی جانیں
کیا ہو گئے الٰہی آزاد کرنے والے

پامالیوں نے لُوٹی خاک اُن کے عاشقوں کی
یا رب ہیں کس ہوا میں برباد کرنے والے

دیدار اُس کا ہو گا کس حشر میں خدایا
سو حشر کر چکے ہیں فریاد کرنے والے

دامن اُٹھا کے چلنا کس نے تجھے سکھایا
او عاشقوں کی مٹی برباد کرنے والے

حسن اور جوشِ غفلت عشق اور دردِ فرقت
وہ بھول جانے والے ہم یاد کرنے والے

دل اپنے بے کسوں کا بربادیوں کو سونپا
او محفلِ عدو کے آباد کرنے والے

دل نارِ غم سے پھونکا، پانی کیا کلیجہ
اب مجھ پہ خاک ڈالیں برباد کرنے والے

اُس کو ہو اے حسنؔ کیا خوفِ سگانِ دنیا
شیرِ خدا ہوں جس کی امداد کرنے والے

بچ بچ کے چل رہے ہیں وہ میرے غبار سے
اب تک کدورتیں نہ گئیں خاکسار سے

یوں دھوم ہو جہاں میں فصلِ بہار سے
پردہ اُٹھا نہیں ہے ابھی روئے یار سے

تم کیا اُٹھے کہ بیٹھ گئے عاشقوں کے جی
تم کیا چلے کہ دل ہی چلے اختیار سے

آئے کلیجہ تھامے ہوئے یوں وہ نازنیں
اللہ سمجھے جذبِ دلِ بے قرار سے

پوچھیں گے ہم مزاج نسیم بہار کا
آ جائے گی ہوا جو کبھی کوئے یار سے

آنکھوں میں پھر رہا ہے کسی کا خرامِ ناز
کیوں مست ہوں نہ آمدِ فصلِ بہار سے

یہ کیا تھا ان کے سامنے بے پوچھے کہہ اٹھا
جس راز کو کبھی نہ کہا راز دار سے

شوخی سے باز آئے وہ کن شوخیوں کے ساتھ
بے چین کر گئے نگہِ شرمسار سے

بسمل کا اِضطراب تماشا ہوا اُنھیں
بیٹھے ہوئے وہ دیکھ رہے ہیں قرار سے

ہے زیرِ خاک آتشِ اُلفت وہی ہوئی
ہم جل مرے ہیں شعلہ دمِ شعلہ بار سے

بے تاب ہو کے صبر و سکوں چل کھڑے ہوئے
اللہ کی پناہ دلِ بے قرار سے

ہے بادِ کوئے یار نہ ہو اِنبساطِ دل
غنچے نہیں کھلے جو نسیمِ بہار سے

آیا نہ حشر بھی میں گر اُس خرام کے
ہم تو کسی طرح نہ اُٹھیں گے مزار سے

دل میں کھٹکتی ہے خلشِ وحشتِ جنوں
کانٹے اُگے ہمارے چمن میں بہار سے

پھونکا فلک نہ آگ لگائی عدو کے گھر
دل بجھ گیا مرا نفسِ شعلہ بار سے

دل سوختوں پہ دل نہ جلا یار کا کبھی
خالی ملا ہمیں بھی پتھر شرار سے

ارمان کہہ رہے ہیں کلیجہ نکل گیا
کیا چل دیے وہ میرے دلِ بے قرار سے

آفت میں پھنس گیا دلِ خود سر کو کیا کہوں
عشق اور وہ بھی ایسے تغافل شعار سے

اب تک بھری ہوئی ہے ہوا کوے یار کی
اٹھتے ہیں گرد باد ہمارے غبار سے

فرصت کے نظارۂ فصلِ بہار کی
آنکھیں لڑی ہوئی ہیں یہاں حسنِ یار سے

ہم دل جلوں پر اُن کو ترس آ گیا حسنؔ
قسمت چمک گئی نفسِ شعلہ بار سے

کس سے کہتے ہم جو اے جانِ حزیں کہنے کو تھے
اُن کے تیور کہہ رہے تھے وہ 'نہیں' کہنے کو تھے

ذبح ہو کر لوٹنا تیرا قیامت کر گیا
تیری ہمت پر وہ اے دل 'آفریں' کہنے کو تھے

اور سے سنتا تو ایسی تو نہ تھی جان پہ
وصلِ دشمن کی خبر مجھ سے تمہیں کہنے کو تھے

تو نے دل کو تاک کر کیا جلد آنکھیں پھیر لیں
ہم ترے تیر نگہ کو دل نشیں کہنے کو تھے

سب بھلائے دردِ فرقت شادیٔ دیدار نے
کس سے پوچھیں کیا ہم اے جانِ حزیں کہنے کو تھے

ڈھونڈھتی تھی ہر طرف تجھ کو نگاہِ منتظر
کچھ ترے بیمار وقتِ واپسیں کہنے کو تھے

قبر پر آیا نہ کوئی فاتحہ کے واسطے
جتنے ہمدم ہم نشیں تھے ہم نشیں کہنے کو تھے

آرزو بے چین دل میں سو تمناؤں کا جوش
تم بھی ایسے وقت میں مجھ سے نہیں کہنے کو تھے

تیری صورت دیکھ کر ہر ایک کو کہنا پڑا
یہ حسیں ہے اور دنیا میں حسیں کہنے کو تھے

وہ رگِ جاں سے قریں ہیں پر نظر آتے نہیں
ہم تجھے چشمِ تصور دور بیں کہنے کو تھے

چل دیا وہ ماہوش، ساقی گیا، ساغر اٹھے
آج اپنے گھر کو ہم خلدِ بریں کہنے کو تھے

ناصبوری ہے قیامت ہے محبت کا عذاب
اس کو تم کیا کہتے ہو ہم سے ہمیں کہنے کو تھے

گر نہ ہوتا دشمنِ شیطاں صفت گھر میں ترے
کہنے والے اس کو فردوسِ بریں کہنے کو تھے

توڑ کر عہدِ وفا تم نے زبانیں روک دیں
ورنہ کہنے والے تم کو نازنیں کہنے کو تھے

اُٹھ چلے تم بزم سے اب کیا کہیں کس سے کہیں
ہم بھی کچھ حالِ دلِ اندوہ گیں کہنے کو تھے

وائے قسمت آرزوئے وصل پر دل دے کے بھی
ہم 'نہیں' سننے کو تھے اور تم 'نہیں' کہنے کو تھے

اے حسنؔ کیا آتے بندش میں مضامینِ بلند
تم بھی ان افکار میں ایسی زمیں کہنے کو تھے

❁

جب نہ ہو مطلب دل آپ سے حاصل کوئی
کس کو مطلب ہے کہ پھر آپ کو دے دل کوئی

عشق کو حُسن سے نسبت ہے مگر کیسی دلیل
پسِ ناقہ ہے کوئی زینتِ محمل کوئی

تم نوازو جو کسی کو تو تمہارا احساں
دل ہزاروں میں نہیں حسن کے قابل کوئی

دیکھنے والے تمہیں دیکھ لیا کرتے ہیں
خلوتِ دل میں کوئی بر سرِ محفل کوئی

آج ہم کہتے ہیں جاں بخش جن اندازوں کو

کل آنکھیں میں سے نکل آئے گا قاتل کوئی

ہائے وہ دن کہ مرے عشق پہ تھے کیا کیا ناز
ہم بھی معشوق ہیں ہم پر بھی ہے مائل کوئی

اے شہِ حسن ترا نام سنا آ نکلے
کسی محتاج سے ہوتا نہیں سائل کوئی

ہم کسی کے لیے خلوت میں دعا کرتے ہیں
گالیاں دیتا ہے ہم کو سرِ محفل کوئی

خوب جی بھر کے گلے سے میں لگالوں تجھ کو
آج حسرت نہ رہے مجھ قاتل کوئی

ہم نشیں کس کی خوشی ہے کہ مصیبت میں پڑے
کیا کروں چھین کے لے جائے اگر دل کوئی

اب یہ سمجھے ہیں پڑیں ایسی مجھ پہ پتھر
ایسے جلاد و ستم گر کو نہ دے دل کوئی

اے حسنؔ شدتِ افکار میں کیوں کر ہو غزل
شعر نکلا نہیں گلدستہ کے قابل کوئی

کیوں جاتے ہو حالِ شبِ فرقت نہ کہیں گے
کہتے تو ہیں یہ دُکھ یہ مصیبت نہ کہیں گے

کیا کچھ جو خود آنکھ ہو جائے غم و عشق
ہم کہتے تھے اس کو کسی صورت نہ کہیں گے

وہ خاک میں ارمان ملائیں گے ہمیشہ
اُس پر یہ غضب وجہِ کدورت نہ کہیں گے

کچھ اور سنیں گے تو سنائیں گے وہ کچھ اور
کچھ اور کہیں گے غمِ فرقت نہ کہیں گے

دشمن کی عداوت کو جو سمجھے ہیں محبت
کیا میری محبت کو عداوت نہ کہیں گے

تم وہ کہ محبت کو نہ سمجھو گے محبت
ہم یہ کہ عداوت کو عداوت نہ کہیں گے

حسرت کی نگاہوں سے وہاں کھل ہی گیا راز
ہم دل میں کہیں حالِ محبت نہ کہیں گے

کب سامنے آئے گئے کب ہوش خبر کیا
حیرانِ تجلی اسے رویت نہ کہیں گے

کہہ جاتی ہیں اے شیخ جو ساقی کی ادائیں
یارانِ طریقت وہ حقیقت نہ کہیں گے

ارمان تو اب دل ہی میں گھٹ گھٹ کے مٹا کر
ظالم سے نہ پائیں گے اجازت نہ کہیں گے

تو ہی تو ہے اک مال ترا مول ہو کس سے
ہم دونوں جہاں بھی تری قیمت نہ کہیں گے

مرنا نہیں آتا ہمیں بے موت صد افسوس
کیا پوچھتے ہو حالِ طبیعت نہ کہیں گے

تسلیم کہ ہم رُو بروئے داورِ محشر
یہ دُکھ نہ کہیں گے یہ مصیبت نہ کہیں گے

خونِ دلِ مجروح بھی خاموش رہے گا
تو کیا لبِ سوفار و جراحت نہ کہیں گے

ظاہر ہے غمِ عشق نہاں شکلِ حسنؔ سے
پھر بھی یہ کہے جاتے ہیں حضرت نہ کہیں گے

حشر میں شانِ تجلّی کی جو رؤیت ہوگی
دل تڑپ جائیں گے آنکھوں پہ قیامت ہوگی

دمِ دیدار جو محشر میں بھی حیرت ہو گی
چشمِ مشتاق پہ کیا کیا نہ قیامت ہو گی

اب کوئی دم میں نہ ہم ہوں گے نہ حسرت ہوگی
آج پوری تری مانی ہوئی منت ہو گی

کس کی آنکھیں ہیں کہ بے پردہ اسے دیکھ سکے
یار کو انجمنِ حشر بھی خلوت ہو گی

آئینہ دیکھ کے کس ناز سے وہ کہتے ہیں
سچ کہو حورِ بہشتی کی یہ صورت ہو گی

حشر کو رؤیتِ دیدار مسلّم لیکن
ہم پہ تو ہجر کی راتوں میں قیامت ہو گی

دل گرفتار بلا، جان اسیرِ آفت
آپ کے عشق میں ہو گی جسے راحت ہوگی

دل کے داغوں کا مداوا نہ کروں گا ہرگز
چارہ گر اُن کی امانت میں خیانت ہو گی

نقشِ پا بن کے مٹیں گے ترے پامالِ خرام
لاش اُٹھے گی نہ اُن کی کہیں تربت ہو گی

کیا خبر تھی کہ وہ دل لے کے غضب ڈھائیں گے
نہ ترس دل میں نہ آنکھوں میں مروت ہو گی

میں تمھیں دیکھ کے سب ہوش و خرد کھو بیٹھا
دیکھو آئینہ نہ دیکھو یہی صورت ہو گی

دے کے دم جان کو ٹھہرائے کہاں تک کوئی
چلتے پھرتے کبھی آ جاؤ عنایت ہو گی

حشر کے دن بھی جو پردہ ہی رہا مدنظر
میری ترسی ہوئی آنکھوں پہ قیامت ہو گی

آپ بیٹھے ہیں تو ناوک کی طرح بیٹھے ہیں
دو قدم اُٹھ کے چلیں گے تو قیامت ہو گی

خاک میں ملتے ہوئے آپ نے دیکھا ہے جسے
وہ مرا دل مری خواہش مری حسرت ہو گی

جائے گا ہاتھ سے دل دل سے قرار و طاقت
آپ پہلو میں نہ ہوں گے تو قیامت ہو گی

ناز کی چال چلو گنجِ شہیداں میں نہ تم
اُٹھ چلے قبر سے مردے تو قیامت ہو گی

دلِ ناداں یہ محبت ہے ہنسی کھیل نہیں
رنج پر رنج مصیبت پہ مصیبت ہو گی

آپ تو شکل کسی شکل دکھاتے ہی نہیں
میرے بچنے کی بھی آخر کوئی صورت ہو گی

کوئی دم کا مجھے مہمان سنا تو یہ کہا
دیکھ آئیں گے کسی روز جو فرصت ہو گی

حشر برپا ہو تو ہو میں نہ اٹھوں گا ہرگز
تیری رفتار سے جب تک نہ قیامت ہو گی

یار بے پردہ ملے خواہشِ دل پوری ہو
حشر کو بھی اسی ارمان میں حسرت ہو گی

گر دمِ نزع بھی جلوہ نہ دکھایا اس نے
حشر تک شوق و تمنا پہ قیامت ہو گی

باہیں ڈالے گی تری تیغ مری گردن میں
آج مقتل میں بڑے لطف کی صحبت ہو گی

زخم کھانے سے حسنؔ کا دل زخمی نہ بھرا
چلتے چلتے کوئی وار اور عنایت ہو گی

ستم آرا ہے تا مہرباں ہم سے خفا کیوں ہے
ستم پر لطف کیوں ہے مہربانی پر جفا کیوں ہے

جو عالم آشنا ہے وہ تو پردہ کی ادا کیوں ہے
اگر منظور ہے پردہ تو عالم آشنا کیوں ہے

دمِ وعدہ مجھے اُلجھا رکھا ہے اس تلوّن نے
اداؤں میں ہے شوخی تو نگاہوں میں حیا کیوں ہے

مرے سر رکھتے ہو اِلزام اس کوچہ میں آنے کا
تمہارا نقشِ پا کوئے عدو میں رہنما کیوں ہے

ہوئی بوسہ کی مجرم بے خودی شوقِ شہادت کی
کشیدہ ہم سے اے قاتل تری تیغِ ادا کیوں ہے

جو آنکھوں میں بسا ہے آنکھیں اُس کی منتظر کیوں ہیں
جو دل میں جلوہ فرما ہے دل اُس کو ڈھونڈتا کیوں ہے

یہ کیوں توام ہوئے ہیں شادیٔ وصل و غمِ فرقت
بت پردہ نشیں آنکھوں میں نظروں سے جدا کیوں ہے

نہ آئے وہ شبِ وعدہ تو اُن کی یاد بھی جائے
مرے سوئے ہوئے طالع کے گھر یہ رت جگا کیوں ہے

شبِ مہ بھی نہ ہو ظلمت کدہ عشاق کا روشن
تمہارے دور میں اندھیر یا رے مہ لقا کیوں ہے

معمّا نَحْنُ اَقْرَبْ کا سمجھ میں آ نہیں سکتا
خدا جانے گلے مل کر کوئی ہم سے جدا کیوں ہے

اگر ہم دیکھ سکتے تھے تو اُس نے کیوں کیا پردہ
اگر دیدار کی طاقت نہیں تو خود نما کیوں ہے

تمہیں میری قسم کیا چاہتی ہے شوخیٔ موسم
یہ گلشن کے لیے ہر بار یہ کالی گھٹا کیوں ہے

تعلق عکس و پرتو سے نہیں جب حسنِ یکتا کو
دلوں کو آئنوں کو حکم و تاکید جلا کیوں ہے

کسی کی آنکھ کی پتلی بنے یا دل کا ٹکڑا ہو
ہماری طرح خاک افتادہ اُن کا نقشِ پا کیوں ہے

وفا دشمن گنہ گارِ محبت دوست جب ٹھہرے
اگر ہے دوست دشمن بھی تو دشمن بے خطا کیوں ہے

تمہیں سچ سچ کہیں تم سے مجھے الفت نہیں لیکن
مرے دل میں تمنا کیوں ہے لب پر التجا کیوں ہے

دلوں کے آئنوں کو روشنی طبع آفت تھی
انہیں خدا آ پڑی ہے ان میں ہم ساد و مرا کیوں ہے

مرا ذکر ان کی محفل میں ہے میں دور اُن کی محفل سے
مری تقدیر میں حرف مقدر کا لکھا کیوں ہے

ہمارا عشق دل میں ہے تمہارا حسن پردہ میں
خدا جانے پھر ان دونوں کا چرچا جا بجا کیوں ہے

سزا دیکھو تو کوئی حد نہ پاؤ گے رہے جا کی
خطا پوچھو تو صرف اتنی کہ تو ہم پر فدا کیوں ہے

انھیں ہم جان سمجھیں ان کو اپنی زندگی جانیں
خدا جانے پھر ایسوں سے تمنائے وفا کیوں ہے

گئی ہے لامکاں تک کس لیے اس بزم سے بچ کر
شب فرقت رسا اس درجہ آہِ نارسا کیوں ہے

نہیں سنتا نہیں سنتا کوئی سنتا ہوا بہرا
الٰہی بے اثر ٹوٹے ہوئے دل کی صدا کیوں ہے

کہا جب مبتلا تیرا اسیر ہجر ہے ظالم
تو فرمایا اسیر ہجر میرا مبتلا کیوں ہے

مرے خوں گشتہ ارماں کی سفارش گر نہیں کرتا
تو ان کے پاؤں پر پھیلا ہوا رنگِ حنا کیوں ہے

مگر ابھرے ہوئے جوبن نے کی ہے گدگدی دل میں
کسی کی نیچی نظریں کیوں ہیں شرمیلی ادا کیوں ہے

عدو کے وصل کا انکار سچا ہی سہی لیکن
مسی چھوٹی ہوئی مسکی ہوئی اُن کی قبا کیوں ہے

حسنؔ جب دے چکے دل ہی پھر اُن باتوں کی کیا پروا
خیالِ غیر کیوں ہے فکرِ طعنِ اقربا کیوں ہے

ہم رنج و اَلم سہتے ہیں کیا اپنی خوشی سے
دنیا میں غرض اٹکے کسی کی نہ کسی سے

دل چھین کے لے جائے جو ظالم خفگی سے
کیا قہر ہو ناصح وہ اگر خوش ہو کسی سے

تکلیف سی تکلیف ملی تختہ لبی سے
توبہ ہے جو اَب توبہ کریں بادہ کشی سے

فرقت میں مجھے روکتے ہو نالہ کشی سے
ناصح ابھی واقف نہیں تم دل کی لگی سے

دنیا کو ملا حسن کا صدقہ تو ہمیں کیا
ہم کو تو نکالا ہی ملا تیری گلی سے

وہ بیٹھے ہیں شرمائے گیا ہے دلِ عاشق
اس شرم ہی کی آنکھ نہ نیچی ہو کسی سے

ہم نقشِ سمِ پا کی طرح بیٹھے ہیں جم کر
اب اُٹھ کے نہ جائیں گے کہیں تیری گلی سے

مشہور ہیں جنت کی دل آویز بہاریں
پر جی نہیں بھرتا کہ اُٹھیں تیری گلی سے

تم رنج ہمیں دیتے ہو اک بوسہ کی خاطر
دل ہم نے تمہیں نذر کیا کیسی خوشی سے

آغاز محبت ہی میں قابو نہیں دل پر
مجبور ہوئے جاتے ہیں کچھ ہم تو ابھی سے

تم چپکے سے اک بوسۂ عارض ہمیں دے دو
کہتے ہیں قسم کھا کے کہیں گے نہ کسی سے

گنگیں دل و جاں کے لیے ہوں آپ کے دشمن
جو چاہیے سرکار کو حاضر ہے خوشی سے

اے چارہ گرو مجھ سے مرا حال نہ پوچھو
اسرار کسی کے نہ کہوں گا میں کسی سے

اللہ رے مغرور یہ نخوت یہ تکبر
تصویر تری بات نہیں کرتی کسی سے

ہاں ہاں تمہیں ناکامیِ عاشق نہیں معلوم
معلوم تو جب ہو کہ پڑے کام کسی سے

رونے پہ مرے آپ ہنسو غیروں کو ہنسواؤ
اللہ کرے تم کو بھی الفت ہو کسی سے

انسان کو کچھ کھو کے سمجھ آتی ہے سچ ہے
دل لے کے اٹھا ہی نہ تیری گلی سے

وہ لاکھوں سناتے ہیں سرِ بزم حسنؔ کو
اور یہ بھی ہے ارشاد کہ کہنا نہ کسی سے

وہ آئیں شوق سے مقتل میں امتحاں کے لیے
نہ جی چرائیں گے ہم جانِ ناتواں کے لیے

چنے ہیں پھول عنادل نے آشیاں کے لیے
صلائے عام ہے آہِ شرر فشاں کے لیے

لب و دہن ترے عشاق کے ہوئے شیریں
خیال میں بھی جو بوسے لب و دہاں کے لیے

اُٹھے نہ تیغ نہ خنجر سنبھل سکے جن سے
خدا کی شان وہ آئے ہیں امتحاں کے لیے

اٹھے گی تیغ کٹیں گے سر اس کلائی سے
تم اپنی شکل تو بنواؤ امتحاں کے لیے

اگر اثر ہو ترے سوزِ آہ میں بلبل
چراغ روغنِ گل کا ہو آشیاں کے لیے

تپِ الم نے کیا خشک سب بدن کا لہو
نہ چھوڑی بوند مری چشمِ خوں فشاں کے لیے

نہ قیدِ زلف میں ہے مرغِ دل نہ سینہ میں
نہ یہ قفس کے لیے ہے نہ آشیاں کے لیے

جو آستین چڑھائی اُتر گیا پہنچا
کہا تھا کس نے کہ تم آؤ امتحاں کے لیے

کسی کے آتے ہی ارمانِ دل مچلتے ہیں
قیامت اٹھتی ہے تعظیم میہماں کے لیے

میں منہ لگا نہ سکی بندۂ کرم ہی سہی
نشان کچھ تو رہے نام بے نشاں کے لیے

اسی پہ گرنے لگے کوند کوند کر بجلی
جو ڈال ہم کو پسند آئے آشیاں کے لیے

یہ آستاں ہے ترا آستاں نہ کیوں کر ہو
فلک زمیں کے لیے عرش آسماں کے لیے

سحر سے پہلے شبِ وصل مرغ بول اٹھے
یہی گھڑی تھی مؤذن کو بھی اذاں کے لیے

بیانِ غم جو سنایا تو ہنس کے فرمایا
بیانِ غم ہے فقط حسنِ داستاں کے لیے

بہائے جان و دل اک بوسہ اور وہ بھی قرض
دکان کھولی تھی ہم نے فقط زیاں کے لیے

کسی سے ضبط ہوں اسرارِ عشق کیا معنی
کہ رازداں کی ضرورت ہے رازداں کے لیے

رسا ہوا ہے مرا بختِ نارسا شاید
کہ پاسبان وہ رکھتے ہیں پاسباں کے لیے

حکایتِ قفس و دام ہم سے سن صیاد
بہار آئی ہے گل چین و باغباں کے لیے

اسی طرح میں حسنؔ دوسری غزل کہیے
کہ دو ہرے تحفے روانہ ہوں ارمغاں کے لیے

زمیں چرخ سے اونچی ترے مکاں کے لیے
منگائی عرش سے کرسی اس آستاں کے لیے

کوئی تو پھر بھی جھلک چشمِ جاں ستاں کے لیے
تڑپ رہی ہے اجل عمرِ جاوداں کے لیے

بنائے جاتے ہیں ناوک کڑی کماں کے لیے
نوید عید ہے مرغانِ نیم جاں کے لیے

اُتار دو کوئی تصویر اپنے جلوے کی
مکیں چاہیے ایوانِ لامکاں کے لیے

ملک نے اُٹھ کے ترے نقشِ پا کو دی تعظیم
فلک نے جھک کے قدم تیرے آستاں کے لیے

مری فغاں تو اثر کے لیے ہے مدت سے
کبھی اثر بھی ہو یا رب مری فغاں کے لیے

سبب کی عشق میں حاجت نہ قید ساماں کی
بہانہ چاہیے کیا مرگِ ناگہاں کے لیے

ہماری خاک ہمارا سرِ نیاز بنا
تری گلی کے لیے تیرے آستاں کے لیے

شعاعیں خود ہیں نقاب اُن کے مہرِ عارض کو
نوید یاس ہے چشمِ ندیدگاں کے لیے

صدا سنے نہ سنے کوئی کچھ ملے نہ ملے
ترا فقیر ہے تیرے ہی آستاں کے لیے

تمہاری تیغ ہے یا موجِ چشمۂ حیواں
کہ موت آئی مرے عمرِ جاوداں کے لیے

تمہارے چاہنے والے ہیں تم سے اتنے خوش
دعائیں مانگتے ہیں مرگِ ناگہاں کے لیے

امید اور یہ ناکامیاں قیامت ہے
دعا کریں گے ہم اب یاسِ جاوداں کے لیے

جگہ ملی ہے کبھی بزمِ ناز میں نہ ملے
مگر ہم آتے ہیں پابوسِ پاسباں کے لیے

مرے بھی پاس مری جاں ہے اک دلِ ناکام
ادھر بھی ایک نظر حسنِ دل ستاں کے لیے

کلیجہ چاہیے آہِ جگر فشاں کو حسنؔ
کلیجہ چاہیے آہِ جگر فشاں کے لیے

لاکھ سمجھایا تصور تجھے اے دل ہے وہی
تو نے سمجھا ہے مسیحا جسے قاتل ہے وہی

رہے جس دل میں تجلّی جمالِ لیلیٰ
حضرتِ قیس اگر سمجھو تو محمل ہے وہی

دیکھنا چھوڑ دے اُس کو وہ ستم گر جو کہوں
آئنہ جس کو سمجھتے ہو مرا دل ہے وہی

وائے تقدیر کہ تم اُس کو حنا سمجھے ہو
چٹکیوں میں جو ملا جائے مرا دل ہے وہی

لطف کیا تمہیں پیدا ہو بھی اک پہلو پر
اس کلیجہ کو تو دیکھو کہ مرا دل ہے وہی

مل کر اُس شوخ سے بے چین کیا قہر کیا
جس پہ ہم ناز کیا کرتے تھے یہ دل ہے وہی

یوں تو سو دل ہیں ترے حلقۂ گیسو میں اسیر
جس کے سو ٹکڑے ہیں اک بال میں ہوں دل ہے وہی

کیا سمائی ہے تمھیں حضرتِ دل خیر تو ہے
جس کو محبوب کہا کرتے ہو قاتل ہے وہی

ٹھہرے سینہ میں جو دل کب ہے وہ دل پتھر ہے
ہاں جو ہم پہلوے دلدار رہے دل ہے وہی

تم بلا کر حسنؔ تو حہ سرا کو دیکھو
تم ہو گر غیرتِ گل رشکِ عنادل ہے وہی

نہیں جو لطف و کرم تو نہ ہو جفا ہی رہے
اسیرِ زلف سے کچھ سلسلہ لگا ہی رہے

خلل پڑے نہ کہیں اُن کی خوابِ راحت میں
بلا سے ٹکڑے جو دل نالہ بے صدا ہی رہے

پسِ فنا بھی ملیں خاک میں تمنائیں
وہ خاک ہوں ترے قدموں سے جو لگا ہی رہے

بلا سے ٹوٹے قیامت ہی جانِ بسمل پر
پر آنکھ میرے ستم گر کی عشوہ زا ہی رہے

کہیں وہ پردۂ دل ہی میں چھپ کر آ جائیں
ہمیں نہ شکل دکھائیں اُنھیں حیا ہی رہے

ترے شہیدوں میں منظور ہے ہمیں شرکت
نہیں جو تیغ تو قاتل کوئی ادا ہی رہے

قیامت آئے گی کس کو ہے تابِ نظارہ
حجابِ عارضِ پُر نور پر پڑا ہی رہے

رقیب سے شبِ وعدہ نہ ہو سکے ملنا
وہ محوِ آئینہ و سُرمہ و حنا ہی رہے

ترا وہ دل کہ کیے تو نے ہم پہ سیکڑوں جَور
جگر یہ اپنا کہ ہم پھر بھی مبتلا ہی رہے

صبا کرم دلِ بلبل میں شوق باقی ہے
ابھی تو پردۂ رُخسارِ گل اٹھا ہی رہے

حسن تو ہجر میں تڑپا کرے ہزار افسوس
غضب ہے اُن کا رقیبوں میں دل لگا ہی رہے

روشِ ناز سے پامال نہ اے یار ہوئے
خاک ہو کر ترے کوچہ کی بہت خوار ہوئے

دوستی کے بھی معنی ہیں کبھی ہوتا ہے
دوست کے دشمن جاں غیر کے تم یار ہوئے

اب وہ تقویٰ ہے کہاں حضرتِ دل کہیے تو
خیر سے آپ بھی اس بت کے گرفتار ہوئے

سینکڑوں مر گئے قاتل سے نہ پوچھا اتنا
کیا خطا کی تھی جو خنجر کے سزاوار ہوئے

کیا کیا بے اثری تجھ پہ غضب ٹوٹ پڑے
آہ سب نالے دلِ زار کے بے کار ہوئے

دیکھ کر بزم میں وہ حسن یہ چھائی حیرت
جتنے آئینے تھے سب پشت بہ دیوار ہوئے

میرے لاشے سے کہا اس نے مخاطب ہو کر
کیا خطا کی جو خفا ہم سے تم اک بار ہوئے

منہ سے تو بولو ہوئی کس سے نرالی چاہت
نقدِ جاں کس کو دیا کس کے خریدار ہوئے

چل گیا چال وہ عیار قیامت کی حسنؔ
حق تم سے جو وارفتۂ رفتار ہوئے

حسرت بھری نگاہ کو قاتل سے پوچھیے
کیسی چھری چلی تھی یہ بسمل سے پوچھیے

یہ میٹھی میٹھی ناز بھری آپ کی نگاہ
جو لطف دے رہی ہے مرے دل سے پوچھیے

تم کو نہیں جمال سے اپنے کچھ آگہی
اس کو تو میرے آئینۂ دل سے پوچھیے

ہنگامِ ذبح ابروئے قاتل میں جو رہی
کیسی ادا تھی وہ دلِ بسمل سے پوچھیے

کیا کام کر گئی ہے تمہاری نگاہِ ناز
یہ تو کسی کے ٹوٹے ہوئے دل سے پوچھیے

کیا دل دیا تھا ہم نے اسی دن کے واسطے
اے بسملو لپٹ کے یہ قاتل سے پوچھیے

پہنچی ہے کس کی آہِ شرر بار تا فلک
کیسا یہ داغ ہے مہِ کامل سے پوچھیے

فرقت میں اپنے بے کس و مضطر پہ آپ کی
جو جو عنایتیں ہیں مرے دل سے پوچھیے

بے نور قطع راہِ حقیقت ہو کیا حسنؔ
رستہ یہ اپنے رہبرِ کامل سے پوچھیے

مریضِ ہجر کسی کے شفا نہیں پاتے
شفا کی کیا ہو توقع دوا نہیں پاتے

ہمیں کو اک دلِ گم گشتہ کا پتہ نہ ملا
جو ڈھونڈتے ہیں الٰہی وہ کیا نہیں پاتے

دوا دوش میں خوشامد میں چارہ گر کی ہیں
مرے مرض کو مرے اقربا نہیں پاتے

وہ کیا مرض ہے کہ جس کا علاج ہو نہ سکے
ہمیں جو روگ ہے اُس کی دوا نہیں پاتے

جو لوگ چلتے ہیں اخیار کے قدم بقدم
رہِ ہوس میں وہ ہرگز خطا نہیں پاتے

ملا تھا جس پہ دلِ زار اب اُن آنکھوں میں
وہ پیاری پیاری نشیلی ادا نہیں پاتے

دکھا ہی دیں گے قیامت میں تجھ کو اے زاہد
کہ مجرمانِ محبت سزا نہیں پاتے

گئے بھی نالے اگر عرش سے اُدھر پھر کیا
کسی کے دل میں تو کم بخت جا نہیں پاتے

حسنؔ ہمیں تو ہوئیں مدتیں اسی دکھ میں
تم آج اپنے مرض کی دوا نہیں پاتے

پھرتی ہیں برچھیاں نظر کی
ہو خیر خدا دل و جگر کی

تم صبح کو راہ لینا گھر کی
ساعت تو آنے دو سفر کی

ہنس ہنس کے وہ پوچھتے ہیں مجھ سے
کل شب تم نے کہاں بسر کی

یہ بانکی ادائیں جب سے دیکھیں
سُدھ بدھ کچھ نہ رہی دل و جگر کی

دل میرا چرا کے لے گئے وہ
اب دیکھیے شوخیاں نظر کی

اُڑتا ہے مجھ سے وہ پری رُو
یا رب یہ ہوا چلی کدھر کی

آیا ہے وہاں سے غیر بن کر
کیا بات میرے پیام بر کی

حال شبِ غم کا پوچھنا کیا
جس طور سے ہو سکی سحر کی

دم دے کے حسنؔ نے اُن لبوں پر
مر مر کر زندگی بسر کی

میرے پہلو میں اگر وہ بتِ رعنا آئے
عید ہو جائے مرادِ دلِ شیدا آئے

کشتۂ حسرتِ دیدار سے بھی پردہ ہے
آپ پر دل کسی کم بخت کا پھر کیا آئے

اب کی اے ساقیِ مے نوش پلا دے ایسی
بھول کر بھی نہ مجھے ہوش پھر اپنا آئے

لے چلیں لاش مری اُس کی گلی میں اَحباب
کیا عجب وہ بھی اگر بہرِ تماشا آئے

نامِ اغیار میں درباں کو بتاتا ہوں کہ وہ
کہہ دے شاید کبھی دھوکے میں کہ اچھا آئے

خوفِ تعظیم سے کانٹوں نے لیے سر پہ قدم
جوشِ وحشت میں جو ہم جانبِ صحرا آئے

شر اُٹھانے سے نہ آگاہ ہو وہ عربدہ جو
یا خدا خیر سے اب وہ بھی زمانہ آئے

اے حسنؔ ہم تو سفارش تری کر دیں سو بار
ذکر بھی تو کبھی اُس بزم میں تیرا آئے

آنکھوں میں اشک دل میں تپش لب پر آہ ہے
تیرے فراق میں مری حالت تباہ ہے

دامِ بلا ہے یا تری زلفِ سیاہ ہے
تیرِ قضا ہے یا تری ترچھی نگاہ ہے

مجھ سے گناہ گار کو ہے مغفرت کی آس
زاہد مرے کریم کی وہ بارگاہ ہے

رکھیں قدم ادب سے ذرا مے کدہ میں آپ
پیرِ مغاں کی شیخ یہی خانقاہ ہے

نالے بھٹکتے پھرتے ہیں ملتا نہیں اثر
شب مری زُلفِ یار سے بڑھ کر سیاہ ہے

آنکھیں دکھائے مہرِ قیامت اب اور کو
ہم عاصیوں پر اُن کے کرم کی نگاہ ہے

مدت سے تم بھٹکتے ہو جس کی تلاش میں
مے خانہ سے ملی ہوئی زاہد وہ راہ ہے

یا رب ہو دل کی خیر جگر کی سلامتی
اُس کی اَدا غضب ہے قیامت نگاہ ہے

منزل بہت بعید نہ طاقت نہ زادِ راہ
یا ربّ مدد غریب کی حالت تباہ ہے

محشر میں سُرخرو تجھے فرمائیں گے حضور
کچھ غم نہ کر حسنؔ تو اگر رُو سیاہ ہے

ہم شاد ہیں جو یار کو ہم سے ملال ہے
صد شکر اس کے دل میں ہمارا خیال ہے

آنکھیں ترس رہی ہیں طبیعت نڈھال ہے
تیرے فراق میں ہمیں جینا محال ہے

داغی ہے ماہ، مہر کو خوفِ زوال ہے
بے نقص ہے اگر تو تمہارا جمال ہے

غیروں کا رنگ جمتے ہی نقشہ بگڑ گیا
اب میری بیٹھکوں میں وہ آئیں محال ہے

اَحوالِ کشتگانِ تغافل نہ پوچھیے
وہ خوش نصیب ہیں تمھیں جن سے ملال ہے

دل اُن کو دے کے جان اجل کے سپرد کی
وہ ابتدائے عشق ہے اور یہ مآل ہے

چاہا تمھیں تو جان سے بیزار ہو گئے
مرنے کے بعد اب ہمیں جینا محال ہے

موسیٰ ہیں غش میں طور پہ گرتی ہیں بجلیاں
اے یار کیوں نہ ہو یہ تمہارا جمال ہے

سرمایہ عمر بھر کا جسے اپنا دل کہوں
اے زُلفِ یار تیری گرہ میں وہ مال ہے

رندانِ بزمِ یار گناہ گار کیوں ہوئے
زاہد اگر شراب جناں میں حلال ہے

تم میرے دل کے چین مرا دل ہے بے قرار
تم میری جان اور مجھے جینا محال ہے

اُلجھے ہیں ہاتھ تارِ رگِ جاں میں اے حسنؔ
سودائے زُلفِ یار میں جینا وبال ہے

اب ایسے جگر تھام کے فریاد کریں گے
تم کیا ہو کہ دشمن بھی بہت یاد کریں گے

فرقت میں جو اللہ کو ہم یاد کریں گے
بے چین کرے تم کو وہ فریاد کریں گے

ایسا وہ نہ تھا حضرتِ دل سے نہ تھی اُمید
یہ جَور اُٹھا کر اُسے جلاد کریں گے

کھینچیں گے ہم اس درد سے اک نالۂ دل کش
ناشاد جو رکھتے ہیں وہی شاد کریں گے

اب اس میں بچے یا نہ بچے چرخِ بلا سے
کوئی ہمیں چھیڑے گا تو فریاد کریں گے

دل لے تو لیا کہتے ہو پھر ہنس کے مجھی سے
کیا لے کے ترا ہم دلِ ناشاد کریں گے

اے وحشیِ دل تیرے کہے دیتے ہیں تیور
دیوانہ مجھے پھر یہ پری زاد کریں گے

دنیا میں دمِ قتل یہ چھوڑیں گے نشانی
ہم خون سے تر دامنِ جلاد کریں گے

تو کیا کرے اے آہ وہاں عہد و قسم ہے
بھولے ہوؤں کو ہم نہ کبھی یاد کریں گے

میں گردشِ دوراں سے ڈروں مجھ کو غرض کیا
مشکل جو پڑے گی وہی اِمداد کریں گے

یہ بت تو کسی کے نہ ہوئے اور نہ ہوں گے
ہم اپنے خدا ہی کو حسنؔ یاد کریں گے

❁

توسنِ ناز پہ پھر کوئی سوار آتا ہے
دیکھیے زیرِ قدم کس کا مزار آتا ہے

اور تسکین نہیں ہوتی کسی صورت سے
دیکھ لیتا ہوں جو تم کو تو قرار آتا ہے

خلشِ درد و غمِ ہجر کا کیوں کر نہ ہو قلق
فاتحہ خوانی کو وہ سوئے مزار آتا ہے

برچھیاں تانے ہوئے ناز و ادا ہیں ہمراہ
آج کس شان سے وہ شاہ سوار آتا ہے

سر چڑھا شمع کے پروانہ تو سب نے جانا
یہ وہ منصور ہے جو خود سوئے دار آتا ہے

مارِ گیسو کا تھے زہر چڑھا پھر نہ بچا
اس کے کاٹے کا کسی کو بھی اُتار آتا ہے

دیکھیں کیا اس گل خنداں سے یہ لایا ہے جواب
نامہ بر آج مرا باغ و بہار آتا ہے

ولولے دل کے گھٹائے غمِ فرقت نے حسنؔ
عشق کا نام لیے اب تو بخار آتا ہے

کچھ حسینوں کی محبت بھی بُری ہوتی ہے
کچھ یہ بے چین طبیعت بھی بُری ہوتی ہے

جیتے جی میرے نہ آئے تو نہ آئے اب آؤ
کیا شہیدوں کی زیارت بھی بُری ہوتی ہے

قیس کے حال کو سن سن کے جگر پھٹتا ہے
ساتھ کھیلے کی محبت بھی بُری ہوتی ہے

آپ کی ضد نے مجھے اور پلائی حضرت
شیخ جی اتنی نصیحت بھی بُری ہوتی ہے

اس نے دل مانگا تو انکار کا پہلو نہ ملا
خانہ برباد مروّت بھی بُری ہوتی ہے

اُن سے کہہ دو جو ہیں انداز و ادا پر مغرور
نگہِ دیدۂ حسرت بھی بُری ہوتی ہے

کون کہتا ہے کہ آپ آئیں مسیحا بن کر
کیا مریضوں کی عیادت بھی بُری ہوتی ہے

اے حسن آپ کہاں اور کہاں بزمِ شراب
پیر و مرشد بُری صحبت بھی بُری ہوتی ہے

مرضِ ہجرِ بت میں مر مر کے ❁ جی بچا ہوں خدا خدا کر کے
دیدۂ تر کے پونچھ گئے آنسو ❁ ان کو دیکھا جو اک نظر بھر کے
جانتے ہیں وہ اک نہ مانیں گے ❁ بات کیوں کھوئیں التجا کر کے
کیا کیا تو نے ڈوب مرا اے مہر ❁ صبح چمکی وہ پاس سے سر کے
ہوں مبارک تمھیں رقیب کہ ہم ❁ اور مہمان ہیں گھڑی بھر کے
مے کدہ تک تو آیئے واعظ ❁ کتنے پیتے ہو جام کوثر کے
ٹھوکریں وہ لگاتے آتے ہیں ❁ کیا ہی اعزاز ہیں مرے سر کے
دے خدا میری آہ کو وہ اثر ❁ دل پگھل جائیں جس سے پتھر کے
ہم جب آئے تمھیں نہیں پایا ❁ اے حسنؔ ہو رہے تم اس در کے

آفتِ ہوش و خرد حسن خود آرائی ہے
بزمِ محشر بھی انھیں گوشۂ تنہائی ہے

صدر میں غیر لبِ فرش تمنائی ہے
کس سلیقہ کی وہاں انجمن آرائی ہے

حشر بھی انجمن حسن خود آرائی ہے
عام دربار ہے مخلوق تماشائی ہے

کیا کریں ہم جو لبوں پر تری جاں آئی ہے
دلِ بے تاب ہماری کہیں شنوائی ہے

ہم ہیں اور کنجِ قفس اور وہی تنہائی ہے
ہم صفیروں کو مبارک ہو بہار آئی ہے

موسمِ گل میں قیامت چمن آرائی ہے
کس کے قدموں پہ فدا ہو کے بہار آئی ہے

سب سے پردہ ہو جو پردے ہی کی ٹھہرائی ہے
آخر آئینہ بھی تو چشمِ تماشائی ہے

مدتوں سے اسی دھوکے میں تمنائی ہے
خود نمائی کے لیے شوقِ خود آرائی ہے

دل وحشت زدہ مجنوں ہے سودائی ہے
خیر وہ کچھ بھی سہی آپ کا شیدائی ہے

اُس نے تو خوب طبیعت مری ترسائی ہے
تجھ سے اُمید کچھ اے جلوۂ ہرجائی ہے

اُن کو نفرت ہے تو وہ کچھ ستم ایسے ایسے
نہیں معلوم طبیعت مری کیوں آئی ہے

اک جھلک دیکھ کے کیا خاک بتاؤں ناصح
کس پہ آئی ہے طبیعت مری کیوں آئی ہے

اچھے ہوتے ہیں نہ مرتے ہیں تمہارے بیمار
یہ نئے رنگ نئے ڈھب کی مسیحائی ہے

دلِ مضطر تجھے اب چاہیے اُن کا آنا
سیکڑوں منتیں کی ہیں تو اجل آئی ہے

زحمتِ ضبطِ غمِ عشق اٹھائی بیکار
میری صورت پہ لکھا ہے کہ تمنائی ہے

جاتے والے مجرِ وصل کھڑے ہیں تیار
قتل کو ہاتھ اٹھائے ہوئے انگڑائی ہے

طلبِ بادۂ دیدار اور اُن سے اے دل
ہوش کی پی تری شامت تو نہیں آئی ہے

جس کے بولے گلۂ عالمِ تنہائی پر
ایک عالم میں اُنھیں شکوۂ تنہائی ہے

موت سے کہہ دو کہ دو چار برس تو دم لے
رقصِ بسمل کا وہ جلاد تماشائی ہے

اپنے کوچے میں مری لاش پڑی رہنے دو
آج مدت میں مجھے چین کی نیند آئی ہے

مرگِ عاشق کی وہ یوں بیٹھے ہوئے سیر کریں
جن کی رفتار میں اعجازِ مسیحائی ہے

وہ مری لاش پہ منہ ڈھانکے ہوئے بیٹھے ہیں
ہائے قسمت اُنھیں کس وقت حیا آئی ہے

ہائے نادانی دل، وائے گراں جانی دل
اُنھیں انکار کی عادت یہ تمنائی ہے

باز آ شور و فغاں سے دلِ بے کس باز آ
ہمیں معلوم ہے جیسی تری سنوائی ہے

ایک ہم ہیں کہ ہمارا کوئی پُرساں ہی نہیں
ایک دشمن ہے کہ معشوق بھی شیدائی ہے

دل گیا، ہوش گئے، عقل گئی، صبر گیا
رنج دینے کو طبیعت مری کیوں آئی ہے

اپنے در پر بھی وہ آنے نہیں دیتا مجھ کو
جس نے رہنے کو مرے دل میں جگہ پائی ہے

تنگ آئے ہیں وہ اب حسن کی دلچسپی سے
ذرہ ذرہ انھیں آغوشِ تمنائی ہے

ہائے صیاد ستم گار نے کیا ظلم کیا
کہہ دیا مرغِ قفس سے کہ بہار آئی ہے

جان بچتی نظر آتی نہیں بیماروں کی
میرے عیسیٰ اگر ایسی ہی مسیحائی ہے

سخت جانی مری کہتی ہے ترے خنجر سے
کھینچ کر تجھ کو مرے پاس قضا لائی ہے

کیا کہوں دردِ جدائی کی مصیبت اے موت
تیرے آنے سے مری جان میں جان آئی ہے

مجھے یہ سوچ ہے کیوں عقل گئی ناصح کی
اُسے یہ فکر طبیعت مری کیوں آئی ہے

بے ترے دیکھے مجھے چین نہ لینے دے گا
شوقِ دیدار نے آنکھوں کی قسم کھائی ہے

موت آجائے تو جی جاؤں مصیبت کٹ جائے
آپ کیا کہتے ہیں کیوں موت تری آئی ہے

اُن کی تلوار کے سایہ میں پڑا سوتا ہے
کشتۂ ناز کو کیا چین کی نیند آئی ہے

غیر کے گھر اِسی باعث سے گئے تھے شب کو
وصل میں آپ کو اندیشۂ رُسوائی ہے

حوریں فردوس سے پیمانے لیے نکلی ہیں
لب پہ کس تشنۂ دیدار کے جان آئی ہے

حسنِ دیدار کا نظارہ ہے نظارہ کناں
اس تماشے کا تماشا بھی تماشائی ہے

نیم جلوہ بھی نہیں ایک جھلک میں گم تھے
ہم سمجھتے تھے ہمیں تابِ شکیبائی ہے

گلۂ جور پہ نادم نہیں وہ وصل کی شب
میں سمجھتا ہوں آنکھیں جس لیے شرم آئی ہے

اس تماشے کا کوئی دیکھنے والا ہوتا
وہ ہیں بے پردہ تو بے ہوش تماشائی ہے

اس قدر قتل کرو تم کہ مسیحا ہو جاؤ
جاں ستانی یہ نہیں مشقِ مسیحائی ہے

کر گئی شوخیِ دیدار کہیں گم مجھ کو
سالہا سال کے بعد اتنی خبر پائی ہے

یا مرا دل مری آنکھیں ہیں جگہ سے خارج
یا یہ مشہور غلط ہے کہ وہ ہرجائی ہے

تم کہو میں تو بُرا کہہ نہیں سکتا دل کو
بہت اچھا ہے کہ اچھوں کا تمنائی ہے

دلِ عاشق میں کبھی، چشمِ تصور میں کبھی
خیر سے آپ کی تصویر بھی ہرجائی ہے

وصل کی آس حسنؔ کو نہ امید دیدار
کس تمنا پہ یہ کم بخت تمنائی ہے

اب نظر آتے ہیں زاہد راہ پر آتے ہوئے
تا درِ مے خانہ آ جاتے ہیں سمجھاتے ہوئے

اتنا پوچھا تھا کہاں سے آئے گھبراتے ہوئے
چل دیے کچھ منہ ہی منہ میں مجھ کو فرماتے ہوئے

لو وہ آئے جانِ عاشق پر غضب ڈھاتے ہوئے
مسکراتے اینڈتے جوبن پر اتراتے ہوئے

غیر ہوتے ہم تو آتے غیر حالت ہے تو ہو
کیوں نہ گھبرائیں ہمارے پاس وہ آتے ہوئے

دل میں تم آنکھوں میں تم چھپتے ہو پھر کس واسطے
تم کو شرم آتی نہیں عاشق سے شرماتے ہوئے

زلف و رخ کے عکس سے دیکھو دل پہ داغ ہیں
فصلِ گل آتے ہوئے کالی گھٹا چھائی ہے

چھوڑ دیتا تو جو اے صیاد دم بھر کے لیے
دیکھ آتے ہم بھی گلشن میں بہار آتے ہوئے

اس ادا سے جھوٹے وعدے کرتے ہیں یہ خوبرو
کچھ نہیں ہوتا تامل اعتبار آتے ہوئے

توبہ زاہد مے کشی سے توبہ ایسے وقت میں
یہ چمن کھلتے ہوئے یہ سبزے لہراتے ہوئے

جاں بلب ہوں اک نظر کے واسطے آنکھیں نہ پھیر
جانے والے اک نظر پھر دیکھ لے جاتے ہوئے

سوچ تو دل میں مرے داتا ترے ہاڑے کی خیر
دید کے بھوکے پھریں یوں ٹھوکریں کھاتے ہوئے

جان جائے پر نہ جائیں گے تمہارے کوچے سے
جان جاتی ہے تمہارے کوچے سے جاتے ہوئے

کیوں ترس آتا نہیں ترسے ہوؤں کے حال پر
اے بت ترسا خدا نا ترس ترساتے ہوئے

تیرے صدقے خوب بانٹا تو نے صدقہ حسن کا
کچھ نے پایا رہ گئے کچھ ہاتھ پھیلاتے ہوئے

آمد جاناں کی شادی نے کیا محروم وصل
ہم کو مدت چاہیے اب آپ میں آتے ہوئے

ان کی چشم مست کی گردش سے دیکھے تمام بزم میں
رند کو گرتے ہوئے ساغر کو چکراتے ہوئے

خون کے چھینٹے بھیں گے زخموں کے پھولیں گے ہاتھ
وہ نظر آتے ہیں مینہ تیروں کا برساتے ہوئے

سر جھکے دل مرغ بسمل آنکھیں خیرہ ہوش گم
بزم میں یہ کون آئے جلوہ فرماتے ہوئے

فتنہ ہائے حشر جھک جھک کرائے سجدے کریں
جس طرف کو ناز سے وہ جائیں ٹھکراتے ہوئے

پائمالانِ محبت سب بکھیڑوں سے ہیں پاک
ان کو نہلاتے ہوئے دیکھا نہ کفناتے ہوئے

بزم محشر میں تجلی کی جھلک کافی نہیں
یوں تو رہ جائیں گے لاکھوں دل میں للچاتے ہوئے

حوریں دینے آئی ہیں رنگیں دوپٹوں کا کفن
تم بھی اپنے کشتہ کو دیکھ آؤ کفناتے ہوئے

"اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْم" کا نہ ہو ڈر تو کہوں
میں نے دیکھا ہے حسن تم کو جہاں جاتے ہوئے

نسیمیں صبح شرمائی ہوئی آئیں گلستاں سے
نسیمیں رات بس کر آئی تھیں کیا کوئے جاناں سے

اگر اے دل مزہ ملتا ہو یوں گھٹ گھٹ کے مرنے میں
تو میں کچھ اور اُلجھن مانگ دوں گیسوئے پیچاں سے

جو آپ تیغ کا اقرار کر لے ہم سے وہ قاتل
خضر ہم پیاسے اُٹھ جائیں کنارِ آبِ حیواں سے

بہار آئی ترے سودائیوں کی وحشتیں چمکیں
گلی کوچے ہوئے روشن شرارِ سنگِ طفلاں سے

دمِ آخر ترے حسرت بھرے کے گھر قیامت تھی
گلے مل مل کے روئی بے کسی ایک ایک ارماں سے

نہ حوروں سے تعلق ہے نہ دیوانہ ہوں پریوں کا
نگاہیں ہوگئیں کچھ اور مل کر حُسنِ جاناں سے

عدو ساقی مغنّی سب چھٹیں تو ہم سے ملتا ہو
مری جاں بچ تو ہے تم کیوں اٹھو بزمِ رقیباں سے

دلِ بے تاب حیرت کا مزہ لینے نہیں دیتا
نکالو اس بلا کو جلوہ گاہِ حسنِ جاناں سے

شبِ وعدہ بندھا کر آسرا یوں بے خبر رہنا
نہیں لاکھوں جگہ بہتر تھی غافل اس تری ہاں سے

کہیں خارِ الم تودے کہیں خاکِ تمنا کے
دلِ ویراں مرا کس بات میں کم ہے بیاباں سے

انھیں اور مرگِ عاشق کا نہ ہو غم کون کہتا ہے
وہ بیٹھے تو ہیں بالیں پر دکھاوے کو پریشاں سے

میں کس کا بے نوا عاشق تمہارا بے نوا عاشق
مری بے ساز و سامانی ہے کیسے ساز و ساماں سے

ٹھکانا غم زدوں کا غم زدوں کے پاس ہی اچھا
کہاں جائے گی بے کس بے کسی گورِ غریباں سے

غمِ فرقت نے کی ہیں تفرقہ پردازیاں کیا کیا
انھیں نفرت ہے مجھ سے، مجھ کو دل سے، دل کو ارماں سے

جو ٹھکرایا ہوا نکلا خرامِ نازِ دلبر کا
وہی فتنہ پسند آیا ہمیں محشر کے ساماں سے

خدا کی شان یوں ارمان اس کا خون کر ڈالیں
وہ دل پالا تھا جس کو ہم نے کیسے کیسے ارماں سے

شرابِ جلوۂ رنگینِ جاناں کی تمنا میں
سبو غنچے تو گل ساغر لیے نکلے گلستاں سے

نہ کیوں دیوانوں کو ملبوسِ عریانی پسند آئے
نہ لپٹے خار دامن سے نہ ہاتھ الجھے گریباں سے

مری خاطر سے نکل میان سے تلوار ہاتھ اٹھا
مرا سر کیوں نہ خم ہو قتل کر میں بارِ احساں سے

قیامت سے یہ کھٹکا ہے قیامت ہی کا کھٹکا ہے
قیامت کو اٹھائے جائیں گے ہم کوے جاناں سے

وہ جنت تھی کہ جس سے جیتے جی آدم نکل آئے
ہمارا تو جنازہ بھی نہ نکلے کوے جاناں سے

تعالی اللہ ترے کوچہ کی رنگینی تعالی اللہ
ہوا خوری کو آتی ہیں نسیمیں باغ رضواں سے

چمک سے صدقہ پانے شمع آئی تیری محفل میں
مہک سے بھیک لینے پھول نکلے ہیں گلستاں سے

نہ خنجر ہے، نہ وہ جلاد، سناٹا ہے مقتل میں
شہید ناز اب کیا دیکھتا ہے چشمِ حیراں سے

اٹھا ہے جب تمہارے کشتۂ انداز کا لاشہ
نکل آئی ہیں حوریں بال کھولے باغ رضواں سے

جھکی گردن اٹھی اٹھتی جوانی جوش پر آئی
حیا گھونگھٹ کیے شرما کے نکلی چشمِ جاناں سے

بت کافر ادا پردہ سے باہر آنے والا ہے
مسلمانو خبردار اپنے اپنے دین و ایماں سے

ملے ہمدردیوں سے اوج پستوں کو بلندوں پر
کہ آنسو پونچھنے میں دامن اونچا ہو گریباں سے

تمہیں نفرت مجھے الجھن غضب میں جانِ دل مضطر
نکالو اس بلا کو باز آیا ایسے ارماں سے

وہ شرمائے لجائے سر جھکائے اس طرح بیٹھیں
خدا سمجھے دلِ بے باک تیرے جوشِ ارماں سے

بہار آئی مبارکبادیاں ہیں ہم صفیروں میں
کسی کو کیا غرض حالِ گرفتارانِ زنداں میں

انھیں کے سامنے پھیلا کرے دامن بھکاری کا
نہ اُٹھے بسترا مشتاق کا یا رب کوئے جاناں سے

یہ خون آلودہ خنجر ہے کہ پھولوں کی چھڑی یا رب
وہ قاتل قتل کر کے آ رہا ہے یا گلستاں سے

یہ پچھلا دور ہے ساقی تمنا کیوں رہے باقی
پیالا عمر کا بھر دے مے دیدار جاناں سے

الٰہی خونِ بسمل سے ہو رنگیں دامنِ قاتل
وہ یوں مقتل سے نکلے جس طرح گل چیں گلستاں سے

نمازیں سب ادا ہو جائیں گی اس ایک سجدے میں
نیازِ عشق سر اُٹھنے نہ پائے پائے جاناں سے

نہ وہ محفل دلِ عاشق نہ دشمن حسرتِ عاشق
الٰہی پھر نکلتے کیوں نہیں بزمِ حسیناں سے

ہوئی مقبول میرے دشمنوں کے حق میں میں نکلا
دعا تھی میرے دشمن بھی نہ نکلیں بزمِ جاناں سے

اگر رگ رگ میں نشتر ہوں تو ہے لطفِ خلش یا رب
بدل دے خونِ عاشق لذتِ بیدادِ مژگاں سے

کہو تو اے حسنؔ کیوں روتے ہو کیسی گزرتی ہے
ہمی سمجھے تمھے دل لے کر نکلتا کوئے جاناں سے

حشر جس میں وہ کچھ قیامت ہے ❁ شورشِ آرزوے قامت ہے
آبِ خنجر میں کیسی لذت ہے ❁ تشنہ لب ہر لبِ جراحت ہے
وہ چلے جی اُٹھیں تمنائیں ❁ یہ نئی چال کی قیامت ہے
اپنی تصویر تو نہ لے جاؤ ❁ یہ مری زندگی کی صورت ہے
گھڑی ساعت ہے عاشق قامت ❁ ہر گھڑی ساعت قیامت ہے
مل تو جاتی ہے وہ گلے سے کبھی ❁ تیغِ قاتل کا دم غنیمت ہے
ایک عالم سے ہیں وہ پردہ میں ❁ ایک عالم میں اُن کی شہرت ہے
آپ حسرت نکال کرلیں دل ❁ آپ کے دل میں میری حسرت ہے
پردہ اٹھتے ہی طالبِ رؤیت ❁ بن گیا بت مقامِ حیرت ہے
یہ تغافل شعار یہ ظالم ❁ جور فرمائیں تو عنایت ہے
حسن تیرا سنگار کا ہے سنگار ❁ زیب و زینت کو تجھ سے زینت ہے
نازنیں ہیں وہ دل شکن ہو کر ❁ یہ نزاکت نئی نزاکت ہے
تیرے ادنیٰ غلام ہیں غلماں ❁ حورِ فردوس پیشِ خدمت ہے
جور کی مہربانیاں ہم پر ❁ مہر کی غیر پر عنایت ہے
دل سلامت ہے تو ہزاروں غم ❁ غم نہیں دل اگر سلامت ہے
کیوں وہ ہنس ہنس کے ادھر نگاہ کرے ❁ چشم پُر آب رونقِ صورت ہے
کیا قیامت ہے حسنِ عالم سوز ❁ بزمِ محشر بھی کنجِ خلوت ہے
وصلِ اغیار کے تمنائی ❁ جاں بلب دردمند فرقت ہے
زاری و عجز عشق کے معشوق ❁ عاشقِ حسن کبر و نخوت ہے
جب کہا ہے تمہارے نام سے عشق ❁ بولے ہاں نام ہی کی اُلفت ہے

غیر اپنے ہیں بزمِ جاناں میں ❁ غیر اپنے خدا کی قدرت ہے

اُن کے فتنے چرا لیے کس نے ❁ حشر کی جان پر قیامت ہے

نیچی نظروں ہی نے لیا ہے دل ❁ اے حیا سب تری شرارت ہے

حور دیکھے تو روح خوش ہو جائے ❁ ہائے کیا پیاری پیاری صورت ہے

کرو عاشق سے اپنے شرم کرو ❁ جاؤ غیروں میں جائے غیرت ہے

حسن سے جس قدر ہے دل جمعی ❁ عشق میں اُتنی ہی مصیبت ہے

گل رخوں کے خرامِ رنگیں سے ❁ خاک کا ذرہ ذرہ جنت ہے

چھوڑ کر مجھ کو جا نہیں سکتی ❁ کس بلا میں مری مصیبت ہے

وصل فرقت سے وصل سے فرقت ❁ غم زدوں کا یہ وصل و فرقت ہے

پھل ہیں تیغوں کے پھول زخموں کے ❁ رنگ پر گلشنِ شہادت ہے

ناز سے وہ جسے کہیں کم بخت ❁ قابلِ رشک اُس کی قسمت ہے

طعنہ ہائے رقیب و جورِ حبیب ❁ کیسی خوش قسمت اپنی قسمت ہے

اُف قیامت خرامیاں اُن کی ❁ محشرستاں ہماری تربت ہے

دل کے ٹکڑے ہیں تری اُلفت میں ❁ ٹکڑے ٹکڑے میں تری اُلفت ہے

کیوں ہے تکلیفِ چارہ فرمائی ❁ چارہ فرما یہ دردِ فرقت ہے

مرقدِ دل ہے یا مرا سینہ ❁ دل ہے یا آرزو کی تربت ہے

ہم جہاں بیٹھیں کنجِ تنہائی ❁ تم جہاں جاؤ بزمِ عشرت ہے

بیچتا ہوں دل ایک بوسہ پر ❁ ہاں اچھا ہے تھوڑی قیمت ہے

حشر ہوتا ہے شوقِ رویت پر ❁ حشر ہوتا نہیں قیامت ہے

بے حجابی سے حشر برپا کر ❁ منہ چھپانا ترا قیامت ہے

کوئے اُلفت میں پاؤں رکھتا ہوں ❁ اے خدا تیرے ہاتھ عزت ہے

اے حسنؔ دل بچا محبت سے ❁ تجھ کو دل کی اگر محبت ہے

شکر پر شکوہ و شکایت ہے ❁ آپ کی بھی عجیب عادت ہے
رات تھوڑی ہے غیر حالت ہے ❁ وہ نہیں سنتے کیا قیامت ہے
پیاری باتیں ہیں اچھی صورت ہے ❁ ہاں نہیں آپ کی قیامت ہے
دل میں غم ہے قلق ہے حسرت ہے ❁ تمھیں کس چیز کی ضرورت ہے
شب فرقت پڑی ہے چار پہر ❁ شام ہی سے عجیب حالت ہے
وہ مری مان جائیں گے اے دل ❁ اُن کو ایسی ہی مجھ سے اُلفت ہے
کیا کروں موت پر نہیں قابو ❁ کچھ نہ پوچھو جو دل کی حالت ہے
کیا کہوں جب کہیں وہ دل لے کر ❁ کیا تجھے دل سے میری اُلفت ہے
جس کی صورت سے زندگی ہے مری ❁ میری صورت سے اُس کو نفرت ہے
غیر کے پاس آتے جاتے ہو ❁ جاؤ بھی تم کو کس سے اُلفت ہے
اُن کو رُسوائے عشق سے کیا کام ❁ جس کی ذلت ہے اُس کی ذلت ہے
غم زدوں کی سنی نہیں جاتی ❁ عشق میں یہ بڑی مصیبت ہے
مان لینے کو میں نہیں کہتا ❁ بات سننے میں کیا قباحت ہے
جب کہا حالِ دل سنو تو کہا ❁ ایسی باتوں کی کس کو فرصت ہے
حور کو چاہیں آپ کے عاشق ❁ ایسی ہی تو وہ خوبصورت ہے
صبح نزدیک ہے چلے جانا ❁ اور کچھ دیر کی مصیبت ہے
تم ملو غیر سے تمھیں کیا کام ❁ ہم غریبوں کی ہے جو حالت ہے
وصلِ دشمن سے تم نہیں واقف ❁ میرے غم میں اُداس صورت ہے
تیرے بس میں زباں نہیں ناصح ❁ میرے بس میں مری طبیعت ہے
حسرتیں سب نکال دیں تم نے ❁ دم نکل جائے بس یہ حسرت ہے

وصلِ دشمن تمھیں مبارک ہو ❁ مجھ سے کہنے کی کیا ضرورت ہے
بے ثمر آہ بے اثر نالے ❁ اب تو دل سے مجھے بھی نفرت ہے
اس خطا پر ہیں مجھ سے رنجیدہ ❁ کہ تجھے ہم سے کیوں محبت ہے
حالتِ غیر پر کرم کب تک ❁ اب تو آؤ کہ غیر حالت ہے
ہاں مجھے اُن سے عشق ہے ناصح ❁ آپ کہیے مری طبیعت ہے
میرے ہو مدعا میں ناکامی ❁ دل کی ہر آرزو میں حسرت ہے
حسرت آتی ہے آرزوؤں پر ❁ آرزو آرزو میں حسرت ہے
اس قدر رنج مرنے والوں سے ❁ ہائے قاتل یہ کیا قیامت ہے
قتل کے وقت بھی نہ پوچھا آہ ❁ کہ ترے دل میں کوئی حسرت ہے

جان دیں کیوں نہ اُس گلی پر ہم
اے حسنؔ جیتے جی کی جنت ہے

❁

موت سے دردِ جدائی کی دوا ہوتی ہے
یوں ہی بیمارِ محبت کو شفا ہوتی ہے
کھنچ کے ملتی ہے تو ملتے ہی جدا ہوتی ہے
تیغ قاتل میں بھی قاتل کی ادا ہوتی ہے
تیری تلوار گلے مل کے جدا ہوتی ہے
دیکھ جلاد گلے میں یہ دعا ہوتی ہے
صورتِ آئینہ جب دل میں صفا ہوتی ہے
شکلِ محبوب حسنؔ جلوہ نما ہوتی ہے

پس کے دل چھلکتے ہیں پابوسِ حنا ہوتی ہے
واہ کیا عزتِ خونِ شہدا ہوتی ہے

چارۂ عشق میں تجویز قضا ہوتی ہے
آہ وہ درد کہ جس کی یہ دوا ہوتی ہے

دل ہی نالاں نہیں فرقت وہ بلا ہوتی ہے
سنگ و آہن بھی جدا ہوں تو صدا ہوتی ہے

جان کا خون کریں کیوں نہ تڑپ کر بسمل
تیغ جلاد گلے مل کے جدا ہوتی ہے

ہر جگہ ہیں مئے اُلفت کی نئی تاثیریں
یہ کہیں زہر کہیں آبِ بقا ہوتی ہے

تم کو اللہ نہ وہ یاس بھری آس دکھائے
دمِ آخر جو اشاروں سے ادا ہوتی ہے

بزمِ دشمن میں کوئی اُن کی شرارت دیکھے
وصل کی رات جن آنکھوں میں حیا ہوتی ہے

دل کے سو ٹکڑے کرے ٹکڑے سے ٹکڑا ہو جدا
پر کہیں تیغِ ادا دل سے جدا ہوتی ہے

جرم اُلفت کی سزا ملتی ہے کیسی کیسی
ہجر کی رات ہمیں روز جزا ہوتی ہے

رات کو آئیں گے وہ صبح سے بے چین ہوں میں
شام تک دیکھیے حالت مری کیا ہوتی ہے

کس بلا میں ہے گرفتار اسیرِ فرقت
نہ قضا ہوتی ہے پرساں نہ ادا ہوتی ہے

سر جھکانے دے تہِ تیغِ ادائے قاتل
وقت جاتا ہے نماز اپنی قضا ہوتی ہے

زندگی ہے تو کسی پر نہ مریں گے ہرگز
عشق کے نام سے اب روح فنا ہوتی ہے

گالیاں دیتے ہیں وہ مجھ کو دعائیں سن کر
گالیوں پر بھی مرے لب پہ دعا ہوتی ہے

دم سلامت رہے شمشیرِ ادا کا قاتل
جانِ عاشق کہیں ممنونِ قضا ہوتی ہے

منہ چھپانے کو وہ عاشق سے حیا کرتے ہیں
منہ چھپائے ہوئے غیروں میں حیا ہوتی ہے

دستِ نازک سے کشاکش میں ہے تلوار کا دم
نہ جدا کرتی ہے سر کو نہ جدا ہوتی ہے

نہ گلے ہوں نہ ستم ہم تم اگر غور کریں
کون کرتا ہے جفا کس پہ جفا ہوتی ہے

وحشتِ عشق میں ناصح سے میں الجھوں تو معاف
اس مصیبت میں کہیں عقل بجا ہوتی ہے

سر جدا کرتی ہے تلوار مرے قاتل کی
اس پہ یہ قہر کہ پھر خود بھی جدا ہوتی ہے

دیکھ لیتا ہوں جو للچائی ہوئی آنکھوں سے
گھورتی ہے تری تصویر خفا ہوتی ہے

کیا بَلا ہے دلِ وحشی کہ بچائے کوئی
کیوں پریشان تری زُلف دوتا ہوتی ہے

دل سے ڈھل جاتے ہیں اک آن میں برسوں کے گلے
قہرِ لطف بھی کیا جانیے کیا ہوتی ہے

دیکھ سکتے نہیں حسرت ہے مگر دیکھنے کی
کچھ عجب شانِ تجلّی کی ادا ہوتی ہے

میری میت پہ وہ منہ ڈھانکے ہوئے بیٹھے ہیں
کوئی پوچھے تو کہ اب کس سے حیا ہوتی ہے

اس تغافل پہ تمنائے کرم حضرتِ دل
دیکھیے اُن کی جفا سے بھی وفا ہوتی ہے

ایک تم ہو کہ وفا پر بھی جفا کرتے ہو
ایک ہم ہیں کہ جفا پر بھی وفا ہوتی ہے

اُٹھتا جوبن ہے حسینوں کے لیے بھی آفت
دل میں ارمان تو آنکھوں میں حیا ہوتی ہے

دلِ عشاق و حنا پستے ہیں دونوں لیکن
یہ مقدر ہے کہ پا بوس حنا ہوتی ہے

ہاں یہ سچ ہے کہ نہیں تیغ نہیں اے قاتل
تیرے کشتہ میں مگر جان ہی کیا ہوتی ہے

جان دی شیفتۂ زُلف نے جنجال کٹا
اب پریشان حسنؔ اُن کی بلا ہوتی ہے

جلوے ترے جو رونقِ بازار ہو گئے
خوباں خود فروش خریدار ہو گئے

بے پردہ بزم میں جو وہ رُخسار ہو گئے
آئینے غش میں پشت بدیوار ہو گئے

شکر خدا وہ قتل کو تیار ہو گئے
اُلفت کے جرم ہم کو سزاوار ہو گئے

افسوس دستِ شوق نے پائی نہ دسترس
باہیں گلے میں ڈالنے کو ہار ہو گئے

تلووں سے راستہ چمن دل کشا بنا
جلووں سے آئینہ در و دیوار ہو گئے

آنکھیں ہمیں دکھاؤ کہ آنکھیں نکال لو
اب تو تمہارے طالب دیدار ہو گئے

ہیں زندگی سے تنگ مگر بوالہوس نہیں
یہ کیوں کہیں کہ جان سے بیزار ہو گئے

پردے نے اُٹھ کے پردۂ اُلفت اُٹھا دیا
ہم بے خبر ہوئے وہ خبردار ہو گئے

اُن سے عدو سے میل نہیں واسطہ نہیں
مجھ سے جبھی تو لڑنے کو تیار ہو گئے

سودائیان زُلف کی سنتا نہیں کوئی
کم بخت کس بلا میں گرفتار ہو گئے

یہ عشق کا ستم ہے کہ بے دل بنا دیا
وہ حُسن کا کرم ہے کہ دل دار ہو گئے

پردہ کسی کا حضرتِ دل سے چھپا نہیں
کیا دیکھ کر یہ طالب دیدار ہو گئے

اے دردِ عشق اُٹھ کہ مداوائے دل کریں
پرہیز کرتے کرتے تو بیمار ہو گئے

ہم کو ہے شوقِ دید انھیں آرزوئے دل
ہم ان کے وہ ہمارے طلب گار ہو گئے

جو پار اُترے آبرو اپنی ڈبو گئے
ڈوبے جو بحرِ عشق میں وہ پار ہو گئے

صیاد جور پیشہ کی غفلت شعاریاں
تھوڑے پھڑک پھڑک کے گرفتار ہو گئے

لکھا جو وصف چہرۂ رنگین یار کا
کاغذ کے تختے تختۂ گلزار ہو گئے

دل جاں بلب جگر میں تپک جان بے قرار
ہم تیرا نام لے کے گناہ گار ہو گئے

کر رُوح تازہ تربتِ عاشق پہ ڈال کر
باسی ترے گلے کے اگر ہار ہو گئے

کچھ ایسے لوٹ ہو گئے تیری تبسم پہ
تیرے گلے کے غنچہ و گل ہار ہو گئے

ٹکڑے اُڑائے دل کے جگر پار کر دیا
ایسے کھنچے وہ ہم سے کہ تلوار ہو گئے

پردہ ہے چشمِ شوق سے اُن کے جمال کا
ہم کس نظر سے طالبِ دیدار ہو گئے

قسمت میں ٹھوکریں جو لکھی ہوں تو کیا علاج
بیٹھے بٹھائے مائلِ رفتار ہو گئے

آزادِ عاشقی ہیں گرفتارِ بندِ عقل
آزاد ہو گئے جو گرفتار ہو گئے

چھٹتی نہیں شرابِ محبت کسی طرح
ہم اس کو منہ لگا کے گناہ گار ہو گئے

بوسہ دیا انہوں نے تو اب وصل چاہیے
دو دن میں تم تو حضرتِ دل یار ہو گئے

پتھرائیں آنکھیں اُس بتِ کافر کی یاد میں
تارِ نگاہ رشتۂ زُنّار ہو گئے

گلزار ہے بہار یوہیں حسنِ یار سے
جیسے چمن بہار سے گلزار ہو گئے

افسردہ خاطری کا سبب ہے ترا فراق
مرجھا گئے جو تجھ سے جدا ہار ہو گئے

یہ حُسن خود فروش عجب جنس ہے حسنؔ
وہ بک گئے جو اُس کے خریدار ہو گئے

اجل نزدیک ہے بیمار کے منہ پر بحالی ہے
خدا کا شکر فرقت کی مصیبت کٹنے والی ہے

عجب کیا رحم آ جائے اُنھیں اِس بے زبانی پر
لبِ خاموش تو نے بات تو اچھی نکالی ہے

ملا کر خاک میں ہم کو وہ اب آتے ہیں تربت پر
الٰہی خیر ہو کیا پھر قیامت آنے والی ہے

خبر ہوتی تو اُس رفتار کی چالوں میں کیوں آتے
کسے معلوم تھا ایسی قیامت ہونے والی ہے

اُسے جب عرصہ گاہِ حشر میں آتے ہوئے دیکھا
پکارا اُٹھ کے محشر نے قیامت آنے والی ہے

دل و صبر و قرار و ہوش ہیں سامانِ رخصت میں
طبیعت آنے والی ہے قیامت آنے والی ہے

کہاں لے جاؤں بعدِ مرگ یارب نالہ کش دل کو
کہ اس نے دفن ہو کر بھی زمیں سر پر اُٹھا لی ہے

یہی کہتے ہیں ہر ہر گام پر رفتار کے فتنے
کہ اب ہوتا ہے محشر اب قیامت اُٹھنے والی ہے

اس اُبھرے اُبھرے سینہ پر ہیں دو فتنے مچلنے کو
الٰہی خیر ہو دوہری قیامت اُٹھنے والی ہے

تری آنکھوں کی شوخی سے ہے شرمایا ہوا جوبن
چھپا کر منہ دوپٹہ میں قیامت اُٹھنے والی ہے

کسی کی چشمِ افتاں سے قیامت خاک ہمسر ہو
جو اُس سے گر گئی ہے وہ قیامت نے اُٹھالی ہے

نہ کہتا جانِ دل کہتا اُٹھیں تو آ کے کیوں جاتے
کہ دل ہے آنے والا جانِ عاشق جانے والی ہے

وہ پہلوئے عدو میں ہیں تو آئینہ میں عکس اُن کا
مرے حسرت بھرے پہلو ترا آغوش خالی ہے

بہاریں جوبنوں پہ بادۂ اُلفت بہاروں پہ
چلوائے شیخ سے خانہ میں جنت لٹنے والی ہے

رُخِ رنگیں میں آ بیٹھے گلے ہیں تابِ جلوہ سے
بہارِ رنگِ رُخ سے آئینہ پھولوں کی ڈالی ہے

ہوائے خلد میں کیوں کر اُٹھے وہ کوئے قاتل سے
سرِ خاکِ شہیداں میں غرورِ پائمالی ہے

نہ کیوں ہو جائے خونِ حسرتِ نظارۂ قاتل
خدا سمجھے چھری سے یہ کہیں دم لینے والی ہے

دلِ بے تاب بے تابی سے باز آ دھیان بٹتا ہے
مری آنکھوں کے آگے ان کی تصویرِ خیالی ہے

نہ آئے وہ شبِ وعدہ تو یہ ظالم ہی آ جاتی
اجل بھی جاں بلب کو آج ہی دم دینے والی ہے

دلِ نافہم ذلت جان کر خوش ہو کے کہتا ہے
بھری محفل میں اس نے غیر کی حسرت نکالی ہے

عدو لپٹائیں بوسے لیں یہ منہ سے کچھ نہیں کہتی
میرے بانکے تری تصویر کیسی بات والی ہے

کلیجہ ضبط سے سلگا، فغاں سے پڑ گئے چھالے
دلِ پُرسوز تو نے کس غضب میں جان ڈالی ہے

نہیں نیرنگیاں معشوق کی عشاق پر مخفی
اگر گل پھنے پہنے ہے تو بلبل ڈالی ڈالی ہے

بنے خلوت بھری محفل اگر تم رونق افزا ہو
نہ ہو تم جلوہ فرما تو بھری محفل بھی خالی ہے

نظارہ روئے قاتل کا شہادت جانِ بسمل کی
بڑے ساماں ہوئے مقتل میں جنت لٹنے والی ہے

یہ کہتے ہیں اشارے ابروئے قاتل کے مقتل میں
چلو تلوار کے سایہ میں جنت لٹنے والی ہے

گیا دل تو نہ سمجھو تم کہ ہم جنجال سے چھوٹے
حسن اُن کی محبت جان لے کر جانے والی ہے

سببِ وصل تصور سے ہے فرقت ان کی
مری آنکھوں میں بسی رہتی ہے صورت اُن کی

جلوہ جلوہ ہے حجابِ رُخِ روشن سے عیاں
پردہ پردہ میں ہوئی جاتی ہے شہرت اُن کی

سخت جانوں پہ کرے رحم نزاکت تیری
تیغ چل جائے تو کٹ جائے مصیبت ان کی

ہم ہیں رنجور کہ دنیا سے پُر ارمان اُٹھے
وہ ہیں مسرور کہ پوری ہوئی حسرت اُن کی

حسن پردے میں نہ ٹھہرے تو وہ بے جرم رہیں
ہم ہوں مجرم نہ چھپے دل میں جو اُلفت اُن کی

نخوتِ حسن و خود آرائی و بے پروائی
وہ کریں جور کسی پر تو عنایت اُن کی

برق جلوہ طلب دید کی آنکھیں پھوٹیں
آنکھ اُٹھا کر بھی اگر دیکھی ہو صورت اُن کی

چشمِ عاشق میں پھریں وہ یہ نہ نکلے دل سے
شرم کیں ان سے کہیں بڑھ کے ہے حسرت اُن کی

ان کے دیدار کے ارمان کو بھی بھول گیا
مجھے حیرت یہ ہوئی دیکھ کے صورت اُن کی

چھپ کے پردہ میں دکھائے شبِ تاریکِ فراق
اُف یہ اندھیر کرے چاند سی صورت اُن کی

تمھیں غیروں سے تعلق نہیں بالکل سچ ہے
اسی باعث سے تو ہوتی ہے حمایت اُن کی

عمر روتے ہی کٹی جان پہ کھیلے ہی بنی
ہم بھی کھیل کھلتے تھے محبت اُن کی

ہم خوشی اُن کی کریں جب بھی طبیعت نہ ملے
یوں بھی ہم خوش ہیں خوشی اُن کی طبیعت اُن کی

کیا کہیں حالتِ دل تم سے مریضانِ فراق
سانس لینے سے بگڑتی ہے طبیعت اُن کی

قتلِ عشاق میں تاخیر نہ کر اے قاتل
منتظر حور ہے مشتاق ہے جنت اُن کی

گھل گئے حسرتِ دیدار میں مشتاقِ لقا
دیکھتے دیکھتے کیا ہو گئی صورت اُن کی

اے خدا آئینۂ دل کے ہوں لاکھوں ٹکڑے
اور ہر ٹکڑے میں ہو جلوہ گری صورت اُن کی

ناتوانِ غمِ فرقت کی لحد پر ہو جائیں
دے اجازت جو کبھی ان کو نزاکت اُن کی

خیر ہے حضرتِ دل آپ یہ کیا کرتے ہیں
بندہ پرور یہ محبت ہے محبت اُن کی

جب کہا اُن سے کہ مرتے ہیں مریضانِ فراق
بولے منہ پھیر کے ہم کیا کریں قسمت اُن کی

اے حسن کہتی ہے عشاق کی ناکامیِ بخت
جان کے ساتھ بھی نکلے گی نہ حسرت اُن کی

اے حسن حضرتِ ناطق کو خدا خوش رکھے
قابلِ قدر ہے بے لوث محبت اُن کی

ہمیں کر گئی قتل فرقت کسی کی ❁ پھری شکل متحجر طبیعت کسی کی
کہاں تک کرے ضبط فریاد کوئی ❁ بس اب ہوش میں آئے غفلت کسی کی
عجب برق جلوہ نے صورت دکھائی ❁ کسی نے بھی دیکھی نہ صورت کسی کی
گوارا نہیں ایک دم کی جدائی ❁ مگر مجھ پہ عاشق ہے فرقت کسی کی
لگائے کوئی ہاتھ کیا تاب و طاقت ❁ بہت زور پر ہے نزاکت کسی کی

یہاں سانس اُکھڑا ہوا ہے کسی میں ❁ جمی ہے وہاں بزمِ عشرت کسی کی

نزاکت نے خنجر کو چلنے سے روکا ❁ یہ کٹنے نہ دے گی مصیبت کسی کی

کوئی صورت آئینہ میں دیکھتا ہے ❁ اور آئینہ تکتا ہے صورت کسی کی

مقدر پھرے دن پھریں وہ پھر آئیں ❁ اگر ہو نہ برگشتہ قسمت کسی کی

بنانے لگا پھر کوئی اپنے گیسو ❁ بگڑنے لگی پھر طبیعت کسی کی

نہ آیا نہ آئے گا وعدہ پہ کوئی ❁ نہ نکلی نہ نکلے گی حسرت کسی کی

غضب ہے کہ دل چھین کر کوئی چل دے ❁ کوئی تکتا رہ جائے صورت کسی کی

وہ پردہ اٹھا بے خودی تیرے صدقے ❁ ذرا دیکھ لینے دے صورت کسی کی

پتا بھی نہ پایا یہ کھوئے گئے ہم ❁ رہے رہتی دنیا تک اُلفت کسی کی

غضب ہے کوئی دیکھنے کو کب آیا ❁ کہ دیکھی نہیں جاتی حالت کسی کی

محبت کے پامال کیا سستے چھوٹے ❁ جنازہ کسی کا نہ تربت کسی کی

لہو ہو کے نکلے کہ دم بن کے نکلے ❁ مگر دل سے اب نکلے حسرت کسی کی

غمِ ہجر میں موت سے ہو گی صحبت ❁ سنبھالے سے سنبھلے گی حالت کسی کی

نہیں وصل کی شب یہ دن قتل کا ہے ❁ کرے رحم اب تو نزاکت کسی کی

کبھی ٹیس ہوتی کبھی درد رہتا ❁ نہ ہوتی مگر دل میں اُلفت کسی کی

یہی کہتی ہے حیرتِ چشمِ بسمل ❁ کہ آنکھوں سے اوجھل ہے صورت کسی کی

کوئی خواہشِ دید میں جاں بلب ہے ❁ نہیں دیکھتا کوئی حالت کسی کی

نہ سویا نہ سوئے گا پہلو میں کوئی ❁ نہ جاگی نہ جاگے گی قسمت کسی کی

مرے یا جیے کوئی اُن کی بلا سے
حسنؔ کیوں کریں وہ عیادت کسی کی

وہ راتیں کیا ہوئیں وہ دن اللہ کیا ہوئے
مدت گزر گئی ہمیں ان سے جدا ہوئے

مجرم بنے اسیر ہوئے مبتلا ہوئے
تقدیر کا لکھا تھا کہ تم پر فدا ہوئے

سودائے زلف مول لیا مبتلا ہوئے
ہم خود گرہ کٹا کر اسیرِ بلا ہوئے

جب اُن کے پائے ناز سے مل کر جدا ہوئے
میری طرح سے خاک بسر نقش پا ہوئے

بوسہ اگر لیا تو غضب کون سا کیا
کچھ بات بھی تھی جس پہ تم اتنے خفا ہوئے

ایسا ہی روٹھنا ہے تو اللہ کی پناہ
اس بات پر خفا ہیں کہ تم کیوں فدا ہوئے

پھر یادِ لعب یار نے کی دل میں گدگدی
اب کوئی مانتا ہے یہ بے مبتلا ہوئے

اچھا کیا جو میں نے عدو کو بُرا کہا
تم کو تو واسطہ نہیں تم کیوں خفا ہوئے

پھر اچھی شکل حضرتِ دل کو پسند ہے
یہ اب پھنسے کہیں نہ کہیں اب فدا ہوئے

وقفِ خرامِ ناز بھی خاکسار ہیں
ان کی گلی میں ہم ہوئے یا نقش پا ہوئے

مجھ کو تمہارے ظلم پہ بھی پیار آ گیا
میں نے جو تم کو پیار کیا تم خفا ہوئے

وہ جلوہ گاہِ ناز سے تشریف لے گئے
کس وقت ہائے ہوش ہمارے بجا ہوئے

دل کو جدا ہوئے تو زمانہ گزر گیا
لیکن وہ میرے دل سے نہ دم بھر جدا ہوئے

صدقے جنابِ عشق کے دل شاد کر دیا
وہ جب خفا ہوئے تو ہمیں سے خفا ہوئے

گر خود نما ہیں آپ تو وجہِ حجاب کیا
منظور تھا حجاب تو کیوں خود نما ہوئے

عالم پسند حسن کی کیا خوب قدر کی
پردہ میں بیٹھنے کے لیے خوش ادا ہوئے

ترچھی نگاہیں غیر کی جانب غضب ہوا
تیر اُن کے اور ہوش ہمارے بجا ہوئے

جوبن اُبھار پر ہے اُمنگیں بہار پر
اے شوقِ دیدہ صبر وہ اب خود نما ہوئے

کم بخت جان تو نہ گئی جسمِ زار سے
پہلو سے دل، وہ میری بغل سے جدا ہوئے

اس بات پر خفا ہیں یہ وجہِ عتاب ہے
کیوں تم نے ہم کو پیار کیا کیوں فدا ہوئے

وہ کہتے ہیں جفائیں نہ اُٹھیں تو مر گئے
لیجیے خدا کی شان ہمیں بے وفا ہوئے

اچھا کرم کیا کہ ہمیں ذبح کر گئے
دم بھر میں شکل تیغ ملے اور جدا ہوئے

پردہ اٹھا تو گر گئیں آنکھوں پہ بجلیاں
یوں خود نما ہوئے تو وہ کیا خود نما ہوئے

رنگیں مزاج ہیں یہ ترے بسملوں کے دل
زخموں سے باغ تھے جو پسے تو حنا ہوئے

فریاد و اضطراب ابھی سے جنابِ دل
کے دن ہوئے ہیں آج تمہیں مبتلا ہوئے

تکلیفِ دل وہی وہ اٹھائیں مجال ہے
دل کش بنا جمال تو خود دل ربا ہوئے

دل کی طرح زباں بھی کیا اُن کے بس میں تھی
شکوہ کیا تو شکر کے مضموں ادا ہوئے

کھلتے نہیں نصیب اسیرانِ عشق کے
قسمت کے پیچ آپ کے بند قبا ہوئے

اتنا بچاؤ بادۂ اُلفت سے اے حسنؔ
دنیا میں آپ ہی تو نئے پارسا ہوئے

سوئے درِ حبیب جو ہم ناتواں چلے ❁ بولی یہ نارسائی قسمت کہاں چلے
مشتاقِ لطفِ قتل جو ہم خستہ جاں چلے ❁ مقتل سے پیشوائی کو تیر و سناں چلے
اُف اُلفتِ رقیب کہ پہلو بدلنے پہ ❁ گھبرا کے پوچھتے ہیں ابھی سے کہاں چلے

پہلو میں آکے بیٹھے تو بیٹھے وہ شکلِ تیر ❁ اُٹھ کر چلے تو صورتِ تیغِ رواں چلے

لو وہ تمہارے قول کے سچے جنابِ دل ❁ سنتے ہیں آج غیر کے گھر میہماں چلے

اُن کے قدم سے چھوٹ کے کہتے ہیں نقشِ پا ❁ ہم کو ملا کے خاک میں اب تم کہاں چلے

لے بیٹھے ہاتھ اگر کبھی خنجر اٹھا لیا ❁ اس نازکی پہ آپ پئے امتحاں چلے

امکانِ جذب میں نہیں تقدیر کا علاج ❁ وہ مہربان آئے تھے نامہرباں چلے

محرومیِ وصال ہے بعدِ وصال بھی ❁ اُٹھ کر وہ میری خاک سے دامن فشاں چلے

اے بے خودی بتا کہ ارادے کدھر کے ہیں ❁ ہم کیا کہیں اگر کوئی پوچھے کہاں چلے

دردِ فراق دل میں اٹھا تم جہاں اٹھے ❁ صبر و خرد روانہ ہوئے تم جہاں چلے

دیوانگانِ عشق کی تقصیر ہو معاف ❁ ناصح کسی کا ہاتھ کسی کی زباں چلے

یہ فصلِ گل، یہ ابر، وہ میکدہ قریب ❁ ایسے میں آپ حضرتِ زاہد کہاں چلے

ابرو کی اک ادا سے ہوں ٹکڑے دل و جگر ❁ تیرِ اجل سے بڑھ کے یہ ظالم کماں چلے

جاتا ہوا قرار رکا جب ٹھہر گئے ❁ آئے حواس جاتے رہے وہ جہاں چلے

وہ اور تو نہیں جو کریں پاسِ دوستی ❁ میں غیر تو نہیں کہ وہ پوچھیں کہاں چلے

عشق اے دلِ اداس بتِ ناآشنا کا عشق ❁ کم بخت تیرے ہاتھ سے دونوں جہاں چلے

کے دن کی بات ہے کہ نکالے گئے تھے آپ ❁ افسوس آج حضرتِ دل پھر وہاں چلے

یوں دل میں چھپکے بیٹھنے کا کچھ مزا نہیں ❁ رگ رگ میں خون ہو کے یہ دردِ نہاں چلے

تیر آدا گئے ترے کوچے سے زخمِ دل ❁ اتنا بھی پھوٹے منہ سے نہ نکلا کہاں چلے

کہہ دیجیے حسن کی عیادت کے واسطے
مجھ کو نہیں یقین کہ وہ بدگماں چلے

نہ اُن کو خبر ہے نہ دل کو خبر ہے
جدائی میں آفت مری جان پر ہے

عیاں ذرّہ ذرّہ سے نورِ قمر ہے
الٰہی یہ کس چاند کی رہ گزر ہے

عجب چیز ظالم کا تیرِ نظر ہے
کلیجہ کا دل ہے تو دل کا جگر ہے

لہو سے مری آنکھ فرقت میں تر ہے
خدا جانے کیا اُن کو مدِّ نظر ہے

میرا حال قصداً وہ بھولے ہوئے ہیں
وہ بھولے نہیں ہیں انھیں سب خبر ہے

جگہ مجھ کو ملتی نہیں اس کے گھر میں
مرے دل میں جس دشمنِ جاں کا گھر ہے

میں فرقت میں مضطر وہ جاگے ہیں شب بھر
کہیں دردِ دل ہے کہیں دردِ سر ہے

معاف اے معالج نہ کر چارہ سازی
کہ دردِ محبت سے تو بے خبر ہے

وہ گھبرا کے بے پردہ نکلے ہیں گھر سے
یہ کس بے ادب کی کشش کا اثر ہے

فلک کے ستائے ہوؤں کو ستانا
ستم گر تجھے کچھ خدا کا بھی ڈر ہے

قیامت ہے دل جیسی دار فانی
سفر کا وطن ہے وطن کا سفر ہے

مجھے حال کہتے ہی نفرت سے روکا
میں سب سن چکا ہوں مجھے سب خبر ہے

ترے ظلم یوں غیر اٹھائے تو جانوں
ستم گر یہ میرے ہی دل کا جگر ہے

کرم کا ستم دشمن بے خطا پر
ستم کا کرم مجھ گنہ گار پر ہے

مجھے ان کی نفرت پہ ان سے محبت
اُنھیں میری اُلفت پہ مجھ سے حذر ہے

خبر کچھ نہیں عشق و اُلفت میں مجھ کو
اگر کچھ خبر ہے تو اتنی خبر ہے

شب وعدہ وہ اور تشریف لائیں
خیال آپ کا حضرتِ دل کدھر ہے

مری بے کسی اس طرف تو ہے یا میں
دلِ بے وفا کیا زمانہ اُدھر ہے

کیا جس نے روگی دیا درد جس نے
مقدر کی خوبی وہی چارہ گر ہے

وہ آنکھ آنکھ جس آنکھ میں تیرے جلوے
وہ دل دل ہے جس دل میں تیرا گزر ہے

کہاں تک ہوں طول شبِ غم کے قصے
کروں مختصر یوں کہ آٹھوں پہر ہے

جدائی میں کیا حال دل پوچھتے ہو
یہ پوچھو کہ میری بھی مجھ کو خبر ہے

لیا میں نے بوسہ تو رُوٹھو نہ مجھ سے
خطا ہو ہی جاتی ہے بندہ بشر ہے

مجھے کیوں وہ پوچھیں گے غیروں کے ہوتے
جگر پھر جگر ہے دگر پھر دگر ہے

تمہاری ادا پر نہ کیوں جان دوں میں
مری زندگانی اسی موت پر ہے

مرا دل وہ غصہ میں دے تو گئے ہیں
مگر اُن کے دل سے خدا ہی خبر ہے

جو بے پردہ ہو جائے اُن کی تجلّی
کرے مہر سجدے قمر تو قمر ہے

یہ فیشِ عدو اُن سے کہتا پیامی
کہیں وعدہ کر آئے تھے کچھ خبر ہے

مرے ہجر کی شب ہے روزِ قیامت
اور اس شب کی شامِ مصیبت سحر ہے

یہ کہتی ہے جوبن سے شوخی کسی کی
چھپیں تیرے دشمن تجھے کس کا ڈر ہے

ستم کر کے یوں خوش ہے ظالم کہ گویا
بڑی مہربانی مرے حال پر ہے

ہواؤں پہ جوبن گھٹاؤں پہ جوبن
بہاریں امنگوں پہ ساقی کدھر ہے

خدا دے حسنؔ تجھ کو چشمِ بصیرت
یہ دردِ محبت تمہیں چارہ گر ہے

برسی پھوہار رنگ کھلے دل نکھر گئے
آئی بہار پھول کھلے جام بھر گئے

دم لینے کے لیے بھی جو دل میں ٹھہر گئے
تیر اُس نگاہِ ناز کے دم لے ہی کر گئے

افسردہ دل قفس کے رہا ہو کے کیا کریں
جو دن بہار کے تھے خزاں میں گزر گئے

حسنِ ملیح چارۂ مجروحِ غم ہوا
زخموں میں بھر دیا وہ نمک زخم بھر گئے

وہ بحرِ حسن تم کو مبارک جنابِ دل
بیڑا مرا ڈبو گئے خود پار اُتر گئے

ہر دل فگار لائقِ تیغِ ادا نہیں
مژدہ اُنھیں جو عشق کے مجرم ٹھہر گئے

ناصح کی بات اب کوئی سمجھے تو کس طرح
ہوش و خرد تو دل سے بھی کچھ پیشتر گئے

کہتی ہیں بے خودوں میں کسی کی تجلیاں
دیکھے تو کوئی دیکھنے والے کدھر گئے

اُلفت جنابِ دل اب قاتل سے خیر ہے
حضرت یقین جانیے بے موت مر گئے

زاہد شرابِ عشق دکھا دے گی سیرِ عرش
دو گھونٹ بھی جو حلق سے نیچے اُتر گئے

اے تیغ عشق تو ہے شہیدوں کی زندگی
موت اُن کی ہے جو دیکھتے ہی تجھ کو مر گئے

ان بے قراریوں میں وہ کیا چین پائیں گے
ارمان کس اُمید پہ دل میں ٹھہر گئے

وہ جلوہ گاہ میں ہیں کوئی ہم کو ڈھونڈھ لائے
اللہ جانے آپ سے جا کر کدھر گئے

نام و نشاں مٹا گئے ناکام عشق میں
وہ کام کر گئے کہ بڑا نام کر گئے

دو ہرے الم ہیں صبح شبِ وصل اے حسنؔ
کس کو یقین ہے کہ وہ اپنے ہی گھر گئے

وعدہ کی رات وہ اِدھر آئے اُدھر گئے
ایسا کرم کیا کہ ہمیں ذبح کر گئے

مشتاقِ وصل مر نہیں سکتے کسی طرح
اچھے رہے جو ہجر سے پہلے ہی مر گئے

مجھ سے تو آپ کہتے ہیں میں کس طرح کہوں
تم جانو گے جو آج سے دشمن کے گھر گئے

میں جانتا تھا میری ہی اُلفت کی حد نہیں
لیکن تمہارے ظلم بھی حد سے گزر گئے

موت اُن کے واسطے ہے نہ وہ موت کے لیے
جو خوش نصیب نام ترا لے کے مر گئے

میں جانتا ہوں دل پہ جو گزری شبِ فراق
دل جانتا ہے مجھ پہ جو صدمے گزر گئے

دیوانہ تھا جو اُن سے میں کرتا سوالِ وصل
بے بات کے تو وہ مجھے بے تاب کر گئے

یا اس برس میں صبحِ شبِ غم بنی نہیں
یا آج طائرانِ سحر خیز مر گئے

صبر و قرار کو بھی ٹھکانا نہیں کہیں
کم بخت دل میں اس قدر ارمان بھر گئے

اس بدگمان نے یہ کہا میری لاش پر
اللہ رے فریب کوئی جانے مر گئے

خالق دیدۂ پُر خوں پہ رحم کر
دو دن گزر گئے تو مہینے گزر گئے

کم بخت دل کو اب بھی وہی اعتبار ہے
وعدہ جب اُن کو یاد دلایا مُکر گئے

چمکا دیا فراق کو لطفِ وصال نے
آرام دے کر اور بھی بے چین کر گئے

پہنچے ہیں بحرِ عشق کی تہ کو غریق ہی
بیڑے انھیں کے ڈوب گئے جو اتر گئے

اپنا ہی ہے قصور ہمیں تم سے دُور ہیں
تم تو ہمارے ساتھ رہے ہم جدھر گئے

عیش و نشاط غیر مبارک رہے تجھے
ظالم بُرے بھلے مرے دن بھی گزر گئے

حسنِ ملیح ایک جھلک وہ بھی کچھ یوں ہی
جی بھر کے زخم دل میں نمک آج بھر گئے

محرومِ وصل کر کے خوشی سی ہوئی
ناکام کر گئے تو بڑا کام کر گئے

پائی انھیں نے زندگیِ جاوداں حسنؔ
جو زندہ دل کہ مرنے سے پہلے ہی مر گئے

❁

جلوہ گہ میں تو مرے دل کو بہلنے دیجیے
پردے اٹھنے دیجیے جلوے نکلنے دیجیے

تیغ لیجے قتل کیجے کام چلنے دیجیے
بے گناہی کو سفارش پر مچلنے دیجیے

حسرتِ دل خود نمائی رنگ پر خود آئے گی
اٹھتی کونپل کا ذرا جوبن نکلنے دیجیے

مجھ کو دیکھا ہے کن انکھیوں سے تو منہ پھیریں نہ آپ
کوئی ساعت اور ان چھریوں کو چلنے دیجیے

حضرتِ زاہد ہی جنت دکھلائیں گے پند
پھول کھلنے دیجیے چشمے اُبلنے دیجیے

ذبح کرنے کے لیے منہ پھیر کر بیٹھیں نہ آپ
دم نکلتے وقت تو حسرت نکلنے دیجیے

قابلِ تعزیر ہے کس ہیں جنابِ محتسب
دور کی تقصیر کیا ہے دور چلنے دیجیے

ذوقِ وجد سے کشاں ہے شیخ صاحب آج تو
ٹوپیوں کے ساتھ پگڑی بھی اُچھلنے دیجیے

حضرتِ دل جلوہ گاہِ یار میں یہ بے خودی
یا نکلیے آپ یا حسرت نکلنے دیجیے

آپ ٹکڑوں سے اگر آنکھیں مری ملتے نہیں
اپنے ٹکڑوں سے مجھی کو آنکھیں ملنے دیجیے

دفعۃً پردہ اُٹھا کر کر گئے بے خود مجھے
میں یہ کہتا ہی رہا رُکیے سنبھلنے دیجیے

نزع میں کیا پوچھنے بیٹھے ہیں سرکار آرزو
آرزو یہ ہے کہ بس اب دم نکلنے دیجیے

بندۂ مے کش اور ترکِ مے کشی زاہد چہ خوش
رُت بدلنے دیجیے موسم بدلنے دیجیے

حضرتِ ناصح نہ رکھیے وقتِ نالہ منہ پر ہاتھ
اب تو اُس کافر کا پتھر دل پگھلنے دیجیے

عاشقِ دل سوختہ نفرت کے قابل ہے تو پھر
شمع کے آگے پتنگوں کو نہ جلنے دیجیے

ابر ہے، گلزار ہے، مے ہے، خوشی کا دور ہے
آج تو ڈوبے ہوئے دل کو اُچھلنے دیجیے

حضرتِ دل وہ خدا حافظ ابھی فرمائیں گے
بزمِ دشمن میں ہمیں پہلو بدلنے دیجیے

ناصحِ مشفق، مرا دل، میرے نالے، آپ کون
دل اگر جلتا ہے نالوں سے تو جلنے دیجیے

آج تو خونِ عدو میں رنگیے تیغِ ناز کو
عید کا دن ہے نئے کپڑے بدلنے دیجیے

وصل کی رُت کیوں لگی ہے حضرتِ دل ہجر میں
بندہ پرور ایک آفت کو تو ٹلنے دیجیے

دیکھنی ہے خواہشِ دیدار کی ہمت حسنؔ
اُن کو پردہ سے ذرا باہر نکلنے دیجیے

❁

جان سے جاتے رہیں شوق سے مرنے والے
پر نہ آئیں گے کبھی دل میں گزرنے والے

پھونکتی ہے تجھے اب گرمیِ فرقت اے دل
لے خبردار دمِ سرد کے بھرنے والے

نزع کے وقت بھی آیا نہ گھڑی بھر کے لیے
تجھے کیا یاد کریں گے ترے مرنے والے

جانتے یہ تو نہ دیتے اُنھیں ہم دل کا پتا
ایک دم کو ہیں وہ اُس گھر میں ٹھہرنے والے

ٹھوکریں بیٹھتے اُٹھتے تو لگاتا ہے لگا
پر نہیں ہم ترے کوچے سے اُبھرنے والے

عشقِ عشاق نہیں جب تو کہاں حسن کی قدر
یہ دعا کیجیے مرتے رہیں مرنے والے

دلِ سودا زدہ ہشیار کیے دیتے ہیں
سنتے ہیں آج وہ گیسو ہیں سنورنے والے

غیر کہتا ہے مرے سامنے اُن سے سرِ بزم
ہم نے دیکھے نہیں نظروں سے اُترنے والے

آب خنجر ہی پلا شربت دیدار نہ دے
تشنہ لب جاتے ہیں دنیا سے گزرنے والے

آپ مر جایئے فرقت میں مگر حسرتِ دل
وہ ستم گر نہ کہے گا مرے مرنے والے

کیا وہ دیکھیں گے مرے سوزِ جگر کا عالم
گرمیٔ برق سے جو لوگ ہیں ڈرنے والے

یہ کرامت ہے مرے ساقیِ دریا دل میں
سو پیالے ہیں وہ اک شیشے سے بھرنے والے

اُن کی باتوں پہ نہ جانا دلِ ناداں ہرگز
خوبرو اپنے کہے سے ہیں مکرنے والے

کیوں ہو بے فکر حسنؔ خیر مناؤ دل کی
آج لائے ہیں نیا رُوپ سنورنے والے

دُور جاتا تھا گئے جی سے گزرنے والے
بے قضا مرنے کو کیوں ٹھہرے ٹھہرنے والے

کچھ پتا ہجر کی طوفانیوں کا پھر نہ ملا
کیسے ڈوبے کہ نہیں اب یہ اُبھرنے والے

گوشۂ قبر میں کیا لطف ملا ہے ان کو
منہ اِدھر بھول کے کرتے نہیں مرنے والے

کیسی سنسان سرائے ہیں اُداسی چھائی
کر گئے کوچ کدھر ان میں اُترنے والے

دیر سے چپ ہیں، مرا دل ہے دھڑکتا یارب
سوئے سکھ نیند ہوں یہ بات نہ کرنے والے

روندیے پاؤں سے جب بھی نہیں لیتے کروٹ
کیا ہوئے ہاتھ لگانے پہ بچھرنے والے

جامہ و جسم میں کیوں خاک اٹا رکھی ہے
دھوپ ڈھلتی ہے نہا دھولیں نکھرنے والے

مردنی چھائی ہے آئینہ پہ شانہ صد چاک
لٹتے کیوں بگڑے ہیں بن بن کے سنورنے والے

جانے والوں کو تو جانا تھا گئے اپنی راہ
پاؤں کیوں توڑ کے بیٹھے یہ ٹھہرنے والے

نہ ہوئے خیر خبر کے بھی روادار کبھی
ایسے رُوٹھے مرے اللہ گزرنے والے

نقشِ پا زیرِ اَجل کے شہدا کا بھی ملا
او ہرن سبزۂ فردوس کے چرنے والے

پتیاں جن کی ہیں یوں خاک پہ پامال و خراب
اے صبا کیا ہوئے وہ پھول نکھرنے والے

اے حسنؔ دیکھ تو کیسا یہ زمانہ پلٹا
چڑھ گئے سر پہ نگاہوں سے اُترنے والے

{ یہ غزل شوکت بخاری کی طرز پر ہے }

چلیں ایسی ہوائیں دامنِ شمشیرِ قاتل کی
کہ موجیں لے رہی ہیں آج نہریں خونِ بسمل کی

بنی ہے جوشِ حیرت سے عجب گت اہلِ محفل کی
نظر تیری ستاری میں ہے کوڑی چشمِ بسمل کی

بہت تفریح دیتی ہیں ہوائیں آہِ بسمل کی
کھلی جاتی ہیں کلیاں دامنِ شمشیرِ قاتل کی

زمانے میں کوئی پہچان تو ہو قبرِ بسمل کی
چڑھے چادر مری تربت پہ خونِ حسرتِ دل کی

تمہاری تیغ کی دریا دلی کا کیا کنارا ہے
اسی اک موج سے نکلی ہیں نہریں خونِ بسمل کی

اثر ہو خاک پتھر اُن بتوں پر آہ و نالے کا
خیالِ زُلف نے کھینچی ہیں شکلیں جذبۂ دل کی

جے چھینٹوں سے دامانِ نظر پر صحبتِ رنگیں
بھرے پچکاریاں ہولی میں گر وہ رنگ محفل کی

الٰہی کچھ تو آنسو حسرتِ بسمل کے بچھ جائیں
بندھے آنکھوں پہ پٹی دامنِ شمشیرِ قاتل کی

حیا آئی ہے اے قاتل نگاہِ حسرت آگیں سے
عروسِ تیغ نے اوڑھی ہے چادر خونِ بسمل کی

اُترتا ہی نہیں شاخِ تمنا سے ثمر کوئی
چڑھی ہیں نخلِ حسرت پر مگر بیلیں سلاسل کی

جبینِ خطِ غم کی لوح پر زندانِ فرقت میں
بھروں شنجرف خونِ دل سے میں بیلیں سلاسل کی

بہت کلیاں تمنا کی بہت امید کے غنچے
بھریں گے آج جھولی دامنِ شمشیر قاتل کی

ترے کوچے سے پھر کر عقل ہے کچھ ایسے چکر میں
کہ اپنے نقشِ پا سے پوچھتا ہوں راہ منزل کی

عجب کیا عقدہ ہائے طوقِ امید کھل جائیں
اگر قلمیں چڑھا دوں نخلِ حسرت پر انامل کی

تصورِ گرم جوشی کے ہیں عہدِ سرمہری میں
جلائے دیتی ہے جاڑوں میں گرمی تیری محفل کی

لگا دیں نیم جانوں کی پڑی ہیں جلوۂ رخ پر
جمے گی آئینہ خانہ میں صحبت رقصِ بسمل کی

بٹھائے دیتی ہیں مایوسیاں دل اہلِ الفت کے
ترے کوچے میں ہر ہر گام پر سختی ہے منزل کی

دلِ مجروح پر نیم لگائے زخمِ قاتل نے
ہمیں کچھ جانتے ہیں لذتیں تحصیلِ حاصل کی

انھیں جھولوں جھولوں مرتا ہے عاشق اور وہ جی جائیں
عجب تقدیر پلٹی ہے جبینِ خطِ باطل کی

زبانِ حال بسمل سے سنا افسانۂ حسرت
جھکی پڑتی ہیں آنکھیں جوہرِ شمشیر قاتل کی

بھرے گا آج اپنی مانگ میں سیندور وہ گھر و
اٹھے گی کوچۂ گیسو سے مہندی خونِ بسمل کی

غضب ہے یوں الجھ کر رہ گئے ایسے زمانا لے
پڑی ہیں خانۂ زنداں میں کیا کڑیاں سلاسل کی

رہائی کیوں نہیں ملتی حسن دریائے فرقت سے
پڑی ہیں موج کے دامن میں کیا بیلیں سلاسل کی

{یہ سہرا شادی کتخدائی برادر بجان برابر مولوی محمد رضا خان سلمہ اللہ تعالیٰ کی تقریب میں کہا گیا}

واہ کیا خوب سجا نوشہ کے سر پر سہرا ❁ ہے مجھے تارِ رگِ جاں کے برابر سہرا

دیکھیں پھولوں کا جو نوشاہ کے سر پر سہرا ❁ بلبلیں گاتی ہوئی آئیں نہ کیوں کر سہرا

گندھنے سے پہلے ہی سب پھول ہنسے دیتے ہیں ❁ آج پھولا نہ سمائے گا مقرر سہرا

چاند سے مکھڑے نے چمکائی ہے اس کی تقدیر ❁ عقد پروین کو خجل کر دے نہ کیوں کر سہرا

تیرے دیدار کی مشتاق ہے چشمِ اختر ❁ دیکھ لے سوئے فلک منہ سے ہٹا کر سہرا

جلوہ گر سامنے آئینہ رُخ ہے ہر دم ❁ آج ہے اپنے نصیبے کا سکندر سہرا

ہے اسے عارضِ رنگیں کی نچھاور لینی ❁ فصلِ گل لائی ہے پھولوں کا سجا کر سہرا

بارشِ نور برابر ہے ترے چہرے پر ❁ یعنی اک اور بھی ہے سہرے کے اوپر سہرا

سانپ دشمن کے کلیجہ پہ نہ کیوں کر لوٹیں ❁ دیکھ کر باندھے ہوئے نوشہ کے سر پر سہرا

رشتۂ عمر ہو یا رب مرے نوشہ کا دراز ❁ عرض کرتا ہے یہی سر کو جھکا کر سہرا

تیرے اعدا کو رہے ذلت و زحمت حاصل ❁ فتح و نصرت کا ہمیشہ ہو ترے سر سہرا

تیرے دشمن کو ہو شادی میں بھی جلنا حاصل ❁ چھوڑیں بارود کا بدخواہ کے منہ پر سہرا

اے حسنؔ خوبیِ قسمت سے یہ دن ملتا ہے
کہ کہے اپنے برادر کا برادر سہرا

{تمام شد}

تواریخ طبع دیوان (ثمرِ فصاحت)

تاریخ جناب منشی شریف خاں صاحب آزادؔ مہتمم جلوۂ یار میرٹھ

ستائے کلکِ مقطوع اللسان کیا
حسنؔ سے شاعر خوش گو کی مدحت

رہا راضی رضائے حق میں تا زیست
رضا ہی کے لقب سے پائی شہرت

اب اس مرحوم کا چھپتا ہے دیواں
زمانے میں ہو خوب اس کی اشاعت

ہے یہ وہ جلوہ گاہِ حسنِ خوباں
کہ ہے ہر ماہ رُو کی اس میں صورت

فصاحت میں جو ہے ہم رنگ مومنؔ
نظر آتی ہے غالبؔ کی بلاغت

کہاں کی فکر سالِ طبع آزادؔ
'چلو دیکھو خیابانِ فصاحت'

۲۷ ھ ۱۳

-: دیگر فارسی :-

زہے فکر حسنؔ صد آفرینش
کہ ہر شعر ورا جان حزین است

کنوں دیوان او آں طبع گردید
چو رونق بخش بزم شائقین است

سر یشش ادا ابرو کماں را
کہ ہر مصرع خدنگ دل نشین است

میان ہر دو مصرع فرق دل جو
سطورش کاکلان نازنین است

بہر نقطیکہ یا بد حسن خوباں
دوائر چشم جان ناظرین است

کلام اے دل چنیں شیریں ترش زد
نمایاں صاف کیف انگبین است

چہ اوصاف حسنؔ آزاد گویم
ہمیں خاقانی و بے دل ہمیں است

قلم را بر زبان ایں سال طبعش
وہمیں دیوان مرات عاشقین است

۱۰۰ + ۱۸۰۹___۱۹۰۹ء

تاریخ جناب علی احسن میاں صاحب معروف بہ شاہ میاں المتخلص احسنؔ سجادہ نشیں چھوٹی سرکار مارہرہ شریف

الٰہی حی و قائم ایک تیری ذات ہے ورنہ
یہ کیا موہوم ہستی ہے یہ کیا دنیائے فانی ہے

یہ دنیا جس کی ہستی پر ہمیں غرہ ہے کیا کیا کچھ
یہ عالم جس میں حاصل ہم کو فخرِ زندگانی ہے
حقیقت اس کو گویا سیمیا کی سی نمائش ہے
یہاں جو شکل پیدا ہوتی ہے وہ آنی جانی ہے
ابھی یہ بات ہے کل کی کہ تھے زندہ حسنؔ ہم میں
مگر دیکھو تو کیا آج انقلابِ آسمانی ہے
کہ وہ شہر خموشاں میں ہیں باتیں رہ گئیں ان کی
انہیں باتوں کو حاصل اب حیاتِ جاودانی ہے
وہ باتیں سر بسر گویا سخن فہموں کی باتیں ہیں
کہ جن میں عاشقانہ رنگ کی شیریں زبانی ہے
انہیں باتوں سے باتوں بات میں اک بن گیا دیواں
کہ جس کی ہر غزل سرمایہ دار خوش بیانی ہے
یہ غزلیں ہیں کہ باتیں ہیں بہم معشوق و عاشق کی
یہ نظمیں ہیں کہ دریائے مضامیں کی روانی ہے
اسی دیوان کے چھپنے کی یہ تاریخ ہے احسنؔ
حسنؔ سے پاک شاعر کی یہ دیواں اب نشانی ہے
۱۳ ہ ۲۷

تاریخ جناب منشی محمد حسن صاحب آثرؔ بدایونی تلمیذ حضرت مصنف

گلستان عالم میں آئی بہار ❁ شگفتہ ہوئے پھول چہکے ہزار
بڑھا جوشِ تازہ ہوئے داغِ غم ❁ عنادل کے دل بن گئے لالہ زار

چمن میں وہ پھولوں کا جوشِ نمو ❁ پیادہ بھی سب آج گل ہیں سوار
بڑھی وحشتِ دل گھٹی تابِ ضبط ❁ بنے شہر بَن گھر بنے کوہسار
گھٹا آئی بڑھ کر چمن کی طرف ❁ ہوئے خوابِ مستی میں سب بادہ خوار
جہاں سے یہاں تک کدورت مٹی ❁ کہ صیقل بنا آئینے کو غبار
حسینوں کے عالم کا کیا ہو بیاں ❁ قیامت کا جوبن غضب کا نکھار
خدا ساز رنگِ جوانی و حسن ❁ پھر اس پر بناوٹ سجاوٹ سنگھار
جلائیں گے عالم کو یہ شعلہ رو ❁ ہوا کھانے جاتے ہیں ہو کر سوار
جو گھبرا اٹھے گرمیِ حسن سے ❁ ٹہلنے چلے ہیں لبِ جوئے یار
یہ موسم یہ رنگِ زمانہ یہ جوش ❁ نکلتا ہے پردے سے اک گلعذار
عجب دلربا عشوہ گر شوخ و شنگ ❁ پریوش حسیں نوجواں طرح دار
ادا اس کی غارت گرِ عقل و ہوش ❁ نگہ اس کی مستی میں بھی ہوشیار
ادا دلربا دل ادا پر فدا ❁ سخن جاں فزا جاں سخن پر نثار
وہ محبوبِ عالم وہ مقبولِ خلق ❁ نہیں جس کے عشاق کا کچھ شمار
بتاؤں وہ ہے کون کس کا ہے ذکر ❁ کروں میں اب اس بھید کو آشکار
وہ دیوان ہے میرے استاد کا ❁ بہت جس کے چھپنے کا تھا انتظار
وہ چھپ کر نکلتا ہے مطبع سے آج ❁ خبردار ہشیار جادو نگار
پڑھیں اس کو دیکھیں اٹھائیں مزے ❁ اگر جان صدقے تو ہو دل نثار
آخر میرے دل نے کہا بہر سال ❁ دل افزا کلام حسن چار یار

۱۳۲۸ھ ___ ۴+۱۳۲۴

-: دیگر :-

چھپا اے اثر جو کلام حسن ۹۳۱
کھلا ہے زمانہ میں زیبا چمن ۳۸۷

۱۳۲۸ھ

-: دیگر :-

وہ بے عیب نا پایہ دیوان ہے ۲۱۲
کسی کو نہیں اس میں جائے سخن ۱۱۱۶

۱۳۲۸ھ

مصنف جناب حسن سا ادیب ۵۱۲
فصیحِ جہاں اُستاد زمن ۸۱۶

۱۳۲۸ھ

وہی ہے بجا جو کہ فرما دیا ۳۰۷
سند کی ہے یہ شاعری اہل فن ۹۳۱

۱۳۲۸ھ

زباں صاف وشیریں ہے اچھا بیاں ۸۹۵
کلام حسن ہے کلام حسن ۴۳۳

۱۳۲۸ھ

-: دیگر :-

کس طرف سے آج نکلا مجلس آرا ماہتاب

۱۳۲۸ھ

واہ رے روئے شاہد معنی کی اٹھی بے نقاب

۱۳۲۸ھ

شاہد طناز دلبر بے عدیل و بے مثال

۱۳۲۸ھ

ہاں ہے لاثانی ادا ہاں اس کی باتیں لاجواب

۱۳۲۸ھ

خوش ادا بھی کون کیسے جس کو دیوان حسنؔ

۱۳۲۸ھ

واہ جی اچھا لکھا جو ہے جہاں میں انتخاب

۱۳۲۸ھ

اس کے کچھ اوصاف روشن کس کیں ممکن نہیں

۱۳۲۸ھ

ہیں نوادر اس میں بے حد خوبیاں ہیں بے حساب

۱۳۲۸ھ

او آخر استاد کا دیواں چھپا کہہ یا وہاب
زندگی دنیا میں ہو دایم زمانہ فیض یاب

۱۳۲۸ھ

تاریخ جناب نور محمد صاحب انورؔ مدرس مدرسہ ہاشمیہ بمبئی
تلمیذ حضرت مولانا حکیم نظامی صاحب مدظلہ السامی

واہ کیا اچھا چھپا دیوان مولانا حسنؔ
یہ فصاحت یہ بلاغت یہ لطافت دیکھنا

پردۂ الفاظ میں ہے شاہد معنی نہاں
ہے مجازی میں عیاں رنگ حقیقت دیکھنا

ہاتف غیبی نے یہ تاریخ اے انورؔ کہی
حسنِ ابیاتِ حسنؔ ہے اک قیامت دیکھنا

۱۳ ھ ۲۷

-: دیگر :-

چست بندش صاف معنی شوخ مضموں نیک فکر
کیوں نہ ہو پھر خوبیوں میں ایک دیوان حسنؔ

مصرعۂ تاریخ انورؔ طبع دیواں کا لکھو
چھپ کے دیوانِ حسنؔ کیا کیا بڑھا حسن سخن

۱۳ ھ ۲۷

تاریخ جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب تجملؔ چشتی نظامی فخری جلال پوری نزیل بمبئی

بھرا ہے حسن دیوان حسنؔ میں
غضب کی ہر غزل میں سادگی ہے

متانت میں قیامت کی ہے شوخی
زباں پاکیزہ بندش چلبلی ہے

ہے دوہرا لطف انداز بیاں میں
بلاغت میں فصاحت وہ بھری ہے

مجازی رنگ میں رمز حقیقت
کمال ظاہری و باطنی ہے

وہ دیکھیں شاہد معنی کا جلوہ
جنہیں چشم بصیرت حق نے دی ہے

ہیں ظاہر میں تو شعر عاشقانہ
مگر باطن میں مطلب اور ہی ہے

تجملؔ ایک ناتی مہرباں کی
پئے تاریخ فرمائش ہوئی ہے

سکوت اچھا نہیں ہے بے تامل
مناسب مجھ کو کہہ دینا یہی ہے

مضامیں ہیں امیرؔ نامور کے
زباں اس میں جناب داغؔ کی ہے

۲۷ ۔ ۱۳

تاریخ جناب منشی سید تہور علی صاحب تہوؔر تلمیذ مصنف

بولے سب دیواں حسنؔ کا دیکھ کر
بے بہا ہے یہ حسنؔ کی یادگار
یہ تہوؔر نے کہے ہیں سال طبع
خوش ادا ہے یہ حسنؔ کی یادگار
۱۳ ھ ۲۶

تاریخ جناب فضائل نصاب مولوی قاضی حافظ حاجی محمد خلیل الدین صاحب حافظؔ رئیس پیلی بھیت

کلامِ مجاز جناب حسنؔ
وحید زمانہ فرید زمن
چھپا جب تو حافظؔ نے مصرع کہا
چھپا عاشقانہ ترانہ حسنؔ
۱۳ ھ ۲۷

تاریخ جناب سید محمود علی صاحب عاشقؔ وحمد بریلوی تلمیذ مصنف

چلبلے شعر پھڑکتی تقریر
جیسے معشوق کوئی شوخ و شریر

طبع دیوانِ حسنؔ کے ہیں یہ سال
کھنچ گئی حُسن کی دل کش تصویر

۱۳ ھ ۲۶

-: دیگر :-

واہ تصنیف حسنؔ کیا بات ہے
تُو نے صورت شاعری کی کھینچ دی

حسنِ بندش کی صفا وہ دل کشا
بند ہو جس طرح شیشے میں پری

اس کے ہر ہر بیت میں اک بات ہے
اس کی ہر ہر بات ہے شوخی بھری

جان دیں کیوں کر نہ اس پر اہلِ عشق
ہے ادا اس کی نکیلی چلبلی

حرف حرف اس کا ہے اک تلوار تیز
لفظ لفظ اس کا ہے اک چلتی چھری

شاعروں کا دل نہ ہو کیوں کر فدا
شاعروں کی ہے اسی سے زندگی

ہر مسلسل شعر زلفِ حور ہے
ہر غزل میں حسنِ مضموں سے پری

فقرے فقرے سے فصاحت ہے عیاں
جملے جملے میں بلاغت ہے بھری

نقطہ نقطہ گوہرِ شہوار ہے
کلمہ کلمہ ہے جواہر کی لڑی

کہنے کو یہ فیض سب ہیں داغ کے
پر طبیعت ہی غضب کی پائی تھی

خود نما ہونے کو ہے حسنِ سخن
اور تم نے محمد اتنی دیر کی

پردۂ تاریخ اٹھا کر کہہ بھی دو
طبع کے دو سال ہیں سن لیں سبھی

"دیکھیں واقف کار چشم شوق سے"
"ہے یہ مرآتِ جمالِ شاعری"

۲۶ ھ ۱۳

-: دیگر :-

میرے اُستاد کا وہ دیواں ہے ❁ ہے ہر اک شعر جس کا برجستہ
دونوں مصرع ہر ایک شعر میں ہیں ❁ شکل ابروئے یار پیوستہ
بندشیں ہیں کہ دامن گل سے ❁ آرزوئے ہزار وابستہ
ہیں مضامیں شگفتہ و تازہ ❁ ہر غزل حسن کا ہے گلدستہ
طبع دیواں کے سال کہہ دو محمد ❁ شمع بزم کلام شائستہ

۲۶ ھ ۱۳

-: دیگر :-

واہ دیوانِ حسن ہے کہ صنم خانہ ہے
چرچے اُلفت ہی کے ہیں حسن ہی کی باتیں ہیں

ناز و انداز و تکبر کے کرشمے ہیں کہیں
خفتیں ہیں کسی جانب سے مداراتیں ہیں

دلِ عشاق کو حاصل ہے کہیں روزِ وصال
جانِ عشاق پہ فرقت کی کہیں راتیں ہیں

جتنے اشعار ہیں دیوانِ حسنؔ میں اے محمد
حسن کو عشق کی سب نذریں ہیں سوغاتیں ہیں

ہے سنِ طبع ہر اک بیت کے اوصاف میں یہ
چاہنے والوں کی معشوقوں سے دو باتیں ہیں

۲۶ ۔ ۱۳

-: دیگر :-

سنا ہے چھپتا ہے اب وہ دیواں زمانہ جس کا تھا دل سے خواہاں
جو حسن و الفت کی ہے دل و جاں یہی وہ تصنیف ہے حسنؔ کی

یہی وہ دلکش سخن ہے اے دل کہ جس کو سنتے ہی اہلِ محفل
تڑپ رہے ہیں مثالِ بسمل خبر نہیں کچھ بھی تن بدن کی

کلام ہے یہ کہ سحر و افسوں غضب کے جادو بھرے ہیں مضموں
کہ ساری محفل ہے مست و مفتوں عجیب حالت ہے انجمن کی

کہیں ہیں سیدھی نظر کے نقشے کہیں ہیں ترچھی نظر کے شکوے
کہیں مرقع ہے سادگی کا کہیں ہے تصویر بانکپن کی

کہیں نزاکت کے ماجرے ہیں کہیں تبسم کے تذکرے ہیں
چھپی توصیف ہے کمر کی مہکتی تعریف ہے دہن کی

کرے گا مدحت کوئی کہاں تک کہ اوجِ مضموں ہے لامکاں تک
بلندیٔ شعر عرش پہ ہے زمیں فلک پہ ہے اس سخن کی

ہزار دل سے فدا ہے بلبل نثار ہے لاکھ جان سے گل
"ثمرِ فصاحت" کا تحفہ کیا ہے گلی ہے گویا دلِ چمن کی

کریں نہ کیوں کر نثار اس پر شمیمیں عطرِ بہار لا کر
بہاریں لاکھوں ہیں ایک گل میں بسی ہیں روحیں چمن چمن کی

گلِ مضامیں کی روح کھنچ کر نثار ہونے نہ آئے کیوں کر
وہ پیاری پیاری وہ بھینی بھینی سہانی دل کش ہے بو دلہن کی

ہوں ایسے تاریخ کے گل تر کہ جس کی نکہت ہو روح پرور
نئی نویلی بنی نجیلی ہے نوجواں یہ دلہن سخن کی

۱۳ ھ ۲۶

-: دیگر :-

کلامِ حسنؔ چھپ رہا ہے یہ سن کر
خدا کی قسم تحفہ میں ہو گیا خوش

حسینؔ اور حسنینؔ و فاروقؔ الٰہی!
رہیں دونوں عالم میں تینوں سدا خوش

انہیں نے کیا طبع مطبوع دیواں
انہیں نے دلِ اہلِ سخن کا کیا خوش

ادا باپ کا حق کیا ہے انہیں نے
مرادیں ملیں سب رہیں دائماً خوش

کہے طبع دیوان کے یہ سال میں نے
چھپی یادگارِ حسنؔ دل ہوا خوش

۱۳ ھ ۲۶

تاریخ جناب منشی دوارکا پرشاد صاحب افقؔ بریلوی یکے از خاندان اخبار نویساں عہد شاہی تلمیذ حضرت حسنؔ بریلوی

چھپ گیا دیواں مرے اُستاد کا
آج دنیا میں ہے لاثانی یہ نظم

ایک عالم کو مسخر کر لیا
دل کش و دل چسپ ہے کیسی یہ نظم

ہر جگہ ہر سمت شہرہ ہو گیا
ہو گئی آفاق میں نامی یہ نظم

بندشیں اچھی ہیں اچھی ہے زباں
الغرض ہر طرح ہے اچھی یہ نظم

خوب نظارہ کریں اہل سخن
ہے جمالِ شاہدِ معنی یہ نظم

دیتا ہے آنکھوں کو فرحت یہ کلام
بخشتی ہے دل کو بشاشی یہ نظم

عیسوی میں افقؔ کہہ دو سال طبع
نادر و بے مثل ہے کیا ہی یہ نظم

۱۹ ۰ ۰۹

-: دیگر :-

واقعی انمول یہ دیوان ہے
اس کے آگے لعل و گوہر ہیچ کیا

کوئی ہجری میں جو پوچھے سالِ طبع
حلم کہہ دو ارمغان ہے بے بہا
۱۳۲۷ھ

-: دیگر :-

پھیلی ہر ایک سمت ضیا اس کلام کی
خورشید کی طرح یہ سخن ہے جہاں فروز

سمبت میں طبع ہونے کی تاریخ دل پسند
کہہ دو یہ حلم خوب چھپی نظم جاں فروز
۱۹۶۵ بکری

تاریخ جناب سید محمد طاہر علی صاحب طاہرؔ از کمپ فتح گڑھ ضلع فرخ آباد

چھپا فضلِ الٰہی سے وہ دیوانِ حسنؔ طاہرؔ
کہ جس کی ہند میں کیا گلشنِ عالم میں شہرت ہے
ہوئی جب فکر تاریخ مسیحی کی تو برجستہ
عنادل نے کہا کہہ دیجئے باغِ متانت ہے
۱۹۰۹ء

-: دیگر :-

جب مدوّن ہوا کلامِ حسنؔ
کہہ دیا سب نے انتخاب ہے یہ

حرف منقوط میں ہیں ہجری سنہ
روکش باغ و لاجواب ہے یہ
۲۷ ھ ۱۳

تاریخ جناب حکیم سید مسعود غوث صاحب فیضؔ تلمیذ مصنف مرحوم

للہ الحمد آج وہ دیواں چھپا ہے بے مثال
طرز ہے جس کی جدا مضموں نئے بندش عجب
فکر تھی اے فیضؔ ہم کو اس کے سال طبع کی
دی ندا ہاتف نے کہہ دے ایک ذو منتخب
۱۳۲۷ھ

تاریخ جناب منشی برجموہن کشور، فیروز بریلوی تلمیذ حضرت مصنف

سخن سنجوں کو مژدۂ جاں فزا ہو
جناب حسنؔ کا چھپا آج دیواں
یہ وہ نظم ہے جس کا چرچا ہے گھر گھر
یہ وہ ہے بیاں جس کے سب ہیں ثنا خواں
غزلیات سب پُر ضیا پُر صفا ہیں
ہے مطلع ہر اک مطلع مہر تاباں
ڈھلا ہے ہر اک شعر سانچے میں اس کا
ہے مقطعوں سے شانِ بلاغت نمایاں

اگر صاد ہے غیرت روے دلبر
تو عین اس کا ہے رشکِ چشمِ حسیناں

حروف و نقاط اس قدر خوش نما ہیں
رہے دیکھ کر عقلِ انسان حیراں

ہے اس بے بہا نظم کا نقطہ نقطہ
عوض حاصلِ ہفت اقلیم ارزاں

صفت ہو جو اس کی وہ ہے اس کے لائق
جو ہو قدر اس کی وہ ہے اس کے شایاں

رہے طبع کا سال فیروزؔ اس کی
حسنؔ نے کیا نظم کیا خوب دیواں

۱۹ ء ۰۹

-: دیگر :-

چھپا جنابِ حسنؔ کا جو لاجواب کلام
ہر ایک کہہ اٹھا بے ساختہ سبحان اللہ
اگر ہے سالِ اشاعت کی فکر لکھ فیروزؔ
کہی ہے خوب جنابِ حسنؔ نے نظم یہ واہ

۱۹ ء ۰۹

تاریخ جناب منشی ہدایت یار خان صاحب قیسؔ بریلوی تلمیذ حضرت حسن

جوہرِ فکرِ حسنؔ واہ تیرا کیا کہنا
دُرِ مضموں ہیں کہ ہیں لعل جڑے مینے میں

شعر ہیں یا یہ کوئی درد بھرے نالے ہیں
دل پھڑک جاتے ہیں سن سن کے انھیں سینے میں

طبع دیوانِ حسنؔ کے یہ لکھو سال اے قیس
عشق عشاق کھلا حسن کے آئینے میں

۱۳ ھ ۲۶

تاریخ ابوالخیال جناب نواب ناظم علی خان صاحب
ہجرؔ شاہجہانپوری شاگرد فصیح الملک حضرت داغؔ

واہ کیا دلکش ہے دیوانِ حسنؔ
کون سا دیوان ہے اس کا جواب
ہجرؔ تم لکھ دو برائے سال طبع
ہے کلام بے نظیر و لاجواب

۱۳ ھ ۲۷

-: دیگر :-

کیا شان ہے کیا آن ہے دیوانِ حسنؔ کی
کیوں ایک زمانے کی نہ ہو آنکھ کا تارا

اشعار وہ اشعار کہ دل لوٹ ہے جن پر
بندش بھی قیامت کی ہے پھر رنگ بھی پیارا

تاریخ اگر آپ سے پوچھے کوئی اے ہجرؔ
کہہ دیجیے۔ گلدستۂ اشعار دل آرا

۱۳ ھ ۲۷

-: دیگر :-

چھپے ہیں آج طبع کلام حسنؔ ہوا
یہ وہ خبر ہے جس سے ہے خوش ہر جوان و پیر
تاریخ طبع کی جو ہوئی فکر مجھ کو ہجرؔ
دل نے کہا۔ کلام دل آویز و بے نظیر

۲۷ ھ ۱۳

-: دیگر :- در صنعت صوری و معنوی

مطبوع چو شد دیوانِ حسنؔ گفت اہل سخن
دل خوش کن دلبر فرحت آگیں نسخہ زیب طبع شدہ
تاریخ برائے سال مسیح گفت دل من حضرت ہجرؔ
در سال ہزار و نہ صد و نہ ایں نسخہ زیب طبع شدہ

۰۹ ء ۱۹

تاریخ از عاصی رب الاحد بندہ اعجاز احمد مراد آبادی

کاتب دیوان شاگرد حضرت مصنف مرحوم مغفور

ایسی شہرت ہے طبع دیواں کی ✽ جیسے ماہ سخن کی رویت ہے
اوج فکر حسنؔ کا کیا کہنا ✽ عرش سے بھی بلند ہمت ہے
جس کا ہر شعر دل پکڑتا ہے ✽ کیا فصاحت ہے کیا بلاغت ہے
بندشیں ایسی صاف ہیں جیسے ✽ دور آئینہ سے کدورت ہے

خوبیٔ حسنِ شعر کہتی ہے ❁ کوئی معشوق خوبصورت ہے
ایک عالم ہے عاشق و شیدا ❁ اک زمانے کو اس کی چاہت ہے
اس کی تاریخ حضرتِ قیصر ❁ "تابش جلوۂ فصاحت ہے"

۱۳ ھ ۲۶

تمام شد

❁

❁

[تواریخ وفات حضرت مصنف مرحوم]

تاریخ جناب علی احسن میاں صاحب معروف بہ شاہ میاں المتخلص احسن سجادہ نشیں سرکار خورد مارہرہ شریف تلمیذ فصیح الملک حضرت داغ مرحوم

خان حسن رضا کہ بحسن لیاقتش
مطبوع خاص و عام شدہ شاہد سخن

مقبول دہر چوں نشود ہر کلام او
تخئیل پاک طبع نکو فکرتش حسن

ایوا کہ رفت تاج ز فرقِ عروسِ نظم
واحسرتا کہ فوت شد آں تاجدار فن

ہر کہ بگوشم ایں خبرِ غم اثر رسید
چشم بریخت اشک و بجو نالہ قلب من

آں نیک نام بامن بدنام داشتہ
ربط و خلوص و انس دلی سر وہم علن

آں پاک زاد یافت شرف اے زہے شرف
از حج و از زیارتِ قبر شہ زمن

یا غافر الذنوب بود رحمت بہ او
بہر چہار یار وہم از بہر پنجتن

بعد از دعائے مغفرت احسنؔ بسال نقل
گو "زینت بہشت بود حاجی حسنؔ"

۱۳ ھ ۲۶

تاریخ جناب محمد انور صاحب انورؔ مدرس مدرسہ ہاشمیہ بمبئی
تلمیذ حضرت مولانا حکیم نظامی صاحب مدظلہ السامی

کر گئی پرواز روح بلبل باغ سخن
اڑ گیا رنگ چمن حسن سخن جاتا رہا
عیسوی سن میں کہی انورؔ نے تاریخ وفات
مل کے ہمراہ حسنؔ محسن سخن جاتا رہا

۱۹۰۸ء

-: دیگر :-

گئے عدم کو جہاں سے حسن رضا صاحب
خبر تمام یہ سن سن کے برہم آج ہوئے
کہو یہ مصرعِ تاریخِ رحلت اے انورؔ
حسنؔ رضائے الٰہی سے بیدم آج ہوئے

۱۳ ھ ۲۶

-: دیگر :-

نہ کیوں ہو ایک زمانہ کو آپ کا ماتم
وحید عصر جناب حسن رضا خاں تھے
جو فکر عیسوی تاریخ ہے تو اے انورؔ
"کہو حسنؔ کو طفیلِ حسن خدا بخشے"

۱۹ ء ۰۸

تاریخ جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب تجملؔ
چشتی نظامی فخری جلال پوری نزیل بمبئی

حسنؔ بود مداح خیر الوریٰ
حسنؔ بود سرتاج اہل سخن

حسنؔ بود شیدائے اصحاب پاک
حسنؔ بود دلدادۂ پنجتن

حسنؔ بود یک صوفی زندہ دل
حسنؔ بود یک ماہر علم و فن

حسنؔ رفت سوئے بہشت بریں
حسنؔ کرد رحلت ز دار محن

بگو بہر سال اے تجل حسین
حسنؔ نامور یافت قرب حسن

۱۲ ھ ۱۳

تاریخ جناب دوارکا پرشاد صاحب خلم بریلوی یکے از خاندان اخبار نویساں عہد شاہی، تلمیذ حضرت حسن بریلوی

چھوڑ کر گلشن دنیا کو حسنؔ
ہوئے فردوس میں جا کر آباد
یوں لکھا خلم نے سال رحلت
خلد میں پہنچے جناب اُستادؔ

۲۶ ھ ۱۳

تاریخ جناب برجموہن کشور فیروزؔ بریلوی تلمیذ حضرت مصنف مرحوم مغفور

میر دنیا سے ہوگئے جب سیر ❁ گئے استاد سوئے دار بقا
نیر چرخ نظم تھے استاد ❁ اُن سے تھی ملک شاعری میں ضیا

کیا ہی تھا ان کا پاک و صاف کلام ❁ روزمرہ تھا کس قدر اچھا
جو لکھی نثر بے نظیر لکھی ❁ جو کہا شعر لاجواب کہا
نعت لکھنے میں تھے اگر کامل ❁ تو مجازی میں آپ تھے یکتا
تھی توجہ تلامذہ پہ خاص ❁ تھیں عنایات باپ سے بھی سوا
ہوئی یک لخت فرقت استاد ❁ فلک پیر نے یہ رنج دیا
اب نہیں کوئی قدر دانِ سخن ❁ اب نہیں لطفِ شاعری اصلاً
سالِ رحلت بآہ لکھ فیروزؔ ❁ آج افسوس کی حسنؔ نے قضا

۶ رجب ۱۳۲۰___۱۳۲۶ھ

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

{دراصل اُستاذِ زمن کی یہ کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے؛ بلکہ مختلف کتابوں کے اواخر میں ضمیمے کے بطورِ علامہ کے یادگار قطعاتِ تواریخ، رقعات، رباعیات اور متفرق بکھرے ہوئے اشعار وغیرہ کو یکجا کر کے ایک حسین گلدستے کی شکل میں پیش کر دیا گیا ہے؛ تاکہ اہلِ ذوق کے لیے ایک ہی جگہ سے تشنگیٔ شوق کی سیرابی کا سامان میسر آسکے}

قطعات واَشعارِ حسن

رشحاتِ قلم

مولانا محمد حسن رضا خان قادری برکاتی ابوالحسینی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تضمین بر نعت
'مرحبا سید مکی مدنی العربی' ☆

اے کہ از بہر وجود ہمہ عالم سببی ❁ شافع روز جزا دافع رنج و تعبی
ہمہ خوانند بشوقت چہ ولی وچہ نبی ❁ مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

یعنی اے وہ ذات اقدس کہ جس کے وجود باجود سے سارے عالم کا وجود و شہود ہے۔ وہ بازار قیامت میں شفاعت فرمانے والے، اور رنج و تھکن کو دور کافور فرمانے والے ہیں۔ خواہ وہ کوئی نبی ہو یا ولی، ہر کوئی بصد شوق یوں نغمہ سرا ہے: 'اے عربی الاصل مکی و مدنی آقا، آپ کو خوش آمدید ہے، میری جان و دل آپ پر وارے وارے جائیں، آپ کتنے حسین و عظیم القاب کے حامل ہیں'۔

گفتمت شمس و قمر گہ نہ پسند و جانم ❁ نسبت حور و ملک با تو محقر دانم
چہ بگویم چہ نویسم چہ بوصف خوانم ❁ من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال ست بدیں بوالعجبی

یعنی اے سرکار ذی وقار! آپ کو شمس و قمر سے تعبیر کرنا میرے قلب و روح کو کبھی نہ بھایا۔ میں تو حور اور فرشتوں کو بھی آپ کی جناب کے آگے حقیر و ارزاں تصور کرتا ہوں۔ (کچھ نہیں سمجھ میں آرہا ہے کہ) آپ کے حسن و جمال کو میں کس چیز سے تعبیر کروں، اور اس کی توصیف میں کیا لکھوں۔ (بتا نہیں سکتا کہ) آپ کے جمال و کمال کی بابت میں کیسا حیران و ششدر رہوں۔ خدا معلوم! یہ کیسا تعجب آفریں جمال ہے!۔

☆ فارسی کا یہ معروف و مشہور کلام مرحبا، خواجہ جان قدسی کا ہے۔ مولانا حسن رضا بریلوی کی تضمین نے اس میں جان ڈال دی ہے۔ اور پھر اس پر مفتی ظہور احمد جلالی کا ترجمہ قند مکرر کا مزا دے گیا۔ بشکریہ مکرمی منیر شاہ صاحب

اے فلک اوج و ملک فوج و شہِ ہر دو سرا ❋ بشری را بتو ہم پلہ شمارم حاشا
عالمِ پاک کجا مرتبہٗ خاک کجا ❋ نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
بجز از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

یعنی اے آسماں کی بلندیوں والے!، فرشتوں کی افواج رکھنے والے!!، اور دونوں جہاں میں حکومت کرنے والے!!!، میں تو ان میں سے کسی کو آپ کے ہم پلہ شمار کرنے کو ہرگز تیار نہیں۔ کہاں وہ عالم پاک، اور کہاں یہ مرتبہ خاک!۔ اولادِ آدم کی آپ کی ذات کے (علو مرتبت کے) ساتھ نسبت ہی کیا ہے!! آپ تو حضرت آدم علیہ السلام اور تمام عالم سے بہت اعلیٰ ہیں، اور آپ کا نسب کتنا بلند ہے!۔

عذر تقصیر چہ آدم کہ سراسر خجلم ❋ جرم نسیان و خطا ریختہ در آب و گلم
ما دم نادم ازیں رو کہ زمانے بدلم ❋ نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت فسگ کوئے تو شد بے ادبی

یعنی میں اپنی کوتاہی و درماندگی کا کیا عذر پیش کروں، میں تو سر تا پا شرمندہ ہوں، نسیان و خطا کا پتلا، اور آب و گل (کیچڑ) میں لتھڑا ہوا ہوں۔ میں شرمندہ ہوں اور اس بات پر شرمندہ ہوں کہ ایک وقت میں نے اپنی نسبت آپ کے کتے سے کر دی اس پر بہت پریشان ہوں؛ کیونکہ آپ کی گلی کے کتے سے نسبت کرنا بھی بے ادبی ہے (کہاں وہ اور کہاں میں!)۔

ہر قدر رحمت رضا جوئے تو خلاق غفور ❋ آدمی را چہ مجالست کہ سازد محصور
شہ لطیفے از انجملہ کہ اے معدن نور ❋ ذات پاک تو کہ در ملک عرب کرد ظہور
زاں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی

یعنی پیدا کرنے اور بخشنے والا اللہ تعالیٰ یقیناً آپ کی رضا و خوشنودی چاہتا ہے۔ آدمی کی کیا مجال جو آپ کے کمالات کا احاطہ کر سکے۔ اے سرچشمۂ نور! ان کمالات میں سے ایک حصہ یہ ہے کہ آپ کی ذات پاک نے ملک عرب میں جلوہ نمائی فرمائی تو قرآن پاک عربی زبان میں نازل ہو گیا۔

قابِ قوسین پیشِ قرب تو ادنیٰ ست مقام ❁ بہرہ یاب از کرم تو چہ خواص و چہ عوام
اے کہ از رحمت تو جملہ رسید ند بکام ❁ نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

یعنی آپ کے مقامِ قرب کے سامنے تو قابَ قوسین بھی ادنیٰ مقام ہے۔ آپ کے کرمِ عمیم سے ہر خاص و عام متمتع و فیض یاب ہو رہا ہے۔ اے وہ ذات کہ جس کی رحمت کاملہ کے سبب ہر کوئی مراد آشنا اور مقصد رسا ہو گیا۔ باغِ مدینہ طیبہ کی کھجوریں آپ ہی کی بدولت سرسبز و شاداب ہیں۔ بس اسی باعث وہ اپنی مٹھاس اور تر و تازگی میں شہرۂ آفاق ہیں۔

من دل باختہ در ہجر تو ام باز نظر ❁ ہر طرف داشتہ چوں گوش بر آواز نظر
رحم فرمائے بحالم بکن از ناز نظر ❁ چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی

یعنی آپ کے ہجر و فراق میں بندہ دل کی بازی لگا چکا ہے، پھر نظر فرمائیں کانوں کی طرح ہر طرف آواز پر نظر جمائے بیٹھا ہے۔ میرے حال پر رحمت کرتے ہوئے اپنی نگاہ ناز مجھ پر ڈال دیں۔ اور چشم رحمت سے نوازدیں۔ اے قریشی ہاشمی اور مطلبی لقب والے!۔

ساقیا پی تو ندارم کنوں تاب حیات ❁ سوخت از آتش شوقت ہمہ اسباب حیات
جرعۂ وصل کہ باشیم ز ارباب حیات ❁ باہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

یعنی اے حوضِ کوثر کے ساقی اب تو میں تابِ زندگی نہیں رکھتا۔ آپ کے شوق کی آگ سے میری زندگی کے تمام اسباب جل چکے ہیں۔ اپنے وصال باکمال کا ایک گھونٹ عطا فرمادیں تاکہ ہم بھی زندوں میں شامل ہو جائیں، ہم تو (جنم جنم کے) پیاسے ہیں اور آپ آبِ حیات ہیں۔ اب لطف و کرم فرمادیجیے کہ میری پیاس حد سے سوا ہو چکی ہے۔

مرکز دیدۂ و دل ادریس و مسیحا ایں دشت ❁ جز دو سہ چار کسی محو نہ نوردیدہ و ہشت

سرعت سیر تو نارسم کہ بیک دورہ و گشت ❁ شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

یعنی آپ کی سیر کی تیز رفتاری ہم کسی اندازے میں نہیں لا سکتے کہ آپ تو ایک دورے اور گشت میں معراج کی رات آسمانوں سے بھی بلند پرواز فرما گئے۔ جس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے ہیں وہاں کسی نبی کی رسائی ممکن نہیں۔

جُدْ لِأَسِيْرٍ أَمْسٰى بِالْهَجْرِ سَلِيْبُ الْقَلْبِ ❁ أَحْرَقَ الْمُهْجَةَ وَالْجِسْمَ لَهِيْبُ الْقَلْبِ

نَضَبَ الْيَوْمَ لِمُعَاذٍ قَلِيْبُ الْقَلْبِ ❁ سَيِّدِيْ أَنْتَ حَبِيْبِيْ وَطَبِيْبُ الْقَلْبِ

آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

یعنی ایسے قیدی پر جود و کرم کی نگاہ فرمائیں جو آپ ﷺ کے لیے ہجر و فراق میں دل سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے، جس کے دل کے شعلوں نے جان و جسم کو جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ دل کے چشمے کا پانی آپ ﷺ کی محبت میں آج بہہ گیا ہے۔ اے میرے آقا آپ ہی میرے محبوب اور میرے دل کے طبیب ہیں۔ آپ کی بارگاہ میں تو قدسی بھی پناہ کے طلبگار حاضر ہوتے ہیں۔

رباعیات [1]

جانِ گلزارِ مصطفائی تم ہو ✿ مختار ہو مالکِ خدائی تم ہو
جلوے تمہارے ہے عیاں شانِ خدا ✿ آئینۂ ذاتِ کبریائی تم ہو

-: دیگر :-

یارانِ نبی کا وصف کس سے ہو ادا ✿ ایک ایک ہے ان میں ناظمِ نظمِ ہدیٰ
پائے کوئی کیوں کر اس رُباعی کا جواب ✿ اے اہلِ سخن جس کا مصنف ہو خدا

-: دیگر :-

بدکار ہیں عاصی ہیں زیاں کار ہیں ہم ✿ تعزیر کے بے شبہ سزاوار ہیں ہم
یہ سب سہی پر دل کو ہے اس سے قوت ✿ اللہ کریم ہے گنہگار ہیں ہم

-: دیگر :-

خاطی ہوں سیاہ رُو ہوں خطاکار ہوں میں
جو کچھ ہو حسنؔ سب کا سزاوار ہوں میں
پر اُس کے کرم پہ ہے بھروسہ بھاری
اللہ ہے شاہد کہ گنہگار ہوں میں

---

(۱) یہ رباعیات و قطعات، تواریخ و قصائد اور متفرق اشعار ذوقِ نعت' مطبوعہ حزب الاحناف لاہور، کے آخیر سے ماخوذ و مستعار ہیں۔

-: دیگر :-

اس درجہ ہے ضعف جاں گزائے اسلام
ہیں جس سے ضعیف سب قوائے اسلام
اے مردوں کی جان کو بچانے والے
اب ہے ترے ہاتھ میں دوائے اسلام

-: دیگر :-

کب تک یہ مصیبتیں اُٹھائے اسلام ❁ کب تک رہے ضعف جاں گزائے اِسلام
پھر از سرِ نو اِس کو توانا کر دے ❁ اے حامیٔ اسلام خدائے اسلام

-: دیگر :-

ہے شام قریب چھپی جاتی ہے ضو ❁ منزل ہے بعید تھک گیا رہرو
اب تیری طرف شکستہ حالوں کے رفیق ❁ ٹوٹی ہوئی آس نے لگائی ہے لو

-: دیگر :-

برسائے وہ آزادہ روی نے جھالے ❁ ہر راہ میں بہہ رہے ہیں ندی نالے
اسلام کے بیڑے کو سہارا دینا ❁ اے ڈوبتوں کے پار لگانے والے

-: دیگر :-

سن اختر افرادِ زمن کی فریاد ❁ سن بندۂ پابندِ محن کی فریاد
یا رب تجھے واسطہ خداوندی کا ❁ رہ جائے نہ بے اثر حسنؔ کی فریاد

-: دیگر :-

جو لوگ خدا کی ہیں عبادت کرتے ❁ کیوں اہلِ خطا کی ہیں حقارت کرتے
بندے جو گنہگار ہیں وہ کس کے ہیں ❁ کچھ دیر اسے ہوتی ہے رحمت کرتے

-: دیگر :-

دنیا فانی ہے اہلِ دنیا فانی ❁ شہر و بازار و کوہ و صحرا فانی
دل شاد کریں کس کے نظارہ سے حسنؔ ❁ آنکھیں فانی ہیں یہ تماشا فانی

-: دیگر :-

اس گھر میں نہ پابند نہ آزاد رہے
غمگین رہے کوئی نہ دل شاد رہے
تعمیر مکاں کس کے لیے ہوتا ہے
کوئی نہ رہے گا یہاں یہ یاد رہے

اشعارِ متفرقات

یہ رحمت ہے کہ بےتابانہ آئیں گے قیامت میں
جو غل پہنچا گرفتارانِ اُمت کے سلاسل کا

-: دیگر :-

ہے جمالِ حق نما بارہ اماموں کا جمال
اس مبارک سال میں ہے ہر مہینہ نور کا

-: دیگر :-

ملک ہفت آسماں کے جبہ سا ہیں ❁ تعالی اللہ یہ رُتبہ آستاں کا
ابھی روشن ہوں میرے دل کی آنکھیں ❁ جو سُرمہ ہو غبار آستاں کا
حسنؔ ہم کو نہیں خوف معاصی ❁ سہارا ہے شفیع عاصیاں کا

-: دیگر :-

خوفِ محشر سے ہے فارغ دلِ مضطر اپنا
کہ ہے محبوبِ خدا شافعِ محشر اپنا

-: دیگر :-

داغ دل یاد دہانِ شہ میں مرجھائیں گے کیا
جن کو دیں کوثر سے پانی گل وہ کمھلائیں گے کیا

جس قدم کا عرش پامالِ خرامِ ناز ہو
اس کے نیچے موم یہ پتھر نہ ہو جائیں گے کیا

جن کی پیاری اُنگلیوں سے نور کے چشمے بہے
اُن سے حصیاں کے سیہ نہ منہ ڈھل جائیں گے کیا

کوثر و تسنیم کس کے ہیں ہمارے شاہ کے
حشر کے دن پھر ہمیں پیاسے بھی رہ جائیں گے کیا

-: دیگر :-

کیا بیاں ہو عز و شانِ اہلِ بیت
کبریا ہے مدح خوانِ اہلِ بیت

-: دیگر :-

لاش میری ہو پڑی یارب میانِ کوے دوست
چلتی ہو اُڑ اُڑ کے گرد رہروانِ کوے دوست

-: دیگر :-

مولیٰ دکھا وہ جلوۂ دیدار الغیاث
بے چین ہے بہت دلِ بیمار الغیاث

-: دیگر :-

کیا خوف ہو خورشیدِ قیامت کی تپش کا ❁ کافی ہے ہمیں سایۂ دامانِ محمد
ہوتے ہیں فدا مہر و قمر حسن بیاں پر ❁ پڑھتا ہوں جو مدحِ رُخِ تابانِ محمد

-: دیگر :-

رنگ چمن آرائی اُڑانے کی ہوا میں
چلتی ہے صبا دامن مولیٰ سے لپٹ کر

-: دیگر :-

رو رہا ہوں یادِ دندانِ شہِ تسنیم میں
عین دریا میں ہے مجھ کو آبِ گوہر کی تلاش

سایۂ نخلِ مدینہ ہو زمینِ طیبہ ہو
تخت زریں کی مجھے خواہش نہ افسر کی تلاش

چھوڑ کر خاکِ قدم اکسیر کی خواہش کرے
خاک میں مل جائے یا رب کیمیا گر کی تلاش

ان لبوں کی یاد میں دل کو فدا کیجے حسنؔ
لعل پتھر ہیں کریں ہم خاک پتھر کی تلاش

-: دیگر :-

ہے شادیِ تجلیِ جاناں مآلِ عشق
کیوں کر نہ ہو خوشی سے گوارا ملالِ عشق

لا پھول ساقیا کہ گلِ داغ کھل گئے
آئی ہے جوبنوں پہ بہارِ جمالِ عشق

جس کو یہ سرفراز کرے دار ہو نصیب
کیا کیا بیاں کیجے اوج و کمالِ عشق

مدہوشیوں کے لطف اُٹھاؤں میں اے حسنؔ
دل پر مرے گرے کہیں برقِ جمالِ عشق

-: دیگر :-

شمس العلما امام اعظم ❁ بدر الفقہا امام اعظم
مقبولِ جنابِ مصطفائی ❁ محبوبِ خدا امام اعظم
چالیس برس نہ سوئے شب بھر ❁ تاج العرفا امام اعظم
گمراہ ہوں کس طرح مقلد ❁ ہیں راہ نما امام اعظم

-: دیگر :-

کیا کہوں کیا ہیں مرے پیارے نبی کی آنکھیں
دیکھیں اُن آنکھوں نے نورِ ازلی کی آنکھیں

نیم وا غنچۂ اسرارِ الٰہی کہیے
یا یہ ہیں نرگسِ باغِ ازلی کی آنکھیں

دُھل گئی ظلمتِ اعمال پڑی جس پہ نظر
عینِ رحمت ہیں شہِ مطلبی کی آنکھیں

چشم بد دُور عجب آنکھ ہے ماشاء اللہ
ہم نے دیکھیں نہ سنیں ایسی کسی کی آنکھیں

-: دیگر :-

کس کا جلوہ نظر آیا مجھ کو ❁ آپ میں دل نے نہ پایا مجھ کو
لب و حسنِ نمکیں کے آگے ❁ شکر و قند نہ بھایا مجھ کو

اے مرے اہلِ کرم ایک نظر ❁ آتشِ غم نے جلایا مجھ کو
جب اُٹھا پردۂ غفلت دل سے ❁ ہر جگہ تو نظر آیا مجھ کو
پردہ کھل جائے گا محشر میں مرا ❁ گر نہ دامن میں چھپایا مجھ کو
کیوں کھلی رہتی ہے چشمِ مشتاق ❁ کون ایسا نظر آیا مجھ کو
کیا کہوں کیسی وہ صورت تھی حسنؔ ❁ جس نے دیوانہ بنایا مجھ کو

-: دیگر :-

گلو! دیکھو ہمارے گل کی نکہت ہو اور ایسی ہو
قمر میری نظر سے دیکھ طلعت ہو اور ایسی ہو
شہا نامِ خدا تیرا تو کیا کہنا کہ خالق کو
ترے پیرو بھی پیارے ہیں محبت ہو اور ایسی ہو

-: دیگر :-

یا رب وہ دل دے جس میں کسی کی ولا نہ ہو
غیرِ خدا نہ ہو ، کوئی جز مصطفےٰ نہ ہو
صورت بنائی حق نے تری اپنے ہاتھ سے
پیارے ترا نظیر نہ پیدا ہوا نہ ہو
اے بوالہوس نصیب تجھے کیمیا کہاں
جب تک تو خاکِ پائے حبیبِ خدا نہ ہو
یا ربّ وہ نخل سبز رہے جس کی شاخ میں
جز داغِ عشق اور کوئی گل کھلا نہ ہو

-: دیگر :-

معاذ اللہ اُس دل کو عذابِ حشر کا غم ہو
کہ جس کا حامی و یاور جنابِ غوث اعظم ہو

لبِ جاں بخش نے دی جانِ تازہ دین و ایماں کو
محی الدین نہ کیوں کر پھر تمہارا اسمِ اعظم ہو

جلا دیتے ہو مردوں کو دلِ مردہ جلا دیجے
تم اِس اُمت میں شاہا یادگارِ ابنِ مریم ہو

-: دیگر :-

اصحابِ پاک میں ہے شمارِ معاویہ
کیوں کر بیاں ہو عز و وقارِ معاویہ

-: دیگر :-

آپ ہیں ختمِ رُسل ختمِ رسالت مہر ہے
آپ آئینہ ہیں وہ تصویرِ پشتِ آئینہ

گر رسالت کی گواہی چاہیے ختمِ رسل
بول اٹھتا طوطیِ تصویرِ پشتِ آئینہ

-: دیگر :-

غبارِ بے کساں کو کوئی پہنچا دے مدینہ تک
لپٹتا ہے ہر اک دامن سے سب کے پاؤں پڑتا ہے

-: دیگر :-

فانی فانی ہستی فانی ❁ باقی باقی باقی فانی
ہستی کی پھر ہستی کیا ہو ❁ ٹھہری جب یہ فنا بھی فانی
نفسِ کافر ناز ہے کس پہ ❁ ہے سب رام کہانی فانی
میرا تیرا کب تک پیارے ❁ میں بھی فانی تو بھی فانی
طعمۂ خاک ہیں شاہ و گدا سب ❁ تخت و تاج و گدائی فانی
نیست ہیں یہ سب مجنوں عاقل ❁ صحرا فانی بستی فانی
دیکھ لے حالِ حباب و شرر کو ❁ دم میں ہو گئی ہستی فانی
ایک بقا ہے ذاتِ خدا کو ❁ باقی ساری خدائی فانی
قولِ حسنؔ سن قولِ حسن ہے ❁ باقی باقی فانی فانی

تواریخ از مصنف

تاریخ مثنوی شفاعت و نجات
مصنفہ مولانا مولوی محمد محسن صاحب کاکوروی وکیل مین پوری

حسنؔ اپنے محسنؔ کی ہو کچھ ثنا
جو احسان حسنِ طبیعت کا ہو

شفاعت کا لکھا ہے احوال خوب
بیاں کیوں کر اِس کی فصاحت کا ہو

دعائیہ تاریخ میں نے کہی
'یہ اچھا ذریعہ شفاعت کا ہو'
۹۳ ، ۱۸

تاریخ وصال حضرت سیدنا و مولانا شاہ آل رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نور اللہ مرقدہ

جب آلِ رسول بحر عرفاں ❁ رونق دہ خاندانِ برکات
وہ واقفِ رمز لا و اِلّا ❁ وہ کاشفِ سرِ نفی و اِثبات
عازم ہوئے سوئے دار عقبیٰ ❁ اِس غم کی گھٹا سے دن ہوا رات
رضوان نے کہی حسنؔ سے تاریخ
'اب خلد میں دیکھیے کرامات'

۶۳۳ + ۶۶۳ ـــ ۱۲۹۶ھ

-: دیگر :-

اچھے کے پیارے میرے سہارے
باہر بیاں سے اُن کے مناقب

وہ اور شریعت وہ اور طریقت
دو دل یک ارماں یک جاں دو قالب

عبد و خدا میں مانند برزخ
مقصود و قاصد مطلوب و طالب

دریائے رحمت گلزارِ رافت
جانِ مراحم کانِ مواہب

نجمِ منازل شمعِ محافل
مہرِ مشارق ماہِ مغارب

خلقِ خدا کے کیوں نہ ہوں رہبر
ہیں مصطفےٰ کے فرزند و نائب

ہے اُن کے دم سے عزت کی عزت
تاجِ مراتب راسِ مناصب

جب اُس قمر نے لی راہِ جنت
تھی اشک افشاں چشمِ کواکب

میں نے کہی یہ تاریخِ رحلت
'قطب المشائخ اصلِ مطالب'

۱۲ ھ ۹۶

تاریخ طبع و تالیف رسالہ نگارستانِ لطافت، مصنفہ خود

ہو گیا ختم یہ رسالہ آج
شکر خالق کریں نہ کیوں کر ہم
سن تالیف اے حسنؔ سن لے
طبع وصف شہریار حرم
۱۳ ھ ۰۲

-: دیگر :-

یہ چند ورق نعت کے لایا ہے غلام آج
انعام کچھ اس کا مجھے اے بحر سخا دو

میں کیا کہوں میری ہے یہ حسرت یہ تمنا
میں کیا کہوں مجھ کو یہ صلہ دو یہ صلہ دو

تم آپ مرے دل کی مرادوں سے ہو واقف
خیرات کچھ اپنی مجھے اے بحر عطا دو

ہیں یہ سن تالیف فقیرانہ صدا میں
'والی میں تصدق مجھے مدحت کی جزا دو'

۱۳۰۲ھ

تاریخ طبع دیوان حضور احمد رضا خان آثم بریلوی

ہے یہ دیوان اُس کی مدحت میں
جس کی ہر بات ہے خدا کو قبول

جس کے قبضہ میں دو جہان کا ملک
جس کے بندوں میں تاجدار شمول

جس پہ قرباں جناں کے چمن
جس پہ پیارا خدا خدا کے رسول

جس کے صدقے میں اہل ایماں پر
ہر گھڑی رحمتِ خدا کا نزول

جس کی سرکار قاضیِ حاجات
جس کا دربار معطیِ مامول

یہ ضیائیں اسی کے دم کی ہیں
یہ سخائیں اسی کی ہیں معمول

دن کو ملتا ہے روشنی کا چراغ
شب کو کھلتا ہے چاندنی کا پھول

اُس کے در سے ملے گدا کو بھیک
اُس کے گھر سے ملے دُعا کو قبول

اے حسنؔ کیا حسن ہے مصرعِ سال
'باغِ اسلام کے کھلے کیا پھول'

۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ وصال اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ سیدی و ملجائی مرشدی و مولائی عالیجناب مولانا مولوی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شیخ زمانہ حضرت سید ابوالحسین
جانِ مراد کانِ ہدیٰ شانِ اہتدا

نورِ نگاہ حضرتِ آلِ رسول کے
اچھے میاں کے لختِ جگر آنکھوں کی ضیا

خود مین نور سیدی نقی کے نور عین
عشق کے دل کے چین مرے درد کی دوا

میرے بزرگ بھی اسی در کے غلام ہیں
میں بھی کمینہ بندہ اسی بارگاہ کا

ما بندۂ قدیم و توئی خواجۂ کریم
پروردۂ تو ایم افزائے قدر ما

جانِ ظہور اب کوئی اخفا کا وقت ہے
حائل جو پردہ بیچ میں تھا وہ بھی اُٹھ گیا

اَسرار کا ظہور ہو شانِ ظہور سے
اَستار سے اُٹھایئے اب پردۂ خفا

اعلان سے دکھایئے وہ قادری کمال
اظہار کیجے شوکتِ قدرت کا برملا

دروازے کھول دیجیے امدادِ غیب کے
کاسے لیے کھڑے ہیں بہت دیر سے گدا

یا مُنیقِذِی میں کہہ کے پکاروں بلا کے وقت
تم لَا تَخَف سناتے ہوئے آؤ سرورا

داتا مرا سوال سنو مجھ کو بھیک دو
منگتا تمہارا تم کو تمہیں سے ہے مانگتا

آیا ہے دور سے یہی سنتا ہوا فقیر
باڑا بٹے گا حضرتِ نوری کے نور کا

مجھ سا کوئی سقیم نہ تم سا کوئی کریم
میری طلب طلب ہے تمہاری عطا عطا

للہ نگاہِ مہر ہو مجھ تیرہ بخت پر
آنکھوں کو نور دل کو عنایت کرو جلا

دارین میں علوِ مراتب کرو عطا
تم مظہرِ علی ہو علی مظہرِ علا

خوش باش اے حسن ترے دشمن ملول ہوں
جس کا گدا ہے تو وہ ہے غم خوار بے نوا

تاریخ اب وصالِ مقدس کی عرض کر
حاصل ہو پورے شعر سے خاطر کا مدعا

'وہ سید والا گئے جب بزمِ قدس میں
اچھے میاں نے اٹھ کے گلے سے لگا لیا'

۳۸۰ + ۸۴۴ ـــــ ۴۴ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت نبیرہ حضرت اخ الاعظم عالم اہل سنت
جناب مولانا حاجی محمد احمد رضا خاں صاحب قادری مدظلہم
بخانہ برخوردار مولوی حامد رضا خاں سلمہم اللہ تعالیٰ

شکر خالق کس طرح سے ہو ادا ۞ اک زباں اور نعمتیں بے انتہا

پھر زباں بھی کس کی مجھ ناچیز کی ۞ وہ بھی کیسی جس کو عصیاں کا مزا

اے خدا کیوں کر لکھوں تیری صفت ۞ اے خدا کیوں کر کہوں تیری ثنا

گننے والے گنتیاں محدود ہیں ۞ تیرے الطاف و کرم بے انتہا

سب سے بڑھ کر فضل تیرا اے کریم ۞ ہے وجودِ اقدسِ خیر الوریٰ

ہر کرم کی وجہ یہ فضل عظیم ۞ صدقہ ہیں سب نعمتیں اس فضل کا

فضل اور پھر وہ بھی ایسا شاندار ۞ جس پہ سب افضال کا ہے خاتمہ

اولیا اس کے کرم سے خاص حق ۞ انبیا اس کی عطا سے انبیا

خود کرم بھی خود کرم کی وجہ بھی ۞ خود عطا خود باعثِ جود و عطا

اس کرم پر اس عطا و جود پر ۞ ایک میری جان کیا عالم فدا

کردے اک نم سے جہاں سیراب فیض ۞ جوش زن چشمہ کرم کے یم کا

جان کہنا مبتذل تشبیہ ہے ۞ اللہ اللہ اُس کے دامن کی ہوا

جان دی مردوں کو عیسیٰ نے اگر ۞ اُس نے خود عیسیٰ کو زندہ کر دیا

بے سبب اُس کی عطائیں بے شمار ۞ بے غرض اُس کے کرم بے انتہا

بادشا ہو ، یا گدا ہو ، کوئی ہو ۞ سب کو اُس سرکار سے صدقہ ملا

سب نے اس در سے مرادیں پائی ہیں ۞ اور اسی در سے ملیں گی دائما

جو ودریا ول کے صدقہ سے بڑھے ❁ بڑھتے بادل کو گھٹا کہنا خطا

حُسنِ زیبائی والے رُخ نے بھیک دی ❁ کیوں نہ گلشن کی صفت ہو دل کشا

جلوۂ پارے منور کے نثار ❁ مہر و مہ کو کتنا اُونچا کر دیا

اپنے بندوں کو خدائے پاک نے ❁ اس کے صدقہ میں دیا جو کچھ دیا

مصطفیٰ کا فضل ہے مسرور ہیں ❁ نعمت تازہ سے عبدالمصطفیٰ

عالم دیں مقتدائے اہلِ حق ❁ سُنّیوں کے پیشوا احمد رضا

فضلِ حق سے ہیں فقیرِ قادری ❁ اِس فقیری نے اُنھیں سب کچھ دیا

محبِ دل حامد میاں کو شکر ہے ❁ حق نے بیٹا بخشا جیسا چاہتا

میں دعا کرتا ہوں اب اللہ سے ❁ اور دعا بھی وہ جو ہے دل کی دعا

واسطہ دیتا ہوں میں تیرا تجھے ❁ اے خدا از فضلِ تو حاجت روا

عافیت سے قبلہ و کعبہ رہیں ❁ ہم غلاموں کے سروں پہ دائما

دولت کونین سے ہوں بہرہ ور ❁ مرجع اعظم - مصطفیٰ - حامد رضا

نعمتِ تازہ کو دے وہ نعمتیں ❁ کیں جو تو نے خاص بندوں کو عطا

دوست ان سب کے رہیں آباد و شاد ❁ دشمنِ بد خواہ غم میں مبتلا

آفریں طبعِ رواں کو اے حسنؔ ❁ قطعہ لکھنا تھا قصیدہ ہو گیا

سن ولادت کے دعائیہ لکھو ❁ "علم و عمر اقبال و طالع دے خدا"

۱۳۴۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم[1]

اے ہوائے شوق اڑا لے چل مدینہ کی طرف
واسطہ تجھ کو جناب جعفر طیار کا

ڈر ہے تیری نازکی کا ورنہ اے خوں ریز خلق
سخت جانوں سے بگڑے کیا منہ تری تلوار کا

تو بھی چل کر دیکھ آ غافل کہ اب وہ وقت ہے
پاس سے منہ تک رہے ہیں سب ترے بیمار کا

ان کی محفل میں مرا دل رہ گیا اچھا ہوا
روز کے درد و مصیبت سے چھٹا اچھا ہوا

-: دیگر :-

دل میں یا انجمن ناز میں یا آنکھوں میں
تھی غرض دیکھنے سے ہم کو کہیں دیکھ لیا

ہم سے چھپ چھپ کے رقیبوں سے یہ ملنا کیسا
بس تری شرم کو اے پردہ نشیں دیکھ لیا

ہم نہ کہتے تھے بلائیں ہیں وہ زلفیں اے دل
کیسی الجھن میں پھنسی جانِ حزیں دیکھ لیا

نامہ بر اُس نے تری بات کو جھوٹا جانا
ہم نہ کہتے تھے نہ آئے گا یقیں دیکھ لیا

چاک کیوں اپنے گریبان کو کرتے ہیں حسنؔ
کیا اُنھوں نے بھی تجھے پردہ نشیں دیکھ لیا

---

(۱) یہ قطعات و رباعیات، قصائد و تواریخ اور اشعار متفرقہ "ثمر فصاحت" سے ماخوذ و مستعار ہیں۔

-: دیگر :-

سینہ کے آبلے جو بڑھے لا سکا نہ تاب
آخر کو تنگ آ کے گریباں نکل گیا

ہم مر گئے تو مر گئے کچھ اس کا غم نہ کر
اس کی خوشی منا ترا ارماں نکل گیا

ارماں تڑپتے، حسرتیں منہ تکتی رہ گئیں
دل سے جو تیر یار کا پیکاں نکل گیا

بت خانوں میں پھر آج حسنؔ کی تلاش ہے
کیا جانے کس طرف وہ مسلماں نکل گیا

-: دیگر :-

کسی پہلو پہ نہ تھا اس دلِ مضطر کو قرار
رات مجھ کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
تکتی تھی تکیہ یاس کی شب سوئے قمر
حسرتِ جلوۂ دیدار نے سونے نہ دیا

-: دیگر :-

تمہیں پھرائے گی کیا کیا حسنؔ یہ وحشتِ دل
عبث ابھی سے ہے شکوہ برہنہ پائی کا

-: دیگر :-

جو میرا دشمنِ جاں ہے تو اس پر جان دیتا ہے
بس اب جا اے دلِ خود سر نہ میں تیرا نہ تو میرا

-: دیگر :-

نگاہِ مست سے اک بار پھر بھی دیکھ لے ساقی
ابھی باقی ہے تیرے رند میں ہوش ایک ساغر کا

-: دیگر :-

دل میں ہم ضبط کیے رہتے ہیں رونا اپنا
ایک کوزے میں لیے بیٹھے ہیں دریا اپنا

ہے الگ گوہرِ تاثیر سے رونا اپنا
آج پھر شوکھی ستانے کو ہے دریا اپنا

ہو گریہ مجھے دیکھا تو گئے غیر کے گھر
کیوں نہ ڈوبے عرقِ شرم میں دریا اپنا

ہو گئی مانعِ دیدار صفائے عارض
نظر آتا ہے تری شکل میں چہرہ اپنا

بے اثر گریۂ فرقت کو وہ فرماتے ہیں
نقش بر آب ہوا جاتا ہے دریا اپنا

جانبِ دشت چلا گریۂ وحشت لے کر
خاک چھنوانے پہ آمادہ ہے دریا اپنا

-: دیگر :-

دیکھا جو اس نے طائرِ بسمل کا اضطراب
قاتل کو یاد آیا مرے دل کا اضطراب

-: دیگر :-

آ گئی آہ دل میں کچھ تاثیر
جو نہ ملتے تھے اب ملیں گے آپ

-: دیگر :-

دل نہیں تو نہیں کوئی کھٹکا ❁ دل سلامت تو اضطراب بہت
اپنے منہ سے اُٹھا دو اب پردہ ❁ سر چڑھا ہے یہ آفتاب بہت

-: دیگر :-

اے چارہ سازو! دردِ جدائی ہے لا علاج
جو درد لا علاج ہو پھر اس کا کیا علاج

-: دیگر :-

کیسا پلا دیا مجھے ساقی نے جام آج ❁ مشکل ہے میکشوں کو مری روک تھام آج
کوئی قیامت آئے کہ دل پائمال ہو ❁ کچھ ہو بلا سے یار دکھا دے خرام آج
اس بانکپن نے ہائے یہ کیسا غضب کیا ❁ کرتے نہیں کسی سے وہ سیدھا کلام آج
محروم پھر کے جاتے ہیں اُمیدوارِ دید ❁ کیوں جلوہ طور کا نہیں بالائے بام آج

-: دیگر :-

وہ گیسو کر رہے ہیں پیچ پر پیچ ❁ ہمارا حال ہے اب پیچ در پیچ
وہ بے چارہ ہے سیدھا سا مسلماں ❁ حسنؔ سے او بت کافر نہ کر پیچ

-: دیگر :-

اپنے دل پر یار کی تصویر کھینچ
نقش یہ عامل پئے تسخیر کھینچ

-: دیگر :-

اے خدا اور کوئی مجھ سا بنا میرے بعد
رہیں آرام سے کیوں اہلِ جفا میرے بعد

-: دیگر :-

اُجاڑ ابھی سے نہ بلبل کا آشیاں صیاد
خدا کے واسطے آنے تو دے خزاں صیاد

-: دیگر :-

کیا دل کو تصدق جان کر ابروے جاناں پر
کتابِ عقل رکھ دی ہم نے قصداً طاقِ نسیاں پر

-: دیگر :-

ہم دیکھتے ہیں حسنِ حقیقی و مجازی
دل اور کسی پر ہے نظر اور کسی پر

میرے سے کوئی زخم جو کھائے تو میں جانوں
چل دیکھے تری تیغ نظر اور کسی پر

-: دیگر :-

کہاں بیٹھے ہو مشتاقوں کے پہلو سے جدا ہو کر
یہ کیا پردہ نکالا تم نے عالم آشنا ہو کر

-: دیگر :-

کیا عجب پہنچے جو تیغِ ستم آرا سر پر
دلِ مجروح زبردست کا رستا سر پر

-: دیگر :-

کون جائے سوئے جنت چھوڑ کر ایسی گلی
کون دیکھے حور کو جلوہ تمہارا دیکھ کر

آئینہ کو تھے فروغِ حسن پر دعوے بہت
رہ گیا حیران و ششدر منہ تمہارا دیکھ کر

وہ غریب بے نوا جائے کہاں دیکھے کسے
رہ پڑا جو تیرے گھر اپنا گزارا دیکھ کر

آفتاب و ماہ و شمع و گل یہاں سب ہیچ ہیں
شانِ حق آئی نظر جلوہ تمہارا دیکھ کر

یہ ادا یہ ناز یہ انداز یہ صورت کہاں
منہ نہ دیکھوں حور کا تلوا تمہارا دیکھ کر

-: دیگر :-

بے گناہوں کے دم پہ بنتی ہے
اُن کو ہوتے ہیں ہر ادا پہ ناز

بے قضا شیخ کو بھی مار رکھا
ہیں بجا یار کو ادا پہ ناز

-: دیگر :-

تو نے دل لے کر نہ لی پھر مرتے جیتوں کی خبر
اپنے مطلب کا ہے تو بھی اے ستم ایجاد بس

-: دیگر :-

آ سیر باغ کے لیے دامن سمیٹ کر
ہر نالۂ ہزار ہے اے گل شرر فروش

بر آئی اب مراد نگاہِ رقیب کی
عشاق سر فروش وہ تیغ نظر فروش

-: دیگر :-

اُن سگانِ کوچہ سے کہنا مری تسلیم شوق
اے صبا جائے اگر تو کوئے جاناں کی طرف

-: دیگر :-

فصلِ چمن میں رنگ پہ آئی بہارِ عشق
گاتی ہے شاخ شاخ ترانے ہزار عشق

-: دیگر :-

بہائے خون مری چشمِ جتلا کب تک
لگی رہے گی ترے پاؤں میں حنا کب تک

ہمارا جذبۂ دل کھینچ لائے گا سو بار
نہ آنے دے گی اُنھیں دیکھیں یہ حیا کب تک

نقاب اُٹھا دے مرے گل کے روئے رنگیں سے
رہیں گی یہ چمن آرائیاں صبا تک

-: دیگر :-

گئی فریاد اے دل لامکاں تک ❁ کہاں تک نالہ و شیون کہاں تک
دلِ نا فہم سمجھائے نہ سمجھے ❁ اسے سمجھائے گا کوئی کہاں تک
ترے قربان جوشِ بے قراری ❁ وہ ملنے دے پہنچ جاؤں وہاں تک

-: دیگر :-

وصل میں عذرِ حیا فرقت میں ظلم ❁ ہیں یہ سب باتیں ہماری جان تک
آہ سے مجھ کو نہیں اتنی اُمید ❁ نا رسا پہنچے کسی کے کان تک
کیا قیامت تھا پٹکا عشق کا ❁ دل جلا کر اب یہ پہنچا جان تک

-: دیگر :-

تری زُلفوں پہ ہے جب سے فدا دل ❁ بلاؤں کی بلا میں پھنس گیا دل

چھپایا کس کی دُزدیدہ نظر نے ❁ ابھی تھا میرے پہلو میں مرا دل
تری قامت کی اُلفت سے ستم گر ❁ قیامت کا نمونہ بن گیا دل
دکھا کر اِک نظر حسن تبسم ❁ مرے پہلو سے کوئی لے گیا دل
خدارا ناصحِ مشفق بچانا ❁ لیے جاتا ہے پھر کوئی مرا دل

-: دیگر :-

نہ چھوڑیں گے زندہ یہ نالے ہمیں ❁ خفا جان سے ہیں منا لے ہمیں
الٰہی وہ بے مہر شاداں رہے ❁ کیا جس نے غم کے حوالے ہمیں
مرے جب سے ہم گل رخوں پر حسن ❁ پڑے اپنے جینے کے لالے ہمیں

-: دیگر :-

چین آتا نہیں یہاں دل کو ❁ اور وہاں ایک نا بزار نہیں
لو کہے دیتے ہیں سنبھل جاؤ ❁ آہ ہے نالۂ بزار نہیں
چھوڑ دے کشتی حسن اے شیخ ❁ مجھے تو اس کا اعتبار نہیں

-: دیگر :-

دل اور اُن کی نگاہ سے بچ جائے
کس کی ہم دیکھ بھال کرتے ہیں

وہ جو شانِ عتاب رکھتے ہیں
حشر کا کیا جواب رکھتے ہیں

-: دیگر :-

دل کو خانہ خراب کہتے ہیں ❁ بات ہم لا جواب کہتے ہیں
جو مٹا دے خودی کو اے زاہد ❁ ہم اُسی کو شراب کہتے ہیں

جو گدا ہو گئے ترے در کے ❁ اُنھیں عالی جناب کہتے ہیں
مار رکھنے کی اک ادا ہے وہ ❁ آپ جس کو حجاب کہتے ہیں
رُوٹھ بیٹھے سوالِ وصل پہ تم ❁ کیا اِسی کو جواب کہتے ہیں
دے دیا دل حسنؔ نے اس بت کو ❁ لوگ یوں اسے جناب کہتے ہیں

-: دیگر :-

کیوں جھگڑتا ہے ناصح ناداں ❁ کیا برائی ہے دل لگانے میں
اے حسنؔ ہم نے خوب دیکھ لیا ❁ کوئی اپنا نہیں زمانے میں

-: دیگر :-

بادۂ ناب کو ہم روح فزا کہتے ہیں
آپ اے حضرتِ زاہد اسے کیا کہتے ہیں
ہجر کو زہر میں سمجھا ہوں وہ کہتے ہیں دوا
فیصلہ حضرتِ دل پہ ہے یہ کیا کہتے ہیں
منہ نہیں پھیرتا محرابِ خمِ ابرو سے
دلِ بیتاب کو ہم قبلہ نما کہتے ہیں

-: دیگر :-

چمن کی سیر کو چھوڑو ہمارے پاس نہ آؤ
کہ دل کے داغوں سے باغ و بہار ہم بھی ہیں
حسنؔ تمہارا ہمارا ہے ایک ہی احوال
کسی حسیں کے لیے بے قرار ہم بھی ہیں

-: دیگر :-

ہم مر رہے ہیں ہجر میں اُن کو خبر نہیں
اس نامراد آہ میں کچھ بھی اثر نہیں

جس کی طرف اُٹھی اُسے بے ہوش کر دیا
پرتو ہے برقِ طور کا اُن کی نظر نہیں

دشمن تمہارے آتے کلیجہ ہی تھام کر
میں کیا کروں کہ نالۂ دل میں اثر نہیں

پرواتوں کو نہ سوجھے تو اُس کا علاج کیا
اِس شمعِ بزمِ حسن کا جلوہ کدھر نہیں

ناکامیوں پر اُس کی نہ کس طرح رحم آئے
جس نامراد کی ترے در تک گزر نہیں

دیکھو تو اے حسنؔ سرِ بالیں کھڑا ہے کون
تم کو تو بے خودی میں کسی کی خبر نہیں

-: دیگر :-

عدو خوش، وہ خفا، برباد ہوں میں ❁ دلِ ناشاد سے کیا شاد ہوں میں
یہی انصاف ہے کیوں او ستم گر! ❁ کہ دشمن خوش رہیں ناشاد ہوں میں
عدو کا دل ہلا دوں تم تو کیا ہو ❁ کبھی گر مائلِ فریاد ہوں میں
کروں نالے ہی جا کر اُس گلی میں ❁ کسی ڈھب سے تو اُن کو یاد ہوں میں
خزاں و فصلِ گل سے واسطہ کیا ❁ اسیرِ پنجۂ صیاد ہوں میں
زمانہ میں جو ہیں جلاد مشہور ❁ اُنھیں کا عاشقِ ناشاد ہوں میں

-: دیگر :-

میری برائی آپ کریں وہ بھی غیر سے
میں بد گماں نہیں مجھے ایسا گماں نہیں

-: دیگر :-

نہ پہنچے قیدیانِ عشق گیسو گر بیاباں میں
اڑے گی خاک وحشت کوچۂ چاکِ گریباں میں

ہوئے اک سرو قد کے عشق کی بیعت سے ہم وحشی
کریں گے ذکر قمری حلقۂ زنجیرِ زنداں میں

ہوا دیں دامنِ زخمِ جگر کی گر ترے وحشی
ہزاروں پھول کھل جائیں ابھی شاخِ غزالاں میں

کیا فصلِ چمن میں کس کے گیسو نے مجھے وحشی
شمیمِ مشک آتی ہے گلِ چاکِ گریباں میں

-: دیگر :-

آفت ہیں الٰہی شبِ فرقت کی بلائیں
اس رات میں ہیں روزِ قیامت کی بلائیں

خورشید و قمر کے جو خدا ہاتھ بنا دے
لے لیں ابھی دونوں تری صورت کی بلائیں

اللہ تری زلفوں کے سائے سے بچائے
پریاں ہیں یہ صورت کی تو سیرت کی بلائیں

-: دیگر :-

پھولوں کے ہوئے چاک جو گلشن میں گریباں
رکھا ترے وحشی نے بھی دامن میں گریباں
کس طرح کہوں غیر کو دیوانہ تمہارا
ہے ہاتھ گریبان میں نہ دامن میں گریباں

-: دیگر :-

ان کو میرے درد کی خبر ہو ❁ اتنا تو آہ میں اثر ہو
مرتا ہے کون کچھ خبر ہے ❁ کیا تم کو خیال ہے کدھر ہو
اک دیر سے خط لکھا رکھا ہے ❁ بے کس کا کون نامہ بر ہو
مرتا ہے حسنؔ غم و الم میں ❁ کیوں حال سے اس کے بے خبر ہو

-: دیگر :-

تو میری برائی چاہتا ہے ❁ اللہ کرے تیرا بھلا ہو
کون اس کو اٹھائے وہ اٹھے کیا ❁ جو تیری نگاہ سے گرا ہو
دل لے کے خبر نہ لی ہماری ❁ بے درد ہو مطلب آشنا ہو
کیوں دل کہاں کی دوستی کی ❁ اے دشمنِ جاں تیرا برا ہو
ہے تجھ سے دعا یہی حسنؔ کی ❁ اللہ بخیر خاتمہ ہو

-: دیگر :-

تم اور بچی ہوئی کسی مے نوش کی پیو
بہکے ہوئے ہو شیخ ذرا ہوش کی پیو

اس مے میں سوزِ دل سے ہے لطفِ کباب بھی
بوتل دبی ہوئی مری آغوش کی بیچ

-: دیگر :-

پھرایا ظالم نے آہ بن بن اٹھا کر اس آستاں سے ہم کو
بُرا ہو اللہ اِس جنوں کا کہاں یہ لایا کہاں سے ہم کو

-: دیگر :-

قتل کرتے تو ہو تم جور و جفا سے ہم کو
دیکھ لو پھر بھی ذرا ناز و اَدا سے ہم کو

-: دیگر :-

تمہیں جو لائقِ اُلفت ملال رہنے دو ❁ کچھ اپنے دل میں ہمارا خیال رہنے دو
فرشتو گلشن فردوس میں نہ لے جاؤ ❁ اسی گلی میں مجھے پائمال رہنے دو
حسنؔ یہ بادۂ اُلفت ہے سوچتے کیا ہو ❁ یہیں بھی فکر حرام و حلال رہنے دو

-: دیگر :-

لاش جاتی ہے تیرے عاشق کی ❁ پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی
وہ قدم رکھتے جاتی قسمت ❁ یہ جبیں آہ سنگِ در نہ ہوئی
نالۂ بے اثر کو کیا کوسیں ❁ سنگ دل کو ذرا خبر نہ ہوئی
واہ رے جذب آہ کیا کہنا ❁ مر گئے ہم انھیں خبر نہ ہوئی
ہائے اُس بد نصیب کی قسمت ❁ یہ نگاہِ کرم جدھر نہ ہوئی

-: دیگر :-

کون کہتا ہے پھر نگاہ ملے ❁ ہمیں واپس دلِ تباہ ملے
حسرتِ دل کہو تو کیا گزری ❁ پھر کہو یار سے نگاہ ملے
خاکساروں کی آبرو ڈوبی ❁ یا خدا خاک میں یہ چاہ ملے
سب کو دشمن بنایا حسرتِ دل ❁ تم بڑے ہم کو خیر خواہ ملے

-: دیگر :-

میں جو اچھا ہوں تو بُرا ہے کون
تو بُرا ہے تو کون اچھا ہے

میرا کہنا تھا جھوٹ حسرتِ دل
اب کہو کس کا دم ٹکا ہے

دل نہ دینے پہ مجھ سے یہ رنجش
وہ مرا کب ہے آپ ہی کا ہے

-: دیگر :-

کہتے پھرتے ہو حسنؔ لوٹ لیا اُس نے مجھے
کہیے تو کیا ہو جو وہ دشمنِ جانی سن لے

-: دیگر :-

اُلٹ جائیں صفیں لاکھوں بلا سے ❁ انھیں سیدھی طرح چلنا نہ آئے
کبھی اغیار کی محفل میں یا رب ❁ ہنسی اُن کو مجھے رونا نہ آئے
بہار اُن پر اگر صدقے نہ ہو لے ❁ گلوں پر رنگ ہی اچھا نہ آئے
وفائیں میں کروں اور وہ جفائیں ❁ دل ایسے پر کبھی ایسا نہ آئے

-: دیگر :-

ساقیا اور بھی اک ساغرِ پُر جوش مجھے ❁ دیکھ ایسا نہ ہو آ جائے کہیں ہوش مجھے
نگہِ شوخ غضب، جلوۂ رُخسار آفت ❁ اک نظر ہی میں وہ عالم تھے فراموش مجھے
سرِ شوریدہ میں تھا قہر ہی جوشِ سودا ❁ تیغِ قاتل نے کیا خوب سبک دوش مجھے
کیہ سناؤں کا جو گزری ہے دلِ مضطر پر ❁ ہم نشیں دم لے، کہ آ جائے ذرا ہوش مجھے

-: دیگر :-

بھیس بدلے تم حسنؔ جاتے تو ہو ❁ کیا ہو گر وہ فتنہ گر پہچان لے

-: دیگر :-

چشم ما روشن جو آیا دل میں تو ❁ پر ستم گر دل سے جانا چھوڑ دے
دشمنوں کو یاد کرنا بھول جا ❁ دوستوں کو بھول جانا چھوڑ دے
اے حسنؔ اب تو خدا کو مان کر ❁ ان بتوں سے دل لگانا چھوڑ دے

-: دیگر :-

شب وعدہ دل کو یہ کہہ کہہ کے روکا ❁ وہ اب آتے ہیں گر خدا چاہتا ہے
وہ بت دشمنوں پر فدا ہو ہم اُس پر ❁ وہ ہوتا ہے جو کچھ خدا چاہتا ہے

-: دیگر :-

کیا پاؤ گے تم ہم سے فقیروں کو ستا کر
بندے کو ذرا خوف بھی لازم ہے خدا سے

اے آہ ٹھہر صبر کر اے نالۂ بسمل
گھبراتے ہیں وہ ٹوٹے ہوئے دل کی صدا سے

قد دمِ حشر تو فرمایئے اتنا
اُٹھے نہ کوئی آج مرے بے سر و پا سے

ہر لحظہ مری آہ پہ ہیں تازہ جفائیں
ٹھانی ہے لڑائی عجب بد خُو نے ہوا سے

بس جایئے، دیجے دلِ بے تاب ہمارا
درگزرے ہم اس آپ کے انداز و حیا سے

تقصیر خدا جانے حسنؔ ہم سے ہوئی کیا
بے وجہ نظر آتے ہیں وہ آج خفا سے

-: دیگر :-

تو جو بادۂ سر جوش چڑھا ہے بے ڈھب ❁ ساقیا بہر خدا روک مجھے تھام مجھے
دل پُر درد کی فریاد غضب ہوتی ہے ❁ نہ ستا بہر خدا اے بُتِ خود کام مجھے
میں تو آگاہ نہیں قتل سے بھی اُن کی حسنؔ ❁ کیوں خدا کے لیے دیتے ہو یہ الزام مجھے

-: دیگر :-

مسافر خواب غفلت سے تجھے ہشیار کرنے کو
جرس کے پردے میں غافل کوئی آواز دیتا ہے

-: دیگر :-

وہ صنم سرگرم کیں اے ہم نشیں پہلے سے ہے
آج کیا اُس کی زباں پر تو نہیں پہلے سے ہے
کیا کروں اظہار اپنی خواہشِ دیدار کا
اس ستم گر کی زباں پر 'تو نہیں' پہلے سے ہے

-: دیگر :-

خوشی تمہاری ہو جس میں پھر اس میں کیا کہیے
میں یوں بھی راضی ہوں اچھا مجھے بُرا کہیے

-: دیگر :-

ایسے مجرم کا کیا ٹھکانا ہے
جس کی سرکار مدعی ہو جائے

-: دیگر :-

نالے کلیجہ تھام کر اس کو سنا چکے
وہ بت کبھی نہ آئے گا ہم آزما چکے
اُلفت نہ کی تھی تجھ سے یہ اے شوخ بے وفا
دل خاک میں ملانا تھا ہم کو ملا چکے

-: دیگر :-

دل خفا یار خفا گزرے تو کیوں کر گزرے
ایسی اُلفت سے تو جینے ہی سے ہم در گزرے
غم فرقت میں حسن جان سے تنگ آیا ہے
جلد چلیے کہیں ایسا نہ ہو کچھ کر گزرے

-: دیگر :-

کبھی کبھی تو آپ کو آئے گا ہم پہ رحم
فرمائیے کبھی تو یہ بے داد جائے گی

-: دیگر :-

گھڑی بھر شبِ وصل گزری نہیں ❁ تمھیں شام ہی سے سحر ہو گئی
تصدق میں دو بوسے دے دیجیے ❁ میرے دل کی تم کو نظر ہو گئی
میری جان جو تم پہ مرتے رہے ❁ انھیں کی مزے میں بسر ہو گئی
کہاں کی یہ غفلت ہے ہشیار ہو ❁ ارے سونے والے سحر ہو گئی

-: دیگر :-

مسلمانوں کے دل ہیں جس سے بے چین ❁ وہ اس کی اِک اَدائے کافری ہے
بنے دیوانہ دیکھے اس کو گر شیخ ❁ جو بے خانہ کی شیشوں میں پڑی ہے
گیا ہوں اُس کے گھر تو پاؤں ٹوٹیں ❁ یہ تہمت کس نے میرے سر دھری ہے
حسنؔ سے اور اُن سے واسطہ کیا ❁ وہ اس بہتان سے بالکل بَری ہے

-: دیگر :-

نہ پوچھو دردِ فرقت میں مرے دم پر بنی کیسی
مری جاں تم ہو تم سے دُور رہ کر زندگی کیسی
اُمید و یاس سے ہے کشمکش میں زندگی کیسی
ہُوا ہے سامنا اے مہر کس بحرِ لطافت کا
یہ کیسا رُعب چھایا ہے چڑھی ہے تھرتھری کیسی

-: دیگر :-

بہاروں پر ہے حسن خود نما اُٹھتی جوانی ہے
اور اب تک آپ کے لب پر صدائے لن ترانی ہے

اس انداز تغافل کا تحمل ہو نہیں سکتا
وہ مجھ پر ظلم فرمائیں تو اُن کی مہربانی ہے

مصیبت میں پھنسایا جان کو کم بخت دل تو نے
مصیبت بھرنے والے یہ بھی کوئی زندگانی ہے

ملے گا خاک میں شوقِ شہادت خون ہو ہو کر
اگر کم بخت دل ایسی ہی تیری سخت جانی ہے

دل اس پہلو سے مانا جھانک بھی سکتے نہیں جلیں
یہ کہنے کو تھے تم نے بھی ہماری بات مانی ہے

-: دیگر :-

وہ اُدا سے ہم کو بسمل کر چلے ❁ ہم قضا سے اُن کو قاتل کر چلے
آبلے سینے کے جب بڑھنے لگیں ❁ پھر گریباں کیوں نہ بسمل کر چلے

-: دیگر :-

نظر ان کی نظر میں پھرتی ہے ❁ اُف چہرے سے جگر میں پھرتی ہے
شبِ غم کی سحر ہے صبحِ اجل ❁ رات کہیں رات بھر میں پھرتی ہے

-: دیگر :-

محبت اُن کو نہیں تو نہ ہو ملال رہے
ملال بھی نہ ہو تو کیا مرا خیال رہے

شہید خنجر بیداد کا خیال رہے
خدا کے واسطے پیش نظر یہ حال رہے

یہ میں نے مانا کہ وعدہ ہے آج کی شب کا
خدا ہی ہے جو تمہیں شام تک خیال رہے

رقعہ رجبی شریف

بپاسِ خاطر محمد فصاحت اللہ خان صاحب رئیس شاہ جہان پور

خدا کا شکر پھر فصلِ گل آئی ❁ ہوا بدلی مرادِ بلبل آئی

گھٹا کا چار جانب سے بڑھا جوش ❁ امنگیں ہو چلیں غارت گرِ ہوش

جگر ٹھنڈا ہوا فیضِ صبا سے ❁ لگی دل کی بجھی ٹھنڈی ہوا سے

امنگوں پر ترنگیں آ چلی ہیں ❁ بہاروں پر امنگیں آ چلی ہیں

بڑھائے ولولے دل کے گھٹا نے ❁ گھٹے غم کیف اٹھے دل کو بڑھائے

ہوا سے مل رہا ہے پردۂ یار ❁ نگاہیں ہو چلیں مشتاقِ دیدار

تعلّی پر مزاجِ مدعا ہے ❁ اثر قربانِ اندازِ دعا ہے

یہ کس گل نے اٹھایا پردۂ در ❁ بہاریں ہیں ادائے بے خودی پر

نہ تھی عاشق کی خاک اس در کے قابل ❁ مقدر سے ہوئی معراج حاصل

ترقی زا عروج و ارجمندی ❁ نصیبِ بخت اوج و سربلندی

یہ سب انوار ہیں ماہِ رجب کے ❁ تصدق عزت و جاہِ رجب کے

شبِ معراج کے پھر آ گئے دن ❁ مہینوں بعد عاشق کے پھرے دن

یہ کہتا ہے دلِ پُر آرزو آج ❁ کہ ہو سامانِ بزمِ ذکرِ معراج

رجب چوبیسویں تاریخ حضرت ❁ شبِ شنبہ سحر تک ہو یہ صحبت

کرم فرمایئے ممنون کیجے

خدا سے دولتِ دارین لیجے

رقعہ شادی کتخدائی سید لیاقت علی ابن سید حامد علی صاحب ساکن بریلی

شکرِ حق موسمِ بہار آیا ❁ عہدِ دلچسپی ہزار آیا

آئی مشاطہ بن کے فصلِ بہار ❁ شاہدِ گل کا ہو رہا ہے سنگار

کنگھی شانہ بنا کے لائی ہے ❁ نہر آئینہ لے کر آئی ہے

گجرے ہیں بے شمار پھولوں کے ❁ تو ہزاروں ہیں ہار پھولوں کے

جوشِ عشرت سے ہے چمن آباد ❁ بلبلیں گاتی ہیں مبارک باد

جب چٹکنے پہ آتے ہیں غنچے ❁ شادیانے بجاتے ہیں غنچے

ہے خوشی کا یہ حال گلشن میں ❁ ہر شجر ہے نہال گلشن میں

پھول سہرا سجا کے لائے ہیں ❁ پیڑ ڈالی بنا کے لائے ہیں

ہے بہاروں پہ حسنِ فصلِ بہار ❁ رشکِ شادی سے ہے چمن گلزار

دل کو تفریح دے رہی ہے نسیم ❁ عطر تقسیم کر رہی ہے نسیم

زینتوں سے دولہن بنا ہے چمن ❁ کچھ عجب رنگ سے سجا ہے چمن

ہے غرض ہر طرح سے جوشِ سرور ❁ ہر طرف ہے سرتوں کا ظہور

یہ سماں مجھ سے کہہ رہا ہے یہی ❁ جوشِ ارماں اُبھارتا ہے یہی

کہ لیاقت علی کی شادی ہو ❁ اچھی ساعت خوشی کی شادی ہو

میر انور نظر بنے دولہا ❁ میرا لختِ جگر بنے دولہا

فضلِ خالق سے سرفراز ہوں میں ❁ اس لیے مدعا طراز ہوں میں

ماہ ذی الحجہ میں خدا چاہے ❁ جمعہ کے روز شب کے آٹھ بجے

ہو گی چوبیسویں کو یہ تقریب ❁ مجتمع ہوں گے سب عزیز و قریب

آپ آئیں تو زیب و زینت ہو ❁ یہ تکلف رہینِ منت ہو

رونقِ بزمِ خاکسار بڑھے ❁ میری عزت بڑھے وقار بڑھے

رقعہ تقریب تسمیہ خوانی مجید الدین
نبیرۂ مولوی بشیر الدین صاحب وکیل بریلوی

خدا کا شکر ہے فصل گل آئی ❁ گلستاں پر بہار تازہ چھائی

گھٹاؤں نے قدم آگے بڑھائے ❁ ہوائے جانفزا کے جھونکے آئے

جہاں سبزۂ و گل ہے طرب خیز ❁ بہاروں کا نظارہ عشرت انگیز

نسیموں سے کھلے گل، مرغ چہکے ❁ شمیموں سے دماغ دہر مہکے

سحر چٹکی کھلا ہے مصحفِ گل ❁ صبا کہتی ہے بسم اللہ بلبل

نوا سنجِ طرب مرغانِ آزاد ❁ سب اپنا اپنا کرتے ہیں سبق یاد

شگوفہ ہے یہ طبعِ باغباں کا ❁ کہ ہر پتا ورق ہے بوستاں کا

یہ منظر دیکھ کر دل گدگدایا ❁ یکا یک پھر طبیعت میں یہ آیا

ظہورِ سورِ خاطر خواہ کیجے ❁ مجید الدین کی بسم اللہ کیجے

وہ نورِ چشم ہے نورِ نظر کا ❁ قرارِ دل مرے لختِ جگر کا

لہٰذا عرض کرتا ہوں میں بمنت ❁ کرم فرمائیے حضرت سلامت

اگست انیسویں تاریخ اتوار

ہے دن کے نو بجے رسم ضیا بار

رقعہ شادی کتخدائی برخوردار نور الابصار حسین رضا خان المعروف بہ رضا حسین خان، ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۱ ہجری

شکر ہے شکر ہے بہار آئی ❁ ربط بخشِ گل و ہزار آئی
روئے گل پر ملا گیا غازہ ❁ عشق بلبل کا ہو گیا تازہ
بار گل سے خمیدہ ڈالی ہے ❁ یا دُلھن سر جھکائے بیٹھی ہے
گلشن آرا ہے نغمہ شادی ❁ بولتا ہے ہزار کا طوطی
ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم کا عالم ❁ بھینی بھینی شمیم کا عالم
حسنِ رُخسارِ گل رُخانِ بہار ❁ دل کشی ترانہ ہائے ہزار
کوک کوئل کی دل کشا انمول ❁ اور پپیہوں کے پیارے پیارے بول
یوں طبیعت کو گدگداتے ہیں ❁ یوں اُمنگوں پہ دل کو لاتے ہیں
عیش کے دن ہیں عیش کی راتیں ❁ جمع ہیں فضل حق سے سب باتیں
لطف آگئیں چلی نسیم ایسی ❁ کھل گئی ہے کلی کلی دل کی
اس مسرت فزا زمانے میں ❁ خوش ادا خوش نما زمانے میں
فضل و اکرامِ حق تعالیٰ سے ❁ رحمتِ شاہِ دین و دنیا سے
آل و یارانِ مصطفیٰ کے طفیل ❁ جاں نثارانِ مصطفےٰ کے طفیل
غوثِ کونین کی عنایت سے ❁ قطبِ دارین کی حمایت سے
اپنے اچھے میاں کے صدقے میں ❁ شاہ عرش آستاں کے صدقے میں
کروں نورِ نگاہ کی شادی ❁ اور شادی بھی بیاہ کی شادی
میرا لختِ جگر حسین رضا ❁ خیر کے ساتھ اب بنے دُولہا
اس لیے عرض ہے یہ حضرت سے ❁ بڑی منت بڑی سماجت سے
پنج شنبہ کو بعد مغرب کے ❁ سات ذی الحجہ کو کرم کیجیے
اے عطا پاش اے کرم گستر ❁ لطف کیجیے حسن رضا خاں پر

تواریخ

تاریخ وصال حضرت سیدنا و مولانا شاہ آل رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نور اللہ مرقدہ

عالم وصالِ حضرتِ آلِ رسول سے ❁ سوزِ غمِ فراق میں سینہ کباب ہے
تو عرض کر وصال کی تاریخ اے حسنؔ ❁ "آغوشِ مصطفیٰ میں مقامِ جناب ہے"
۱۸۷۹ء

-: دیگر :-

مرشدِ مرشد کا ہوا جب وصال ❁ آئی خزاں اڑنے لگی خاک دھول
دیکھ کے فکرِ سنِ تاریخ میں ❁ مجھ سے یہ رضواں نے کہا اے ملول
دیکھ وہ لکھا ہے درِ خلد پر ❁ "انجمنِ حضرتِ آلِ رسول"
۱۸۷۹ء

-: دیگر :-

اس شاہوارِ گوہرِ جاں کو وصال نے ❁ نظروں سے جب چھپا کے رکھا دُرجِ خاک میں
کہتا تھا آسمان یہ حسرت سے اے حسنؔ ❁ "تحویلِ مہرِ قدس نے کی بُرجِ خاک میں"
۱۸۷۹ء

-: دیگر :-

دیکھ کر جنت سنِ رحلت کہا
"خواب گاہِ مرشدِ کامل ہے وہ"
۱۲۹۶ھ

تاریخ دیوان نعت شریف شیخ امیر اللہ صاحب تسلیمؔ بریلوی

شاعرِ نکتہ سنج ہیں جو تسلیمؔ * اُن کا دیوانِ نعت چھپتا ہے
اے حسنؔ تو بھی کہہ دے اک تاریخ * تیرے آگے یہ بات ہی کیا ہے
سرِ ایماں کی ہے قسم اے دل * نعت کا جو سخن ہے زیبا ہے

تاریخ رسالہ فقہی مؤلفہ مولوی فدا حسین صاحب

تالیف فقہ میں ہوئی وہ معتبر کتاب
ہر مسئلے کا جس نے کیا انفصال خوب

وہ خوبیاں ہیں اس میں کہ ایک ایک لفظ پر
کہہ اٹھیں سامعین علی الاتصال خوب

دل نے کہا لکھوں سنِ تاریخ اے حسنؔ
تاریخ بھی ہو وہ کہ ہو بے قیل وقال خوب

بولا سروشِ غیب مؤلف سے عرض کر
فقہی رسالہ آپ نے لکھا کمال خوب

۱۳۰۹ ھ

تاریخ دیوان فصاحت بنیان آفتاب داغ مصنفہ حضرت اُستاذی فصیح الملک بلبل ہندوستان جناب نواب مرزا خان صاحب داغؔ دہلوی

حسنؔ اُستاد سے اپنے مجھے یہ عرض کرنی ہے
کہ سایہ تم پہ ہو لیلین کی ساتوں مہینوں کا

کنارِ طبع سے آج آفتابِ داغ چمکا ہے
کہ گھونگھٹ اُٹھ گیا ہے دفعتاً سو مہ جبینوں کا

نزاکت اور صفائی دونوں اس سے قول ہاری ہیں
نہیں دیواں مگر مکھڑا ہے مہوش نازنینوں کا

زمینِ شعر کیا کیا جگمگائی اس کے پرتو سے
یہی سرود ہے بزمِ قلم میں گردوں نشینوں کا

اسی کی روشنی میں معنیِ نازک چمکتے ہیں
اسی سے گرم ہنگامہ ہے سب باریک بینوں کا

اسی سے پرورش پاتے ہیں لعلِ معنیِ رنگیں
اسی کی ضو سے گھر روشن ہے مضموں کے خزینوں کا

اسی کی دھوپ میں اُڑتی ہے رنگت روئے حاسد کی
اسی کے آگے فق ہوتا ہے منہ دقت گزینوں کا

اسی کے سامنے آنکھیں جھپک جاتی ہیں اعدا کی
یہیں تو جھلملاتا ہے چراغ اُن عیب چینوں کا

سر بد ہیں کبھی کا اُڑ چکا تاریخ لکھو تم
پری رویوں کا جمگھٹ ہے یہ میلہ ہے حسینوں کا

۱۳۰۲ھ

تاریخ تعمیر مکان منشی بشیر علی صاحب امروہوی

شفیق حالِ حسن منشی بشیر علی
کیا ہے آپ نے تعمیر کیا نفیس مکان

جو فکرِ سال بنا نے کیا دماغ میں گھر
صدائے غیب سنی خوش نما نفیس مکان

۱۳۰۸ھ

تاریخ تولد پسر بخانہ منشی محمد حسن صاحب اثرؔ بدایونی

ہیں محمد حسن جو میرے شفیق ❁ روز ان پر عطا نصیب کرے
ان کو حق نے دیا ہے اک فرزند ❁ خالق اس کا بڑا نصیب کرے
حشمت و جاہ و طولِ عمر کے ساتھ ❁ علم بے انتہا نصیب کرے
خیر سے آئے وہ بھی دن کہ خدا ❁ مجھے اس کی لقا نصیب کرے
گود میں لے کے یہ کہوں تاریخ ❁ تجھ کو سطوت خدا نصیب کرے

۱۸۹۱ء

-: دیگر :-

حق نے میرے دوست کو بیٹا دیا
خوش ہوئے امیدوار خورمی

وجد میں باچھیں خوشی کی کھل گئیں
خورمی ہے خود نثار خورمی

مست عشرت ہو کے گاتے ہیں بہار
طائرانِ شاخسار خورمی

کھل گئیں امید کی کلیاں تمام
رشکِ گلشن ہے دیار خورمی

فرط شادی سے ہیں چہرے لال لال
رنگ پر ہے لالہ زار خورمی

پوچھے تاریخ ولادت گر کوئی
'ہے گل فصل بہار خورمی'

۱۳۰۸ھ

تاریخ انتقال حکیم محمود خان صاحب مرحوم دہلوی

افسوس ہے وہ کشتۂ تیغ قضا ہوا ❁ تھا جس کا زندہ ساز قوی کشتۂ طلا

سوتا ہے مرگِ نیک کہ نم نومۃ العروس سوتا طلا ہے کیوں نہ ہو تاریخ پھر طلا

۱ ۳ ۰ ۹ ھ

تاریخ انتقال اہلیہ اختر حسین خان صاحب

افسوس مرگِ زوجۂ اختر حسین نے

کی ان کی بزمِ عیش و مسرت میں برہمی

دل سے ہو غم دو چار تو لطفِ طرب ہو کیا

غم سے ہو دل دو چار تو پھر کیسی بے غمی

تاریخ کی جو فکر ہوئی اے حسنؔ مجھے

بولا سروش مل گئی 'جنت میں خرمی'

۱ ۳ ۰ ۹ ھ

تاریخ انتقال مولوی برکات احمد صاحب مرحوم

مولوی برکات احمد خوش خلق و کریم

دارِ فانی سے گئے سوئے دیارِ جنت

اے حسنؔ جلوہ نما جب ہوئی فکرِ تاریخ

تھا مرے پیش نظر حسنِ نگارِ جنت

اس انداز سے کہتی ہوئی حوریں آئیں

مرنے والے کو مبارک ہو بہارِ جنت

۱۳۰۸ --- ۱۳۰۹ھ

تاریخ انتقال دختر حافظ تصدق حسین سلمہ

دخترِ نیک اختر حامی جو دنیا سے گئی
مرغ بسمل کر چلی ماں باپ کو دل کی تپش
اے حسنؔ مجھ کو ہوئی جب فکر تاریخ وفات
کہہ گیا ہاتف کنارِ حور میں ہو پرورش
۱۳۰۳ھ

تاریخ طبع دیوان مولوی نواب عبدالعزیز خان صاحب مرحوم

کیا بیاں ہو مدحِ دیوانِ عزیزؔ ❁ ہر ورق ہے تختۂ گلزارِ نظم
اس کی ہر سطر آبروئے سلکِ دُر ❁ طبع تھی یا ابرِ گوہر بارِ نظم
ان کی تحقیقات کا کیا ہو بیاں ❁ منکشف تھے سر بسر اسرارِ نظم
مشتری ہیں اس کے اربابِ کمال ❁ ہے یہ دیواں رونقِ بازارِ نظم
تھی حسنؔ کو فکر سن بولا سروش ❁ طبع کی تاریخ ہے معیارِ نظم
۱۳۱۱ھ

تاریخ وفات ابن شیخ رضا حسین صاحب میر منشی لفٹنٹی

کچھ زمانہ کے عجب انداز ہیں ❁ ایک پہلو پر نہیں اس کو قیام
رات کو کچھ تھا تو یہ دن کو ہے کچھ ❁ ہیں تلوّن اس کے ظاہر صبح و شام
ایک کے سر پر ہے تاجِ خسروی ❁ سیکڑوں ہاتھ اُٹھتے ہیں بہرِ سلام
ایک کو کاسہ گدائی کا ملا ❁ ٹھوکریں در در کی کھاتا ہے مدام
ایک کے سب کام پورے ہو گئے ❁ ہو گیا اک بے نوا کے دل کا کام

ایک گھر سے نالہ ہائے غم بلند ❁ ایک گھر میں شادیوں کا اہتمام
ایک رو رو کر بسر کرتا ہے عمر ❁ ایک ہے عیش و طرب میں شاد کام
ہیں انوکھے رنگ کی نیرنگیاں ❁ ہے نرالے ڈھنگ کی طرزِ خرام
بادیٔ دہر پر نازش عبث ❁ اس سے اُمید رفاقت فکرِ خام
سیکڑوں دانا مقید ہو گئے ❁ قہر دل کش ہر طرف پھیلے ہیں دام
یہ کسی کا ہو کے رہتا ہی نہیں ❁ اس کی عادت سے ہیں واقف خاص و عام
شب جہاں تھی محفلِ عیش و نشاط ❁ چل رہے تھے بادۂ گلگوں کے جام
گونجتی تھی نغمۂ شادی سے بزم ❁ ہر طرف تھا گل رخوں کا اژدہام
فرحت و عشرت بغل گیر قلوب ❁ نکہت خوش رُوح افزائے مشام
گدگداتی تھی دلوں کو بار بار ❁ سبزۂ حسن و رحیقِ لالہ فام
تھا غرض ہر شخص محوِ خودی ❁ تھی غرض چاروں طرف اک دھوم دھام
دفعۃً پیدا ہوئے آثارِ صبح ❁ جھلملائے چرخ پر تارے تمام
ہو گئے منہ سب چراغوں کے سپید ❁ کچھ نسیموں نے دیا ایسا پیام
سینۂ پروانہ سے اُٹھا دھواں ❁ شمع سے سن کر جدائی کے کلام
ہو گیا اک آن میں میدان صاف ❁ اب کہاں محفل اور اُس کا انتظام
وہ جگہ جس میں ابھی تھے چہچہے ❁ دم کے دم میں ہو گئی ہُو کا مقام
آہ وہ سناٹا کہ گھبراتی ہے روح ❁ کاٹ کھائیں گے ابھی یہ قصر و بام
التفاتِ دہر ہے اک خوابِ خوش ❁ آنکھ کھلتے ہی تھی سب ترکی تمام

لاکھوں دل کس نے بنا ڈالے ہدف ✿ ہیں حوادث کس کے ترکش کے سہام
ہیں کہاں وہ خسروانِ ذی حشم ✿ جن کے ساتھ اقبال تھا مثلِ غلام
اب نشاں ہے بھی کچھ اُن کے نام کا ✿ لوگ لیتے تھے ادب سے جن کے نام
ذکر جن کے ہوتے تھے تعظیم سے ✿ قبر میں شاید ہوں اُن کی کچھ عظام
اب کہاں ہیں وہ شجاعانِ زماں ✿ برق دم تھی جن کی تیغ بے نیام
اب کہاں ہیں وہ حسینانِ جہاں ✿ نیند تھی بے فرشِ گل جن پر حرام
ایسی باتوں کے بیاں سے کیا حصول ✿ جن سے ہے آگاہ جمہورِ انام
سانحہ تازہ بیاں کرتا ہوں میں ✿ ہے بہت افسوس و حسرت کا مقام
میر منشی کا جو تھا لختِ جگر ✿ اُس نے چھوڑا دارِ فانی کا قیام
نوجوان و نیک خُو و خوب رو ✿ ذی لیاقت ذی شعور و نیک نام
کیوں کر ایسا داغ دل سے چھوٹ جائے ✿ کیوں کر ایسا زخم پائے التیام
پھول کھل کھل کر جو مرجھائے تو کیا ✿ کھلنے کا مرجھانے پر ہے اختتام
ادھ کھلے غنچے اگر مرجھا گئے ✿ رہ گئیں ساری بہاریں ناتمام
مرنے والے نے پیا زہرِ اجل ✿ ہو گئی جانِ عزیزاں تلخ کام
مرگِ غربت پر نہ کیوں کر جی کڑھے ✿ دل دُکھائے کیوں نہ یہ ہجرِ دوام
اُس کا سایہ بھی نہ آئے گا نظر ✿ آنکھیں اب ڈھونڈھا کریں اُس کو مدام
حکمِ حق سے آدمی مجبور ہے ✿ کر نہیں سکتا یہ کچھ بھی روک تھام
اُس کی حالت کے مناسب ہے یہی ✿ صبر سے لیتا رہے ہر وقت کام
ہے دعائیہ حسنؔ تاریخِ فوت ✿ اے خدا فردوس میں دینا مقام

۱۳۱۲ھ

تاریخ تصنیف کتاب 'ارتباطِ مرد و زن'
مؤلفہ سید برکت علی صاحب نامی بریلوی

مباشرت سے تعلق ہے اس رسالہ کو
مرض بڑھائے ہیں جس کی بد انتظامی نے
حسن لکھو سر بقراط سے سن تالیف
نئی روش سے لکھی یہ کتاب نامی نے
۱۳۱۲ھ

تاریخ وفات سید منور علی صاحب
ساکن اسٹیٹ آمود ضلع بھڑانچ گجرات کلاں

محرم میں ہوئی حاصل شہادت ❁ منور کی لحد کیوں نہ ہو انور
حسن تاریخ کہہ اس واقعے کی ❁ منور تاج شاہی منور
۱۳۱۲ھ

-: دیگر :-

جب منور علی شہادت پائیں ❁ لطف حق کا نہ کیوں ہو سر پہ تاج
اے حسن یوں سن وفات کہو ❁ میرے ربّ سے ملے منور تاج
۱۳۱۲ھ

تاریخ طبع دیوان حکیم علی محمد صاحب شاغل رئیس بمبئی

دیوان ہے کہ باغ سخن کی بہار ہے ❁ شانِ چمن کہوں اُسے جانِ چمن کہوں
کیا آبدار ہے یہ چمکتا ہوا کلام ❁ میں اُس کے لفظ لفظ کو دُرِّ عدن کہوں

جس شعر میں ہے خونِ شہیداں کا ذکر اُسے ❁ یاقوتِ لب بتاؤں عقیقِ یمن کہوں
ہے جس غزل میں نالہ و فریاد و ہجرِ یار ❁ میں اس کی بیت بیت کو بیت الحزن کہوں
تاریخ پوچھیں حضرتِ شاغلؔ تو اے حسنؔ ❁ افسانۂ جمالِ عروسِ سخن کہوں

۱۳۱۷ ھ

تاریخ طبع کلام مولوی نور محمد صاحب نور مدرس مدرسہ ہاشمیہ بمبئی

کیا ہی دل کش ہے کلامِ انور ❁ شعرا کا اسے محبوب کہوں
مجھ سے تاریخ جو پوچھے کوئی ❁ اے حسنؔ میں سخن خوب کہوں

-: دیگر :-

زیبِ بزمِ شعرا یوں ہے کلامِ انورؔ
جس طرح ہو گلِ شاداب چمن کی رونق

اے حسنؔ اس کی چھپی ہوئی تاریخ یہ ہے
شمع انور سے ہوئی بزمِ سخن کی رونق

۱۹۰۰ ء

تاریخ ولادت پسر یگانہ حکیم احمد رضا خان صاحب رامپوری بپاسِ خاطر برادر عزیز ننھے میاں سلمہ

حکیم احمد رضا خاں کو خدا نے
دیا ہے کیا ہی فرخ فال طالع

ملا ہے ان کو فرزند خوش اقبال
ہوا ہے نیر اجلال طالع

حسنؔ تاریخ بھی ہے یہ دعا بھی
خدا دے عمر و علم اقبال طالع

۱۳۱۹ ھ

-: دیگر :-

حکیم احمد رضا خاں خوش سیر کو
دیا خالق نے فرزند دل افروز

حسنؔ تاریخ کی تھی فکر مجھ کو
کہا ہاتف نے پایا بخت فیروز

۱۳۱۹ ھ

تاریخ انتقال مادر سید پرورش علی صاحب پریس مین مطبع اہل سنت و جماعت بریلی

سدھاریں سوئے جناں پرورش علی کی ماں
بتول پاک کی ان کو نصیب خدمت ہو

سن وفات کی مجھ کو ہوئی جو فکر حسنؔ
کہا ملک نے بیاپے خدا کی رحمت ہو

۱۳۱۹ ھ

تاریخ وفات صبیہ شیخ حشمت علی چہینہ فروش بریلوی

ماہ شعبان کی اکیس تھی شب منگل کی ❋ کہ حسنؔ دختر مرحومہ نے رحلت پائی
ملہم غیب نے مجھ سے کہی تاریخ وفات ❋ حور کی گود میں آرام سے اب خواب آئی

۱۳۱۹ ھ

تواریخ مساجد

حسبِ فرمائش جناب حکیم احمد رضا خان صاحب

مرے محسن حکیم احمد رضا خاں
ہوئے تعمیر مسجد سے طرب ناک
حسنؔ میں نے کہی تاریخ اس کی
عبادت خانۂ ایمانیاں پاک
۱ ۳ ۱ ۹ ھ

-: دیگر :-

احمد رضا کی سعی نہ کیوں کر قبول ہو
خدمت گزار خانۂ ربِّ ودود ہے
اس پاک نیتی سے بنایا خدا کا گھر
ہر دم خدا کے گھر سے کرم کا ورود ہے
تاریخ ابتدائے عمارت کہو حسنؔ
بیت خدائے پاک مقامِ محمود ہے
۱ ۳ ۱ ۹ ھ

-: دیگر :-

بندۂ شیر خدا خیبر شکن ڈر سے ترے
کج رووں کی کج روی اوسان اپنے تج گئی

تو نے تو بجز کر بچایا گھر خدائے پاک کا
فتح کی نوبت خدا والوں کے گھر میں بج گئی

راست آئیں حسن نیت سے تری سب کوششیں
رائے کج رو صورتِ دیوار قلعہ کج گئی

اب کہاں وہ بانکپن اب وہ طرح داری کہاں
قلعہ کی دیوار ٹیڑھی ہو گئی کج دھج گئی

اک تجلی سی لکھو تاریخ تم بھی اے حسن
مہ دینِ متین اہلِ سنت بج گئی

۱۳۲۰ھ

تاریخ انتقال زوجہ حکیم عرفان علی صاحب ساکن بریلی

خاطرِ محزونِ عرفانِ علی ❁ یا خدا رنج و الم سے دور ہو
اُن کی زوجہ کی لکھوں تاریخ فوت عیش منزل مرقد پُر نور ہو

۱۳۲۰ھ

تاریخ ولادت پسر بجانہ منشی فضل حق صاحب پیش کار بپاس خاطر عزیز برادر بجان برابر مولوی محمد رضا خان سلمہ

فضلِ حق کو پسر دیا حق نے
کیوں نہ آئے خوشی کی دل میں موج

اے حسن ہے دعائیہ تاریخ
سایۂ فضلِ حق رہے با اوج

۱۳۲۲ھ

تاریخ ولادت فرزند دل بند یگانہ نور چشم لخت جگر حسین رضا خان سلمہا اللہ تعالیٰ

میرے فرزند کو فرزند دیا خالق نے
اے حسن اس کو ملے دولتِ دین و دنیا

عمر و علم و عمل و عزت و جاہ و منصب
دے اسے اپنے کرم اپنی عنایت سے خدا

مدد خسرو عالم ہو مددگار مدام
غوثِ اعظم کا رہے سر پہ ہمیشہ سایہ

پنج تن پاک کی امداد سے تاریخ کہی
عید کا چاند خدا نے ہمیں روزوں میں دیا

۱۳۱۷+۵ـــ۱۳۲۲ھ

-: دیگر :-

رضا حسین کو حق نے عطا کیا فرزند ❁ الٰہی دولت عیش دوام حاصل ہو
حسن دعائیہ تاریخ ہے ولادت کی ❁ کمال فخر و جمال سلام حاصل ہو

۱۳۲۲ھ

تاریخ انتقال پُر ملال استاذی نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی فصیح الملک بلبل ہندوستان ناظم یار جنگ بہادر کہ بماہ ذی الحجہ روز عرفہ از دار فانی بعالم باقی مراجعت فرمودند اللّٰھم اغفرلہ و لکل المؤمنین

گئے جنت کو حضرتِ اُستاد ❁ غم فرقت کا حال کیا کہیے
اس قیامت کو حشر زا کہیے ❁ اس مصیبت کو جاں گزا کہیے
فلک نظم پہ قمر نہ رہا ❁ شمس (۱) کو آج بے ضیا کہیے

کہتی ہے بزمِ نظم کی حالت ❁ عیش منزل کو غم سرا کہیے
ملک کیسا وہ تھے فصیح زماں ❁ اب فصاحت کا خاتمہ کہیے
بلبلِ ہند اور جہاں اُستاد ❁ بلکہ اس سے بھی کچھ سوا کہیے
یاد ہیں رام پور کے جلسے ❁ اُن کی شفقت کا حال کیا کہیے
'پیارے شاگرد' تھا لقب اپنا ❁ کس سے اس پیار کا مزہ کہیے
پوچھیے کس سے اب رُموزِ سخن ❁ کس سے خاطر کا مدعا کہیے
مر مٹیں نظم کی تمنائیں ❁ آہ کس کس کا مرثیہ کہیے
شدنی وہ جو بے ہوئے نہ رہے ❁ ایسی صورت میں ہائے کیا کہیے
مرگِ اُستاد کی حسنؔ تاریخ ❁ داغ نواب میرزا کہیے

۱۳۲۲ ھ

تاریخ دیوان منشی محمد علی اختر شاہجہانپوری تلمیذ حضرت داغ مرحوم

ہوئی گل فشاں طبعِ رنگینِ اخترؔ
بہار آئی پھولا گلستانِ مضموں
حسنؔ جب ہوئی فکر تاریخِ دیواں
کہا دل نے مجھ سے 'عروسانِ مضموں'

۱۳۲۳ ھ

تاریخ طبع دیوان میر اختر نگینوی تلمیذ حضرت داغ مرحوم

اختر کا دیوان چھپا ہے ❁ اس کو سخن کا جوہر کہیے
اے حسنؔ اُن کی فکر نکو کو ❁ اچھا کہیے بہتر کہیے
سالِ طبع کو عارض جاناں کہیے ❁ سطر کو زلف دل بر کہیے

(۱) نواب شمس الدین خان صاحب والد حضرت مرحوم۔

چبھتے ہوئے مضمون جو بنیے ❁ اُن کو مژہ کا نشتر کہیے
فکر اگر تاریخ کی ہو کچھ ❁ شمع منور اختر کہیے

۱۹۰۷ء

تاریخ تولد پسر بخانہ سید نور احمد صاحب ابن قاضی سید مہربان علی صاحب تحصیلدار حسب درخواست سید وہاج احمد صاحب پسر دومی قاضی صاحب المتخلص بہ محشؔر

میر نور احمد کو خالق نے دیا نورِ بصر
اے حسنؔ دل کا تقاضا تھا کوئی تاریخ دو

مہرباں ہو کر علی کے فیض نے مجھ سے کہا
نورِ چشمِ نورِ احمد نورِ بزمِ یمن ہو

۱۳۲۳ھ

تاریخ تصنیف واسوخت عزیزی سید برکت علی المتخلص بہ ناؔمی سلمہ اللہ تعالیٰ

میر نامی نے لکھا 'واسوخت' خوب ❁ رُوح بخش و دل کشا ہے بند بند
فکر ہے تجھ کو اگر تاریخ کی ❁ لکھ حسنؔ واسوخت نامی دل پسند

۱۳۲۳ھ

تاریخ گلدستہ نعتیہ گلستانِ رحمت جو باہتمام مولوی غلام احمد صاحب اخگر امرتسری مہتمم اخبار اہل فقہ جاری ہوا

اخگر نے کیا نعت میں گلدستہ وہ جاری
بلبل کی طرح غنچہ و گل جس پہ ہوں شیدا

اللہ یہ گلزار پھلے پھولے جہاں میں
ہر پھول سے ہو رنگ ترقی کا ہویدا

نکلے گل تاریخ حسنؔ شاخ قلم سے
انداز گلستاں کے ہیں گلدستہ سے پیدا

۱۳۲۵ھ

تاریخ انتقال زوجہ ہدایت یار خان قیسؔ بریلوی تلمیذ مصنف

زوجۂ قیسؔ نے جو رحلت کی
رمضاں ماہِ شور و شین ہوا

سن حسنؔ نے لب اجل سے سنے
'خدمت فاطمہ سے چین ہوا'

۱۳۲۴+۱ــــــ۱۳۲۵ھ

تاریخ ناول طلسم شرر مصنفۂ عالی جناب صاحبزادہ محمد مصطفےٰ علی خان صاحب بہادر شررؔ پرائیویٹ سیکرٹری ریاست رامپور

قیامِ شہرتِ تصنیف کیا ہی نعمت ہے ❁ مصنفوں کی بقائے دوام کا ہے سبب
اور اپنے صدقہ میں یہ جس کو یاد فرمالیں ❁ ہو اُس کا ذکر بھی زیب زبان و زینتِ لب
یہ میں نے مانا کہ زندہ ہیں بعض بے تصنیف ❁ مگر وہ اپنے مورخ سے بے نیاز ہیں کب
خیال کیجیے صد ہا برس گزرنے پر ❁ مصنفین عجم اور مصنفین عرب
ہمارے سامنے یوں آج بیٹھے ہیں گویا ❁ کبھی پڑا ہی نہیں اُن کو موت سے مطلب

دیا ہے خلعتِ عمر دگر سلاطیں کو ❁ انھیں کا کام تھا یا اور انھیں کا تھا منصب

شہانِ دہر ہیں اُن کے کمال کے محتاج ❁ کچھ اور کہہ نہیں سکتا زیادہ حد ادب

انھیں میں آج ہیں رونق فزا جنابِ شررؔ ❁ نئی ہے محفلِ تاریخ اعلیٰ بزمِ طرب

گلاب دیں کا جب آپ لکھیں افسانہ ❁ نہ کیوں ہو بلبل دستاں سرائے داد طلب

کھلی طلسمِ شررؔ سے گرہ مقدر کی ❁ عجب نہیں جو چمک جائے بخت کا کوکب

حسنؔ دعا ہے تاریخ کیجے ناول کی

گلاب شاخ قلم سے سدا گلاب ہوا ہے

۱۳۲۶ھ

❁❁❁❁

❁❁❁

❁❁

❁